سیرت سیدنا حیدر کرار علیہ السلام

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

مشکل کشا

جلد دوم

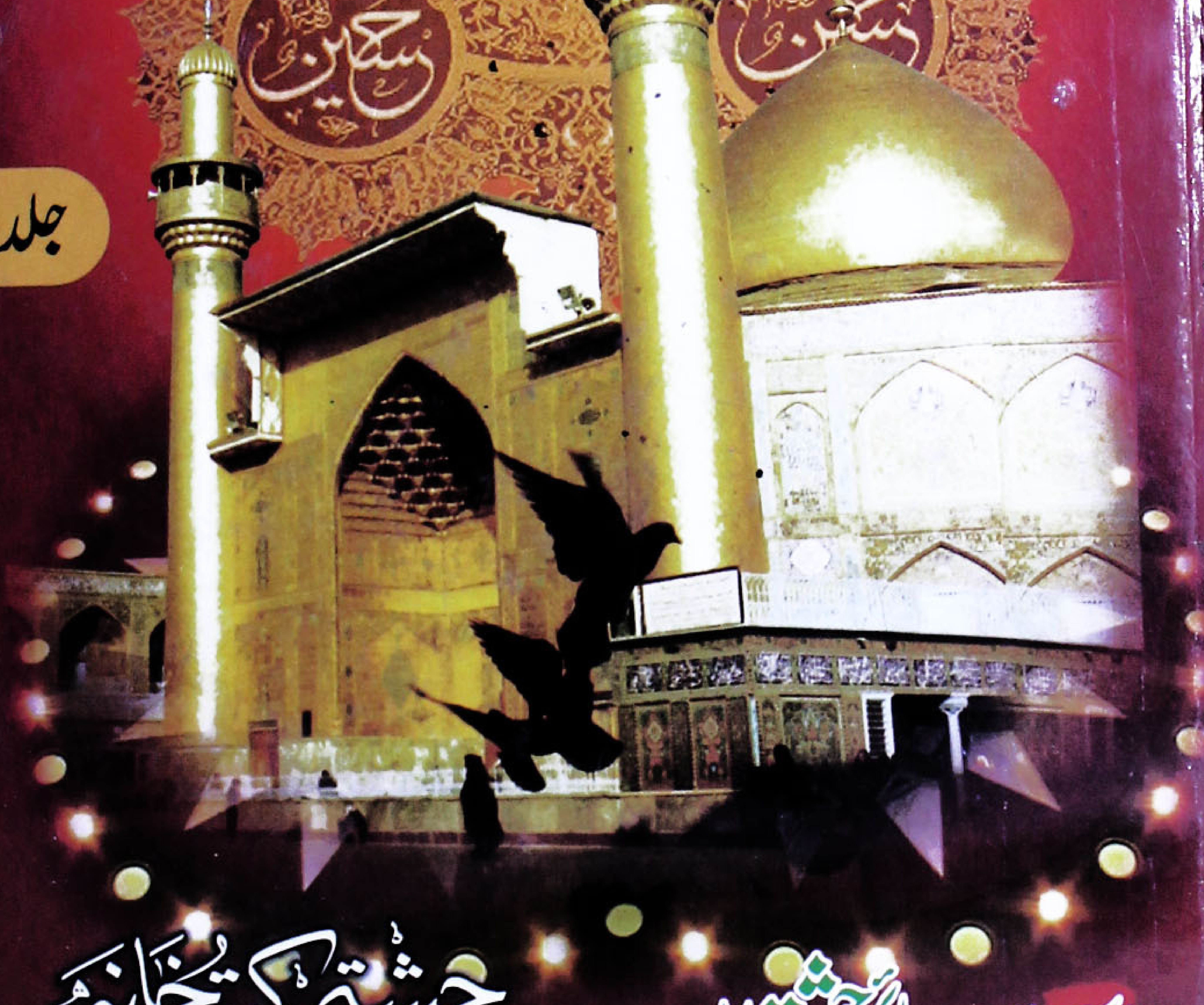

مفسر قرآن حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

چشتی کتب خانہ
فیصل آباد

Marfat.com

رازِ حق مولا علی کا سینۂ انور

سیرت سیّدنا حیدر کرّار علیہ السلام

مُشکل کُشاء

دوم

مُفسّرِ قرآن حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

چشتی کتب خانہ

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

041. 2646756
0321.4926515
0300.6674752

Marfat.com

111312

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	مشکل کشا جلد دوم
موضوع	سیرت حضرت علیؑ
مصنف	علامہ صائم چشتیؒ
پہلا ایڈیشن	جمادی الاول ۱۴۰۶ھ
پندرہواں ایڈیشن	جنوری ۲۰۰۸ء
طابع	محمد شفیق مجاہد
کمپوزنگ	چشتی کمپوزرز

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز اُردو بازار لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com

مُشکل کشا امداد کُن

مُرتضٰی ، شیرِ خُدا ، مرحب کشا امداد کُن
سرورا ، لشکر کُشا ، مُشکل کُشا امداد کُن
حیدرا ، اژدردرا ، ضرغام ہائل منظرا
شہر عرفاں را درا روشن دُرا امداد کُن

﴿از اعلیٰ حضرت بریلویؒ﴾

Marfat.com

تقریظِ عالیہ

ازلسان العصر، تاجدارِ اقلیم سخن، حضرت علامہ **حامد الوارثی** صاحب

جب نیازِ عشق تھا اب ناز ہے
یہ مرے انجام کا آغاز ہے

﴿جگر﴾

دُشمن کی "ضرب" سے خون کا کھولنا بدیہی امر ہے اور اگر دُشمن کا وار جان کی بجائے ایمان پر واقع ہو تو ایک سچا مسلمان تن، مَن، دَھن کی بازی لگا دیتا ہے، حتیٰ کہ اپنی اولاد کی قربانی کو بھی سعادت اُخروی کے مقابلہ میں دین کی ایک حقیر سی خدمت سمجھتا ہے، اُس کے جذبات میں ارتعاش اور خون میں جوش و ہیجان کا ایک بے پناہ طوفان متلاطم ہو جاتا ہے، تلاطم لطمہ سے نکلا ہے جس کے معنی تھپڑ کے ہیں، یعنی اہلِ ایمان کا ضمیر غیرت کے تھپڑ سے برانگیختہ ہو کر تمام تر دُنیاوی مصلحتوں سے بے پرواہ ہو کر ہر وہ کچھ کر گذرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے جس کا عقل تصور بھی نہیں کر سکتی۔

Marfat.com

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل تھی محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

﴿علامہ اقبالؒ﴾

اگر عہدِ حاضر کا ایک احمق، اَبلہہ، بے ضمیر اور نامحمود مصنف خارجی محمود عباسی خاندانِ ذیشانِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رکیک حملے نہ کرتا اور اہلِ بیتِ اطہار سلام اللہ علیہم کی تضحیک و تنقیص اور استخفاف واہانت کے ناقابلِ بخشش جُرم کا مُرتکب نہ ہوتا، تو شائد مجی الحاج علامہ صائمؔ چشتی ایک قلیل سی مُدت میں ادبیات اور دینیات کی رفیع الشان منازل پر فائز نہ ہوتے درجات کے اِس مُرفع کے بدلے تو صائمؔ چشتی صاحب کو اس کا احسان مند ہونا چاہیے، البتہ اُس کی دریدہ دہنی کا جس سختی سے بھی نوٹس لیا جائے کم ہے۔

تحصیلِ قُرب ہے مجھے خیرالورأ کے ساتھ
ہر ایک انتہا ہے مری ابتداء کے ساتھ

﴿حامدالوارثی﴾

محمود عباسی اور اُس کے ہمنواؤں کے رَد میں جناب علامہ صائمؔ چشتی صاحب کی یہ چوتھی تصنیف لطیف ونظیف "مشکل کشا" آپ کے ہاتھوں میں ہے قبل ازیں شہیدؑ ابن شہیدؑ اور ایمانِ ابی طالبؑ کا آپ مطالعہ کر ہی چکے ہیں خود میں نے پہلی دفعہ "مشکل کُشا" کا حرف

Marfat.com

بحرف مطالعہ کیا ہے میں اور تو کچھ نہیں کہتا اِس دوران میں !

' یہ رُتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مُدعی کے واسطے دار و رَسن کہاں

خونِ اسرائیل آجاتا ہے آخر جوش میں
توڑ دیتا ہے کوئی مُوسیٰ طلسمِ سامری

﴿اقبالؒ﴾

جیسے شاہکار اشعار بار بار اور بے اختیار میری زُبان پر آتے رہے۔غرض جنابِ صائم چشتی زادقدرہٗ نے اپنی اِس خوبصورت تالیف کے خوبصورت ابواب باندھ کر بلیغ اور خوبصورت الفاظ میں نہایت حسین اور خوبصورت انداز میں مخالفینِ بے شعور کے بودے ، لغو اور واہیات اعتراضات اور گھٹیا قسم کے عقائدِ باطلہ کے مکمل ،مُفصّل ، مدلّل اور مسکت جوابات دے کر غالبؒ مرحوم کے مصرعہ !

''ناطقہ سر بگریباں ہے اِسے کیا کہیئے'' کی حقیقتِ حقّہ پر مُہر تصدیق ثبت کر دی ہے..............اور'' حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا ''
کے خلاف !

'' حق تو یہ ہے کہ حق ادا ہو گیا ''

حامدالوارثی عفی عنہ

Marfat.com

فہرست

آئینہ	۲۳	مجوسی کے شاگرد	۳۳
اِسلام کی تکمیل اور علی	۲۹	جوتشی قیافہ شناس	۳۳
اسلام کی مٹی پلید کرنے		اصلی نقلی اولاد	۳۳
کی طاغوتی طاقت	۲۹	مشرکانہ تحریک، اصلی بت شکن	۳۳
کینہ پرور حاسد	۲۹	مجوسی گھرانے کے افراد	۳۴
دو فسادی	۳۰	حسن بصری دروغ گو مفتری	۳۴
رسول اللہ پر بہتان	۳۰	اکٹھی نو تکبیریں	۳۵
نرخرہ بند کر دیا	۳۱	گمراہی کا دروازہ	۳۶
پسینے چھوٹ گئے	۳۱	آمدم بر سر مطلب	۳۷
گمراہی کے فیصلے	۳۲	**باب**	۵۸
قدر نہیں کی	۳۲	**انا مدینۃ العلم وعلی بابھا**	
کامیاب قاضی نہیں تھے	۳۲	پہریدار	۵۹

Marfat.com

شہرِ علم کا دروازہ ۶۱
دوراستے ۶۱
حدیث ٹکراتی ہے ۶۵
سب دروازے تھے ۶۵
بنیاد اور چھت ضروری ہے ۶۶
چالاکی دیکھیں ۶۶
طرفہ تماشہ ۶۷
سب بناوٹی ہیں ۷۰
دس کے دس طریقے غلط ہیں ۷۲
سچ کیا ہے ؟ ۷۵
اعتراضات یہ ہیں ۷۶
جواب اِس جھوٹ کا ۷۸
مزید شہادتیں ۸۰
خطیب کے بعد علائی ۸۶
ایک اور گواہی ۹۴
حدیث نمبر۱ ۹۵
حدیث نمبر۲ ۹۶
حکمت کا شہر ۱۰۲
سب یہی کہتے ہیں ۱۰۴
المقاصد الحسنہ ۱۰۶
ہم نہیں مانتے ۱۰۹
اکابرین کے چند نسخے ۱۱۰
منصف بھی ہوتے ہیں ۱۱۱
تعارف ابن جوزی کا ۱۱۳
تساہل سے کام لیتا ۱۱۴
مزید تعارف ۱۱۷
حوالے اور بھی ہیں ۱۱۸
یا پیٹوں جگر کو میں ۱۱۹
یہ حاشیہ ۱۲۱
توازن یہ غیر متوازن ۱۲۲
شرعی حیثیت کیا ہے ۱۲۳
علم کی تقسیم کہاں سے کی ۱۲۴
فرمانِ نبی غیر مشروط ہے ۱۲۵
واہمے کی پیداوار ۱۲۷
علم حدیث کو ہی لے لیں ۱۲۸
علم کا شہر یا لوگوں کی رہائشگاہ ۱۳۰

Marfat.com

اصل معاملہ یہ ہے ۱۳۱
گلہائے رنگارنگ ۱۳۳
دروازہ سے نہ آئے تو چور ہے ۱۳۳
اقوالِ شیخین سے بڑھ جاتے ۱۳۴
میرا تو یہ عقیدہ ہے ۱۳۵
حل المشکلات ۱۳۵
مخالف کی گواہی ۱۳۶
افضل الشہادت ۱۳۶
تعجب ہے جرأت نہ فرماتے ۱۳۷
غلط فہمی کا ازالہ ۱۳۸
ہم اہلسنّت کا مشرب ۱۳۹
ابوبکر برحق خلیفہ ہیں ۱۴۰
اور بھی تو ہیں ۱۴۰
معاف کیجئے گا ۱۴۲
محبوب کی ہر شے عزیز ہوتی ہے ۱۴۳
صحابہ سے پوچھو ۱۴۴
اہل بیت سے محبت کرو ۱۴۴
پاکیزہ گھرانہ ۱۴۵
درود و سلام بھیجو ۱۴۵
قرآن اور اہلبیت ۱۴۶
سفینۂ نوح ۱۴۷
کیا سلوک کرتے ہو ؟ ۱۴۷
خصوصی محبت ۱۴۸
سردارانِ جنت ۱۴۹
خطبہ چھوڑ دیا ۱۴۹
اصحابِ ثلاثہ تعظیم بجالاتے ۱۴۹
دِلوں میں جھانکو ۱۵۱
تمہیں کیا ہو گیا ہے ؟ ۱۵۲
جراحی کا عمل ناگزیر ہے ۱۵۳
منبر رسول کی توہین ۱۵۴
یہ نئی بات نہیں ۱۵۵
اگر آپ غیر مقلد ہیں ۱۵۶
الموضوعات کا تعاقب ۱۵۷
المستدرک ۱۵۹
اسد الغابہ ۱۶۰
بہتر فیصلہ فرمانے والے ۱۶۱

Marfat.com

سب سے زیادہ علم والے ۱۶۱
نو حصے علم حضرت علی کے پاس ۱۶۱
الاستیعاب ۱۶۳
کبھی غلطی نہیں کی ۱۶۴
ریاض النضرہ ۱۶۴
سب سے زیادہ جانتے ہیں ۱۶۵
الصواعق المحرقہ ۱۶۶
فیض القدیر شرح جامع الصغیر ۱۶۹
دروازہ ضروری ہے ۱۶۹
کنز العمال ۱۷۰
بارِ دیگر ۱۷۲
الانتباہ فی سلاسل اولیا ۱۷۳
شرح فقہ اکبر ۱۷۴
صرف حوالے دیکھ لیں ۱۷۵

باب حدیث

انا مدینة العلم وعلی بابها
پر اعتراضات کا محاکمہ ۱۷۸
بات آگے بڑھے گی ۱۷۹
الٹی قلابازیاں ۱۸۱
زیادہ ہولناک ہے ۱۸۲
مطلب اس کا یہ ہوگا ۱۸۴
شہر کہاں گیا؟ ۱۸۵
تیرے محیط میں یہ حباب ۱۸۷
شہر کا دروازہ ہی ہوسکتا ہے ۱۸۷
دودھ کا دودھ پانی کا پانی ۱۸۹
پوری اور اصل حدیث ۱۹۰
ایسی ہی دوسری حدیث ۱۹۱
یہ حدیث ناقدین کی نظر میں ۱۹۲
پہلی حدیث پر تبصرہ ۱۹۲
دونوں موضوع ہیں؟ ۱۹۳
ابن جوزی کا تعاقب ۱۹۳
اور بھی تو ہیں ۱۹۴
بے سند جھوٹی روایت یہ ہے ۱۹۶
دوسری جھوٹی روایت یہ ہے ۱۹۶
تبصرہ یوں کیا ہے ۱۹۷
تبصرے پر حاشیہ ۱۹۸

Marfat.com

محشی کا تعاقب	۱۹۸	چاند کی شہادت	۲۱۷
شدید غلط فہمی اور اُس کا ازالہ		خبر واحد کے مقبول ہونے پر اجماع	۲۲۱
کُتبِ موضوعات کی حقیقت	۱۹۹	خبر واحد کے متعلق چار مذاہب	۲۲۱
تحقیق رضویہ	۲۰۰	ابن تیمیہ مذہب روافض پر	۲۲۲
دوم	۲۰۲	جواب لاجواب	۲۲۳
ابن تیمیہ کی اختراعات	۲۰۳	دوسری کو بھی علم تھا مگر	۲۲۴
عقل نہیں مانتی	۲۰۴	شیخین کے مددگار	۲۲۵
یہ منکرین حدیث کا استدلال ہے	۲۰۸	بحث سے پہلے	۲۲۷
سیف گولڑویہ برعنق ابن تیمیہ	۲۰۹	علوم مرتضوی کا اعلان	۲۲۷
جواب خلفشار کا	۲۱۰	یہ ہیں دروازے	۲۳۱
پہلی آیت	۲۱۱	فاروق اعظم کا اعتراف	۲۳۲
دوسری آیت	۲۱۲	باب مدینۃ العلم ہی حل کرسکتا ہے	۲۳۴
تیسری آیت	۲۱۳	مکہ معظمہ میں علمِ علی علیہ السلام	۲۳۶
چوتھی آیت	۲۱۳	تلمیذ تھے علی علیہ السلام کے	۲۳۸
پانچویں آیت	۲۱۴	دروغ گورا حافظہ نہ باشد	۲۴۱
چھٹی آیت	۲۱۴	شام میں علمِ علی علیہ السلام	۲۴۱
حضرت سلمان کی خبر		بصرہ میں علمِ علی علیہ السلام	۲۴۳
احادیث	۲۱۵	سب علی کے محتاج تھے	۲۴۵

Marfat.com

خلیفہ ثانی تلمیذ علی کے ملتجی

کوفہ میں علم علی علیہ السلام ۲۴۷

آل محمد کو امت پر قیاس نہ کرو ۲۴۹

شریح شاگردوں کے شاگرد ہیں ۲۵۰

اگر آپ سنی ہیں ۲۵۳

مکتوبات مجدد الف ثانی ۲۵۶

مکان میں سوراخ ۲۵۶

چھ نکات ۲۵۷

اگر بالعکس ہوتا ۲۵۸

دو راستے ۲۶۰

قربِ ولایت کی راہ ۲۶۱

سب کے ملجا و ماویٰ ۲۶۲

یہ راستے ۲۶۳

نہایت ضروری وضاحت ۲۶۵

سب سے وسیع تر علم علی کا ہے ۲۶۷

اگر آپ وہابی ہیں ۲۶۹

علی خدا کے پسندیدہ ہیں ۲۷۰

تنبیہ اول ۲۷۰

علی خدا کے محبوب ہیں ۲۷۲

علی وسیلہ ہیں ان کی اتباع کرو ۲۷۴

منافق نہ بنو ۲۷۵

ہلاک ہو جاؤ گے ۲۷۵

علی عالمِ کتاب اور علم لدّنی ہیں ۲۷۷

علی دارِ حکمت کا دروازہ ہیں ۲۷۹

ان تصریحات کا پس منظر اور پیش منظر ۲۸۰

باب

آیت قل کفی باللہ شہیدا ۲۸۲

تفسیر سے پہلے ۲۸۳

علومِ قرآن اور مولا علی ۲۸۴

ظاہر اور باطن کا علم ۲۸۵

علی کا علم جبریل بھی نہیں جانتے ۲۸۶

نبی کے علم کا وارث علی ہے ۲۸۷

علی بالاصالت وارث علم رسول ہیں ۲۸۹

یہی وجہ ہے ۲۹۰

قرآن میں کیا ہے؟ ۲۹۱

قرآن کی روشنی میں قرآن پڑھو ۲۹۲

Marfat.com

نکتۂ دلنواز	۲۹۴	غوثِ اعظم کے فرامین	۳۱۳
افسانہ نہیں حقیقت	۲۹۴	قرآن خود شاہد ہے	۳۱۴
قرآن حلق سے نہیں اترتا	۲۹۵	اسرار قرآنی اور ظہور کرامت	۳۱۴
قرآن کو سمجھ کر قرآن پڑھو	۲۹۶	مناسب یہ ہے	۳۱۶
یہ آیت کس کے حق میں ہے	۲۹۸	علی کے سورج کی دوبارہ	
یہ حضور کے حق میں نہیں	۲۹۹	واپسی فرمانِ مصطفیٰ سے	۳۱۸
یہ جبریل کے حق میں نہیں	۲۹۹	دُعائے مرتضیٰ سے	۳۱۹
راجح قول یہ ہے	۳۰۰	چشمہ کہاں سے نکالا	۳۲۰
مگر آیت مکی ہے	۳۰۰	کتاب عیسیٰ میں ذکر علی	۳۲۳
عبداللہ بن سلام کے		جنات پر تصرف مرتضیٰ	۳۲۵
حق میں کوئی آیت نہیں	۳۰۲	مقام کربلا کی نشاندھی	۳۸۲
اب کدھر جائیں	۳۰۳	قرآن کیسے پڑھتے تھے	۳۳۰
قرآن والوں سے پوچھ لیں؟	۳۰۵	ابوتراب سے زمین باتیں کرتی تھی	۳۳۰
یہ آیت حضرت علی کے حق میں ہے	۳۰۵	دریاؤں پر تصرف مرتضیٰ	۳۳۰
ارشادِ صادق علیہ السلام	۳۰۷	بارگاہِ علی میں جھوٹے کی سزا	۳۳۲
قولِ صادق کی دلیل	۳۰۹	علی سے جھوٹ بولنے والا	
علمِ کتاب کیا ہے؟	۳۱۰	مبروص ہوگیا	۳۳۳
قرآن بلاوجہ بیان نہیں کرتا	۳۱۲	علی کا گواہ نہ بننے والا نابینا ہوگیا	۳۳۳

Marfat.com

علی کو جھٹلانے والا پاگل ہو گیا	۳۳۴	چور کی سزا	۳۵۴
علی غیب کی خبریں دیتے ہیں	۳۳۵	ہاتھ کاٹنے والے کا قصیدہ	۳۵۵
یہ تیرا شوہر نہیں بیٹا ہے	۳۳۵	کٹا ہوا ہاتھ پھر جوڑ دیا	۳۵۶
تیرا قاتل حجاج ہوگا	۳۳۷	مراجعت بجانب موضوع	۳۵۸
حضرت قنبر کی شہادت	۳۳۸	کوئی چیز بھی نہیں	۳۵۹
تجھے مصلوب کیا جائے گا	۳۳۹	ایک حوالہ ایک صراحت	۳۶۰
جو کہا وہی ہوا	۳۳۹	ایک سوال اور اُس کا جواب	۳۶۱
پسند کا سودا	۳۴۲	علی وارثِ علم رسول ہیں	۳۶۲
روحانی معلومات بسر عارفاں	۳۴۳	امامتِ کبریٰ کا انکار و اقرار	۳۶۳
فاروق اعظم کا مرجع	۳۴۵	علی امامِ مبین ہیں	۳۶۳
خطاب ابوتراب	۳۴۵	گواہی اہلِ بیت کی	۳۶۶
سب سے زیادہ فضائل	۳۴۶	دوسری حدیث	۳۶۷
مولا علی کی اہل قبور سے گفتگو	۳۴۷	تیسری روایت	۳۶۷
ایک مردے کا جواب	۳۴۸	چوتھی روایت	۳۶۹
ایک خطا کار کی التجا	۳۵۰	اگر تعجب ہو	۳۶۹
حضرت علی کا جذبۂ رحم	۳۵۱	یہ کون ہیں؟	۳۷۰
قصہ خطا کار کا	۳۵۱	کیا فرما رہے ہیں	۳۷۰
دعائے مرتضیٰ بخشش خدا	۳۵۲	علم کا مخفی خزانہ	۳۷۳

Marfat.com

میں سچ کہتا ہوں ۳۷۴ یہ تعارف ۳۹۱

قرآن بھی ذکر رسول بھی ذکر ۳۷۵ شہزادۂ کونین کی گواہی ۳۹۲

ہم اہلِ ذکر ہیں فرمانِ علی ۳۷۶ نبی کا وصی زیادہ علم والا ۳۹۲

اہل ذکر ہی ذکر ہیں ۳۷۶ نکتہ آفرینی اور بات ہے ۳۹۴

اہلبیت اہل ذکر ۳۷۸ کیسے محتاج ہوئے ۳۹۴

قیامت تک کا سوال کرو ۳۷۹ یہ حدیث ۳۹۵

ذاریات کیا ہے؟ ۳۷۹ علمِ غیب کیا ہے ۳۹۶

چاند کی سیاہی کیا چیز ہے ۳۸۰ علی خدا کے چنے ہوئے ہیں ۳۹۸

ذوالقرنین کون تھا؟ ۳۸۰ علم رسول کی زنبیل ۳۹۹

قوس کیا ہے ۳۸۱ تبصرہ اس حدیث پر ۴۰۰

بیت المعمور کیا ہے ۳۸۱ قرآن کی دلیل ۴۰۱

نعمت کو بدلنے والے ۳۸۲ علم وحکمت سے بھرا ہوا سینہ ۴۰۴

دنیا کیلئے کوشش کرنے والے ۳۸۲ علم قرآن علم علی پر منحصر ہے ۴۰۴

تورات کی خبریں ۳۸۵ خدا کی نعمت کا چرچا کرو ۴۰۵

یہودی کا قبولِ اسلام ۳۸۶ یہودیوں کو الزامی کا جواب ۴۰۶

کتابِ ناطق سے پوچھو ۳۸۷ سب سے زیادہ علم والے ہیں

تنزیل تفسیر قرآں ۳۸۸ گواہی ایک مبشر کی ۴۰۷

حضرت ابنِ عباس کا خراجِ محبت ۳۸۸ شاتمِ علی پر گرفت خداوندی ۴۰۹

Marfat.com

شہید بغاوت کی گواہی ۴۱۰
منقبت کے پھول ۴۱۴
آدم کا وصیلہ کون بنا ۴۱۵
کلمات کیا تھے ۴۱۷
ینابیع المودۃ کی روایت ۴۲۵
چوتھا حوالہ ۴۲۵
پیرِ رومی در حضور مرتضیٰ ۴۲۸

باب

آیت مباہلہ ۴۳۵

آیت مباہلہ ۴۳۶
مکتوب بنام اہل نجران ۴۳۷
ساٹھ کی روایت ۴۳۸
گفتگو نہ کرنے کی وجہ ۴۴۰
ایک سوال کا جواب ۴۴۳
فقر کی لاج رکھنا تھی ۴۴۴
مزید حکمتیں ۴۴۵
حق و باطل کا تاریخی مکالمہ ۴۴۶
آسمانی دلیل ۴۴۸
ارشادِ ربانی کی تعمیل ۴۵۰
یہ بہت بڑا اعزاز ہے ۴۵۱
قافلۂ نور ۴۵۲
نقشِ قدم کا پردہ ۴۵۲
نجرانیوں کا مباہلے سے فرار ۴۵۵
مباہلہ نہیں ہوا ۴۵۹
لفظ نساء کا اطلاق بیٹی پر ۴۶۳
ابن تیمیہ کیا کہتا ہے؟ ۴۶۷
خدا تعالیٰ اور لغتِ عرب ۴۶۹
تفسیر مواہب الرحمٰن ۴۷۲
تفسیر عثمانی ۴۷۳
حسنین کریمین بیٹے نہیں ۴۷۵
علی نفسِ رسول نہیں ۴۸۰
تو اور نہیں میں اور نہیں ۴۸۳
جان نہیں داماد ۴۸۵
مصلحت یہ تھی ۴۸۶
ابن تیمیہ کیوں؟ ۴۸۷
تاویل بے کار ہے ۴۹۱

Marfat.com

علی جانِ رسول ہیں ۴۹۲

حوالہ جات ۴۹۵

باب آیت

ویطعمون الطعام علی حبہ ۵۰۰

اعتذار ۵۰۱

تاجدارِ ہل اتیٰ ۵۰۳

بیماری میں منت ماننا ۵۰۴

خاندانِ رسالت کا فقیر ۵۰۵

عطائے اہل بیت ۵۰۶

بیتابی مصطفےٰ ۵۰۷

تفسیر خازن تفسیر فتح البیان ۵۱۳

تفسیر کبیر ۵۱۵

اعتراز ۵۱۸

جواب ۵۱۸

مکی بھی اور مدنی بھی ۵۱۹

مسکین کو کھانا کھلانے کیلئے

جنابِ سیدہ سے خطاب ۵۲۱

یتیم کو کھانا کھلانے کیلئے ۵۲۲

جناب سیدہ کا جواب ۵۲۳

قیدی کو کھانا کھلانے کیلئے

جنابِ سیدہ کو فرمایا ۵۲۴

جناب سیدہ کا جواب ۵۲۵

محبت حیدرِ کرار محبوبِ مومنین ۵۲۷

تفسیر در منثور ۵۳۰

انوارِ محمدیہ وریاض النضرہ ۵۳۲

تفسیر کشاف ۵۳۳

الصواعق المحرقہ ۵۳۴

محبت علی کا جھوٹا دعوے دار ۵۳۵

محبت علی کا سچا دعوے دار ۵۳۶

شیعان علی کون ہیں ۵۳۷

مولا علی سے پوچھ لیتے ہیں ۵۳۸

بات سن کر جان دے دی ۵۴۳

دوست کی یہ صفات ۵۴۴

باب

نماز میں خیرات ۵۴۶

آیت کریمہ، ترجمہ، تفسیر ۵۴۷

Marfat.com

یہ آیت	۵۴۸	تواتر کہاں ہے ؟	۵۶۹
تین راستے	۵۵۰	اختراعی قصہ	۵۷۲
دوسرا گروہ	۵۵۲	باربار انگوٹھی دیتے	۵۷۳
مگر افسوس ہے	۵۵۳	یہ بھی کوئی اعزاز ہے	۵۷۴
اگر ایسا نہ ہوتا	۵۵۴	مت تسلیم کریں	۵۷۶
یہ تحریریں	۵۵۴	جیسے موسیٰ کو ہارون	۵۷۸
خلافت بلافصل کیا ہے ؟	۵۵۶	خلافتِ کبریٰ	۵۸۱
نمبر ایک	۵۵۸	ٹھہرئیے اور دیکھئے	۵۸۴
نمبر دو	۵۵۸	دوستی کا حکم دیا تھا	۵۸۶
ایک سوال	۵۵۸	لیکن درحقیقت	۵۸۷
یہ مفروضہ	۵۵۹	کس کس کیلئے	۵۸۹
علی کیلئے امامتِ کبریٰ نہیں	۵۶۲	یہ اضافہ بھی ٹھیک ہے	۵۹۰
تعجب خیز اور حیرت انگیز	۵۶۴	قریبی دوست	۵۹۱
خطرناک صورت	۵۶۴	اور کیا چاہتے ہو	۵۹۵
یہ آیت حضرت علی کے		علی کی نافرمانی نبی کی نافرمانی	۵۹۸
حق میں نہیں	۵۶۶	کانٹا بدل دیا	۶۰۰
محققین کے حق میں	۵۶۷	اور کیا چارہ تھا	۶۰۴
حاصل یا لاحاصل	۵۶۸	علی امام نہیں معاذاللہ	۶۰۸

Marfat.com

یہ تھا فلسفہ ۶۰۹
بارہ نکات ۶۰۹
ایک تعارف ۶۱۳
پہلا نکتہ ۶۱۴
پہلے پہلی آیت کا فیصلہ کر لیں ۶۱۷
تفسیر ابن کثیر ۶۱۸
تفسیر صاوی ۶۲۰
حضور نے کیا فرمایا ۶۲۴
اور وہ انصار تھے ۶۲۵
تفسیر در منثور ۶۲۶
ایک آیت بھی پوری نہیں ۶۳۱
بارہ نکاتی فارمولہ کا جواب ۶۳۲
تفسیرات احمدیہ ۶۳۳
دوسرا نکتہ ۶۳۴
تیسرا نکتہ ۶۳۵
چوتھا نکتہ ۶۳۵
پانچواں نکتہ ۶۳۷
چھٹا نکتہ ۶۳۷
ساتواں نکتہ ۶۳۷
آٹھواں نکتہ ۶۳۹
نواں نکتہ ۶۴۲
دسواں نکتہ ۶۴۴
گیارہواں نکتہ ۶۴۶
باب آیت انما ولیکم تفاسیر کی روشنی میں ۶۵۰
اپنوں کو کیا کہیں ۶۵۲
تفسیر رازی ۶۵۳
آرزوئے مصطفےٰ ۶۵۶
کیسے اوجھل ہو گئی ۶۵۷
تردید و بطلان ۶۵۹
فلسفہ اور حدیث ۶۶۰
مشتے نمونہ از خروارے ۶۶۲
ان کو بھی منظور نہیں ۶۶۵
سیلاب وجوہات ۶۶۵
یک نہ شد ۶۶۷
شانِ نزول ۶۶۸

Marfat.com

اضطراب کیوں	۶۶۹
ضرورت وضاحت	۶۷۱
تفسیر کشاف	۶۷۲
گھر کی گواہی تفسیر ابن کثیر	۶۷۳
پہلی حدیث	۶۷۴
دوسری حدیث	۶۷۴
تیسری حدیث	۶۷۵
چوتھی حدیث	۶۷۵
پانچویں حدیث	۶۷۶
چھٹی حدیث	۶۷۶
ساتویں حدیث	۶۷۷
آٹھویں حدیث	۶۷۸
نویں حدیث	۶۷۸
درمنثور	۶۷۹
پہلی حدیث	۶۷۹
دوسری حدیث	۶۷۹
تیسری حدیث	۶۸۱
چوتھی حدیث	۶۸۲
پانچویں حدیث	۶۸۲
چھٹی حدیث	۶۸۳
ساتویں حدیث	۶۸۳
آٹھویں حدیث	۶۸۴
نویں حدیث	۶۸۴
دسویں حدیث	۶۸۵
حدیثیں ہیں افسانے نہیں	۶۸۶
اضطراب اعتراف شکست ہے	۶۸۶
تفسیر ابن جریر	۶۸۷
پہلی روایت	۶۸۸
دوسری روایت	۶۸۹
تیسری روایت	۶۸۹
چوتھی روایت	۶۹۰
تفسیر مظہری	۶۹۱
اس پر اجماع ہو چکا ہے	۶۹۳
تواتر سے بھی آگے ہے	۶۹۴
تفسیر ابوسعود	۶۹۴
تفسیر جمل	۶۹۵

Marfat.com

تفسیر روح المعانی	۶۹۶
حضرت علی کے لئے	۶۹۶
تفسیر صاوی	۷۰۰
تفسیر خازن	۷۰۰
تفسیر معالم التنزیل	۷۰۱
تفسیر نسفی مدارک	۷۰۱
ریاض النضرہ	۷۰۲
ایک تفسیر کے کئی حوالے	۷۰۲
تفسیر ضیاء القرآن	۷۰۳
فساد کہاں سے شروع ہوا	۷۰۴
حوالے ہی حوالے	۷۰۶
آغاز وانجام اس بحث کا	۷۰۷
کاش ایسا نہ کرتے	۷۱۰
علی راشد خلیفہ نہیں تھے	۷۱۰
شاہ ولی اللہ کی رائے	۷۱۱
مولا کے معنے، علمائے دین کی ڈیوٹی، نمک حرامی کی سزا	۷۱۱
کچھ علاج اسکا بھی	۷۱۲
قارئین کے لئے	۷۱۳
علی مومنوں کے مددگار ہیں	۷۱۴
اگر مددگار ہیں	۷۱۵
حق یہ ہے	۷۱۶
مشکل کشا جلد سوم کی جھلکیاں	۷۱۷

11132

Marfat.com

آئینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوبِ قوم کا حساّس جذبوں سے تہی ہو جانا بالآخر احساس سود و زیاں کے مِٹ جانے پر ہی مُنتج ہوتا ہے۔ اور جب احساسِ سود و زیاں مٹ جاتا ہے تو پھر وہ شعلہ زادے انار کی پھیلانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، جن کی تخلیق ہی شائد خالقِ کائنات نے معاونتِ ابلیس کے لئے کی ہوتی ہے۔

اِسے مِن وَجہہ البصیرت کہیے یا کوئی اور نام دے لیں، جِن خدشات و خطرات کا اظہار ہم مسلسل بیس برس سے کئے جا رہے ہیں وہ بالآخر اہلِ وطن پر مسلّط ہو ہی گئے۔

کسی بھی فِتنہ کے جنم لیتے ہی معمولی سی توجہ دینے سے اُس کو فنا آشنا

Marfat.com

کیا جا سکتا ہے مگر جب اُسے نہایت معمولی اور حقیر سی چیز سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے تو پھر اُس کے ہولناک نتائج سے عہدہ برآ ہونا ہی پڑتا ہے۔

ہم ارضِ پاک میں رہنے والے جمیع اہلِ اسلام کو بالعموم اور عُلمائے اہلِ سُنّت و جماعت کو بالخصوص عرصۂ دراز سے خارجیّت کے اُٹھنے والے شیطانی فِتنہ کی طرف بار بار متوجّہ کر رہے ہیں، لیکن ہماری کسی بھی گذارش کو لائق اِعتنا نہیں سمجھا گیا، بلکہ اکثر حضرات اَب تک منفی سوچ کے تانے بانے میں اُلجھے ہوئے ہیں، حالانکہ پانی اَب سَر سے اُونچا ہو گیا ہے اور خارجیّت کا وہ اِبلیسی فتنہ جو محض چند اِبلیس نوازوں تک محدود تھا، اَب وطنِ عزیز کے تمام شہروں اور قصبات تک پھیل چکا ہے۔

خارجیّت کے اِس بڑھتے ہوئے طُوفانِ بدتمیزی کو اَب کیسے روکا جا سکتا ہے؟ یہ سوال اَب نہایت پیچیدہ ہو چکا ہے جس کا شافی جواب شائد کوئی بھی فردِ واحد نہ دے سکے۔ تاہم عرصہ دراز سے اِس اِبلیسی سازش پر گہری نظر رکھنے کی وجہ سے ایک اَیسا خاکہ پیش کیا جا سکتا ہے جس کے لئے اِجتماعی طور پر اگر ٹھوس بنیادیں مہیّا کی جا سکیں تو مُسلسل جدوجہد کے بعد اِس پر قابو پا لینا خارج از امکان نہیں، تاہم اَب یہ مسئلہ آسان نہیں رہا بلکہ اِسے حل کرنے کے لئے اَب قدم قدم پر شدید تر مُشکلات اور سخت ترین اُلجھنوں سے متصادم ہونا پڑیگا۔

اِس میں عُلمائے کرام کی خصوصی توجّہ اور عوام کی دلچسپی کے ساتھ

Marfat.com

ساتھ حکومت کو بھی اہم کردار ادا کرنا ہوگا۔ برِ صغیر میں قادیانی فتنہ کیسے پھلا پھولا اُس کے عواقب کو سامنے رکھتے ہوئے بلا تاخیر اجتماعی اقدام کیا جائے تو اس طُوفانِ بدتمیزی کا رُخ اُن صہیونی تنظیموں اور فرنگی سازشوں کی طرف موڑا جاسکتا ہے جہاں سے اِس نے جنم لیا ہے اور جو ہمیشہ سے اپنے سینوں میں چُھپی ہُوئی اسلام دُشمنی کی وجہ سے اِس قسم کے فتنوں کو پیدا کرنے اور پھر اُن کی نشوونما کرنے کے لئے اندھا دُھند مادی مُعاونت جاری رکھتے ہیں۔

جمہور اہلِ اسلام کے نزدیک خارجی فِرقہ شروع سے ہی مُرتدین و منافقین کی اِبلیسی ٹولی کے نام سے ہی جانا پہچانا جاتا ہے، اور بعض ملکوں میں اِس کے جراثیم ہمیشہ سے ہی پلتے چلے آرہے ہیں، خواہ ان کی تعداد قلیل تر ہی کیوں نہ ہو مگر برِصغیر میں اِس ناہنجار و نامُراد ٹولی نے پاکستان میں معرضِ وجود میں آجانے کے بعد ہی پر پُرزے نکالے ہیں۔

ہم اپنی تصانیف میں متعدد بار اپنی اِس حیرت کا اظہار کرچکے ہیں کہ کیا پاکستان کو لاکھوں قربانیوں کے بعد اِسی لئے معرضِ وجود میں لایا گیا تھا کہ یہاں اِسلام کی اعلیٰ ترین اقدار کو پامال کرنے کے لئے کُچھ شیطانی دماغوں کی بھی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

کیا یہ وہی ملک ہے جس کے لئے ہم نے زندگی کی عزیز ترین متاع بھی قُربان کردی تھی ؟

کیا یہ وہی مُقدّس سرزمین ہے جس کا تصوّر علاّمہ اقبال علیہ الرحمتہ

Marfat.com

نے پیش کیا تھا ؟

کیا یہ وہی خِطّۂ پاک ہے جِسے ہمارے تخیّلات نے جنّتِ اَرضی کے نام سے موسوم کیا تھا ؟

کیا یہ وہی سلطنتِ عظیم ہے جس میں قائداعظم مُحمد علی جناح علیہ الرحمتہ نے حکومتِ الٰہیہ کے قیام کے خواب دیکھے تھے ؟

کاش ! کوئی ہمیں اِن سوالات کے جوابات دے سکتا،

کاش ! کوئی بتا سکتا کے اِس مقدّس سرزمین کو اسلام کے نفاذ کے لئے حاصل کیا تھا یا اِسلام کا مذاق اُڑانے کے لئے اِتنی قربانیاں دی گئی تھیں۔

کاش ! کوئی اِس امر کی وضاحت کر سکتا کے بیک وقت اہلِ فرنگ اور اہلِ ہنُود سے سیاسی اور ذہنی جنگیں لڑنے کے بعد اِس مقدّس سرزمین کو حاصل کرنے والے اُمیر المُومنین مَولا علی کرم اللہ وَجہہٗ الکریم اور آپ کے خاندانِ مُعظّم کے نام لیوا تھے یا اُنہیں گالیاں دیا کرتے تھے؟

کاش ! کوئی بتا سکتا کہ ! مُحمد علی جوہر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اہلِ اسلام میں جوشِ جہاد کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے یہ مِصرعہ غلط پڑھا کرتے تھے !

اِسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

کاش کوئی وضاحت کر سکتا کہ ! تصوّرِ پاکستان کے خالِق علّامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ الرحمتہ نے یہ شعر" بھنگ " کے نشہ میں سرشار ہو کر

Marfat.com

اِنشاءفرمایا تھایا دُرست کہا تھا کہ !

اِسلام کے دامن میں بس اِس کے سِوا کیا ہے
اِک ضربِ یدُ اللّٰہی ، اِک سجدہء شبّیری

کاش ! کوئی بتا سکتا کہ علاّمہ اقبال علیہ الرحمتہ مجوسی اور مُشرک تھے یا مِلّتِ اِسلامیہ کے رجلِ عظیم تھے جنہوں نے یہ شعر لکھا،

اللہ اللہ بائے بِسم اللہ پدر
معنیٔ ذبحِ عظیم آمد پسر

بہرکیف ! یہ حقیقت محتاجِ وضاحت نہیں کہ ارضِ مقدس کو معرضِ وجُود میں لانے میں سو فیصدی حِصّہ اُنہی لوگوں کا ہے جو دِل و جان سے خاندانِ رسولِ ہاشمی صلوٰۃ اللہ عَلَیہِ وَعَلَیہِم سے محبّت رکھنے والے تھے۔

اب اگر کوئی خارجی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اُس نے بھی پاکستان بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے تو وہ بِالکل بکواس کرتا ہے۔اور محض دُوسروں کو دھوکا دینے کے لئے اِس قسم کی شاطرانہ چالیں چلتا ہے،ہاں ! اگر آزادیٔ وطن کی اِس جدوجہد میں اُس شخص نے کوئی کردار ادا کیا ہو گا تو وہ قطعی طور پر اس کے برعکس صورت ہو گی۔یعنی وہ اُس وقت انگریزوں یا ہندوؤں کا حقِ نمک خواری ادا کر رہا ہو گا کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ اِسلام کی بنیادوں کو اپنے خُون سے اُستوار کرنے والی وَاجب التکریم شخصیات کو گالیاں بکنے والا شخص کسی خالص اسلامی ریاست کو معرضِ وُجود میں لانے کی کوشش کرتا پھرے۔

Marfat.com

قارئین ! وہ مضمون تفصیل کے ساتھ مُشکل کشا جلد سوم میں پڑھیں گے جس کا نام ہم نے " آگ ہی آگ " تجویز کیا ہے جس کے مطالعہ سے آپ کو خُود ہی معلوم ہو جائے گا کہ ! یہ آگ کسی مُسلمان کے قلم نے بکھیر رکھی ہے یا کسی شیطان کے جہنّمی دماغ کی پیداوار ہے۔

تاہم ! اِس مقام پر ایک خارجی کی کتاب " شمائلِ علی " سے چند ریمارکس پیش کیے جاتے ہیں اِس رُسوائے زمانہ کتاب کا مصنف " نذیر احمد شاکر ' ہے اور اِس کی تائید و تصدیق خارجیوں کے باوا آدم محمود عباسی نے کی ہے۔

کتابِ مذکور میں مولائے کائنات شیرِ خُدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور خاندانِ رِسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو تقریباً چار صد شرمناک گالیاں دی گئی ہیں جِسے ہم نمبروار پیش کریں گے اُن میں سے چند ایسی مختلف نمبروں کی جسارتوں کا اِنتخاب پیشِ خدمت ہے جن کا تعلق اِس جلد کے مخصوص مضامین سے ہے،

درج ذیل عبارات تمام دُنیا کے مسلمانوں کے لئے بالعموم اور اہلِ پاکستان کے لئے بالخصوص لمحہ فکریہ ہیں، اِن عبارتوں میں تاجدارِ ہَل اَتیٰ شیرِ خُدا بابِ مدینۃُ العلم کی جو تصویر پیش کی گئی ہے اور حضور رِسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اِرشادات کا جس طرح تمسخر اُڑایا ہے وُہ آپ کے سامنے ہے اگر یہی تصوّر ہماری نئی پَود کے ذہنوں میں قائم ہو گیا تو اُن کے ایمانوں کے ضیاع

Marfat.com

کی ذمہ داری کس پر عائد ہو گی۔ غور فرمائیں اور دیکھیں کہ یہ کیا ہے؟

اِسلام کی تکمیل اور علی

" لیکن لوگ یہ جھوٹ پھیلا رہے ہیں کہ اسلام کی تکمیل میں حضرت علی اور اُن کے بچوں کا بھی ہاتھ تھا بلکہ اِزالتہ الخفاء کے مؤلف مقصد دوم میں حضرت علی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ آپ اکثر وحی اور اُن اسماء الٰہی کو لکھتے تھے جن کا ظاہر کرنا مقصود نہ ہوتا۔

﴿شمائل علی﴾

اسلام کی مٹّی پلید کرنے کی طاغُوتی طاقت

نہ حضرت علی کو رسول صلعم نے کوئی خاص وحی پہنچائی نہ اسمائے الٰہی کے اسرار بتائے بلکہ صحیح بات یہ ہے کے حضرت علی میں اسرارِ الٰہی کو سمجھنے قابلیت ہی نہیں تھی ہاں اُن میں ایرانی اسرار کو سمجھنے اور مُسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے اور اسلام کی مٹّی پلید کرنے کی طاغُوتی طاقت بدرجہ اَتَم موجود تھی۔

﴿شمائلِ علی ص ۲۰۸﴾

کِینہ پَروَر حاسد

وہ بندے جن کے دِلوں میں قُرآن اور اِسلام کے خلاف حسد و کینہ بھرا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کے قُرآن کے مُتشابہات کا علم ان کو بھی ہے۔ وہ قرآنی

Marfat.com

متشابہات کو اپنے مطلب کے معنی پہنانے کے لئے طرح طرح کی تاویلیں کرتے ہیں تاکہ اِسلامی عقائد و اعمال میں اِختلاف و اِختلال پیدا ہو اور اِسلام کا شیرازہ بکھر جائے۔

خواجہ حسن بصری اور امام جعفر صادق دو فسادی

پیروانِ شریعتِ علی کہتے ہیں کہ قرآنی الفاظ کے ظاہری معنی بھی ہوتے ہیں اور باطنی معنی بھی اور باطنی معنی کو سمجھنے کے لئے تاویل ضروری ہے۔ قرآنی الفاظ کی تاویل حضرت علی کی اَولاد کو وراثت میں ملی کُھلّم کُھلا طور پر تاویل کا کام حسن بصری نے شروع کیا جس کو جعفر بن مُحمّد بن حسین بن علی مرتضٰی نے تکمیل پر پہنچایا۔ لہٰذا حسن بصری اور جعفر بن محمد دونوں اسلام میں فساد ڈالنے والے تھے۔

﴿شمائلِ علی ص ۳۰۸﴾

رسول اللہ پر بہتان

کوئی سچّا مُسلمان یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ اللہ کے رسول نے حضرت علی کو فرمایا ہوگا کہ مسلمان آپس میں تہتر فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ ہاں یہ ممکن ہے کے جب صحابہ نے اہلِ یہود پر تنقید کرتے ہوئے کہا کے وہ تو بہتّر ۷۲ فِرقوں میں بٹے ہوئے ہیں تو رسول اللہ صلعم نے مُسلمانوں کو مُتنبّہ

Marfat.com

کرتے ہوئے فرمایا کہ تُم ان کے نقشِ قدم پر ہرگز نہ چلنا اور آپس میں تہتّر فرقوں میں نہ بٹ جانا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ حضرت علی کی سماعت کی غلطی تھی جس کی وجہ سے اُنہوں نے رسول اللہ پر بُہتان لگایا کہ آپ نے فرمایا کہ مُسلمان تہتّر فرقوں میں بٹ کر رہیں گے۔

﴿شمائلِ علی ص ۳۰۹﴾

نرخرہ بند کر دیا،

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ کے ذریعے منادی کا بار بار اِعادہ کیا تا کہ اللہ اور رسول کے اَحکام تمام لوگوں تک پہنچ جائیں۔ یہ دین کی تبلیغ کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کے نرخرہ کو بند کر کے اِس حقیقت کو واشگاف کیا کہ دین کی تبلیغ میں علی کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔

﴿شمائلِ علی ص ۸۸﴾

پسینے چھوٹ گئے، قضا کا علم نہیں

"اِس روایت میں حضرت علی صاف اعتراف کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم نے ان کو یمن کا قاضی مقرر کرنا چاہا تو اُن کے پسینے چھوٹ گئے وہ پہلو بدلنے لگے کہ میں ابھی کم سِن ہُوں اور مُجھ کو قضا کا کچھ علم نہیں۔

Marfat.com

گُمراهی کے فیصلے

صحیح مسلم کے مقدمہ میں درج ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سامنے حضرت علی کے قضا یعنی مقدّمات کے فیصلے لائے گئے۔ حضرت ابنِ عباس نے ان میں سے چند فیصلوں کی نقل لی اور بعض فیصلے چھوڑتے جاتے تھے اور فرماتے تھے !

خدا کی قسم علی نے یہ فیصلہ کیا ہے تو گُمراہ ہو کر کیا ہے۔

﴿شمائلِ علی صفحہ ۸۹﴾

قدر نہیں کی

حضرت علی کے فیصلوں کی کئی عالم نے قدر نہیں کی اور شرف عزّت نہیں بخشا البتہ ایرانی اور عراقی علماء نے ان فیصلوں کو خوب سراہا جو حسبِ ذیل روایت سے ثابت ہے۔

﴿شمائل علی صفحہ ۸۹﴾

کامیاب قاضی نہیں تھے

حضرت علی کو بحثیت قاضی آزمایا گیا اور اُس میں بھی روایات کے مطابق وہ پورے نہ اُترے بحاء الانوار کی بکواسی روایات میں بھی اس کا اعتراف موجود ہے کہ نہ قُرآن سے علی اچھی طرح واقف تھے اور نہ رسول اللہ اُن کی حمائت کے لئے موجود تھے پھر وہ کیسے کامیاب قاضی بن کر اُبھرتے؟

﴿شمائل علی صفحہ ۸۹﴾

Marfat.com

مجوسی کے شاگرد

اِنسانی مساوات کا تصوّر اُن کے پاس اِس قدر بلند تھا کہ وہ کافر و مومن میں اِمتیاز بدتر گُناہ سمجھتے تھے چنانچہ اپنے مجوسی اُستاد کی خاطر اپنے سوتیلے نواسے عبیداللہ بن عمر کو پندرہ سال بعد صفین میں قتل کروادیا۔

جوتشی ،قیافہ شناس

اُسی ہرمزان مجوسی نے موصوف کو رمل جفر، نجُوم و اعداد کے باطنی عُلوم سکھائے بلکہ زائچہ بنانا، قیافہ شناسی اور دست شناسی بھی سکھائی جو ہندی و اِیرانی اِسلام کا گراں مایہ سرمایہ ہیں۔

اصلی نقلی اولاد

اِسی طرح ہمارا تمام دینی سرمایہ حضرت علی اور اُن کی اصلی و نقلی اولاد یعنی مجوسی اور یہودی بھی بنو فاطمین بن بیٹھے تھے ، کے مناقب و فضائل کرامات و خوارق سے بھرا پڑا ہے جس میں آپ کو دیو مالائی انداز میں اسلامی ابوالہول یا شیرِ خُدا بنا کر پیش کیا گیا ہے

مُشرکانہ تحریک ، اصلی بُت شکن

یہ پروپیگنڈا بھی ملتا ہے کہ خلفاء ثلاثہ اور صحابہ کرام نے علی کے اسلام کو قبول نہ کیا یقیناً وہ نہیں کر سکتے تھے وہ دین و توحید کے علمبردار تھے ،

Marfat.com

کفروشرک کے فساد کو مٹانے والے، جھوٹ اور مکاری سے نفرت کرنے والے، سچ کے لئے جان دینے والے، قرآن کی تعلیم کو پھیلانے والے، شخصیّت پرستی اور توہّم پرستی سے بیزار اصلی بُت شکن تھے، وہ کسی مُشرکانہ خفیہ تحریک میں کیسے شامل ہو سکتے تھے خواہ وہ حضرت علی کی معرفتِ اسلام میں لائی جارہی ہو۔

﴿مقدمہ شمائل علی از عزیز صدیقی صفحہ ۸﴾

مجُوسی گھرانے کے افراد

تاویل کا کام سب سے پہلے ایک عراقی مجوسی گھرانے میں پیدا ہونے والے نے کیا جن کا نام حسن بصری تھا۔ اُن کو حضرت علی نے مرتے وقت باطنی خلافت کی خلعت عطا فرمائی جب کے وہ صرف چار سال کے ہونہار طِفل تھے بڑے ہو کر خلافت کا حق اُنہوں نے ادا کیا، اُنہوں نے اِسلام میں سب سے پہلے عقیدۂ قدر کو پیش کیا جس سے اسلام میں فرقہ مُعتزلہ وجود میں آیا۔

﴿شمائل علی صفحہ ۲۸۷﴾

حسن بصری دروغ گو مُفتری

اس طرح اسلام میں جھوٹ کی بنا پڑی، سب سے پہلے اُنہوں نے کہا کہ قرآنی الفاظ کے ظاہری معنی بھی ہیں اور باطنی معنی بھی، اور باطنی معنی کو

Marfat.com

سمجھنے کے لئے تاویل کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے علمِ تاویل کی بنیاد ڈالی جو امام جعفر صادق کے زمانے میں اپنے عروج کو پہنچ گیا۔

شیخ الاسلام حضرت علاّمہ ابنِ تیمیہ نے لکھا ہے کہ حسن بصری ایک دروغ گو مُفتری عجمی تھا مگر ظاہری شریعت کے پیروان کی قدر و منزلت کو کیا جانے اُنہوں نے دینِ مُرتضوی کی تشہیر کی۔ علاّمہ مُحمد قاسم نانوتوی دینِ مُرتضوی کی سہولتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دینِ مُرتضوی میں وہ آسائشیں اور سہولتیں ہیں کہ مُنکر بھی اِس کے مُعتقد ہو جاتے ہیں، مُتعہ کا آوازہ سُن کر امیر معاویہؓ کے ہمراہی بھی ہمراہ ہو جاتے، بلکہ جس اہلِ مذہب کے کان میں یہ بشارت پہنچتی کہ جیتے جی یہ مزے ہیں دینِ مُرتضوی میں اور مرنے کے بعد یہ مرتبے، کیسے ہی دین کے پلے کیوں نہ ہوتے حضرت امیر کی ہمرکابی اختیار کرتے۔

﴿شمائل علی صفحہ ۲۸۸﴾

اکٹھی نو تکبیریں

بیہقی نے بھی بروایت سعید بن المُسیّب اور اُنہوں نے حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نمازِ جنازہ کی تکبیریں چار اور پانچ ہیں مگر ہم نے چار تکبیروں پر اجماع کیا۔ مگر حسن نے اپنے والد کی نمازِ جنازہ پڑھائی تو اس میں چار نہیں پانچ نہیں بلکہ نو تکبیرات کہیں۔ اِس سے معلوم ہوا کہ پہلی چار تکبیریں اسلام کی تھیں اور باقی پانچ

Marfat.com

حضرت علی کے نئے دین کی جس کا نام باطنی اِسلام ہے، حضرت حسن بھی باطنی دین کے حامل تھے اُنہوں نے نانا کے دین کو خیر آباد کہہ دیا تھا۔

غرض اِبتداء میں حضرت حسن نے اپنے باپ اِمام علی کی مخالفت کی تھی جس کے کفّارے میں اُنہوں نے اپنے امام کے اطراف پیدل گھوم کر بیس پچیس طواف کیئے تھے جن کا ذکر طبقات ابنِ سعد میں پایا جاتا ہے ورنہ حضرت حسن میں صحیح معنوں میں پیدل چل کر پچیّس حج کرنے کا دم کہاں تھا تین سو سے زیادہ نکاح کرنے کی وجہ سے وہ بالکل کمزور اور لاغر ہو گئے تھے چلنے پھرنے کی سکّت بھی نہیں تھی ان میں حضرت علی کی باطنی شریعت کے مُطابق اُنہوں نے اپنے والدِ بزرگوار کی نمازِ جنازہ میں نو تکبیرات کہیں یہ سب باطنی شریعت کے راز ہیں جن کو ظاہری شریعت والے نہیں جانتے۔

﴿شمائل علی صفحہ ۲۸۶﴾

گُمراھی کا دروازہ

حضرت علی ہرمزان قاتل عمرؓ کی بزرگی کے قائل تھے کیونکہ اُنہوں نے اِسی کی پیروی میں علمِ معرفت کے گُر سیکھے تھے۔ روایات کے مطابق حضرت علی مرنے سے پہلے اپنے پیرو مُرشد ہرمزان عجمی سے حاصل کیئے ہوئے علمِ معرفت کے تمام نکتے عجمی حسن بصری کو سونپ گئے اور حضرت حسن بصری نے ان کی روشنی میں سلسلۂ طریقت قائم کر کے گُمراہی کا دروازہ کھول دیا۔

Marfat.com

آمدم بر سر مطلب

جیسا کہ ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ "شمائلِ علی" نامی کتاب سے ہم نے یہ چند اقتباسات صرف اُن مضامین کے لئے منتخب کئے ہیں جو مُشکلکشا کی اِسی جلد میں بیان ہو رہے ہیں ورنہ خارجیوں کی اِس کتاب اور اس جیسی دیگر بیسیوں کتابوں میں مَولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ایسی ایسی شرمناک گستاخیاں کی گئی ہیں کہ اِبلیس و ابوجہل کی رُوحیں بھی شرما گئی ہونگی۔

مندرجہ بالا تحریریں کہاں تک درست ہیں اِس کا فیصلہ تو وہ مُسلمان بھی کرسکتا ہے جس کے دل میں ایمان کی معمولی سی رَمق اور اِسلام کے ساتھ ذرّہ برابر بھی وابستگی باقی ہے، چہ جائیکہ وہ علماء اعلام ان تحریروں کو دیکھ کر مُہر بلب ہو جائیں جو بزعمِ خویش اِسلامی اقدار کے محافظ بھی ہیں اور خادمانِ شریعت بھی، مگر ہماری بدقسمتی ہے کہ یہ لوگ سب کچھ جانتے ہوئے بھی محض اور محض خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ سکُوت کب ٹوٹے گا۔

سابقہ تجربات و مشاہدات کی بناء پر اِس مقام پر اربابِ اقتدار کو اِس اَمر کی طرف مَتوجہ کرنا اگرچہ ایک بے سُود سی کوشش معلوم ہوتی ہے تاہم اِس خیال کے پیشِ نظر کہ شائد کوئی خدا کا بندہ اِن میں ایسا بھی ہو جس کے

Marfat.com

ذہن میں یہ بات پوری طرح گھر کر لے کہ جس طرح جیب تراشوں، چوروں اور لوگوں کے مال پر ڈاکہ زنی کرنے والوں کے لئے تعزیرات و حدود قائم کر رکھی ہیں اِسی طرح اُن لوگوں کے لئے بھی قانون بنانا ضروری ہے جو لوگوں کے ایمانوں پہ ڈاکے ڈالتے پھرتے ہیں۔

اور جس طرح عوام الناس کی عزتِ نفس کے تحفظ کے لئے قانون بنا رکھے ہیں اُسی طرح ناموسِ رسالت، عظمتِ اہلِ بیت، اور عزّتِ صحابہ پر حملہ آور ہونے والوں کا بھی سختی سے محاسبہ کیا جائے۔

اگرچہ یہ تجاویز ہم محض ایک موہوم سی اُمید کا سہارا لیتے ہوئے اربابِ بست و کشاد کے سامنے پیش کر رہے ہیں تاہم، ہم یہ بات یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اگر اِس قسم کے قوانین بنانے اور بنا کر نافذ کرنے کے معاملہ میں سابقہ حکومتوں کی طرح سُستی اور کاہلی کا مظاہرہ کیا گیا تو پھر وطنِ عزیز کے اسلامی تقدّس کو کسی بھی صورت میں نہیں بچایا جا سکے گا اور وہ مقدس سرزمین جو پہلے ہی لاکھوں قربانیوں کے بعد حاصل کی گئی ہے محض چند شیطان صِفت درندوں کی وجہ سے دوبارہ اپنوں ہی کے خون سے لالہ زار بن جائے گی۔

تاجدارِ انبیاء حضور رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدّس خاندان کی بے حُرمتی اور توہین کرنا معمولی سی بات نہیں جسے نظر انداز کیا جا سکے بلکہ یہ ایک ایسا سنگین جرم ہے جس کی سزا بھگتنے کے لئے توہین کرنے

Marfat.com

والوں اور اِس توہین کو برداشت کرنے والوں دونوں کو بہرصُورت تیّار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ایک طے شُدہ اَمر ہے کہ جب بھی خُدا کے مقدّس رسول اور اُن کی آلِ اطہار کے خلاف کسی شیطانی قُوّت نے کوئی محاذ قائم کیا اور اہلِ اسلام کی غیرت مرگئی تو غیرتِ الٰہیہ نے خُود ہی جوش میں آکر نہ صرف اُس محاذ کو ملیامیٹ کردیا بلکہ اپنے قہر وغضب کی بجلیوں کو بدمعاش و بے غیرت ہر دوقسم کے لوگوں پر مسلّط فرمادیا۔

یہ سُنّتِ الٰہیہ ہے اِسے تبدیل کیا ہی نہیں جاسکتا، خُداوندِ قُدّوس جلّ و علا حضور رحمۃً للعالمین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے والہانہ محبّت فرماتا ہے اور آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے ہر اُس چیز کو بھی اتنی ہی شدّت سے پسند کرتا ہے جتنی شدّت سے اُس کے محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُس سے پیار ہوتا ہے خدا تعالیٰ کی غیرت کبھی یہ گوارا نہیں کرسکتی کہ کوئی بدطِینت اُس سے نفرت کرنے کے بعد اُس کی گرفت سے بچ رہے جس سے وہ محبّت کرتا ہے۔

قُرآن وحدیث کی سینکڑوں نصُوص اِس اَمر پر شاہدِ عدل ہیں کہ اللہ تبارکٗ وتعالیٰ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور آپ کے اقرباء سے اپنی مخصوص محبّت کا مخصوص انداز اور متعدّد طریقوں سے جگہ جگہ اظہار فرمارکھا ہے اور یہ اُس کا اٹل قانون ہے وہ ہر ایسی قوّت کو ذلیل وخوار کردیتا ہے جو اُس کی محبّت کا منہ چڑاتی ہوئی نظر آئے۔

Marfat.com

کیا ہمارے قارئین اِس بات پر غور کرنے کی زحمت گوارا کریں گے کہ ملائکہ کے اُستاد کو شیطانِ رجیم بنا کر اُس کے گلے میں لعنت کا طوق کیوں ڈالا گیا ؟

نمرود و شدّاد اور فرعون و ہامان کو اتنی بڑی بڑی سلطنتیں عطا کرنے کے بعد کُتّوں کی موت کیوں مارا گیا۔

آپ غور کریں یا نہ کریں مگر یہ مُسلّمہ حقیقت ہے کہ اللہ تبارکؑ وتعالیٰ نے اُن لوگوں کو یہ ہولناک سزائیں اِس لئے دی تھیں کہ اُنہوں نے اُس کی اپنے پیغمبروں کے ساتھ محبّت کا مذاق اُڑایا تھا۔

ہم ارضِ پاکستان میں بسنے والے اہلِ اسلام کو انتباہ کرتے ہیں کہ غیرتِ الٰہیہ کو آواز نہ دیجئے اور یہ مت سوچیے کہ آپ اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نہیں کہتے جسے اُس کے محبوبوں کی شان میں گُستاخی پر محمول کیا جائے اِس لئے ہم اُس کی گرفت میں نہیں آئیں گے۔ کیونکہ اِس قسم کی سوچ آپ کو قطعی طور پر غلط راستوں پر لیجانے کا موجب قرار پائے گی۔

حضرت مُوسیٰ علَیہِ السّلام کی قوم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہفتہ کے روز مچھلیاں پکڑنے سے منع فرمایا تو اُس وقت تین گروہ ہو گئے تھے۔

اوّل: ہم ہفتے کی بجائے اتوار کو مچھلیاں پکڑیں گے مگر ہفتہ کے روز انہیں چھوٹے چھوٹے گڑھوں کی طرف کھینچ لایا کریں گے کیونکہ اتوار

Marfat.com

کے روز شکار کم نکلتا ہے۔

دوم: ہم خود تو مچھلیوں کے شکار کے لئے ہفتہ کے روز اُنہیں چھوٹے گڑھوں میں تبدیل نہیں کریں گے مگر اُن لوگوں کو منع بھی نہیں کریں گے جو اِس مکروہ بِدعت کو جائز سمجھتے ہیں۔

سوم: ہم نہ تو ہفتہ کے دِن مچھلیاں پکڑتے ہیں اور نہ ہی اُنہیں چھوٹے گڑھوں میں تبدیل کرنے کو جائز سمجھتے ہیں اور نہ ہی ان لوگوں کو منع کرنے سے باز رہ سکتے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام کو بِلا چون و چرا تسلیم کرنے کی بجائے عقلی تاویلات کا سہارا لیتے ہیں۔

قرآن مجید میں اِس واقعہ کی تفصیل ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ دُنیوی طور پر منقولہ بالا تینوں گروہوں کو ہی خُدا کے قہر وغضب کا نشانہ بننا پڑا، البتّہ تیسرا گروہ جس نے پہلی قسم کے لوگوں کی مذمّت کی تھی قیامت کے دن سُرخروئی حاصل کرنے والوں میں ہوگا اور باغِ نعیم میں جائے گا، جب کہ دُوسرے گروہ کا حشر پہلے گروہ والوں کے ساتھ ہوگا اور وہ لوگ اُن کے ساتھ اِس لئے جہنّم میں جائیں گے کہ اُنہوں نے قوّتِ گویائی رکھتے ہوئے بھی بُرے کاموں کی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا تھا۔

موجودہ دَور میں علماءِ سُوء نے نہایت شاطرانہ انداز سے ایک ایسی واہیات تحریک بھی چلا رکھی ہے جس کا مقصد ہی محض یہ ہے کہ اہلِ اسلام سے

Marfat.com

غیرتِ ایمانی اور حمیّتِ ملّی چھین کر انہیں قطعی طور پر بے دست و پا کر دیا جائے۔

اِس تحریک کے محرّکات میں ریڑھ کی ہڈّی کی حیثیّت تو صیہونی شیطنت کو ہی حاصل ہے تاہم اُسے جاری اسلام کے نام پر ہی کیا گیا ہے اور جاری کرنے والے باقاعدہ متشرعِ بھی نظر آتے ہیں۔

اِس ابلیسی تحریک کے مُضمرات کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا جائے تو اِس کی واضح ترین جھلکیاں حسن بن صباح کی شیطانی تحریک کے عکس کی صورت میں ظاہر ہو جاتی ہیں، اب یہی تحریک یہودی ایجنٹوں کی صورت میں پھیلے ہوئے پیٹ پرست مُلّاؤں کے ہاتھ میں ہے۔

اِس تحریک کا سب سے بڑا حربہ یہ ہے کہ کسی کو بھی برا نہ کہو اپنے آپ سے سب کو اچھا سمجھو، ایسے عالموں کی صُحبت میں مت بیٹھو جو محض پیٹ کی خاطر فرقہ بازی کی باتیں کرتے ہیں اللہ تبارکؔ وتعالیٰ نے قُرآنِ مجید میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ! ''اکٹھے ہو کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو۔''

اِسلام ایک ہے...........قُرآن ایک ہے..........خُدا ایک ہے، یہ فرقے سب روٹی کے لئے بنائے گئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اِس قسم کے پیش کردہ تصوّرات کا فوری طوری پر جو ردِعمل سادہ لوح سامعین پر ہوتا ہے وہی اِس تحریک کے مزید آگے بڑھنے اور پھولنے پھلنے کا ذریعہ بنتا ہے کیونکہ یہ جُملے بظاہر انتہائی پرکشش بھی ہیں اور قرینِ قیاس بھی۔

Marfat.com

مگر اِن کے پسِ پردہ جو خوفناک اور ہولناک نتائج چھپے ہوئے ہیں وہ کسی بھی زِندہ قوم بالخصوص مُسلمانوں کے تصوّرِ حیات کو زِندہ دَرگور کر دینے کے لئے بہر صورت کافی ہیں۔

ہم مُعزّز قارئین کو اِس مقام پر دعوتِ غور وفکر دیتے ہوئے چند ایسے نا قابل تردید شواہد پیش کرتے ہیں جن کی روشنی میں آپ پر مذکورہ بالا تصوّر پیش کرنے والوں کی حقیقت کُھل کر سامنے آجائے گی۔

غور فرمائیے ! ایک طرف تو اِن لوگوں کا دعویٰ اور دوسروں کو یہ درس ہے کہ کسی کو بھی مت بُرا کہو، ہم سے سب اچھّے ہیں اور دُوسری طرف ملحقہ جُملہ یہ ہوتا ہے کہ فرقہ باز مولویوں سے بچو، اِن کے پاس نہ بیٹھو، اِن کی باتیں نہ سُنو یہ تمہارا ایمان خراب کر دیں گے۔

خُوب غَور کیجئے کہ اگر یہ لوگ اپنے پہلے دعوے میں سچّے ہیں تو اُن عُلماء کو کیوں اپنے آپ سے اچھّے نہیں سمجھتے جو کسی دُوسرے فِرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ ! فرقہ بازی اچھی چیز نہیں، اللہ کا حکم ہے کہ سب اکٹھے ہو کر اللہ کی رسّی کو پکڑ لو، مگر ساتھ ہی یہ آرڈر کر رہے ہیں کہ اُن لوگوں کے پاس مَت جاؤ جو ایک دُوسرے کو بُرا کہتے ہیں۔

یہ بظاہر مُصلحین اور بباطن مُبطلین لوگ دوسروں کو تو فرقہ پرستی کا طعنہ دیتے ہیں مگر خود ایک ایسے فرقہ کو جنم دینے میں کامیاب ہو چکے ہیں جو

Marfat.com

حشیش زدہ قسم کے لوگوں پر مُشتمل ہے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ اگر اِسلام میں اِختلافی مسائل پر گُفتگو کرنے سے منع کر دیا گیا ہے اور ایسی گُفتگو کرنے والے لوگ قُرآنِ مجید کی اِس آیت کی مخالفت کرتے ہیں جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی کو اکٹھے ہو کر پکڑ لو اور گروہ گروہ نہ ہو جاؤ تو اُن صحابہ کرام رِضوان اللہ علیہم اجمعین کا کیا بنے گا جن کے دینی مسائل میں باہم سینکڑوں اِختلافات احادیثِ مبارکہ میں بھرے پڑے ہیں۔

صحابہ کرام کے اُن اِجتہادات کا کیا نام رکھا جائے گا جو اُنہوں نے اپنی اپنی معلومات کے مطابق قطعی طور پر مبنی بر حق و صداقت سمجھتے ہوئے کئے حالانکہ اِن میں سے ایک صحابی کا اِجتہاد دُوسرے مُجتہد صحابی کے برعکس ہے۔

علاوہ ازیں تابعین کرام کے اُس عظیم گروہ پر کونسا فتویٰ چسپاں ہوگا جو ایک طرف تو خیر القرون قرنی کے مقدّس دَور کی یادگار ہیں اور دُوسری طرف وہ دینی مسائل کے معاملہ میں آپس میں ہزاروں اِختلافات رکھتے ہیں۔

کیا یہ نام نہاد مُصلحین اور اِتحاد بین المُسلمین کے ٹھیکیدار عوام الناس کو یہ بتانے کی جرأت کر سکیں گے کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام رضوان علیہم اجمعین بھی دینی مسائل میں اِختلاف رکھنے کی وجہ سے معاذ اللہ شر پسندانہ حرکتوں کا ارتکاب کرتے تھے ؟

Marfat.com

ہم تو اِن لوگوں کی اِس چالاکی پر حیرت زدہ ہو کر رہ جاتے ہیں کہ دُوسروں کو فرقہ پرستی کا طعنہ بھی دیتے جاتے ہیں اور خُود ایک نئے فرقہ کو جنم دینے کا فریضہ بھی سرانجام دیتے جا رہے ہیں اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ جن چند کُتبِ احادیث وسیرٗ و تفاسیر و تواریخ کے صحیح تر ہونے کہ دعویدار ہیں اُن میں سے بھی اپنے مطلب کی روایات لینے پر اکتفاء کرتے ہیں اور پھر اِن روایات کے بھی محض وہ حصّے لائقِ اعتناء سمجھے جاتے ہیں جن سے پُورے طور پر مقصد براری ہوتی ہو خواہ اُن کے ترجمہ میں گھپلا بازی ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔

بہرکیف ! یہ انتہائی شریر ترین لوگ ہیں جو بظاہر تو اہلِ اسلام کو درسِ یک جہتی دیتے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن بباطن اسلام کی شہ رگ کاٹنے پر تلے ہوئے ہیں۔

قارئین! غور فرمائیں کہ کیا سلف صالحین کا وہ عظیم گروہ جس کی سعیٔ پیہم اور مُسلسل جِدّو جہد کے طفیل آج بھی اسلام اپنی اصلی صُورت میں زندہ نظر آ رہا ہے۔ شرپسند لوگوں پر مُشتمل قرار دیا جا سکتا ہے یا اُن کو شرپسند کہنے والے لوگ شریرالخلق ہیں ؟

اِس حقیقت سے ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اِن لوگوں کی چالاکی اور شوخی حیرت انگیز حد تک پُرکشش ہوتی ہے مگر اِس سے بھی بڑھ کر تعجب خیز اور حیرت انگیز اُن لوگوں کی حماقت مآبی ہے جو دُنیوی شعبہ ہائے زندگی میں تو

Marfat.com

اپنے اپنے مقام پر نہائت تیز طرّار اور چالاک و ہوشیار ہوتے ہیں مگر دینی معاملات و مسائل کو سمجھتے وقت یُوں ہتھیار ڈال کر بیٹھ جاتے ہیں کہ جیسے اُن جیسا بزدل اور تساہل پسند مادرِ گیتی نے کوئی دُوسرا شخص پیدا ہی نہ کیا ہو۔

ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ اِس اَمر کو بھی دین ہی کا کوئی جزوِ خاص سمجھتے ہوں کہ مُتنازعہ فیہ مسائل میں گفتگو کرنے سے ضیاعِ ایمان کا خطرہ ہے لہٰذا اِسے یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اَیسا راستہ اپنانا چاہئے جس میں اِس قسم کے جھگڑے نہ ہوں۔ مگر ہم پُوچھتے ہیں کہ کیا اَیسا کوئی راستہ آج تک دریافت بھی ہوسکا جس کا تصوّر تم لوگ پیش کرر ہے ہو ؟

کیا جن لوگوں کی رہنمائی میں تم کسی ایسے راستے کی تلاش میں چلنے کا ارادہ کرر ہے ہو اُن میں سے کسی ایک نے بھی اِس راستے کے جمالِ جہاں آرا کی کوئی جھلک دیکھی ہے ؟

ہم ایسے لوگوں کو اِنتباہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر تُم کوئی ایسی پگڈنڈی بنانے میں کامیاب ہو بھی گئے تو یہ دین میں ایک نئی بِدعت ہوگی جو یقیناً جہنّم کے کنارے پر پہنچ کر ہی مختتم ہوسکتی ہے۔ اِس لئے کہ قُرآنِ مجید نے تو واضح طور پر اُس راستے کی نشاندہی فرمارکھی ہے جس پر چلنے سے ہی دُنیوی اور اُخروی نعمتوں کا حصول ہوسکتا ہے۔

غور کرو! اگر تم عصرِ حاضر کے حشیش زدہ مُلّاؤں کے ٹولہ میں ہونے کے ساتھ ساتھ نمازی بھی ہو تو تم پانچ نمازوں میں اٹھاسی بار اللہ تعالیٰ

Marfat.com

سے یہ سوال کرتے ہو کہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا اور سیدھا راستہ بھی تم وُہی طلب کرتے ہو جس کے سیدھا ہونے پر خُود خالقِ کائنات نے اپنی گواہی ڈال رکھی ہے۔اور صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے بعد فرمار کھا ہے " صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ " یعنی اُن لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام فرمائے۔

جدّت پسند اور تساہل کے مارے ہوئے حشیشین غور فرمائیں کہ وہ کون لوگ ہیں جن کے راستہ پر چلنے کے لئے ہم خُداوندِ قُدّوس کے دربار میں اُس کے ارشاد کے مطابق سوال عرض کرتے ہیں۔

کیا یہ اللہ تبارکؔ وتعالیٰ کے اِنعام یافتہ لوگ اِس قسم کا تاثر دیا کرتے تھے کہ متنازعہ مسائل پر گفتگو کرنے والے لوگ شر پسندانہ ذہنیّت کے مالک ہیں اور دِین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے ہیں یا کہ اُنہوں نے اِن مسائل کو سُلجھانے کے لئے زندگیاں وقف کر رکھی تھیں۔

خُوب غور کرو کہ! شاہی جلال و جبروت سے ٹکرا جانے والے یہ لوگ " اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ " کے زُمرہ میں آتے ہیں یا " غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَاالضَّالِیْنَ " کے گروہ میں سے تھے؟

کیا ، امام اَوزاعیؒ ، اِمام اعظم ابو حنیفہؒ ، امام مالکؒ ، امام احمد بن حنبل ، امام ابُو یوسف ، امام محمد ، امام شافعی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی زندگیاں اختلافی مسائل سمجھنے سمجھانے کے لئے وقف تھیں یا بقول

Marfat.com

تمہارے ایسی گفتگو سے پرہیز ہی لازم ہے کے قائل تھے ؟

پھر غور کرو کہ ! کیا یہ لوگ " اَنعَمتَ عَلَیھِم " کے زُمرہ میں شامل ہیں یا نہیں اور اگر جواب اثبات میں ہے تو بتاؤ اِن کے تصنیفی کارنامے شر پسندانہ اذہان کی غمّازی کرتے ہیں یا دِین کے گُلشن کو سنوارنے نکھارنے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

یاد رکھو ! اگر اِن لوگوں نے دِین کے لئے اپنی زندگیاں وقف نہ کر رکھّی ہوتیں تو تُم لوگ دینی مسائل کے معاملہ میں قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے پھرتے۔ حالانکہ اپنی بد قسمتی اور تساہل پسندی کی وجہ سے اَب بھی تم لوگ ٹھوکریں ہی کھانے کے لئے اُدھار کھائے بیٹھے ہو۔ مگر دُنیا بھر میں کروڑوں اہلِ اسلام اُن کی عظیم ترین کاوشوں اور کوششوں سے مستفید و مستفیض ہوتے رہے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

یقین رکھو ! کہ اگر تم لوگ اُن لوگوں کے راستے پر چلنے کی کوشش نہیں کرو گے جن کے راستہ پر چلنے کی درخواست بارگاہِ ایزدی میں ہر روز اٹھاسی مرتبہ پیش کرتے ہو تو تُمہیں کبھی صراطِ مستقیم پر چلنا نصیب نہیں ہوگا۔

اَب جب کہ نصِّ قُرآنی کے مطابق صِراطِ مستقیم خدا تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگوں کے راستے کا نام ہے اور یہ انعام یافتہ لوگ وہی سلف صالحین ہیں جنہوں نے اپنی پوری پوری زندگیاں تدوینِ کُتبِ احادیث و تفاسیر میں صرف کرنے کے ساتھ بیشمار دینی مسائل میں ایک دُوسرے سے اختلاف

Marfat.com

بھی کیا اور اُن گمراہ فرقوں کے ساتھ مناظرے اور مجادلے بھی کیے جو خود کو اہلِ اسلام کے نام سے ہی پیش کرتے تھے۔

اندریں حالات اب دو باتوں میں سے ایک کو تسلیم کرنا پڑے گا،

اول: یہ کہ علمائے متقدّمین جن میں مُفسّرین و مُحدّثین کی جماعت بھی ہے اور سیرت نگاروں کا گروہ بھی وہ لوگ نہیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اِنعام یافتہ لوگوں میں شمار کیا جائے کیونکہ وہ دینی اُمور میں جدل و مناظرہ سے پہلو تہی نہیں کرتے تھے۔

دوم: یہ کہ وہ لوگ فی الواقع صراطِ مستقیم پر تھے اور خُدا تعالیٰ کے انعام یافتہ تھے اور دینِ اسلام کے لئے اُن کی بے پناہ خِدمات جو اُنہوں نے احقاقِ حق اور اِبطالِ باطل کے لئے سرانجام دیں نا قابلِ فراموش ہیں۔

اگر تُم پہلی بات کو درست تسلیم کرتے ہو تو پھر تمہیں یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ اِن کے برعکس وہ کون لوگ ہیں جن کو اللہ تبارکؒ و تعالیٰ نے اپنے اِنعام یافتہ قرار دیتے ہوئے اُن کی راہ پر چلنے کی ترغیب کے طور پر تمہیں بار بار یہ استدعا کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

سوم: یہ کہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لئے میدانِ مناظرہ میں سرگرمِ عمل رہنا ہی فی الحقیقت صِراطِ مُستقیم اور انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہے۔ چنانچہ اِس صورت میں بحیثیت مُسلمان تم پر یہ فرض عائد ہو جاتا ہے کہ

Marfat.com

دینِ اسلام میں اختراعات و بدعات کو شامل کرنے والوں کے خلاف زُبان و قلم کو ہمیشہ حرکت میں رکھنے کا فریضہ جہاد سرانجام دیں۔ کیونکہ قُرآنِ مجید میں اللہ تبارکؔ وتعالیٰ جلَّ مجدہٗ الکریم کا ارشاد ہے کہ جولوگ حق بات بیان کرنے سے پہلوتہی کرتے ہیں وہ فاسق و منافق بھی ہیں اور کافر بھی۔

بانئ اسلام سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے کہ اگر تُم ایک آیت جانتے ہوتو اُسے دُوسروں تک پہنچادو۔

دینِ اسلام میں جنم لینے والے سبائی اور خارجی گروہ ابتدائے اسلام میں ہی عملی زِندگی اِختیار کر چکے تھے۔ اگرچہ یہ دونوں گروہ خُود کو مسلمانوں میں ہی شمار کرتے تھے مگر کیا اُن کہ عقائدِ باطلہ کی تردید اُس دور کے عُلمائے اعلام نے فرمائی ہے یانہیں ؟

کیا اِن لوگوں کے ساتھ صحابہ کرام اور اُن کی اَولاد نے مناظرے کیئے ہیں یانہیں ؟

کیا اُن کی اِختراعات کا بُطلان کرنے کے لئے اِنفرادی اور اِجتماعی طور پر دینی محاذ قائم ہوئے تھے یانہیں ؟

یہ جملہ کہ ''کسی کو بھی بُرانہ کہو'' قُرآن وحدیث کے معیار پر پورا اُترتا ہے یانہیں ؟

غور کرکے بتاؤ کہ ! اگر یہ جملہ درست ہےتو سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کس جرم میں مظالم توڑے گئے۔ امام نسائی رحمتہ

Marfat.com

اللہ علیہ کو کس لئے کوڑے برسا کر شہید کیا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اوائلِ اسلام سے لے کر آج تک جب بھی عُلمائے سُوء نے خدا کے پسندیدہ دین، دینِ اسلام کے تقدّس کو مجروح کرنے کی کوشش کی تو عُلمائے حق پُورے وقار اور تندہی کے ساتھ اُن کے خِلاف صَف آرا ہو گئے اور بالآخر یا تو وہ بدعتی ٹولہ اِن صداقت آفرین چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا یا پھر اِنتہائی ذِلّت وخواری اُٹھانے کے بعد پسِ پردہ چلا گیا۔

بہر کیف ! حقّ و باطل میں اِمتیاز کرنے کا نام ہی اِسلام کی حقیقی رُوح ہے اور اگر کوئی سر پھرا اِس کے برعکس اِس امتیاز کو بنظرِ حقارت دیکھتا ہے یا اُسے اسلامی اقدار کے منافی سمجھتا ہے تو اُسے یقین کر لینا چاہئے کہ وہ ہرگز ہرگز مومن اور مُسلمان نہیں بلکہ کُھلا ہوا مُنافق اور عبداللہ بن ابیّ بن سلول کا چیلا ہے۔

اور اگر اُسے ہمارے اِس تجزیہ سے اِتفاق نہ ہو اور وہ اپنے مؤقف کو بزعمِ خویش درست متصوّر کرنے پر تُل چکا ہو تو اُسے چاہئے کہ اپنے اِس داعیہ کو عملی جامہ پہناتے ہوئے شیطانِ لعین کی قصیدہ خوانی شروع کر دے نمرود و شدّاد کو خراجِ عقیدت پیش کرے۔ فرعون وہامان کی منقبتیں بیان کرے، ابُولہب اور ابُوجہل کی تعریفیں بیان کرے حتّیٰ کے جس قدر بھی مخالفینِ خدا اور معاندینِ مصطفیٰ اب تک ہو چکے ہیں سب کے ساتھ رشتہء

Marfat.com

محبّت و موالات اُستوار کرے کیونکہ اُس کے اِس دعویٰ کی صداقت صرف اِسی صورت میں ہی تسلیم کی جا سکتی ہے۔ بصورتِ دیگر صاف طور پر جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ منقولہ بالا دُعاوی پیش کرنے والا شخص محض ضرورت کے تحت ایک ایسی غلط بات منوانے کی کوشش میں مصروف ہے جو اُس کے کِذب و اِفتراءِ صریح پر دلالت کرتی ہے۔ اور یہ شخص کاذب بھی ہے اور منافِق بھی، دُشمنِ اسلام بھی ہے اور دُشمنِ ایمان بھی۔

ایسے شخص کا اِیمان نہ قرآن پر ہے اور نہ ہی وہ فرامینِ مصطفیٰ کو کوئی اہمیّت دیتا ہے بلکہ اِس کے برعکس وہ مزید ایک ایسے نئے فرقے کی داغ بیل ڈالنا چاہتا ہے جس کا مقصد بہرحال اسلامی اقدار کو پامال کرنا ہے اور خدا اور رسول کے فرامینِ مقدسہ کی کھلم کھلا تکذیب کرنا ہے۔

قرآنِ مجید فُرقانِ حمید میں اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مَجدُہٗ الکریم نے منافقین کی جو واضح ترین نشانی بتائی ہے وہ یہ ہے کہ اُن کے افعال واعمال اُن کے اقوال کے برعکس ہوتے ہیں۔ یہ لوگ جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں، اور اِن کے متعلق یہ وضاحت بھی فرما رکھی ہے کہ یہ لوگ کھلے ہوئے کفار سے کہیں زیادہ بدترین ہیں اور اِن کی سزا بھی اُن سے کہیں بڑھ کر ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے منافقین کے لئے جو سزائیں مقرّر کر رکھی ہیں اُن کی فہرست انتہائی طویل ہے ہم انشاء اللہ العزیز آئندہ اوراق میں اِس کا کُچھ حِصّہ ہدیہء قارئین کریں گے۔

Marfat.com

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ منافقین کی سزا کُھلے کافروں سے شدید کیوں ہے ؟

اور اِس سوال کا قطعی جواب یہ ہے کہ یہ شریر لوگ اِسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی شہ رگ کاٹ دینے کی سعی و جہد میں مصروف رہتے ہیں اور یہ طریقۂ واردات یقیناً ہولناک بھی ہے اور خطرناک بھی برخلاف اِس کے کہ ننگا کافر جب بھی اہلِ اسلام کو دھوکا دینے کی کوشش کرے گا تو سادہ سے سادہ مسلمان بھی اُس کی باتوں کو اُس کی اِسلام دُشمنی کا شاخسانہ سمجھ کر اُس سے بچنے کی پُوری پُوری کوشش کرے گا جب کہ مُسلمانوں کا بہروپ دھار کر سادہ لوح مسلمانوں کہ علاوہ اُس پڑھے لکھے طبقہ کو بھی تباہی کے کنارے پہنچایا جا سکتا ہے جو دینی اُمور کو آسان تر دیکھنے کا خواہش مند ہے۔

علاوہ ازیں ایسے پڑھے لکھے لوگوں کو بھی آسانی سے یہ لوگ اپنے دامِ فریب میں پھانس لیتے ہیں جو مذاہب عالم اور تہذیبِ جدید پر قیاس کرتے ہوئے اِسلام کا مُقام مُتعیّن کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

بہر کیف ! " اِتحاد بین المسلمین اور کسی کو برا نہ کہو " جیسے خُوبصورت نعروں کے پسِ پردہ جن اِبلیسی جذبوں کی تسکین کا سامان فراہم کیا جا رہا ہے اُس کا پیشِ منظر اِس قدر تباہ کُن ہے کہ اگر بر وقت اس کا ازالہ نہ کیا گیا تو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی بساط کا ایک ایک مہرہ پٹ کر رہ جائے گا اور یقیناً بازی اُنہیں فرنگی سازشیوں اور صیہونی شرپسندوں کے ہاتھ رہے گی جن

Marfat.com

سے بچنے کے لئے قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہلِ اسلام کو سینکڑوں بار اِنتباہ کرر کھا ہے۔

ہمارے سامنے اِن ننگِ زمانہ اور اِبلیس فطرت لوگوں کی مطبوعہ کُتب کا انبار لگا ہوا ہے جو صیہونی سازش کو کامیاب بنانے کے لئے مختلف موضوعات پر احاطہ کئے ہوئے ہیں اِن شیطانی تصانیف کا سطحی نظر سے بھی مطالعہ کیا جائے تو مُصنّفین کے گھناؤنے کردار اور مکرُوہ عزائم کی خبیث صُورتیں ایک ایک کر کے سامنے آتی چلی جاتی ہیں، بشرطیکہ وقتِ مطالعہ اُن اِسلامی اقدار کو پسِ پُشت نہ ڈال دیا جائے جن کا بُنیادی تصوّر آج سے چودہ سو سال پہلے خالقِ کائنات کے سب سے عظیم پیغمبر اور تمام مخلوقات کے سب سے بڑے محُسن حضور رحمۃُ للعالمین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نہایت وضاحت کے ساتھ اور واشگاف طور پر کائناتِ عالم کے سامنے پیش کیا تھا۔

اور اگر کوئی شخص دامنِ مُصطفٰی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو جھٹک کر اور آپ کے فرامینِ عالیہ سے تہی نظر ہو کر اِن لوگوں کی تصانیف کا مطالعہ کرتا ہے تو اُس کا گمراہ ہو جانا اور صراطِ مستقیم سے بھٹک جانا اتنا مشکل بھی نہیں کیونکہ اِن کتابوں کے لکھنے والے خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔

اُن کے نام بھی مسلمانوں جیسے ہیں وہ منافقینِ مدینہ کی طرح مسلمانوں کے ساتھ مساجد میں نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ بلکہ اِس سے کچھ آگے بڑھ کر اُنہوں نے جگہ جگہ پر قادنیوں کی طرح مسجدِ ضرار کی تعمیر کر رکھی

Marfat.com

ہے، منافقینِ مدینہ نے مسجدِ ضرار بنائی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو حکم فرمایا کہ آپ اُس میں ہرگز داخل نہ ہوں بلکہ اِسے ملیامیٹ کردیں۔

چنانچہ سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشادِ خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے اُس مسجد کو نہ صرف مسمار ہی کردیا بلکہ اُس کی اینٹ سے اینٹ بجا کر نذرِ آتش بھی کردیا۔

مگر ہماری بدقسمتی سے اب تو جگہ جگہ مسجدِ ضرار بن چکی ہے اور گروہِ منافقین صراطِ مُستقیم سے بھٹکے ہوئے سادہ لوح مُسلمانوں کو کسی نہ کسی طرح وہاں لے ہی جاتے ہیں اور پھر اُنہیں وہی درسِ منافقت دینا شروع کردیتے ہیں، یہ لوگ توحید کا جال ڈال کر پہلے شانِ رسالت پر برستے ہیں بعدازاں شانِ اہلبیت وولایت میں ہرزہ سرائی پر اُتر آتے ہیں۔

اِسے رسولِ ہاشمی کے فرامینِ مقدّسہ سے ناواقفیت کا نام دے لیں یا براہِ راست خُدا اور رسُول سے سرکشی مَوسُوم کرلیں کہ اِن لوگوں کے جال میں جکڑے جانے والے لوگ دُوسروں کو بھی یہ باور کرانے کی کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں کہ اگر جنّت کے طلبگار ہو تو تمہیں ہمارے رہنماؤں کی اقتداء میں چلنا پڑے گا۔

جناب! اگر دین سیکھنا ہو تو ہمارے بزرگوں کو ملئے، آپ اُن کی ایک بار زیارت کرلیں تو آپ کو صحابہ کرام کا دور یاد آجائے گا۔

Marfat.com

ہمارے بزرگ تو فرشتوں سے بھی زیادہ معصوم ہیں، ہر وقت دین کی باتیں کرتے ہیں۔

ہم پُوچھتے ہیں کہ جب کوئی شخص حُدودِ اسلامیہ کو پھلانگتا ہوا خُود ہی دائرہ دین سے باہر آجاتا ہے تو وہ دین کی باتوں سے تمہیں کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے اور یہ بھی سوچو کہ وہ کیسا دین ہو گا جو حُدودِ اسلام کو پامال کرنے کے بعد معرضِ وجود میں آیا ہو گا،

غور کریں کہ جن لوگوں کے سینے اُن بزرگوں کے بُغض وعناد سے بھرے ہونگے جنہوں نے اشاعتِ دین کے لئے زندگیاں وقف کر رکھی تھیں اُن لوگوں کے دلوں میں دین اور دین کا درد کہاں سے آئے گا۔

حضور رسالتمآب صلّی اللہ علَیہ وآلہٖ وسلّم کے اہلبیتِ عظام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اُن مساعیِ جمیلہ کو جو اُنہوں نے دین پھیلانے کے سلسلہ میں کیں، خراجِ عقیدت پیش کرنے کی بجائے نفرت و حقارت کی نگاہوں سے دیکھنے والا دین دار کس طرح ہو سکتا ہے۔

خُوب غور کریں! کہ جس شخص کو عِندہٗ علمُ الکتاب کا اعزاز رکھنے والے بَابِ مَدِینَۃُ الْعِلم کے دامن میں رموز و اسرارِ قُرآنیہ اور علمِ دین کا کوئی کرشمہ نظر نہ آتا ہو وہ تمہیں رموزِ اسرارِ قرآنیہ سے کہاں تک مستفیض کرے گا۔

اہلبیتِ رسولِ ہاشمی کا دامن جھٹک کر دین کی باتیں کرنا دینِ اسلام

Marfat.com

کی توہین ہے ایسی باتیں دین اسلام کی نہیں بلکہ کسی اور دین کی باتیں ہیں دین سکھانے والوں سے وحشیانہ نفرت کرنے والے دین دار کیسے ہو سکتے ہیں اِس لئے کہ بانیٔ اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے اہلبیت سے محبّت و مودّت رکھنے کا حکم دیا ہے اور اِس محبّت کہ ساتھ ہی ایمان کو مشروط کیا ہے، اِس کے برعکس بُغضِ اہلبیت کو کُفر، نِفاق اور بے دینی سے موسُوم کیا ہے انہی الفاظ کے ساتھ اِس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تبارکؑ وتعالیٰ اپنے محبوبِ کریم صلّی اللہ عَلیہ وآلہٖ وسلّم کے صدقے سے مُسلمانوں کو خوارج ونواصب کے شَر سے محفوظ رکھے۔

آمین بجاہِ رحمۃ للعالمین صلّی اللہ تعالیٰ عَلیہ وآلہٖ وصحبہٖ اَجمعین۔ نیاز آگین

صائم چشتی

Marfat.com

باب

انا مدینۃ العلم وعلیٌّ بابھا

الحدیث

Marfat.com

پہریدار

تاجدارِ اَولیاء و اَصفیا، اِمام المُتقّین، امیرالمُومنین سیدّنا و مُرشدِ نا جناب حیدرِ کرّار علی علیہ السّلام کے ارشادِ عالیہ "جو چاہو مُجھ سے پُوچھ لو" کے ضمن میں مُشکل کشا جلد اوّل کی آخری سطور میں بتایا گیا تھا کہ "اِس قسم کا اعلان وہی کر سکتا ہے جو بابِ مدینۃ العلم بھی ہو اور مدینۃ العلم کا پہریدار بھی"

قارئین حیران ہونگے کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہٗ الکریم اگر خُود ہی عِلم کے شہر کا دروازہ ہیں تو پھر آپ کو عِلم کے شہر کے دروازے کا پہریدار کس طرح کہا جا سکتا ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ دَروازہ خُود ہی اپنا پہریدار بھی ہو۔

چونکہ ہمارا مضمون "قُرآن اور علی" ہے اِس لئے اِس تعجّب خیز اور حیرت انگیز جُملے کا پسِ منظر بیان کرنے پر اِکتفا کریں گے اور علی پہریدارِ مُصطفیٰ کی تفصیل آئندہ کسی مقام پر پیش کی جائے گی مذکورہ جُملے کا پسِ منظر یہ ہے کہ

Marfat.com

مسجدِ نبوی شریف زاداللہ شرفہا و تعظیماً و تکریماً کا وہ مُتبرک حِصّہ جس کے متعلّق حضور سرورِ کائنات فخرِ موجُودات، سرورِ انبیاء حضرت مُحمدؐ مُصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے " بَینَ مِنبَرِی وَ بَیتِی رَوضَۃ مِنْ رِیَاض الْجَنَّۃ " فرمایا ہے۔

وہ مبارک جگہ آج بھی حضور سرورِ کائنات کے اِس ارشاد کے مطابق جنّت کی کیاریوں کے نام سے موسُوم ہے اِن جنّت کی کیاریوں میں چند ایسے بھی ستون ہیں جو مُختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہُم اجمعین سے منسوب ہیں کیونکہ اِن ستونوں کے ساتھ اُن حضرات کا کوئی نہ کوئی خاص واقعہ وابستہ ہے۔

اِنہیں ستونوں میں پانچواں ستون شانِ پنجتّن سیدّنا حیدرِ کرّار علیہ السّلام کے اسمِ عظیم اور ذاتِ کریم سے منسوب ہے۔

یہ پانچوان ستون تاجدارِ انبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بیت الشّرف کے مقدّس دروازہ کے عین سامنے ہے اور ستون کی یہ جگہ جنابِ علی علیہ السّلام نے عبادت کے لئے مخصوص کر رکھّی تھی اِس مقام پر آپ رات کے وقت نوافل بھی ادا فرماتے رہتے اور محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دروازہ کی نگہبانی کا فریضہ بھی انجام دیتے رہتے۔

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ اِس واقعہ کو ہم تفصیلاً آئندہ اوراق میں پیش کریں گے لہٰذا قُرآن اور علی کہ متعلّق چند حقائق مزید ملاحظہ فرمائیں

Marfat.com

شہرِ علم کا دَروازہ

قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ جلد اوّل کا اِختتام دروازۂ مصطفیٰ کے پہریدار اور دروازۂ شہر علم کے جملہ سے کیا گیا تھا دروازے کے پہریدار کے متعلق مختصراً عرض کرنے کے بعد اب نہائت شرح و بسط کے ساتھ بابِ مدینۃ العلم یعنی شہر علم کے دروازہ کے متعلق نہائت ہی دلچسپ اور کارآمد حقائق ملاحظہ فرمائیں۔

چونکہ یہ مضمون ''قرآن اور علی'' کے باب سے براہِ راست وابستہ ہے لہٰذا اِس کی تفصیل بیان کرنے میں کسی بھی قسم کا گریز نہیں کیا جائے گا۔

سرکارِ دو عالم تاجدارِ انبیاء حضرت مُحمّد مُصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے کہ ! ''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ ہے'' اور شہر میں کوئی بھی شخص داخل نہیں ہو سکے گا جب تک کہ وہ دروازہ میں داخل نہیں ہوگا۔

دو راستے

تاجدارِ انبیاء، سرکارِ مدینہ، شہنشاہِ اَرض و سماوات، مالکِ ملکِ خدا، خلیفۂ ربِّ کبریا، رحمۃً للعالمین، احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا مذکورہ بالا ارشاد جناب حیدرِ کرّار اسد اللہِ الغالِب علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہُ الکریم کی قرآن اور اُسکے ماسوا کے تمام تر عُلوم سے شناسائی کی واضح

Marfat.com

بُرہان اور قطعی دلیل ہے۔

اِس مختصر مگر علومِ کونین پر مُحیط جُملہ کے پسِ منظر میں چُھپے ہوئے مطالب و معانی پر غور کیا تو کچھ لوگ سٹپٹا کر رہ گئے چنانچہ علاّمہ ابنِ جوزی نے اپنی شدّتِ طبع سے مجبور ہو کر اِس حدیث کو ہی موضوعات کی نذر کر دیا۔

ابنِ جوزی نے اِس حدیث کو موضوع قرار دینے میں اگرچہ شدید ٹھوکر کھائی ہے مگر اُن کا طریق محدّثانہ ہے جبکہ ابنِ تیمیہ نے ابنِ جوزی کو بھی پیچھے دھکیلتے ہوئے اِس حدیث کے عواقب و نتائج مُعتزلہ کی طرح اپنی عقل کے مطابق مرتب کئے ہیں جن کی تفصیل آئندہ اَوراق میں آ رہی ہے۔

اگرچہ ابنِ جوزی کی محدّثانہ طریق پر اور ابنِ تیمیہ کی روایت و درایت کی صُورت میں سابقہ اَدوار میں ہی گرفت ہو چکی ہے اور ماہرینِ رجال عُلمائے محدّثین نے اُن دونوں کا پُورا پُورا تعاقب کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ حدیث ''اَنَا مَدِیۡنَۃُ الۡعِلۡمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا'' حسن حدیث ہے بلکہ بعض کے مطابق صحیح کے درجہ کو پہنچی ہے مگر بایں ہمہ اِس دَور کے خوارج ابنِ جوزی اور ابنِ تیمیہ کے تعاقب میں کی جانے والی محدّثینِ کرام کی وسیع تر تحقیق سے آنکھیں چُرا کر پھر اُسی راگنی کا الاپ کر رہے ہیں جسے مُسترد کیا جا چُکا ہے۔

اِس پر مستزاد یہ کہ اُس حدیث کو موضوع قرار دیتے ہیں جسے حسَن اور صحیح کہا گیا ہے اور اُس روایت کو درست قرار دیتے ہیں جس میں یہ جُملہ

Marfat.com

زبردستی ٹھونس دیا گیا ہے کہ " اَبُو بَکر اَسَا سُهَا وَ عُمَرُ حیطَانُهَا وَ عُثمَانُ سَقفُهَا " حالانکہ ناقدین رجال محدّثینِ کرام اس الحاقی جُملہ کوضعیف بلکہ موضوع قرار دیتے ہوئے صرف " اَنَا مَدِینَۃُ العِلمِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا " کو ہی درست تسلیم کرتے ہیں۔

عصرِ حاضر کے خارجیوں کے باوا آدم محمود عباسی کے شاگردِ خاص محمد سلیمان نے تذکرہ ساداتِ بنو اُمیہ ﴿اِس تصنیف اور اِس کا تعارف محمود عباسی نے ہی لکھا ہے﴾ میں جہاں دیگر متعدّد گلفشانیاں کرتے ہوئے مولائے کائنات شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں آنے والی روایات پر ناجائز اور غلط قسم کی جرح کی ہے وہاں یہ گُل بھی کھلایا ہے کہ:

اَنَا مَدِینَۃُ العِلمِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا ، حدیث طعن سے پُر ہے۔

آیئے ! سب سے پہلے تو یہ دیکھیں کہ بلحاظ روایت اِس حدیث کا کیا مقام ہے اگر روایت ہی کمزور ثابت ہوگئی تو لمبی چوڑی بحث کے دروازے کھولنے سے کیا فائدہ اِس حدیث کے متعلّق بخاری نے کہا ہے کہ یہ منکر ہے اور اِس کی نقل کا کوئی طریقہ بھی صحیح نہیں۔

ابنِ جوزی نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ روایت جتنے طریقوں سے بھی مروی ہے سب کی سب موضوع ہے۔

شیخ محی الدّین نووی، حافظ شمس الدّین ذہبی اور شیخ شمس الدین جزری نے بھی اِس کو موضوع قرار دیا ہے۔

Marfat.com

صرف ترمذی نے اِس حدیث کو لیا ہے اِس میں بھی ''انا مدینۃ العلم''
کی بجائے یہ الفاظ ہیں

" انا دار الحکمت و علی با بھا "

'' میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔''

امام ترمذی اِس کو نقل کرنے کے بعد تبصرہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب اور منکر ہے اب جس حدیث کا سند کے لحاظ سے یہ مقام ہو، اس پر اتنا بڑا فیصلہ کر دینا کہ رسول کو پانے کے لئے پہلے علی کا حاصل کر لینا ناگزیر ہے کہاں تک درست ہو سکتا ہے گویا دین کے اَحکام صرف حضرت علی سے حاصل کئے جائیں اور دُوسرے صحابہ کو حصولِ علم کا ذریعہ ہی نہ مانیں۔

یہ فیصلہ اگر کوئی کرتا ہے تو اُس کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اُس کو علم کے اس بہت بڑے حصّہ سے محروم ہونا پڑیگا جو دُوسرے صحابہ کے ذریعہ سے منقول ہوا ہے۔

مثلاً حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت زَید بن ثابت کے متعلق فرمایا کہ صحابہؓ میں علمِ میراث کے وہ سب سے بڑے ماہر ہیں،

حضرت معاذ بن جبل کے متعلّق فرمایا ! حلال وحرام کو وہ سب سے زیادہ جانتے تھے۔

حضرت ابی بن کعبؓ کے متعلّق فرمایا ! قُرآن کے سب سے بڑے قاری وہ ہیں۔

Marfat.com

حدیث ٹکراتی ہے

اِس کے علاوہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بکثرت اِرشادات اور عمل کو سامنے رکھا جائے تو یہ حدیث کس طرح ٹکراتی ہے، مثلاً حضور نے بہت سے صحابہ کو اپنی حیاتِ طیّبہ میں مختلف ممالکِ اسلامیہ میں عامل مقرّر کیا، تحصیلِ صدقات کے منصب پر مامور فرمایا، نماز پڑھانے کی خدمت سپُرد کی، مہمّات پر بھیجا یہ ایسے تاریخی حقائق ہیں جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا تو کیا یہ سب خدمات علمِ دین کے بغیر ہی انجام دی جاتی تھیں یا یہ کہ سارے صحابہؓ حضور کے نہیں بلکہ حضرت علیؓ کے شاگرد تھے۔

سب دروازے تھے

اگر یہ دونوں باتیں غلط ہیں تو پھر صحیح بات یہی ہے کہ اِن صحابہ نے مدینۃ العلم یا دارالحکمت سے براہِ راست علم وحکمت کی تعلیم حاصل کی تھی اور یہ سب حضرت علیؓ کی طرح شہرِ علم اور حکمت کے دروازے تھے۔

اب غور فرمائیے کہ حدیث اَنَا مَدِیۡنَۃُ الۡعِلۡم اگر صحیح ہے تو آخر اُن احادیث کے متعلق کیا کہا جائے گا جو دُوسرے صحابہؓ کے متعلّق معتبر سندوں سے وارد ہوئی ہیں اور اِسے کیسے سمجھ لیا جائے کہ علی مدینۃ العلم کے واحد باب ہیں اور جس کو شہر میں داخل ہونا ہے وہ صرف اسی ایک دروازہ سے داخل ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

بنیاد اور چھت ضروری ہے

زیادہ سے زیادہ اگر تسلیم کیا جا سکتا ہے تو یہی صحیح ہو سکتا ہے کہ اِس شہر کے دو دروازوں میں سے ایک دروازہ علی ہیں اِس کے برخلاف دیلمی نے کتابِ فردوس میں اِسے ان الفاظ میں لکھا ہے۔

میں علم کا شہر ہوں ابوبکر اِس کی بنیاد ہیں عمرؓ اس
کی دیواریں ہیں عثمان اِس کی چھت ہیں اور علیؓ اِس کا
دروازہ ہیں۔

اب بتائیے کیا بغیر بنیاد دیواروں اور چھت کے دَروازہ ممکن ہے کُھلی ہوئی بات ہے کہ گھر کا تصوّر اُسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ یہ چاروں اجزاء مرکب ہوں اِن میں سے کسی ایک کو علیٰحدہ کر دیجئے نہ گھر کا تصوّر ہو سکتا ہے اور نہ دروازہ کی اہمیّت۔

﴿تذکرہ سادات بنو اُمیہ ص ۳۱۱ تا ۳۱۶﴾

چالاکی دیکھیں

اِس میں شک نہیں کہ مندرجہ بالا روایت کتاب الفردوس دیلمی کے حوالے سے چند کتب میں موجود ہے مگر یہ اَمر بھی تمام تر شُبہات سے بالاتر ہے کہ اِس روایت میں دروازے کے علاوہ بیان کردہ اشیاء محدّثین کے نزدیک دُرست نہیں، عنقریب ہم اِس وضعی ٹکڑے پر مُحدّثین کی جرح نقل

Marfat.com

کرنے کے علاوہ عقلی طور پر ثابت کریں گے کہ یہ تصوّر نہایت فرسودہ اور حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حضور میں شدید گستاخی کے مترادف ہے تاہم قارئین یہ بات بطور خاص ذہن نشین کرلیں کہ خارجی نے پہلے تو حدیث پاک " انا مدینة العلم و علی بابھا "کو قطعی طور پر موضوع قرار دیا ہے اور ترمذی شریف میں آنے والی اُس حدیث کو منکر وغیرہ تسلیم کیا ہے جس کے الفاظ ہیں" انا دار الحکمت وعلی بابھا " یعنی ''میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں'' جبکہ پہلی حدیث کا ترجمہ ہے۔

''میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں۔''

طُرفہ تماشہ

حقیقت یہ ہے کہ اِس دَور سے بڑھ کر کسی بھی دَور میں قلم وقرطاس کی بے حُرمتی کی مثال چودہ سو سالہ تاریخِ اسلام میں کہیں نہیں ملتی اگرچہ اِس سے پہلے بھی بعض لوگوں نے اپنی بعض کُتب میں قلمی بددیانتیاں کی ہیں مگر موجودہ صُورت حالات کہیں نظر نہیں آتی۔

قارئین یقیناً جان گئے ہوں گے کہ خارجی نے ہر دو روایات نقل کرنے کے بعد جس شوخی اور چالاکی کا مظاہرہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ قبول اُس حدیث کو کیا ہے جس میں علم کے شہر کی بنیاد، دیواریں، چھت اور دروازہ بیان کیا ہے اور نتیجہ اُس حدیث سے اخذ کیا ہے جس میں ہے کہ میں حکمت کا گھر

Marfat.com

ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں گویا اپنا مطلب نکالنے کے لئے شہر کو گھر بنا لیا گیا ہے۔"

اِس سے پہلے کہ ثِقہ کُتب کے حوالوں سے ہم خارجی کے اِس دعوے کا ابطال کریں کہ " انا مدینة العلم و علی بابها " موضوع اور بناوٹی حدیث ہے، اُس سے یہ پُوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث سرے سے حدیث ہی نہیں اور بناوٹی روایت ہے تو تُم نے اُس حدیث کو ثِقہ کیسے مان لیا جس میں حضرتِ ابوبکر صدّیق کو علم کے شہر کی اَساس اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بالتّرتیب علم کے شہر کی دیواریں اور چھت کہا گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت الامر میں محدّثین کرام صرف اُسی حدیث کو دُرست تسلیم کرتے ہیں جس میں ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں اور اِس کے برعکس اِس حدیث میں شامل کئے گئے اُس ٹکڑے کو قطعی طور پر بناوٹی قرار دیتے ہیں جس میں علم کے شہر کی بنیاد وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

آئندہ اوراق میں ثِقہ کتب کے حوالوں سے بتایا جائے گا کہ حدیث انا مدینة العلم و علی بابها میں اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی شراکت الحاقی ہے تاہم یہاں پر عصرِ حاضر کے خوارج کو قلم انداز کرتے ہُوئے ہم اُن لوگوں کا تذکرہ کریں گے جنہوں نے سب سے پہلے اِس حدیث کے دُرست حصہ کو بھی موضوع کہا جبکہ اِس تذکرے میں یہ بتا دینا بھی ضروری

Marfat.com

ہے کہ اِسے موضوع قرار دینے میں کون سے عوامل کار فرما تھے۔

چنانچہ اِس سلسلہ میں جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اِس حدیث پاک میں تاجدارِ ہَل اتیٰ، شہر یارِ سلطنتِ علم وعرفان، شیرِ یزدان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لاحصر ولا احصٰی فضائل کی نشان دہی ہوتی ہے اِس لئے بعض مُتشدّدین کو یہ بات گوارا نہ ہوسکی، ہم نے بات یُوں ہی نہیں کہہ دی بلکہ ہمارے سامنے ایسے حقائق وشواہد موجود ہیں جو اِس اَمر پر دلالت کرتے ہیں۔

بہر کیف ! کسی زمانے میں کچھ لوگوں نے اِسے موضوع قرار دیا تھا مگر اُن کی تحقیق کو محدّثین کرام نے پُوری قُوّت کے ساتھ مُسترد کرتے ہوئے ثابت کر رکھا ہے کہ یہ حدیث ہرگز موضوع اور ضعیف وغیرہ نہیں بلکہ حسَن اور صحیح ہے۔

چنانچہ اِس تحقیقِ عظیم کے بعد ہر دَور کے عُلماءِ حدیث اِس حدیث کو بنظرِ استحسان دیکھتے رہے ہیں مگر مُطلق العنانی کے اِس دور میں پھر باسی کڑھی کو اُبال آرہا ہے لہٰذا مناسب معلوم ہے کہ اِس حدیث پر ہونے والی فریقین کی مباحث کو تمام وکمال نقل کر دیا جائے خواہ طوالت کتنی ہی کیوں نہ ہو جائے۔

اِس سلسلہ میں سب سے پہلے علامہ ابن الجوزی کی وہ عبارات ہدیہء قارئین کی جائیں گی جو اُنہوں نے اِس حدیث کو بناوٹی ثابت کرنے کے

Marfat.com

ضمن میں نقل کیں۔ یاد رہے کہ علّامہ ابن جوزی ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اِس حدیث کو وضعی ثابت کرنے کی سعیٔ نامشکور کی۔"

ملاحظہ ہو !

سب بناوٹی ہیں

یہ حدیث حضرت علی، حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور حضرت علی سے پانچ طُرق پر آتی ہے اور پانچ کے پانچ طریقوں سے ہی نادرست ہے۔

پہلے طریق میں محمد بن عمر الرومی راوی ہے۔ جس کے متعلّق ابن حبّان نے کہا کہ وہ جو کچھ ثِقہ لوگوں سے بیان کرتا ہے اُس میں اُن کی کہی ہوئی کوئی چیز نہیں ہوتی اِس حال میں اُس سے حُجت پکڑنا جائز نہیں۔

دُوسرے اور تیسرے طریق میں عبدالحمید بن بحر ہے ابنِ حبان نے کہا کہ وہ سارق الحدیث ہے اور جو کچھ ثِقہ لوگوں سے بیان کرتا ہے اُس میں اُن کا کہا ہوا کچھ نہیں ہوتا اندریں حالات اُس سے اِحتجاج کرنا جائز نہیں۔

چوتھے طریق میں محمّد بن قیس راوی ہے اور پانچویں طریق میں مجاہیل ہیں۔

علاوہ ازیں یہ بھی بیان کیا ہے کہ حدیث ہی کے بارے میں دار قُطنی نے کہا کہ اِسے صنابحی سے سوید بن غفلہ نے بغیر سنَد کے بیان کیا ہے اور یہ

Marfat.com

حدیث مضطرب غیر ثابت ہے اور مسلمہ نے صنابحی سے سماع نہیں کیا،

متن ملاحظہ فرمائیں !

قلت ! ثم فی الطریق الاول محمد بن الروبی قال ابن حبان ! کان یاتی عن الثقاة بما لیس من احادیثھم لایجوز احتجاج به بحال."

فی الطریق الثانی و الثالث عبد الحمید بن بحر قال ابن حبان یسرق الحدیث و یحدث عن الثقاة بما لیس من حدیثھم لا یجوز الاحتجاج به بحال.

وفی الطریق الرابع محمد بن قیس وھو مجھول و الخامس مجاھیل .

فقال الدار قطنی قدرواہ سوید بن غفلة عن الصنالجی لیسندہ و الحدیث مضطرب غیر ثابت، وسلمه لم یسمع من الصنالجی .

﴿الموضوعات لا بن الجوزی جلد اوّل صفحه ۳۵۳﴾

علامہ ابن جوزی کی موضوع کردہ روایات جو اُوپر ذکر ہوئیں اُن کے متون یہ ہیں۔"

حدیث اوّل، دوم، چہارم

" انا دار الحکمة وعلی بابھا "

Marfat.com

حدیث سوم

" انا مدینة الفقه وعلی بابها "

حدیث پنجم

" انا مدینة العلم وعلی بابها فمن اراد العلم فلیأت الباب "

﴿الموضوعات لابن الجوزی جلد اوّل صفحہ ۳۵۱﴾

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بیان کردہ اِن احادیث مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو موضوع قرار دینے کے بعد علاّمہ ابنِ الجوزی اُن روایات کی تکذیب کرتے ہیں جو حدیث پاک انا مدینۃ العلم کے سلسلہ میں حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی گئیں۔

دس کے دس طریقے غلط ہیں

ابن جوزی لکھتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت دس طریقوں سے مروی ہے مگر پہلے طریق میں جعفر بن محمد بغدادی راوی ہے اور اِس میں سرقہ سے مُتّہم ہے۔"

دوسرے طریق میں جابر بن سلمہ ہے اور وہ حدیث میں چوری کرنے سے مُتّہم ہے تیسرے اور چوتھے طریق میں عثمان بن اسماعیل ہے یحییٰ بن معین نے کہا کہ وہ لاشئے، کذّاب، خبیث اور بُرا آدمی ہے دارقطنی نے کہا کہ متروک ہے۔

پانچویں طریق میں ابوصلت ہروی ہے جس کا جھوٹا ہونا پہلے بیان

Marfat.com

ہوا اُس نے یہ حدیث ابو معاویہ کی سند پر وضع کی اور اُس سے ایک جماعت نے اِسے چوری کیا۔

چھٹے طریق میں احمد بن سلمہ ہے، ابن عدی نے کہا کہ وہ ثِقہ لوگوں سے جُھوٹ ملا کر روایت کرتا ہے اور سارق الحدیث ہے۔

ساتویں طریق میں سعید بن عقبہ ہے ابنِ عدی نے کہا کہ وہ مجہول اور غیر ثِقہ ہے۔

آٹھویں طریق میں ابو سعید عدوی ہے جو صریحاً جُھوٹا اور وضاع ہے۔

نویں طریق میں اسماعیل بن محمد بن یُوسف ہے جس کے متعلّق ابن حبان نے کہا وہ حدیثیں چُراتا اور سندیں تبدیل کرتا ہے۔

دسویں طریق میں حسن بن عثمان ہے ابنِ عدی نے کہا کہ وہ حدیث وضع کرتا ہے۔

متن یہ ہے !

واما حديث ابن عباس فى الطريق الاول جعفر بن محمد البغدادى و متهم بسرقة هذا الحديث.

وفى الطريق الثانى: جابر بن سلمة وقد تهوه بسرقة ايضاً

وفى الطريق الثالث والرابع: عثمان بن اسماعيل

Marfat.com

قال یحییٰ بن معین لیس بشیٔ کذاب ، خبیث رجل سوء وقال الدرقطنی متروک.

وفی الطریق الخامس: ابو الصلت الهروی وقد سبق انه کذب انه وهو الذی وضع هذ الحدیث علیٰ ابی معاویة و سرقة منه جماعة.

وفی الطریق السادس : احمد بن سلمة قال ابن عدی یحدث عن الثقالة بالبواطیل ویسرق الاحادیث.

وفی طریق السابع : سیعد بن عقبة ! قال ابن عدی!هو مجهول غیر ثقة .

وفی طریق الثامن : ابو سیعد العدوی الکذاب صراحاً الو.ضاع.

وفی طریق التا سع : اسماعیل بن محمد بن یوسف قال ! ابن حبان یسرق الاحادیث ویقلب الا سانید لایجوز الاحتجاج به.

وفی طریق العاشر : الحسن بن عثمان! قال ابن عدی کان یضع الحدیث.

﴿الموضوعات لا بن الجوزی جلد اول صفحه ۳۵۴مطبوعه مصر﴾

Marfat.com

سچ کیا ھے ؟

اگرچہ علّامہ ابن جوزی نے پُوری شدّت کے ساتھ حدیثِ پاک انا مدینۃ العلم کو موضوع قرار دینے کی کوشش و جسارت کر ڈالی مگر محدّثینِ کرام آج سے بہت پہلے اِس کا جواب دے چکے ہیں۔

چنانچہ اِس حدیثِ پاک پر اُن کی نارواگرفت کا پُورا پُورا محاسبہ کُتبِ احادیث میں موجود ہے جن کے حوالے آئندہ اوراق میں پیش ہو رہے ہیں یہاں ہم امام سیّوطی علیہ الرحمۃ کی تحقیق پیش کرنے کا شرف حاصل کریں گے۔

چونکہ علّامہ سیوطی نے دُوسرے محدّثینِ کرام کی تحقیق سے اِستفادہ کرتے ہوئے اپنی تحقیق کو آگے بڑھایا ہے اور اِس سلسلہ میں اُن کی پوری پوری عبارتیں نقل فرمائی ہیں اِس لئے اُن کے مضمون کا دائرہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔

بہرکیف! طوالت کے باوجود یہ ایک نادر ترین تحقیق ہے اِس لئے ہم نے اِسے من وعن نقل کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کُتب کہ حوالے بھی درج کر دیئے ہیں جن سے اُنہوں نے عبارات اخذ کی ہیں تاکہ اِن عبارتوں کو اصل کتابوں سے بھی دیکھا جا سکے۔

Marfat.com

اعتراضات یہ ہیں

آپ فرماتے ہیں کہ ابن جوزی نے اِس حدیث کے بارے میں کیا کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور اِس کی کوئی اصل نہیں اور دار قطنی کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ حدیثِ علی صنالجی سے سوید بن غفلہ نے بغیر سند کے پیش کی ہے اور وہ مُضطرب ہے اور سلمہ نے یہ حدیث صنالجی اور رُومی سے نہیں سنی لہٰذا اِس سے حجّت پکڑنا جائز نہیں اور ایسے ہی عبد الحمید اور محمد بن قیس مجہول ہیں اور حسن کے طریق پر حضرت علی سے روایت کردہ حدیث میں مجاہیل ہیں نیز جعفر اور بغدادی اِس حدیث کے بارے میں چوری سے متّہم ہیں۔

نیز عمر بن اسماعیل اور ابوصلت دونوں کذّاب ہیں اور ابوصلت وہ شخص ہے جس نے ابی معاویہ کے نام پر حدیث وضع کی اور اُس سے ایک جماعت نے چوری کی اور احمد بن سلمہ ثقہ لوگوں سے جھوٹ ملا کر روایت بیان کرتا ہے اور سعید بن عقبہ غیر ثقہ مجہول ہے اور عدی اور اسمٰعیل بن محمد یوسف وضاع ہیں لہٰذا سارق اور حدیث تبدیل کرنے والے سے حُجّت پکڑنا جائز نہیں، اور حسن بن عثمان حدیثیں گھڑنے والا ہے۔

اور اُس کی حدیثیں لکھنے والا اور ابن طاہر دونوں کذّاب ہیں اور ابنِ عدی نے کہا ! ابی صلت کے ساتھ معروف حدیث موضوع ہے اور جو کچھ

Marfat.com

اُس سے بیان ہوا اُس میں تبدیلیٔ اسناد اور سرقہ کی عبارت ہے اور جب امام احمد بن حنبل سے اِس حدیث کے بارے میں پُوچھا گیا تو اُنہوں نے کہا ! قبح اللّٰہ ابا صلت یعنی اللہ ابا صلت کو اچھائی نہ دے،

متن ملاحظہ ہو !

لایصح ولا أصل له قال الدار قطنی حدیث علی
رواه سوید بن غفلة عن الصنالجی فلم بسنده و
هو مضطرب و سلمة لم یسمع من الصنالجی و
الرومی لا یجوز الا احتجاج به و کذاعبد الحمید
و محمد بن قیس مجهول و طریق الحسن عن
علی فیه مجاهیل و جعفر و البغدادی متهم بسرقة
هذا الحدیث رجاء أیضاً و عمر بن اسماعیل و
أبو الصلت کذابان و ابو الصلت هو الذی وصنعه
علی ابی معاویه وسرقة منه جماعة و احمد بن
سلمة یحدث عن الثقات بالا باطیل و سعید بن
عقبه مجهول غیر ثقه و العدول وضاع و اسماعیل
بن محمد یوسف لا یجوز الا احتجاج به یسرق
ویقلب و الحسن بن عثمان یضع و المکتب و ابن
طاهر کذابان قال ابن عدی الحدیث موضوع

Marfat.com

یعرف بابی الصلت ومن حدث به سرقة منه وان قلب اسناده وسئل احمد بن حنبل عن هذا الحدیث فقال قبح اللّٰہ ابا الصلت.

﴿اللآلی المصنوعة فی الحادیث الموضوعة جلد اول صفحه ۳۳۰،۳۳۱﴾

جواب اِس جھوٹ کا

خاتمِ حفّاظِ مصر امام جلال الدّین سیوطی علیہ الرحمتہ زیبِ عنوان حدیث پر علاّمہ ابنِ جوزی کی تمام جرح نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ حضرت علی سے روایت کردہ یہ حدیث ترمذی نے اور حضرت ابنِ عباس سے حاکم نے المُستدرک میں بیان کی ہے،

ابوعبداللہ امام حاکم نے مُستدرک میں انا مدینة العلم و علی بابھا حدیث سندوں کے ساتھ بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ حدیث حسین بن فہم اور ابوصلت الھروی نے ابی معاویہ سے بیان کی ہے حسین بن فہم ،ثقہ، مامون اور حافظ الحدیث ہے جبکہ ابوصلت الھروی ثقہ اور مامون ہے۔

مزید فرمایا کہ میں نے یہ صحیح الاسناد حدیث ابا العباس سے اُنہوں نے عباس بن محمد الدوری سے سُنی ہے مؤخر الذکر کا کہنا ہے کہ میں نے یحیٰی بن معین سے ابا الصلت کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ وہ ثقہ ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ ابوصلت نے ابی معاویہ سے حدیث انا مدینة العلم بیان کی ہے کیا یہ درست ہے؟ انہوں نے فرمایا ! یہ حدیث تو محمد بن

Marfat.com

جعفر الفیدی نے بھی بیان کی ہے اور وہ ثِقہ ہے۔

بَعد ازاں صاحبِ مُستدرک فرماتے ہیں کہ میں نے بُخاری کے زمانہ کے لوگوں کے امام احمد بن سہیل سے سناوہ فرماتے تھے کہ میں نے حافظ الحدیث صالح بن محمد بن حبیب سے ابو الصلت کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے کہا کہ ہم لوگ یحیٰ بن معین کے ساتھ ابوصلت کے ہاں گئے جب اُن کے گھر سے واپس ہوئے تو میں نے یحیٰ بن مُعین سے ابو صلت کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا ! وُہ سچّے ہیں میں نے کہا کہ اُنہوں نے انا مدینۃ العلم حدیث بیان کی ہے تو اُنہوں نے فرمایا کہ ! ابوصلت کی طرح الفیدی نے بھی یہ روایت بیان کی ہے المستدرک کی تحریر تمام ہوئی۔

قلت ! حديث على اخرجه الترمذى وحديث ابن عباس اخرجه الحاكم فى المستدرك،

قال الحسين بن فهم وحد ثناه أبو الصلت الهروى عن ابى معاوية . قال الحاكم ! الحسين بن فهم ثقه مأمون حافظ ، وابو الصلت ثقه مامون وهذا حديث صحيح الاسناد سمعت ابا العباس يقول سمعت العباس بن محمد الدورى يقول سألت ابن معين عن ابا الصلت فقال ثقه ، فقلت ! أليس

Marfat.com

قد حدث عن ابی معاویة انا مدینة العلم ،فقال قد حدث بہ محمد بن جعفر الفیدی وھو ثقہ ، قال ! وسمعت احمد بن سھل امام اھل عصرہ بنجاری یقول سمعت صالح بن محمد بن حبیب الحافظ یقول وسئل عن ابی الصلت فقال دخل یحییٰ بن معین ونحن معہ علیہ فلما خرج لہ ما تقول فیہ ؟ فقال ! ھو صدوق ، قلت انہ یروی حدیث انا مدینة العلم ؟ فقال ! قد رواہ ذاک الفیدی کما رواہ ابو الصلت انتھیٰ ما فی المستدرک.

﴿اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة جلداول صفحہ ۳۳۱﴾

﴿المستدرک للحاکم جلد ۳ صفحہ ۱۲۶ ، ۱۲۷﴾

مزید شھادتیں

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ صاحب المستدرک کے استدلال کے بعد مزید فرماتے ہیں کہ علامہ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں فرمایا ہے کہ !

الحسن بن علی بن مالک نے کہا کہ میں نے یحییٰ بن معین سے ابی الصلت الہروی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا !

وہ سچے ہیں مگر ان میں تشیع ہے اور ابرہیم بن عبداللہ بن جنید کہتے

Marfat.com

ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے ابی الصلت کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ میں نے اُن سے حدیث کا سماع کیا ہے اور انہیں جھوٹ سے نہیں پہچانتا۔

میں نے کہا کہ جو حدیث اعمش مجاہد اور اُنہوں نے ابنِ عباس سے بیان کی ہے، یعنی انا مدينة العلم و علي بابها جو اُنہوں نے بیان کی ہے ؟

اِس کے جواب میں یحییٰ بن مُعین نے کہا کہ میں نے یہ حدیث اِن سے ہرگز نہیں سنی بلکہ مجھے اِن کے سوا دُوسرے طریق پر پہنچی ہے۔

اور عبدالخالق بن منصور نے کہا ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے ابی الصلت کے بارے میں سوال کیا تو کہا کہ میں اُسے نہیں پہچانتا۔

میں نے کہا کہ اُس نے حدیث انامدينة العلم بیان کی ہے؟

تو اُنہوں نے کہا ! کیا اس حدیث میں کوئی چیز ہے ؟

خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ اِن روایات کا محاسبہ اِس طرح ہوسکتا ہے کہ عبدالخالق نے یحییٰ بن معین سے ابی الصلت کا حال بہت پہلے اُس وقت دریافت کیا جب وہ اُنہیں نہیں جانتے تھے، پھر جب اُن کی اُن سے جان پہچان ہوگئی تو اُس وقت ابراہیم بن عبداللہ بن جنید کو اُن کے حال سے آگاہ کیا یعنی بتایا کہ وہ سچے ہیں۔

خطیب بغدادی مزید کہتے ہیں کہ اعمش کی حدیث " انا مدينة

Marfat.com

العلم" جسے ابی الصلت نے ابی مُعاویہ سے روایت کیا اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن مُعین نے ابی معاویہ سے انکار کیا، پھر جب یحییٰ بن مُعین نے اس کے بارے میں چھان پھٹک کی تو ابی الصلت کے علاوہ بھی ابی معاویہ سے بیان کردہ حدیث مل گئی۔

چنانچہ قاسم بن عبدالرحمٰن الانباری کہتے ہیں کہ میں نے اِس حدیث کے بارے میں یحییٰ بن معین سے پُوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ حدیث صحیح ہے۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں کے صحیح حدیث سے اُن کی مراد یہی ابی معاویہ کی بیان کردہ روایت ہے اور یہ باطل نہیں جب کہ اُس سے ایک سے زائد لوگوں نے بیان کی ہے۔

عباس الدوری کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین کو ابا الصلت عبدالسلام بن صالح کی توثیق کرتے ہوئے سُنا ہے۔

اور جب میں نے پوچھا کہ ابی الصلت نے ابی معاویہ سے اعمش کی حدیث "انا مدینة العلم و علی بابها " بیان کی ہے؟ تو یحییٰ بن معین نے کہا ! کہ تم اِس مِسکین سے کیا چاہتے ہو کیا اِس نے وہی کچھ بیان نہیں کیا جو اَبی مُعاویہ سے محمّد بن جعفر الفیدی نے بیان کیا ہے؟

نیز احمد بن محمد قاسم بن محرز نے کہا ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے ابی الصلت عبدالسلام بن صالح الہروی کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ وہ جھوٹی بات نہیں کرتے۔

Marfat.com

پس جب اُن سے اَبی مُعاوِیہ کی حدیث انا مدینۃ العلم کے بارے میں کہا گیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ یہ اَبی مُعاویہ کی بیان کردہ حدیث ہے اور مجھے ابنِ نمیر نے خبر دی ہے کہ اَبی معاویہ نے بہت پہلے یہ حدیث بیان کی تھی پھر وہ لوگوں کو بتانے سے رُک گئے۔

اور ابو الصلت اِن احادیث کے حصول کے لئے سفر اختیار کرنے والے اور مشائخ کی تکریم کرنے والے شخص تھے پس اُنہوں نے یہ حدیث اُنہیں عطا فرمادی اور عبدالمومن بن خلف النسفی نے کہا کے میں نے ابوعلی صالح بن محمد سے ابی الصلت الہروی کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے یحییٰ بن مُعین کو دیکھا وہ اُنہیں اچھے لفظوں سے یاد کیا کرتے تھے اور میں نے دیکھا کہ جب اُن سے روایت کردہ حدیث " انا مدینۃ العلم و علی بابھا " کے بارے میں پُوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث ابو الصلت کے علاوہ بھی ابی معاویہ سے بیان کی گئی ہے۔

میں نے کہا ! وہ کس نے بیان کی ہے؟

تو انہوں نے فرمایا! کہ محمد بن جعفر نے۔

تاریخ خطیب کا کلام تمام ہوا۔

متن ملاحظہ ہو۔

وفی تاریخ الخطیب قال الحسن بن علی بن

Marfat.com

مـالک سئـا لـت یـحییٰ بن معین عن ابی الصلت الهـروی فـقــال ثـقـه صدوق الا انـه یتشیع وقـال ابـراهیـم بـن عبـدالله بن الجنید سئالت یحییٰ بن مـعیـن عـن ابـی الـصـلـت فقال قد سمع وما عرفه بـالکذب ، قلت فحدیث الاعمش عن مجاهد عن ابـن عباس قال ما سمعت به قط وما بلغنی الاعنه ، وقال عبدالخالق بن منصور سئالت یحییٰ بن معین عـن ابـی الـصـلـت فـقـال ما اعرفه قلت انه یروی حـدیـث مـدینة العلم فقال ! ماهذا الحدیث بشئی قـال الـخطیب أحسب عبدالخالق سئال یحییٰ عن حال ابی الصلت قدیماً ولم یکن اذ ذاک یعرفه ثم عرفه بعد أجاب ابراهیم بن عبدالله بن الجنید عن عن حاله.

قـال الـخـطـیـب ! وامـا حـدیـث الاعمـش فان ابا الـصـلـت کـان یـرویه عن ابی معاویة وعنه فانکره احـمـد بـن حـنبل ویحییٰ بن معین من حدیث ابی معاویة ثم بحث یحییٰ عنه فوجد غیر ابی الصلت قدرواه عن ابی معاویة.

قـال الـقـاسـم بـن عبـدالرحمٰن الانباری ! سئالت

Marfat.com

يحییٰ عن هٰذا الحديث فقال هو صحيح.

وقال الخطيب ! ارادأنه صحيح من حديث ابی معاوية وليس بباطل اذ قد رواه غير واحد عنه .

قال عباس الدوری ! سمعت يحییٰ بن معين يوثق ابا الصلت عبد السلام بن صالح فقلت له انه حدث عن ابی معاوية عن الاعمش انا مدينة العلم وعلی بابها ؟

فقال ! ماتريدون من هذا المسكين أليس قد حدث محمد بن جعفر الفيدی عن ابی معاوية.

وقال احمد بن محمد بن القاسم بن محرز ! سئالت يحییٰ بن معين عن ابی الصلت عبدالسلام بن صالح الهروی فقال ليس ممن يكذب ، فقيل له ! فی حديث ابی معاوية انا مدينة العلم ، فقال ! هو من حديث ابی معاوية اخبرنی ابن نمير قال حدث به ابی معاوية قديماً ثم كف عنه وكان ابو الصلت رجلاً موسراً يطلب هٰذه الاحاديث ويكرم المشائخ فكانوا يحدثونه بها.

وقال عبدالمومن بن خلف النسفی ! سئالت باعلی صالح بن محمد عن ابی الصلت الهروی

Marfat.com

فقال ! رائت يحيیٰ بن معين يحسن القول فيه ورايتة سل عن الحديث الذی روی عن ابی معاوية انا مدينة العلم وعلی بابها فقال ! رواه ايضاً الفيدی قلت ! ما اسمه ؟ قال محمد بن جعفر انتهیٰ ما فی تاريخ البغداد.

﴿اللآلی المصنوعة فی الاحاديث الموضوعة جلد اول صفحه ۳۳۳﴾

﴿تاريخ بغداد جلد ۴ صفحه ۳۴۸. جلد ۷ صفحه ۱۷۲، ۱۷۳﴾

﴿جلد ۱۱ صفحه ۴۸، ۴۹، ۲۰۴﴾

خطیب کے بعد عُلائی

صاحب المُستدرک اور صاحب تاریخ البغداد کی عبارات پیش کرنے کے بعد علامہ جلال الدّین سیُوطی علیہ الرحمتہ حافظ الحدیث علاّمہ صلاح الدّین علائی کی وہ عبارت پیش کرتے ہیں جو اُنہوں نے حدیث مصطفیٰ علیٰ صاحبہا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام " انا مدینة العلم و علی بابها " اور اِس کے راویوں پر جرح کے جواب میں نقل فرمائی ہے بطورِ خاص اُنہوں نے ابو الصلت راوی کے متعلّق ابنِ جوزی وغیرہ کی پھیلائی ہوئی بدگمانی کو دُور کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

بغوی کی المصابیح پر سراج قزوینی کے تعاقب اور اُسکے اِس دعویٰ کہ "انا مدینة العلم و علی بابها " حدیث موضوع ہے کا جواب حافظ

Marfat.com

الحدیث صلاح الدّین العلائی نے اپنے خط میں نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ !

اَبُو الفرج ابنِ جوزی نے اِس حدیث کو مُتعدّد طریق سے الموضوعات میں نقل کرنے کے بعد تمام تر طریق کے بُطلان پر جزم کیا ہے اوراس کے بعد ایک جماعت نے جس میں سے ذہبی وغیرہ نے المِیز ان میں اِس مشہور روایت کے راوی ابو الصلت عبدالسلام کے بارے میں کثیر کلام کیا ہے جسے ابی الصلت نے ابی معاویہ سے اُنہوں نے اعمش سے اُنہوں نے مجاہد سے اور اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔

چنانچہ ابنِ جوزی اور اُسکی جماعت ذہبی وغیرہ کہتے ہیں!

ابو الصلت کے لئے نسائی نے کہا ! ثِقہ نہیں۔

دار قُطنی اور ابنِ عدی نے کہا کہ مُتّہم ہے دار قُطنی نے مزید کہا کہ وہ رافضی ہے،،

ابو حاتم نے کہا کہ اُس کے نزدیک سچّا نہیں۔

مگر اِس حدیث اوراس کے راوی ابو الصلت کے بارے میں درست بات ابوزرعہ کی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ !

حاکم نے کہا ہے! ہم سے یہ حدیث عباس الدوری نے بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے ابو الصلت کے بارے میں یحیٰ بن

Marfat.com

مُعین سے پُوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ وہ سچّا ہے۔

میں نے کہا کہ اُنہوں نے ابی معاویہ سے "انا مدینة العلم و علی بابها" حدیث بیان کی ہے؟ تو یحیٰی بن مُعین نے جواب دیا کہ ابی معاویہ سے یہ حدیث محمد بن جعفر الفیدی نے بھی بیان کی ہے اور وہ ثِقہ ہے۔

اور یحیٰی بن معین سے سے ایسی ہی روایت صالح جزرہ نے بھی بیان کی ہے۔

حافظ صلاح الدین علائی اِس وضاحت کے بعد مزید فرماتے ہیں کہ حدیث "انا مدینة العلم و علی بابها" کو حاکم نے محمد بن یحیٰی بن ضریس کے طریق پر بھی بیان کی ہے اور محمّد بن یحیٰی ثِقہ حافظ ہے اور اُس نے بھی محمّد بن جعفر الفیدی سے اُنہوں نے ابی معاویہ سے اِس روایت کو بیان کیا۔

حافظ صلاح الدّین مزید فرماتے ہیں اب جبکہ یہ حدیث ابی معاویہ سے دُوسرے ثِقہ لوگوں نے بھی بیان کی ہے تو ابو الصلت بری الذمہ ہیں اور ابو معاویہ ثِقہ اور مامُون ہیں اور اِس بات پر مشائخ کبار اور اُن کے حفّاظ متفق ہیں، اور الاعمش کے تفرّد کے بارے میں فرمایا کہ یہ جائز ہے کیونکہ حضرت علیؓ کے بارے میں اِس کی مثل رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دیگر فرمان بھی موجود ہیں۔

اور اِس حدیث کے وضعی وغیرہ ہونے کہ بارے میں ایسی باتیں

Marfat.com

میں نے نہیں کہیں نہیں پائیں جیسی ابن الجوزی وغیرہ نے کی ہیں۔

المُستدرک میں امام ابوعبداللہ الحاکم کی بیان کردہ روایت "انا مدینة العلم و علی بابھا" کی صحت کے بارے میں مزید استدلال پیش کرتے ہوئے حافظ صلاح الدّین علائی اِس سے ملتی جُلتی حدیث "انا دارالحکمة و علی بابھا" کو سامنے لاتے ہیں جسے اِمام ترمذی نے ترمذی شریف میں بیان کیا ہے اور ابن الجوزی اور اُس کی جماعت نے اُسے موضوع قرار دیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ یحیٰی بن مُعین سے روایت کردہ اِن روایات صحیحہ کی شاہد "انا دار الحکمته و علی بابھا" حدیث بھی ہے جسے ترمذی نے جامع ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے، اور اُس کی اسناد یہ ہیں۔

اسمٰعیل بن موسیٰ الفزاری، محمد بن عمر الرومی، شریک بن عبداللہ، سلمہ بن کہیل، سوید بن غفلہ، ابی عبداللہ صنابحی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور اِس روایت کو ابو مسلم الکجی وغیرہ نے محمد بن عُمر بن الرومی سے بیان کیا ہے اور یہ وہ شخص ہے جس سے بُخاری نے بخاری شریف کے علاوہ کتابوں میں حدیث بیان کی ہے اور ابن حبّان نے اِس کو ثقہ مانا ہے جبکہ ابوداؤد نے اس کا ضعف بیان کیا ہے اور ابوزرعہ نے کہا کہ اِس میں نرمی ہے اور ترمذی نے یہ حدیث نقل کرنے کے بعد کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

Marfat.com

اِن میں سے بعض نے اِس حدیث کو شریک سے روایت کیا ہے اور صنابحی کا ذکر نہیں کیا اور ثِقہ لوگوں میں سے سوائے شریک کے یہ حدیث نہیں پہچانی جاتی اور شریک نخعی قاضی ہے اور محمد بن رُومی اُس کے تفرّد سے بری ہے اور یہ شریک ابن عبداللہ نخعی قاضی ہے مُسلم نے اِس سے حُجّت پکڑی ہے اور بخاری کا اِس کے ساتھ تعلّق ہے اور یحیٰی بن معین نے اِس کی توثیق کی ہے۔

العجلی نے کہا کہ شریک ثِقہ حسن الحدیث ہے، عیسیٰ بن یُونس نے کہا کہ میں نے شریک سے زیادہ اس کے علم میں ورع کسی کو نہیں دیکھا اور اس پر یہ کہ اُس کا تفرّد بہتر اور اچھّا ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جب اُس نے ابی معاویہ کی حدیث کو ضم کیا تو اُس پر وہ روایت نہ لوٹائی جائے جو صنابحی سے اسقط ہے کیونکہ سوید بن غفلہ تابعی ہے اور اُس نے خلفاء اربعہ کی زیارت بھی کی ہے اور اُن سے حدیث بھی سنی ہے۔

اور اِس میں صنابحی کا ذکر مزید سندوں کو قریب کرتا ہے اور ابوالفرج ابن الجوزی اور اُس کے سوا کسی دُوسرے کو شریک کی حدیث میں کوئی عیب یا نقص نظر نہیں آیا سوائے اِس کے کہ یہ لوگ اِس کے موضوع ہونے کا دعویٰ کر دیں جسے پہلے زمانے میں ہی دفع کیا جاچکا ہے، انتھیٰ، حافظ علاء الدّین علائی کا کلام اختتام پذیر ہوا۔

وقال الحافظ صلاح الدين العلائی ومن خطه نقلت فی اجوبته عن الاحاديث تعقبها السراج

Marfat.com

القزوينى علىٰ مصابيح البغوى وادعىٰ انها موضوعة حديث انا مدينة العلم وعلى بابها قد ذكره ابو الفرج ﴿ ابن الجوزى ﴾ فى الموضوعات من طرق عدة وجزم ببطلان الكل وقال بعده جماعة منهم الذهبى فى الميزان وغيره والمشهوربه رواية ابى الصلت عبدالسلام ابن صالح الهروى عن أبى معاوية عن الاعمش عن مجاهد عن ابن عباس مرفوعاً وعبد السلام هذا تكلموا فيه كثيراً قال النسائى ! ليس بثقة وقال دارقطنى وابن عدى متهم زاد دار قطنى ، رافضى وقال ! ابوحاتم لم يكن عنده صدوق.

وصوب ابوزرعة علىٰ حديثه ومع ذالك فقد قال الحاكم حدثنا عباس يعنى الدورى قال سئالت يحيىٰ بن معين عن ابى الصلت فقال ثقة فقلت أليس قد حدث عن ابى معاوية حديث انا مدينة العلم ، فقال ! قد حدث محمد بن جعفر الفيدى وهو ثقة عن ابى معاوية وكذالك روى صالح جزرة ايضاً عن ابن معين ثم ساقه الحاكم من طريق محمد بن يحيىٰ بن الضريس وهو ثقة حافظ عن

Marfat.com

محمد بن جعفر الفیدی عن ابیٰ معاویة.

قال العلائی ! فقد بری ء ابوالصلت وعبد السلام من عهدته و ابو معاویة ثقة مأمون من کبار الشیوخ وحفاظهم المتفق علیهم وقد تفرد به عن الاعمش فقال ماذاوأی استحالة فی ان یقول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مثل هٰذا فی حق علی رضی اللّٰه عنه ولم یأت کل من تکلم فی هٰذا الحدیث وجزم وضعه.

﴿اللآلی المصنوعة جلد اول صفحه ۳۳۳﴾

بجواب عن هٰذا الروایات الصحیحه عن ابن معین ومع ذالک فله شاهد رواه الترمذی عن علی مرفوعاً ''انا دارالحکمت وعلی بابها '' فی جامعهٖ عن اسمٰعیل بن موسیٰ الفزاری عن محمد بن عمر بن الرومی عن شریک بن عبداللّٰه عن سلمة بن کهیل عن سوید بن غفلة عن ابی عبد اللّٰه الصنالجی عن علی مرفوعاً انا دارالحکمة وعلی بابها.

ورواه ابو مسلم الکجی وغیر عن محمد بن عمر الرومی وهو ممن روی عنه البخاری فی

Marfat.com

غيـر الصحيح وقدو ثقه ابن حبان وضعفه ابو داؤد وقـال ابـو زرعة فيه لين وقال الترمذى بعد اخراج الحديث هذا حديث غريب.

وقـدروى بـعـضهـم هذا من شريک ولم يـذكـر فيـه الصنالجى ولا نعرف هذا عن احد عن الثقـات غيـر الشـريک الـنـخـعى القـاضى برئ مـحـمد الرومى من تفرد به وشريک هو ابن عبد اللّٰـه الـنـخـعـى الـقاضى احتج به مسلم وعلق له البخارى وثقه يحيىٰ بن معين .

وقـال الـعجلى ثقة حسن الحديث ، وقال عيسىٰ بن يونس مارأيت احد قط أورع فى علمه مـن شـريک فـعلىٰ هذا يكون تفرده حسناً فكيف اذا انـضـم الـىٰ حـديـث ابـى معاوية ولا يرد عليـه رواية مـن اسقط منه الصنالجى لان سويد بن غفلة تـابـعـى مـخـضـرم أدرک الخلفاء الاربعة وسـمع منهم .

وذكـر الصنالجى فيه من المزيد فى متصل الاسـانيـد ولـم يأت ابو الفرج ولا غيره بلة قادحة فـى حـديـث شـريک سـوى دعـوى الوضع دفعاً

Marfat.com

بالصدر انتهیٰ کلام الحافظ الصلاح الدین العلائی.

﴿اللآلی المصنوعة جلد اول صفحه ۳۳۵﴾

ایک اور گواھی

خاتم حفاظِ مصر امام جلال الدّین سیُوطی علیہ الرحمتہ نے " انا مدينة العلم و علی بابها " حدیث کے بارے میں اب تک جو تصریحات بیان فرمائی ہیں اُن کے پیشِ نظر مزید کسی شہادت کی ضرورت باقی تو نہیں رہتی، تاہم اُنہوں نے اِس سلسلہ میں مزید بھی کئی ثِقہ عبارات سے حدیث کو موضوع قرار دینے والوں کی تردید فرمائی ہے جن میں سے اب مشہور محدث امام ابن حجر المکی الہیثمی صاحب مجمع الزوائد اور الصواعق المحُرقہ وغیرہما کی ایک مختصر مگر فیصلہ کُن عبارت پیش کی جاتی ہے۔

اِمام جلال الدّین سیُوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور جب شیخ الاسلام ابوالفضل ابنِ حجرؒ سے حدیث " انا مدينة العلم وعلی بابها " کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا!

یہ حدیث ابوعبداللہ امام حاکم نے المُستدرک میں نقل فرمائی ہے اور اسے صحیح کہا ہے جبکہ ابو الفرج ابن الجوزی نے اِس کے خلاف اِسے موضوعات میں نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ بناوٹی اور جھوٹی حدیث ہے۔

حالانکہ صواب اور دُرست بات اِن دونوں کے اقوال کے خلاف

Marfat.com

ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی اسناد کے اعتبار سے، یہ حدیث حسن کی ایک قسم میں سے ہے کیونکہ نہ تو یہ ترقی کر کے صحیح کے درجہ کو پہنچی ہے اور نہ ہی اِنحطاط پذیر ہو کر کذِب کے درجہ میں داخل ہو سکتی ہے۔

اور یہ بیان طویل بحث کا اقتضاء کرتا ہے تاہم اس میں لائق اعتماد یہی بات ہے جو بیان ہوئی۔ انتہیٰ"

وسئل شيخ الاسلام ابو الفضل بن حجر عن هٰذا الحديث فی فتيا فقال هٰذا الحديث اخرجه الحاكم فی المستدرک وقال انه صحيح و خالفه ابو الفرج ابن الجوزی فذكره فی الموضوعات وقال انه كذب .

والصواب خلاف قولهما معاً وان الحديث من قسم الحسن لايرتقیٰ الی الصحة ولا يخط الی الكذب وبيان ذالک يستدعی طولاولكن هٰذا المتعمد فی ذالک . انتهٰی .

﴿ اللآلی المصنوعة فی احاديث الموضوعة جلدا صفحه ۳۳۴﴾

﴿ الصواعق المحرقه لابن حجر صفحه ۱۲۲﴾

حدیث نمبر ۱

" انامدينة العلم و علی بابها فمن أراد العلم فليأت

Marfat.com

الباب:"

یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے

تو جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے دروازے سے آئے۔

حدیث نمبر ۲

" انا دار الحکمة و علی بابها "

یعنی میں دارِ حکمت ہوں اور علی اِس کا دروازہ ہے کے سلسلہ میں امام جلال الدّین سیّوطی کی تصریحات کا اتمام ہوتا ہے اور اب اُن احادیث پر مختصر تبصرہ بیان ہوگا جو اِس مضمون کو تغیّرِ لفظی کے ساتھ بیان کرتی ہیں اور اُنہیں بھی ابن الجوزی اور ذہبی وغیرہ نے موضوعات میں شمار کر رکھا ہے۔

حدیثِ پاک "انا مدینة العلم و علی بابها" حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے چونکہ اِس روایت کی ابتداء میں مشہور روایت کے علاوہ مزید بھی چند جملے ہیں چنانچہ امام جلال الدّین سُیوطی علیہ الرحمتہ اس کو بھی زیبِ عنُوان کی شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

اِس روایت کا متن ہے !

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب صلّی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہٖ وسلم نے حدیبیہ کے روز حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا !

" هٰذا امیر البرزه و قاتل الفجره، منصور من نصره ، مخذول من خزله یمد بها صوته ، انا مدینة العلم و علی بابها فمن أراد العلم فلیأت الباب "

اگرچہ اِس حدیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابنِ جوزی نے حسبِ عادت مَوضُوعات میں کہا ہے کہ !

هٰذا الحدیث لا یصح من کل الوجوه ،

﴿ الموضوعات جلد ۱ صفحه ۳۵۳﴾

یعنی یہ حدیث تمام وُجوہ سے نادرست ہے مگر اِمام سیُّوطی اِس مزید جملوں والی حدیث کو پہلے بیان کی گئی حدیث کی شہادت کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ حاکم نے مزید کہا کہ اِس حدیث کی شاہد حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی حدیث بھی ہے جس کے راوی یہ ہیں۔

ابو بکر محمد بن علی الفقیه الشاشی القفال ، نعمان بن هارون البلدی ، احمد بن عبداللّٰه بن یزید الحرانی ، عبد الرزاق ، سفیان ثوری ، عبد اللّٰه بن عثمان بن خیثم ، عبد الرحمٰن بن عثمان

Marfat.com

التمی ، حضرت جابر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً.

علاّمہ سُیُوطی اِس کے بعد فرماتے ہیں کہ ذہبی نے لِسان المیزان میں ابی معاویہ سے جعفر بن محمد کی روایت کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے لہٰذا یہ اُس کے لئے نصّ نہیں۔"

حالانکہ المُستدرک میں حاکم نے اِس کے کثیر طُرق بیان کئے ہیں، جبکہ اصل حدیث کے لئے قلیل احوال بھی کافی ہیں تو اندریں حالات کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اِس پر مطلقاً وضعی ہونے کا حُکم لگائے۔

علاوہ ازیں انا مدینۃ العلم وعلی بابھا فمن اراد العلم فلیات الباب حدیث کے درست ہونے کے سلسلہ میں امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ خطیب نے تلخیص المتشابہ میں اس کے باقی طرق میں سے ایک طریق یہ بیان کیا ہے۔

علی بن ابوعلی، محمد بن مظفر حافظ، محمد بن حسین خثعمی، عباد بن یعقوب، یحییٰ بن بشار الکندی، اسماعیل بن ابراہیم ہمدانی، ابی اسحاق، حارث، علی، عاصم بن ضمرہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

" میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ پس جو علم کے حصول کا اِرادہ رکھتا ہے وہ دروازے سے ہو

Marfat.com

کر آئے"

وزادان الحاكم روى له شاهداً من حديث جابر ، قال حدثني ابو بكر محمد بن على الفقيه الشاشي القفال حدثني النعمان بن هارون البلدى حدثنا احمد بن عبد اللّٰه بن يزيد الحراني حدثنا عبدالرزاق حدثنا سفيان ثوري عن عبداللّٰه بن عثمان بن خيثم عن عبدالرحمٰن بن عثمان التمي عن جابر مرفوعاً به.

وقال في لسان الميزان عقب أيرادالذهبي رواية جعفر بن محمد عن ابى معاوية وقوله هذا موضوع مانصه وهذا الحديث له طرق كثيرة في مستدرك الحاكم أقل احوالها ان يكون للحديث أصل فلا ينبغي ان يطلق القول عليه بالوضع انتهىٰ.

﴿ اللآلى المصنوعة جلدا صفحه ۳۳۴﴾

خطیب نے کہا ہے کہ یحییٰ بن بشار اور اُس کا شیخ غیر معروف ہیں۔

امام سیوطیؒ زیبِ عُنوان حدیث کی تقوّیت کے لئے ایک طریق مزید بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اِس حدیث کی مثل ابن النجار نے بھی اپنی تاریخ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مرفوعاً روایت بیان کی ہے

Marfat.com

جس کے راوی یہ ہیں"

رقیہ بنتِ معمر بن عبدالواحد، فاطمہ بنت محمد بن ابی اسعد بغدادی، سعید بن احمد نیشا پوری، علی بن الحسن بن بندار المثنی، علی بن محمد بن مہرویہ، داؤد بن سلیمان غازی، علی بن موسیٰ رضا، اُن کے آباءِ الکرام، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

ذہبی نے میزان میں کہا کہ داؤد بن سلیمان غازی نے حضرت موسیٰ رضا کی سند سے ایک کتاب وضع کر رکھی تھی اُس سے اِسے سچّے راوی علی بن محمد مہرویہ قزوینی نے روایت بیان کی ہے۔ ذہبی کی گرفت کا جواب دیتے ہوئے امام سیُوطی فرماتے ہیں کہ اِس حدیث کو ابوالحسن نے ابن عمر الحرابی سے امالیہ میں اِن راویوں سے بیان کیا ہے۔

اسحٰق بن مروان، عامر بن کثیر السراج، ابی خالد، سعد بن طریف اصبغ ابن نباتہ،

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

"میں علم کا شہر ہوں اور علی تو اِس کا دروازہ،
یا علی وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ گمان کرے کہ میں بغیر
دروازہ کے شہر میں داخل ہو جاؤں گا۔"

وبقی للحدیث طرق! قال الخطیب فی تلخیص

Marfat.com

المشابه انبأنا على بن ابى على حدثنا محمد بن ابن المظفر الحافظ حدثنا محمد بن حسين الخثعمى حدثنا عباد بن يعقوب حدثنا يحيىٰ بن بشار الكندى عن اسماعيل بن ابراهيم الهمدانى عن ابى اسحاق عن الحارث عن على وعن عاصم بن ضمرة عن على قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا مدينة العلم وعلى بابها فمن ارادالعلم فليات الباب . قال يحيىٰ بن بشار وشيخه اسماعيل مجهولان.

﴿اللآلى المصنوعة جلدا صفحه ٣٣٢﴾

وقال ! ابن النجار فى تاريخه حدثتنا رقيه بنت معمر بن عبد الواحد انباتنا فاطمة بنت محمد بن ابى سعد البغدادى انبأنا سعيد بن احمد النيشا پورى انبأنا على بن الحسن بندارا المثنىٰ انبأنا على بن محمد بن مهروية حدثنا دائوبن سليمان الغازى حدثنا على بن موسىٰ الرضا عن آبائه عن على مرفوعاً مثله ،،

قال الذهبى فى الميزان داؤد بن سليمان الغازى له نسخة موضوعة عن على بن موسىٰ

Marfat.com

الرضا رواها علی بن محمد مهروية القزوینی الصدوق عنه وقال ابو الحسن عن ابن عمر الحربی فی امالیه حدثنا اسحٰق بن مروان حدثنا ابی حدثنا عامر بن کثیر السراج عن ابی خالد عن سعد بن طریف عن الصبغ ابن نباتة عن علی ابن ابی طالب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم انا مدینة العلم وعلی انت یایها علی کذب من زعم انه یدخلها من غیر بابها .

﴿اللآلی المصنوعة جلد ۱ صفحه ۳۳۵﴾

حکمت کا شہر

اور ابوالحسن شاذان الفضلی نے "خصائصِ علیؑ" میں بیان کیا ہے کہ ابوبکر محمد بن ابراہیم بن فیروز الانماطی، حسین بن عبداللہ تمیمی، خبیب بن نعمان جعفر بن محمد اپنے دادا سے وہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اِس کا دروازہ ہیں جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں شہر میں آؤں تو وہ دروازہ سے آئے۔،،

اور خطیب نے یہ روایت دارقُطنی کے طریق پر تلخیص المتشابہ میں محمد بن ابراہیم الانماطی سے روایت کی ہے اور اِس کے ساتھ دیلمی نے بھی اِس

Marfat.com

سند کو بیان کیا کہ خبر دی ہمیں اَبی نے کہا خبر دی ہمیں المیدانی نے کہا خبر دی ہمیں ابو محمد الحلاج نے کہا کے خبر دی ہمیں ابو الفضل محمد بن عبد اللہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبد اللہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے احمد بن عبید ثقفی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن خلف العطار نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مُوسیٰ بن جعفر بن ابراہیم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد المہین بن عباس نے اپنے باپ عباس سے اُنہوں نے اپنے دادا سہیل بن سعد سے انہوں نے حضرت اَبُوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا!

" علی میرے عِلم کا دروازہ اور میری اُمّت کے واسطے مُبین اور میرے بعد پہنچانے والا ہے اِسکی محبّت اِیمان اور اِس کا بُغض کُفر ہے، پھر آپ نے نگاہِ شفقت آمیز سے علی کی طرف دیکھا "

وقال ابو الحسن شاذان الفضلی فی خصائص علی حدثنا ابو بکر محمد بن ابراهیم بن فیروز الانماطی حدثنا الحسین بن عبدالله التمیمی حدثنا خیب بن النعمان حدثنا جعفر بن محمد حدثنی ابی عن جدی عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم انا مدینة

Marfat.com

الحكمة وعلى بابها فمن أرادالمدينة فليأت الى بابها.

اخرجه الخطيب فی تلخيص المتشابه من طريق الدارقطنی حدثنا محمد بن ابراهيم الانماطی به وقال الديلمی انبأنا أبی انباالميدانی أنبانا ابو محمد الحلاج أنبانا ابو الفضل محمد بن عبدالله حدثنا احمد بن عبيد الثقفی حدثنا محمد بن علی بن خلف العطاء حدثنا موسیٰ بن جعفر بن ابراهيم بن محمد بن علی بن عبدالله بن جعفر بن ابی طالب حدثنا عبدالمهين بن العباس عن ابيه عن جده سهل بن سعد عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم علی باب علمی ومبين الامتی ما ارسلت به من بعد ی حبه ايمان وبغضه نفاق والنظر اليه رأفة .

﴿اللآ لی المصنوعة جلد ۱ صفحه ۳۳۵﴾

سب یہی کہتے ہیں

مُلّا علی قاری حنفی موضوعات کبیر میں زیبِ عُنوان حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اِسے ترمذی نے جامع ترمذی میں روایت کیا ہے اور

Marfat.com

کہا ہے کہ یہ حدیث مُنکر ہے جیسا کہ سخاوی نے بیان کیا اور کہا کہ اِس کے لئے درست وجہ نہیں ہے اور ابنِ مُعین نے کہا کہ اِس کے لئے کچھ اصل نہیں، جیسا کہ ابو حاتم اور یحییٰ بن سعید نے بیان کیا،،

اور ابنِ جوزی اسے موضوعات میں لایا ہے اور ذہبی وغیرہ نے اِس پر اُس کی موافقت کی ہے اور ابنِ دقیق العید نے کہا کہ یہ حدیث اُن کے لئے ثابت نہیں اور بعض نے کہا کہ باطل ہے اور دَار قُطنی نے کہا کہ غیر ثابت ہے اور جب حافظ عسقلانی سے پُوچھا گیا تو اُنہوں نے اِس کا جواب یہ دیا کہ یہ حدیث حسن کا درجہ رکھتی ہے نہ تو صحیح کا درجہ رکھتی ہے جیسا کہ حاکم نے کہا اور نہ ہی موضوع ہے۔ جیسا کہ ابنِ جوزی کا گمان ہے۔

اور سیُّوطی نے اِس کے تذکرے میں بیان کیا کہ حافظ ابو سعید علائی نے کہا درست اور صواب امر یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے طُرق کے اعتبار سے حسن کا درجہ رکھتی ہے نہ صحیح اور نہ ضعیف۔

انا مدينة العلم وعلى بابها رواه الترمذی فی جامعه قال انه منكر وكذا قال السخاوی وقال انه ليس له وجه الصحيح ، وقال ابن معين انه كذب لااصل له وكذا قال ابو حاتم ويحيىٰ بن سعيد واورده ابن الجوزی فی الموضوعات واوفقه الذهبی وغيره علیٰ ذالک .

Marfat.com

وقال ابن دقيق العيد هذا الحديث لم يثبتوه وقيل الدارقطني غير ثابت وسئل عنه الحافظ العسقلاني فاجاب بانه حسن لاصحيح كماقال الحاكم ولاموضوع كماقال ابن الجوزي ذكره السيوطي وقال الحافظ ابوسعيد العلائي الصواب انه حسن باعتبار طرقه لاصحيح ولا ضعيف.

﴿الموضوعات الكبير صفحه ۲۴﴾

المقاصد الحسنه

حدیث:

"میں علم کا شہر ہوں اور علی اِس کا دروازہ ہے"

حاکم نے اِس روایت کو اپنی کتاب مُستدرک کے باب المناقب میں اور طبرانی نے اپنی مُعجم الکبیر میں اور اَبُوشیخ ابن حیان نے اپنی کتاب السُّنہ میں اور اِن کے علاوہ دیگر تمام نے ابی معاویہ ضریر، اعمش، مجاہد، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مزید اِس جملہ کے ساتھ مرفوعاً بیان کیا ہے کہ پس جو حصولِ علم کے لئے آئے وہ دروازہ سے آئے۔

اور ترمذی نے اپنی کتاب جامع ترمذی کے باب المناقب میں اور ابونعیم نے حِلیتہ الاولیاء میں اِن دونوں کے علاوہ دُوسروں نے حضرت علیؓ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا!

Marfat.com

"میں دار الحکمت ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے"

اِس دُوسری حدیث یعنی "انا دار الحکمته و علی بابها" کا تعاقب کرتے ہوئے دار قُطنی نے اپنی کتاب علل المتناهیه فی حدیث الواهیه میں کہا کے یہ حدیث مُضطرب غیر ثابت ہے۔

اور ترمذی نے کہا کہ یہ مُنکر ہے جیسا کہ اُس کے اُستاد بُخاری نے کہا کہ اس کے لئے صحیح وجہ نہیں، اور ابنِ مُعین نے کہا کہ خطیب نے تاریخ بغداد میں اِس کے لئے حکایت بیان کی یہ جُھوٹی ہے اور اسکے لئے کوئی اصل نہیں۔

اور حاکم نے پہلی حدیث "انامدینة العلم و علی بابها" بیان کرنے کے بعد کہا کے یہ صحیح الاسناد ہے اور ابن جوزی نے دونوں کو ہی دو وجہوں سے موضوعات میں بیان کیا ہے اور ذہبی وغیرہ نے اس پر اُس کی موافقت کی ہے۔

اور اسکی طرف ابن دقیق العید نے اِشارہ کیا ہے کہ اُس کے قول کے مطابق یہ حدیث ثابت نہیں اور کہا کہ یہ باطل ہے۔

جبکہ اَبُو معاویہ ثِقہ حافظ الحدیث ہے، اِبنِ عینیہ وغیرہ کی طرح اس کے افراد سے حُجت پکڑی جاتی ہے۔

پس جو اِس حدیث کے جھوٹا ہونے کا حکم لگاتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ اِس میں ایسے الفاظ منکرہ نہیں ہیں جنہیں عقل تسلیم نہ کرتی ہو، بلکہ یہ

Marfat.com

حدیث اِس حدیث کی طرح ہے کہ ارحم أمتي يأ متي یعنی میری اُمّت پر میری اُمّت کے ساتھ رحم کر یعنی الماضیء صنیع لائق اعتماد ہے پس یہ حدیث ہرگز جھوٹی نہیں۔

انا مدينة العلم وعلى بابها ، الحاكم في المناقب من مستدركه من حديث ابى معاوية الضرير عن الاعمش عن مجاهد عن ابن عباس مرفوعاً به بزيادة ، فمن أتى العلم فليأت الباب.

ورواه الترمذى في المناقب من جامعه ابونعيم فى الحلية غيرهما من حديث على ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال!

انا دارالحكمة وعلى بابها ، قال الدارقطنى فى العلل عقب ثانيها ، انه حديث مضطرب غير ثابت قال الترمذى ! انه منكر ، وكذاقال شيخه البخارى وقال ! انه ليس له وجه صحيح ،،

وقال ! ابن معين فيما حكاه الخطيب فى تاريخ بغداد انه كذب لااصل له ، وقال الحاكم عقب اولها ! انه صحيح الاسناد ، واورده والطبرانى فى معجمه الكبير ، وابو لشيخ ابن حيان فى السنة

Marfat.com

وغیرھم کلھم ابن الجوزی من ھٰذین الوجھین فی الموضوعات ووافقه الذھبی وغیرہ علیٰ ذالک .

واشار الیٰ ھذا ابن دقیق العید بقولهٖ ھذا الحدیث لم یثبتوہ ، قیل انه باطل ، قال وابو معاویة ثقة حافظ محتج یأفرادہ کابن عینیه وغیرہ فمن حکم علی الحدیث مع ذالک بالکذب، فقد اخطأ قال ولیس ھومن الألفاظ المنکرة التی تأباھا العقول ، بل ھو الحدیث ارحم امتی بامتی یعنی الماضی ضیع معتمد ، فلیس ھٰذا الحدیث بکذب ،

﴿المقاصد الحسنة للسخاوی صفحه ۴۲﴾

﴿مطبوعه مکتبة انحانجی بمصر﴾

ہم نہیں مانتے

اگرچہ عُلومِ حدیث سے واقفیّت رکھنے والے عُلمائے متقدّ مین اپنے اپنے زمانہ میں اِس حدیث کے نفسِ مضمون اور رجال وغیرہ پر سَیر حاصل بحث کرنے کے بعد یہ فیصلہ دے چکے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف اور موضُوع وغیرہ نہیں بلکہ حسَن حدیث ہے بلکہ علاّمہ سیُوطی کی آخری تحقیق کے مطابق صحیح کا درجہ حاصل کرچکی ہے۔

بایں ہمہ کچھ لوگ مُسلسل اِسی غم میں دُبلے ہُوئے جارہے ہیں کہ

Marfat.com

تاجدارِ ہل اتیٰ مُشکل کُشا شیرِ خُدا سیّدنا حیدر کرّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہِ خُدا اور رسول جلّ جلالہٗ وصلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اِتنے بڑے بڑے اِعزازت سے کیوں نوازا گیا، حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُنہیں اپنے علُوم کا وارث کیوں بنایا اُنہیں اپنا بھائی اور اپنی جان کیوں کہا وغیرہ وغیرہ،،

اکابرین کے چند نُسخے

ہمارے پاس اُن کے اِس غم کا تو کوئی مداوا نہیں تاہم اُن لوگوں کے اکابرین کے بیانِ کردہ چند نُسخے پیش کرنے پر اِکتفاء کریں گے ہوسکتا ہے کہ اِنہی سے اُن کے درد کا دَرمان اور غم کا چارہ ہو سکے، علاوہ ازیں علّامہ ابنِ جوزی کا بھی مختصر تعارف کرا دیتے ہیں کہ وہ صحیح احادیث کو موضوع قرار دینے میں کس قدر بیتاب اور مُضطرب رہا کرتے تھے، چنانچہ اِس سلسلہ میں پہلے تو ابنِ جوزی اور ابنِ تیمیہ گروپ کے ایک بزرگ کا تبصِرہ ملاحظہ فرمائیں جو حدیث انا مدینة العلم و علی بابها پر کیا گیا ہے اور بعد ازاں علّامہ ابنِ جوزی کا تعارف ملاحظہ فرمائیں حالانکہ ہمیں معلوم ہے کہ گُم گشتہ راہ لوگوں کا جواب یہی ہوگا کہ ہم نہیں مانتے، بہر حال ہمیں تو اپنا فریضہ ادا کرنا ہی ہے، وہ بھی صرف اِس خیال سے کہ موجودہ دَور کے علماء وہابیہ بجائے خارجیت کو فروغ دینے کے اپنے اِن بزرگوں کا ہی کچھ خیال رکھیں، ہماری

Marfat.com

نہیں تو اِن کی ہی بات سُن لیں جو نہ تو ہم اپنی طرف سے کہتے ہیں اور نہ ہی اُنہوں نے اپنی گرہ سے کی ہے۔

مُنصف بھی ہوتے ہیں

اگرچہ ابن الجوزی کی تصریحات سے ابنِ تیمیہ اور علاّمہ ذہبی وغیرہ نے پُورا پُورا فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی ہے، تاہم کوئی بھی طبقہ اِعتدال پسندوں سے یکسر خالی نہیں ہوتا چنانچہ اِسی طائفہ کے ایک بزرگ شوکانی نے اپنی کتاب " فوائد المجموعه فی الاحادیث الموضوعة " میں علامہ ابنِ جوزی کی تمام وکمال بحث نقل کرنے کے بعد اُس کی تردید کی ہے اور وہ لکھتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور لا اصل ہے اور ابن جوزی نے اِسے متعدّد طرق سے موضوعات میں شمار کرتے ہوئے سب کے بطلان پر جزم کیا ہے اور ذہبی وغیرہ نے ابن جوزی کی اِتبّاع کی ہے مگر ابنِ جوزی نے کہا کے حدیث ''انا مدینة العلم و علی بابها فمن ا رادالعلم فلیئات الباب ،، خطیب اور طبرانی اور ابن عدی اور عقیلی اور ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً بیان کی ہے لیکن خطیب کی اسناد میں جعفر بن بغدادی مُتّہم ہے حالانکہ یحیٰی بن مُعین نے اُسے ثِقہ کہا ہے

ابنِ جوزی نے کہا ہے کہ! طبرانی کی اسناد میں ابو الصلت الہروی

Marfat.com

عبدالسلام بن صالح کے لئے حدیثیں وضع کرتا تھا، حالانکہ ابنِ مُعین اور حاکم اُسے ثقہ قرار دیتے ہیں۔

اور جب یحیٰ بن مُعین سے پُوچھا گیا تو اُنہوں نے کہا یہ حدیث صحیح ہے،

اور ترمذی نے حضرت علیؓ سے اِسے مرفوعاً نقل کیا ہے،

اور حاکم نے مُستدرک میں اِسے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مرفوعاً نقل کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

حافظ اِبنِ حجر نے کہا کہ ابنِ جوزی اور حاکم دونوں کے برعکس درست بات ہے کہ اسناد کہ مطابق یہ صحیح حسن ہے نہ تو یہ صحیح کے ہی درجہ کو پہنچی ہے اور نہ ہی کِذب میں داخل ہے، اِنتھیٰ۔

انا مدینة العلم وعلی بابها ، قیل لا یصح ولا اصل له وقد ذکر هذاالحدیث ابن الجوزی فی الموضوعات من طرق عدة وجزم ببطلان الکل وتابعه الذهبی وغیره .

انا مدینة العلم وعلی بابهافمن اراد العلم فلیأت الباب ،، رواه الخطیب عن ابن عباس مرفوعا ورواه الطبرانی وابن عدی والعقیلی وابن حبان عن ابن عباس ایضاً مرفوعاً وفی اسناد الخطیب

Marfat.com

جعفر بن محمد البغدادی وهو متهم وفی اسناد الطبرانی ابو الصلت الهروی عبدالسلام بن صالح قیل هوالذی وضعه ،

واعجیب عن ذالک ! بان محمد بن جعفر البغدادی الفیدی قد وثقه یحییٰ بن معین ، وان ابی الصلت الهروی قد وثقه ابن المعین والحاکم وقد سئل یحییٰ عن هذا الحدیث فقال الصحیح واخرجه الترمذی عن علی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه مرفوعاً واخرجه والحاکم فی المستدرک عن ابن عباس مرفوعاً .

وقال صحیح الاسناد قال حافظ ابن حجر والصواب خلاف قولهما معاً یعنی ابن الجوزی والحاکم وان الحدیث من قسم الحسن لایرتقیٰ الی الصحة ولایخط الی الکذب ،انتهیٰ.

﴿الفوائدالمجموعة فی الاحادیث الموضوعة صفحه ۳۴۸﴾

تعارف ابن جوزی کا

چونکہ سب سے پہلے اِس حدیث کو موضوع اور لا اصل ثابت کرنے کا فریضہ ابن جوزی نے ادا کیا ہے اِس لئے موضوعات کی جن دو کتابوں کی

Marfat.com

عبارات ہدیہء قارئین کی گئی ہیں اُنہی میں سے علاّمہ ابنِ جوزی کے تعصّبات وشدائد، تساہل وتجاہل اور تحکم اور زبردستی کی چند مثالیں ہدیہء قارئین کرنے کے بعد پھر ہم اپنے موضوع کی طرف رجوع کریں گے۔

جمال الدین ابوفرج عبدالرحمٰن بن علی بغدادی المعروف ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ کی کتاب الموضوعات میں اِن کتابوں کی موضوع روایات نقل کی گئی ہیں۔

الکامل ابن عدی،، ضعفا، ابن حبان، ضعفا ابوالفتح ازدی، تفسیر ابن مردویہ، معجم صغیر طبرانی، معجم اوسط طبرانی، معجم کبیر طبرانی، الافراد، دارقطنی، خطیب بغدادی اور ابن شاہین کی تالیفات ، ابونعیم کی تصنیفات، تاریخِ حاکم کتاب الاباطیل جوزقانی،

تساھل سے کام لیتا

ابنِ جوزی کتاب الموضوعات میں احادیث کے متعلّق حکم لگانے میں تساہل سے کام لیتا ہے۔ نیز یہ اپنی اِس کتاب میں بعض احادیث ایسی بھی لایا ہے جنہیں اپنی دوسری تصنیف ”العلل المتناهیه فی احادیث الواهیه“ میں خود نقل کرتا ہے اور اپنی اِس کتاب العلل کی بعض موضوعات کو اِس نے ”الموضوعات“ میں نقل نہیں کیا۔

نیز تساہل سے کام کرتے ہوئے صحیح اور ضعیف احادیث کو بھی

Marfat.com

موضوع قرار دیتا ہے ابنِ حجر عسقلانی کا بیان ہے کہ ابنِ جوزی اور حاکم دونوں نے ہی تساہل سے کام لیا ہے یعنی حاکم حسن اور منکر وغیرہ احادیث کو صحیحات میں شمار کرتا ہے، جبکہ ابن جوزی صحیح، حسَن، مُرسل وغیرہ احادیث کو موضوع قرار دیتا ہے اِس لئے اِن دونوں کی کتابیں نفع بخش ثابت نہ ہو سکیں۔

کتاب الموضوعات ، الجمال الدین ابی الفرج ، عبدالرحمٰن بن علی البغدادی المعروف بابن الجوزی المتوفی ﴿۵۹۷﴾ جمع فیه ماوردمن ، الموضوعات ، فی کتاب ، الکامل لابن عدی والضعفا للعقیلی والضعفاء لابی الفتح الازدی ، وما فی تفسیر ابن مردویه ومعاجم الطبرانی فی الثلاثه ، والافراد للدار قطنی وما فی تصانیف الخطیب البغدادی وابن شاهین و مصنفات ابی نعیم وتاریخ الحاکم وکتاب الاباطیل ملجوز قانی

وابن الجوزی متساهل فی الحکم الحدیث بالوضع هٰذا الکتاب وقدا ورده بعض للحادیث التی اور دها فی کتابه ، العلل المتناهیه فی الاحادیث الواهیه وفی کتاب العلل ایضاً بعض

Marfat.com

مـاورده فـی الـمـوضـوعـات واورده فیـه بعض الاحـادیـث الـصـحیحة والضعیفة تساهلامنه.قال ابـن حـجر العسقلانی وتساهل الحاکم اعدم النفع بکتابیهما.

﴿مقدمه المقاصد للسخاوی﴾

﴿عبدالوهاب عبدالطیف مدرس جامعه ازهرمصر﴾

المقاصد الحسنہ کے اِس مقدمہ کے بعد مختصراً موضوعات کبیر ملّا علی قاری کی ایک جسارت ملاحظہ فرمائیں۔

زرکشی نے مسند احمد میں آنے والی عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اِس مرفوع حدیث کو حسن کہا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کی مثل اِس اُمت میں تیس ابدال ہونگے جب اِن میں سے کوئی ابدال فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ دُوسرے شخص کو بھیج دیتا ہے علامہ زرکشی نے یہ حدیث ابنِ جوزی کی موضوعات کا تعاقب کرتے ہوئے بیان کی ہے۔

بہرنوع! علمِ حدیث سے واقفیت رکھنے والے علاّمہ ابن جوزی کے تساہل اور تحکم سے پُورے طور پر واقف ہیں۔

قـال الـزرکشـی فی مسند احمد من حدیث عبادة بـن الـصامت مرفوعاً الابدال فی هذا الامته ثلثون مثل ابراهیم خلیل الرحمٰن کلمافات رجل ابدال

Marfat.com

الـلّٰـه مـكـانـه رجـلا وهـو فـى التعـاقـب علـى الـموضوعات ﴿ ابن جوزى ﴾

﴿ موضوعات كبير مطبوعه دهلى صفحه ١٦ ﴾

مزید تعارف

شیخ محقّق شاہ عبدالحقّ محدّث دہلوی علیہ الرحمتہ اشعتہ اللّمعات شرح مشکوٰۃ میں ابنِ جوزی کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں،،

علامہ ابنِ جوزی علیہ الرحمتہ نے موضوع احادیث پر ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں اُنہوں نے افراط وزیادتی سے کام لیا ہے اور جو کچھ اُن کے علم میں تھا اس کے خلاف محض تَوہم کی بنیاد پر بہت سی احادیث کو موضوع قرار دے دیا، شیخ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ نے بہت سے مقامات میں ابن جوزی کو اپنی بحث کا نشانہ بنایا ہے اور کہا احادیث کو موضوع قرار دینے میں ابنِ جوزی پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا،

آئندہ سطور میں ابنِ جوزی کی تصنیف تلبیسِ ابلیس کے بارے میں شاہ عبدالحق محدّث دہلوی فرماتے ہیں۔

علامہ ابنِ جوزی کی یہ تنقید بھی ابلیسِ تلبیس کا ہی کرشمہ ہے علّامہ موصوف کو ﴿ شیطان ﴾ نے اِس طریقہ کا شکار بنایا اور غرور وتکبّر میں ڈال دیا،،

آخر پر شیخ محقّق ابنِ جوزی کی شخصیّت کا تعارُف اِس طرح کرواتے

Marfat.com

ہیں مختصر یہ کہ ابنِ جوزی عالم وفاضل شخص تھے لیکن اپنے علم وفضل اور جوانی پر نظر کر کے غرور میں مبتلا ہو گئے موصوف سخت گیر، سخت مزاج اور نہایت خشک طبیعت تھے۔

﴿اشعتہ اللمعات شرح مشکوۃ مترجم اردو جلد ا ص ۱۶۵، ۱۶۶﴾

حوالے اور بھی ہیں

ہمارا بنیادی مقصد ابنِ جوزی وغیرہ کو زیرِ بحث لانا نہیں بلکہ حدیثِ پاک ''انا مدینة العلم و علی بابھا'' کے حقائق ومعارف بتانا ہے،

قارئین، امام المحدثین سیدنا امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ کی تحقیق ملاحظہ فرما ہی چکے ہیں۔ یعنی پہلے تو امام جلال الدین سیوطیؒ دیگر محدثین کی طرح اِسے حسن حدیث کے درجہ میں بیان کرتے رہے مگر دورانِ تحقیق آپ نے اِس کی اَسناد کے متعدد طرق کو بنظرِ عمیق جانچا تولا، تو فرمایا کہ یہ حدیث، حسَن سے بڑھ کر صحیحات میں شمار ہوتی ہے۔

جیسا کہ آپ ''جمع الجوامع'' میں فرماتے ہیں کہ میں نے اِس حدیث کے حسَن ہونے پر ایک زمانہ تک توقف کیا پھر جب حدیث علیؓ کی تصحیح تہذیب الآثار ابن جریر میں اور اِس کے ساتھ ابنِ عباسؓ کی حدیث کی تصحیح مستدرک حاکم میں دیکھی تو میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے استخارہ کیا اور جزم کیا کہ یہ حدیث حسن سے ترقی کر کے مرتبہ صحت کو پہنچتی ہے،

قال کنت اجیب بھذا الجواب یعنی حسن

Marfat.com

الحديث د هراً ان وقفت علی تصحیح ابن جریر لحدیث علی فی تهذیب الآثار مع تصحیح الحاکم لحدیث ابن عباس فاستخرت اللّٰہ و جزمت بار تقاء الحدیث من مرتبة الحسن الیٰ مرتبة الصحة واللّٰہ اعلم .

﴿جمع الجوامع للیسوطی جلد٦ صفحہ ۴۰۱﴾

یا پیٹوں جگر کو میں

اگرچہ آپ کی تحقیق کے مطابق یہ حدیث صحیح کے درجہ میں داخل ہے تاہم اُنہوں نے تاریخ الخلفاء میں اِسے حدیث حسن ہی لکھا ہے مگر صورتِ حال یہ ہے کہ !

دِل کو روؤں یا پیٹوں جگر کو میں

خارجیوں کی جفا ہی کیا کم تھی کے اچھّے بھلے لوگ بھی ستم ڈھانے لگے ہمارے سامنے اِسی تاریخ الخلفاء کا ایک ایسا ترجمہ پڑا ہُوا ہے جس میں ترجمہ نگار نے حاشیہ نگاری کا فریضہ اِس انداز سے انجام دیا ہے کہ مؤلف کی رُوح لرزلرز گئی ہوگی کتاب ''نفیس اکیڈمی کراچی'' کی مطبوعہ ہے ترجمہ اقبال احمد گاہندری صاحب نے کیا ہے۔

آپ کو خیر سے دیگر متعدد کتب تواریخ و سیر کے تراجم کرنے کی سعادت بھی حاصل ہے شائد یہی وجہ ہے کہ آپ خود کو مزید نمایاں کرنے کے

Marfat.com

لئے اپنی ذاتی رائے کو حاشیہ پر درج کرنا ضروری خیال کرتے ہیں ۔ جبکہ متعدّد مقامات پر آپ یوں بھی حقِّ ترجمہ ادا کرتے ہیں کہ اصل متن کی کئی کئی سطور قلم انداز کرتے ہوئے مسلسل آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں جس کا واضح ترین مطلب یہ ہے کہ جو واقعہ یا روایت آپ کے مزاج کے خلاف ہو اُسے سِرے سے ہی حذف کر دیا جائے اور اگر کسی ایسی روایت کو شہرت کی وجہ سے چھوڑنا ممکن نہ ہو تو پھر اُس کا اصل مفہوم اپنے حاشیہ کی بھول بھلیوں میں گُم کر دینے کی کوشش ضرور کر ڈالی جائے۔

ہمارے سامنے آپ کی حاشیہ بندی کے متعدّد اور نادر نمونے موجود ہیں جن کو تمام وکمال یہاں نقل کرنا، محض تضیعِ اوقات ہو گا لہٰذا محض اِسی حدیث پاک پر ہی آپ کی حاشیہ آرائی سپردِ قلم کرتے ہیں۔

پہلے آپ تاریخ الخلفاء کی اصل عبارت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں اور اِس پراز مترجم، کے عنوان سے ہی عجیب وغریب حاشیہ ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ !

ترمذی اور حاکم نے حضرت علیؓ کی زبانی لکھا ہے کہ رسول اکرم ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ نے فرمایا !

" میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں " میں جلال الدّین سیّوطی نے اِسی حدیث کی تحقیقات کو اپنی کتاب تحقیقات موضوعات میں تفصیل سے لکھا ہے۔

Marfat.com

ابنِ جوزی اور نووی وغیرہ نے اِس حدیث کو موضوع لکھا ہے اور اِن کی یہ تحقیق بالکل غلط ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

یہ حاشیہ

شہر کا دروازہ شہر کے باہر ہوتا ہے جس میں سے ہو کر شہر میں داخل ہوتے ہیں چونکہ تصوّف کے تمام طریقے حضرت علی کے ذریعہ سے حاصل ہوتے ہیں جن کا سرچشمہ رسول اللہ ﴿صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم﴾ ہیں اور حضرت علی علم ولایت کے سردار ہیں غرضیکہ علم سے مطلق علم نہیں بلکہ علمِ ولایت مراد ہے وگرنہ مشاہدات کی خلاف ورزی ہوگی۔

اور کسی کے دل میں یہ وہم تک نہ آنے پائے کہ دیگر صحابہ راشدین کو علمِ ولایت حاصل نہ تھا واقعہ یہ ہے کہ باہر سے آنے والوں کے لئے دروازہ کے راستے کے بغیر شہر میں داخل ہونا ناممکن ہے لیکن جو حضرات کہ شہر میں مقیم ہوں اُن کے لئے ضروری نہیں کہ وہ شہری کام کاج انجام دیتے یا شہر سے مزید استفادہ کے لئے شہر کے باہر جا کر پھر شہر کے دروازہ سے شہر میں داخل ہوتے رہیں بلکہ وہ شہر کے شہر میں رہتے ہوئے بخوبی افادہ واستفادہ کرتے ہیں ہر ایک کا رُتبہ بلند اور ہر ایک کارہائے نمایاں میں فائق و برتر، سب آپس میں برابر اور دوسروں سے برتر اور بلند و بالا ہیں۔

از مترجم ﴿تاریخ الخلفاء مترجم، مؤلفہ امام جلال الدین سیوطیؒ﴾

﴿ترجمہ اقبال احمد گاھندری مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۱۹۹﴾

Marfat.com

توازن یہ غیر متوازن

جنابِ مترجم و محشی اگرچہ اُن بدعقیدہ لوگوں میں تو ہرگز شامل نہیں جنہوں نے مکمّل طور پر تاریخ کا حُلیہ بگاڑ دینے کی قسم کھا رکھی ہے تاہم آپ کو اُن لوگوں میں بھی شمار نہیں کیا جا سکتا جو قطعی طور پر جانبدار ہو کر مؤلف کے ٹھیک ٹھیک نظریات دُوسری زبان میں مُنتقل کر دینے کے شَرف سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

بہر حال ! آپ نے اپنے اِس حاشیہ میں جو تخیّلاتی مُوشگافیاں اور تصوّراتی بُوقلمونیاں فرمائی ہیں وہ ایک طرف تو آپ کے ذہنی خلجان اور دماغی خلفشار کی مُنہ بولتی تصویر ہیں اور دُوسری طرف آپ کا شمار اُن لوگوں میں ہوتا ہوا نظر آتا ہے جو محض توازن برقرار رکھنے کے لئے خُود کو غیر متوازن کر لیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے قائم کردہ ذاتی نظریات کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لافانی اِرشادات و اشارات میں مدغم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اُنہیں یقینی طور پر متلوّن مزاجی کا شکار بھی ہونا پڑتا ہے اور اُن کے تصوّرات اور تخیّلات میں بھی اِضطراب و اِضطرار کی جھلکیاں نمایاں طور پر نظر آتی ہیں۔

Marfat.com

شرعی حیثیّت کیا ہے

چنانچہ مترجم صاحب جیسے جیسے سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے غیر مشروط فرمانِ عالیہ کو محض اپنے تخیّل کی بناء پر مسلسل مشروط فرماتے گئے ہیں۔ اِن کا یہ شاخسانہ تمام تر غیر حقیقی ہونے کے ساتھ ساتھ ناقابلِ فہم بھی ہوتا چلا گیا۔

مثلاً مترجم صاحب فرماتے ہیں کہ علمِ وِلایت کی سرداری یقینی طور پر حضرت علیؓ کے لئے ثابت ہے کیونکہ تصوّف کے تمام طریقے حضرت علی ﴿کرم اللہ وجہہ الکریم﴾ کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوتے ہیں مگر اِس سے مُطلق علم مُراد نہیں ورنہ مشاہدات کے خلاف ہوگا۔

اُن مشاہدات کی شرعی حیثیّت کیا ہے؟ اِس کا تذکرہ مترجم صاحِب نہیں کر سکے لہٰذا قرینِ قیاس یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے مشاہدات کا ذکر فرمارہے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

کس قدر حیرت واِستعجاب کی بات ہے کہ خود ہی یہ بتایا جارہا ہے کہ تصوف کے وہ طریقے حضرت علی علیہ السّلام کے ذریعے سے ہی حاصل ہوتے ہیں جن کا سَرچشمہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں اور حضرت علیؓ علمِ ولایت کے سردار ہیں اور خُود ہی یہ حدبندی کی جارہی ہے کہ اِس سے مُطلق علم مراد نہیں۔

Marfat.com

عِلم کی تقسیم کہاں سے کی ؟

اِس مقام پر ہم یہ سوال ضرور کریں گے کہ مترجم صاحب اِتنا تو بتا دیجئے کہ حدیث پاک " اَنَا مَدِینَۃُ العِلمِ وَ علیٌ بَابُھَا " میں کوئی ایسا لفظ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہے جس کا یہ مطلب ہو کہ اِس سے مُطلق علم مُراد نہیں بلکہ علمِ ولایت مُراد ہے اور اسی علمِ ولایت کے حضرت علیؓ سردار ہیں۔

علاوہ ازیں ہم آپ سے یہ معلوم کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ کے مشاہدات کی فہرست میں علومِ ولایت میں کس کس بات کا علم شامل ہے؟

ہمارا دعویٰ ہے کہ مترجم صاحب تو کیا اِن کا کوئی بڑا بھی اِن اُمور کی حقیقت نہیں بتا سکے گا۔ اِس لئے کہ محض اپنے تخیّل کے زور پر پیدا کردہ تاوِیلات عام طور پر لاینحل ہی ثابت ہوتی ہیں حقیقت یہ ہے کہ حضور سرورِ کونین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ اقدس میں ہرگز ہرگز کسی علم کی تخصیص نہیں کی گئی بلکہ مُطلق طور پر آپ نے فرمایا ہے کہ !

" میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں
اور جو شخص بھی علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ
دروازہ سے ہو کر آئے۔"

اِس حدیثِ پاک میں صاف طور پر یہ وضاحت موجود ہے کہ رسول

Marfat.com

اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے جس بھی قسم کا علم کوئی حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے جناب شیرِ خُدا مولا علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے واسطہ ووسیلہ سے ہی حاصل ہو گا۔

علاوہ ازیں مترجم صاحب کے مشاہدات کی وُسعت کا عالم تو دیکھئے کہ آپ پر آج تک یہ مُنکشف نہیں ہو سکا کہ علمِ ولایت یعنی علمِ طریقت علومِ شریعت سے الگ کسی چیز کا نام نہیں بلکہ علومِ شریعت کے منتہائی مقام سے علمِ طریقت کی اِبتداء ہوتی ہے گویا علمِ شریعت، علمِ طریقت کا ہی جزو مُتصوّر ہوتا ہے۔

فرمانِ نبی غیر مشرُوط ھے

مترجم صاحب کا تصوراتی شاخسانہ اگر تسلیم کر لیا جائے تو اِس کا واضح طور پر یہ مطلب ہوگا کہ علومِ ولایت سے بہرہ وَر ہونے والے حضرات یعنی اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علومِ شریعت سے نابلد محض ہوتے ہیں حالانکہ کہ یہ قطعی طور پر غلط اور واہمہ ہے کیونکہ علمِ شریعت سے کما حقّہٗ واقفیّت کے بغیر علمِ طریقت کا حصول یا مقامِ ولایت پر فائز المرام ہونا ممکن ہی نہیں ۔ یہ الگ بات ہے کہ مقامِ طریقت پر متمکّن ہونے والے حضرات ظاہر و باطن کے ہر دو علوم پر واقفیّت رکھنے کی وجہ سے باطنی مسائل پر بھی گُفتگو کرنے کے مجاز ہوتے ہیں جو بعض اوقات محض علومِ ظواہر سے واقفیّت رکھنے والوں کے

Marfat.com

لئے باعثِ حیرت ہوتی ہے۔

بہر کیف! ہم بحث کو طوالت سے بچاتے ہوئے مترجم صاحب کو صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضور نبیِٔ اکرم عالمِ ماکاَن و ما یکون سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمانِ اقدس ''اَنَا مَدِینَۃُ العِلمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا'' قطعی طور پر غیر مشروط ہے اِس لئے اگر آپ اپنی محدود عقل و نظر کے مشاہدات کی بناء پر اِسے مشروط کرنے کی کوشش کریں گے تو یہ قطعی طور پر ناقابلِ تسلیم اور غلط بات ہوگی۔

اور پھر آپ کے مشاہدات پر کیسے بھروسہ کیا جا سکتا ہے جب کہ آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ علومِ شریعت وعلمِ ولایت وطریقت کا ہی ایک حصّہ ہیں۔

شیخ محقّق شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ اخبار الاخیار شریف میں فرماتے ہیں کہ جب اُس ولی سے پوچھا گیا کہ شریعت وطریقت کا آپس میں کیا تعلّق ہے تو آپ نے فرمایا کہ طریقت جان ہے اور شریعت جسم۔

بہر کیف ! آپ مانیں یا نہ مانیں آپ کے یہ مُشاہدات اِس لئے بھی مسترد کر دینے کے قابل ہیں کہ آپ کے علم میں آج تک یہ بات بھی نہیں آسکی کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم تمام صحابہ کرام کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین میں علومِ شیریعت کے بھی سب سے بڑے عالم تھے۔

ہمیں تو حیرت ہوتی ہے کہ آپ متعدّد کتبِ احادیث وسیَر کے

Marfat.com

تراجم کرنے کہ باوجود یہ تک نہیں جان سکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے تمام علوم کا وارث اور اعلم الناس ہونے کا خطاب دے رکھا ہے۔

علاوہ ازیں جب آپ اِس اَمر کو تسلیم کر ہی رہے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تمام تر اہلِ ولایت کے سردار ہیں اور بقول آپ کے ولایت کے تمام سلسلے آپ پر ہی منتہی ہوتے ہیں تو پھر آپ کو اِس واہمہ نے کیوں آ گھیرا کہ اِس بات کا وہم تک نہ آنے پائے کہ دیگر صحابہ راشدین کو علمِ ولایت حاصل نہ تھا، حالانکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے شاہِ ولایت ہونے سے دوسرے کسی بھی علمِ ولایت رکھنے والے کے علم کی نفی کا واہمہ پیدا ہونے کا کسی بھی طریقہ سے کوئی اِمکان موجود ہی نہیں، بلکہ اِس میں تو دُوسروں کو علمِ ولایت حاصل ہونے کا واضح ترین اثبات موجود ہے۔

واھمے کی پیداوار

جنابِ والا! یہ تمام تر شاخسانہ آپ کے اپنے ہی واہمے کی پیداوار ہے ورنہ کوئی بھی ذی شعور زیبِ عنوان حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں لے سکتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، افصح الناس، عالمِ علمِ ماکان و مایکون نے یہ فرمان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بجائے محض دُوسرے لوگوں کو کیا تھا۔

صحابہ راشدین سے آپ کی مراد اگر خلفائے راشدین سے ہے جیسا

Marfat.com

کہ آپ کی آخری سطور سے ظاہر ہوتا ہے تو پھر آپ کے تراشیدہ فارمولا کی خُود سے ہی مَوت واقع ہو جاتی ہے کیونکہ اگر صرف اِنہی چار حضرات کو شہر کے اندر رہنے والے اور اِن کے علاوہ دیگر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شہر کے باہر رہنے والے ثابت کیا جائے گا تو پھر اُن صحابہ کرام کا کیا بنے گا جو بقول آپ کے "مشاہداتی علم" کے مختلف علوم شریعتِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے براہِ راست حاصل کرتے تھے۔"

علمِ حدیث کو ہی لے لیں

آپ علمِ حدیث کو ہی لے لیجئے، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ ابنِ مسعود، عبداللہ ابنِ عباس اوران کی مثل دیگر متعدّد صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین بلاواسطہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سُن کر حفظ کرتے تھے اور دُوسروں تک پہنچاتے تھے۔

آپ پر شائد ابھی تک یہ حقیقت مُنکشف نہ ہو سکی ہو کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کردہ احادیث حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویات سے چالیس گنا سے بھی زیادہ ہیں۔

اندریں حالات اگر آپ صرف خلفائے اَربعہ کو ہی ساکنانِ اندرُون شہر ثابت کرنے کی کوشش کریں گے تو یہ ہر لحاظ سے غلط محض ہوگا۔

Marfat.com

اور اگر آپ کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ سب کے سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہرِ علم کے اندر رہنے والے ہیں اور حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اِس فرمان کا اطلاق محض غیر صحابہ پر ہوتا ہے تو اِسے سوائے جہالت وسفاہت کے اور کوئی نام دیا ہی نہیں جا سکتا، کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اِس فرمان کا براہِ راست اور بِالا صَالت اطلاق ہوتا ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہے اور دیگر تمام اُمّتِ محمّدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام اِس حکم میں بِالواسطہ اور بِالنیابت شامل ہے۔

یقین جانیں کہ اگر آپ کو فنِّ حدیث پر دسترس حاصل ہوتی تو آپ ہرگز اپنی ذاتی آراء اور ذہنی تاویلات سے حدیثِ پاک کے واضح ترین نفسِ مضمون کو چیستان بنانے کی کوشش نہ کرتے۔ ہاں! البتہ اگر آپ کو بابِ مدینۃ العلم، نفسِ رسول مولا علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کا اِس عظیم ترین فضیلت سے مُتصّف ہونا کسی طرح ناگوار اور شاق گذار ہی تھا تو بہتر یہ تھا کہ اپنی ذاتی رائے ٹھونسنے کی بجائے محدّثین کی بیان کردہ شروح کا مطالعہ کرتے، ممکن ہے کہ کسی دُوسرے قابلِ فہم طریقہ سے آپ کے ذُوق کی تسکین کا سامان فراہم ہو ہی جاتا۔

بہرکیف! اگر کسی طریقہ سے میری یہ معروضات آپ تک پہنچ جائیں تو آئندہ کے لئے دِل سے عہد کریں کہ محض اپنی عقل سے کام لیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدّس کلام میں کبھی دخل اندازی

Marfat.com

نہیں کریں گے۔

غور تو فرمائیں کہ آپ کا یہ تصوّر کس قدر ہولناک ہے کہ شہر کے اندر رہنے والے تو براہِ راست اِستفادہ کرتے ہیں اور اُنہیں دَروازے کی اِس لئے ضرورت نہیں کہ دَروازہ شہر کے باہر ہوتا ہے جو صرف باہر سے آنے والوں کو ہی فائدہ دے سکتا ہے۔

عِلم کا شہر یا لوگوں کی رہائش گاہ

حضورِ والا، تاجدارِ انبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خُود کو شہرِ علم فرمایا ہے، علم حاصل کرنے والوں کی رہائش گاہ نہیں فرمایا۔ اِس کا مطلب تو یہ ہوا کہ دیگر صحابہ کرام رِضوان اللہ علیہم اجمعین خُود ہی علم تھے اور اِن صحابہ کرامؓ کو حاصل کرنے کے لئے لوگ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم کے ذریعہ سے شہر میں داخل ہو جایا کرتے تھے اور صحابہ کرام کو ساتھ لے کر واپس آ جایا کرتے۔

حیرت یہ ہے کہ آپ کو یہ تک معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کا پیش کردہ فارمولا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے فرمانِ اقدس کی توہین کے مترادف ہوگا اور آپؐ کے اُس مقصد کو ہی فوت کر دے گا جو آپ کا اس حدیثِ پاک بیان کرنے سے ہے۔

اِس لئے کہ اگر دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ذواتِ

Marfat.com

عالیہ کو ہی علم تسلیم کرلیا جائے کیونکہ بقول آپ کے وہ شہر کے اندر رہنے والے ہیں اور حضورؐ نے فرمایا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے کونسا مقام متعیّن کیا جائے گا، کیونکہ بقول آپ کے شہر کا دروازہ ہونے کی صورت میں شہر سے باہر ہیں، اور صرف باہر سے آنے والے حضرات کے دخول وخروج کا راستہ ہیں،،

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ،

آخر آپ پر آپکی ظفر علی خاں مرحوم بننے کی کوشش بھی فضول محض ہے کیونکہ جانبداری کی انتہاء کر دینے کے بعد توازن قائم کرنے کی کوئی صورت ہی باقی نہیں رہتی۔

اصل معاملہ یہ ہے

جیسا کہ ہم زیرِ نظر مضمون کے آغاز میں قارئین کو بتا چکے ہیں کہ حدیثِ پاک ''اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا '' مولائے کائنات حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل ومناقب کا ایک ایسا عمیق وموّاج سُمندر ہے جس کا نہ کسی نے کنارا دیکھا ہے اور نہ ہی کوئی اس کی تہہ تک پہنچ سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ اِس مختصر مگر محیطِ کائنات جُملے کی تشریحات کا سلسلہ لاکھوں صفحات تک پہنچ گیا ہے اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے اگر یہ جملہ محبّین کے قلوب کو مخصوص کیفیات ولذّات سے ہمکنار کرتا ہے تو معاندین کی آنکھوں کا

Marfat.com

خیرہ ہو جانا بھی غیر ممکن نہیں،،

بہر کیف ! ہم آخر پر اقبال احمد موصوف کو اُنہی کے ایک بزرگ کی تحریروں کے آئینہ میں بابِ مدینۃ العلم کے علوم کا ہلکا سا عکس پیش کرتے ہیں

شائد کہ اُتر جائے ترے دِل میں مری بات

گُلھائے رنگا رنگ

درجِ ذیل مضمون غیر مقلّدین کے امام و پیشوا علاّمہ وحید الزّماں کی لُغت حدیث پر معروف تالیف ''انوار اللُّغت'' کے چند اقتباسات سے ترتیب دیا گیا ہے تا کہ موجودہ دَور کے وہ غیر مقلّد عُلماء جو وہابیّت اور خارجیّت کے درمیان ذرّہ برابر بھی حدِ فاصل دیکھنا گوارہ نہیں کرتے اپنے سلف کا ہی کچھ احترام کریں۔

اگرچہ یہ بات ہمیں اچھّی طرح معلوم ہے کہ اِس فرقہ کا ہر شخص اپنے آپ کو اپنی ہی ذات میں ایک انجمن تصوّر کرتا ہے اور ہر مسئلہ کو براہِ راست قُرآن و حدیث سے اخذ کرنے کا دعویدار ہے حالانکہ یہ محض خُود فریبی ہے۔

بہر کیف ! ہم ایک موہُوم سی اُمید پر قصرِ تحقیق و تجسّس کو گُلہائے رنگا رنگ سے آراستہ کر رہے ہیں کہ شائد کبھی بھٹکتی ہوئی کوئی رُوح چند لمحات کے لئے اِس چمنستانِ محبّت و مودّت میں گُذار کر دائمی کیف اور ابدی قرار

Marfat.com

حاصل کر لے۔

اِس وضاحت کے ساتھ ہی اب آپ بلا تاخیر علومِ حیدر کرّارؓ کے متعلّق پیشوائے وہابیہ، سرخیلِ غیر مقلّداں، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ حضرت علاّمہ مولانا وحیدالزّماں غیر مقلّد کی صرف ایک کتاب کے چند اِقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

دروازہ سے نہ آئے تو چور ہے

حدیثِ پاک "انادار العلم یا مدینة العلم و علی بابها" میں علم کا گھر یا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں، کی شرح کرتے ہوئے علامہ وحیدالزّماں غیر مقلّد رقمطراز ہیں، کہ !

گھر میں آدمی دروازہ سے ہی آتا ہے جو اُوپر سے آئے گا وہ اُچکا چور ہے اِسی طرح پکا عالم وہ ہے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اہلِ بیت یعنی حضرت علیؓ اور آپؐ کے ذریعہ سے علم حاصل کرے۔ اہلِ بیتؑ کی رائے اور اجتہاد کو دُوسروں کی رائے اور اِجتہاد پر مقدّم رکھے اُن کی محبّتِ قلبی مُنجملہ لوازمِ ایمان سمجھے ورنہ وہ ایک چور ہے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ناراض کرتا ہے۔ اور آپؐ کے حکم کے خلاف چلتا ہے اور پھر آپ کی اُمّت بن کر نجات کا طالب ہوتا ہے۔

﴿انوار اللغت پارہ دوم صفحہ ۷۷﴾

﴿از علامہ وحیدالزمان﴾

Marfat.com

اقوالِ شیخین سے بڑھ جاتے

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کہ ! ''میرا علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے علم کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے سمندر کے مقابلہ میں ایک گڑھا '' کی شرح کرتے ہوئے علاّمہ وحید الزّماں لکھتے ہیں کہ !

'' اب جو لوگ علمِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں۔ انہیں حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو کہ قُرآن و احادیث کے بہت بڑے عالم تھے، کہ اِس قول پر غور کرنا چاہیئے۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے اِزالۃ الخفاء میں جو دلائل اِس مقام پر دیئے ہیں، اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے حضرت علی علیہ السّلام کے اقوال کا پُورا استعیاب نہیں کیا ہے۔ اگر یہ سب اقوال جمع کئے جائیں تو شَیخَین کہ اقوال سے بہت بڑھ جاتے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول کہ '' اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا '' ہمارے مطلوب کو پُورا ثابت کرتا ہے۔

﴿ انوار اللُّغت پارہ چہارم صفحہ ۳۶ ﴾

Marfat.com

میرا تو یہ عقیدہ ھے

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول کہ ''میرا علم حضرت علیؓ کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے سمندر کے مقابلہ میں ایک چھوٹا سا گڑھا'' کی تشریح کرتے ہوئے علامہ وحید الزّماں مزید لکھتے ہیں کہ

سُبحان اللہ! عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو کہ اِس اُمت کے حِبر یعنی بہت بڑے عالم گنے جاتے ہیں، جب وہ اپنے علم کی نِسبت حضرت علی کے علم سے ایسی نسبت بیان کریں تو ظاہر ہے کہ حضرت علیؑ کا علم وسیع ہوگا میرا تو اعتقاد یہ ہے اور اِسی اعتقاد پر اُٹھوں گا کہ حضرت علیؑ علم و شجاعت اور شرافتِ نسب میں تمام صحابہؓ سے افضل ہیں۔

﴿انوار اللُغت پارہ ۲۱ صفحہ ۵۷﴾

حَلّ المُشکلات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول،

''اَعوذُ بِاللّٰهِ مِن کُل مَعضلةَ لیسَ لَها ابو الحَسن'' کی تشریح کرتے ہوئے وحید الزّماں رقمطراز ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ کی پناہ اُس مشکل مسئلہ سے جس کے حل کرنے کیلئے ابا الحسن یعنی علیؑ موجود نہ ہوں۔

تو میں کہتا ہوں کہ یہاں سے حضرت علیؑ کا تبحّرِ علمی سمجھ لینا چاہیئے کہ حضرت عمرؓ جو کہ دین کے بہت بڑے عالم تھے۔ اور دُوسرے صحابہؓ نے

Marfat.com

مشکل مسائل میں آپؑ کی طرف رجوع کیا۔

حاصل یہ ہے کہ حضرت علیؑ جیسے فنونِ حرب وسپہ گری اور شجاعت و بہادری میں طاق تھے ویسے ہی علومِ شریعت وطریقت میں بھی مرجعُ آفاق تھے۔

مخالف کی گواهی

"وقد جارته مسئالة مشكلة ،فقال معضلة ولا اباحسن لها" امیر معاویہ کے قول کی تشریح میں لکھا کہ،

بڑا مشکل مسئلہ ہے اور کوئی ابوالحسن اِس کو حل کرنے کے لئے نہیں ہے یعنی حضرت علیؑ کے مانند کوئی ایسا عالم موجود نہیں جو اِس سوال کا جواب دے حالانکہ معاویہ حضرت علیؑ سے دُشمنی اور بُغض رکھتے تھے مگر اِن کے علم وفضل کے قائل ومعترف تھے۔ "الفضل ماشهدت به الاعداء"

﴿انوار اللغت پارہ ہیژدہم صفحہ ۱۳۵﴾

افضل شهادت

امیر معاویہ کے قول "كان النبي يغو علياًبا لعلم" کی شرح کرتے ہوئے علامہ وحیدالزماں رقم طراز ہیں،

معاویہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ کو علم کے لقمے بنابنا کر کھلاتے تھے، جیسے پرندہ اپنے چُوزے کو کھانے کے لقمے اُس

Marfat.com

کے حلق میں ڈالتا ہے۔ " الفضل ما شهدت به الاعداء "

معاویہ حضرت علیؓ کے بڑے مخالف تھے مگر اُن کے وفورِ علم کے قائل تھے اور کئی مشکل مسائل دُوسروں کے ذریعہ سے حضرت علیؑ سے حل کراتے تھے۔ خود حضرت عمرؓ نے کئی مسائل میں حضرت علیؑ سے مدد لی۔

﴿انوار اللغت پارہ ۱۸ صفحہ ۲۶﴾

تعجّب ھے ، جرأت نه فرماتے

بہر حال! حضرت علی علوم شریعت اور رموزِ طریقت میں تمام صحابہ سے فائق اور معدنِ علم و وقار تھے جتنے مسائل اور اُصولِ شریعت اور کلماتِ حِکمت آپؑ سے منقول ہیں اتنے کسی صحابی سے منقول نہیں ہیں۔ اور مجھ کو شاہ ولی اللہ صاحب کی اِس تحریر پر بڑا تعجّب ہوتا ہے کہ اُنہوں نے ازالۃ الخفاء میں یہ فرمایا ہے کہ اُصولِ شریعت اور احکامِ فقہی جتنے شیخین سے منقول ہیں حضرت علی سے اتنے منقول نہیں ہیں اگر وہ کتبِ حدیث کو باستقصاء ملاحظہ فرماتے تو ہرگز ایسی تحریر پر جرأت نہ فرماتے۔ الخ

ایک کھلی دلیل اِس کی یہ ہے کہ جب کوئی مشکل مسئلہ پیش ہوتا تو صحابہ کرامؓ آپ کی طرف رُجوع کرتے لیکن آپ کسی کی طرف رجوع نہ کرتے یہاں تک کہ عرب میں مثل مشہور ہوگئی " قضية ولا ابا حسن لها "

اور حضرت عمرؓ نے فرمایا !۔ " لولا علیٌّ لھلک عمر " مسئلہ

Marfat.com

منبر یہ جیسے مشکل سوال کو آپ نے خطبہ میں ہی منبر پر فی البدیہہ حل کر دیا میری اس تحریر کا یہ مقصد نہیں کہ شیخینؓ کا علم وسیع نہ تھا بلاشبہ وہ بھی دِین کے بہت بڑے عالم تھے مگر اُن کو حضرت علیؓ سے اعلم قرار دینا محض بے دلیل ہے۔

حضرت علیؓ باریک اور مُشکل مسائل کو سب صحابہ کرامؓ سے زیادہ جانتے تھے جن سے لوگ حیران ہو جاتے ہیں۔

﴿انوار اللُّغت پارہ ۱۳ صفحہ ۸۲﴾

غلط فہمی کا ازالہ

آج کل بعض وہابیہ عوام کو کبھی یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ علاّمہ وحید الزّماں پہلے شیعہ تھے پھر اہلسنّت یا غیر مقلّد ہو گئے چنانچہ اُن کی غیر مقلّد ہونے سے قبل کی تصانیف میں عقیدۂ روافض پایا جاتا ہے اور کبھی یُوں کہتے ہیں کہ پہلے اہلسنّت یا غیر مقلّد تھے بعد میں شیعہ ہونے کہ بعد کی کتب میں شیعوں کا عقیدہ پایا جاتا ہے۔ یہ چونکہ اِن لوگوں کا گھریلو معاملہ ہے اِس لئے ہم اِس میں مداخلت تو نہیں کر سکتے تاہم اتنا ضرور کہیں گے کہ علاّمہ وحید الزّماں کی تمام تر تصانیف مع تراجم وحواشی صحاح ستّہ المشہور میں اُن کا عقیدہ اہلبیتِ کرام کے بارے میں یہی ہے جس کا نمونہ اُوپر بیان ہوا اور یہ عقیدہ عین عقائد صحابہ اور سلفِ صالحین اہلسنّت کے مطابق ہے، حالانکہ تقلید کے معاملہ میں وہ متعصب غیر مُقلد ہیں۔

Marfat.com

بہرکیف ! علاّمہ وحید الزّماں کے بارے میں ہمارا تحقیقی مقالہ اُن کی کتاب "ہدیۃ المہدی" جس کا ہم نے اُردو میں ترجمہ کیا ہے میں مقدّمہ کی صورت میں ملاحظہ فرمائیں، تاہم یہاں پر اِسی کتاب انوار اللُّغت کے چند اِقتباسات پیش کیے جاتے ہیں جن سے واضح ہو جائے گا کہ کم از کم یہ کتاب اُن کے رافضی ہونے کے دَور کی لکھی ہوئی نہیں۔

علامہ وحید الزّمان دُشمنانِ اہلبیت کا تذکرہ کرنے کے بعد اِسی کتاب میں رقم طراز ہیں۔

دوسری طرف تبرائی رافضیوں کا شور ہے جو آنحضرتؐ کے جانثار اور مخلصین صحابہؓ اور خُلفائے راشدینؓ اور محبوبہ خاص پیغمبر صاحب جناب اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بُرا کہتے ہیں اور خُدا کے غضب سے نہیں ڈرتے۔

﴿انوار اللُّغت پارہ ۱۳ صفحہ ۸۶﴾

ہم اہلِسنّت کا مَشرب

کتاب مذکور میں اُنہوں نے اِس سے پہلے ایک مقام پر لکھا ہے۔

ہم اہلسنّت کا یہ مشرب نہیں کہ کسی پر لعنت کرنا یا کسی فرد کو بُرا کہنا جزوِ ایمان سمجھیں جیسے حضرات امامیہ کا مذہب ہے۔

﴿انوار اللُّغت پارہ ۱۳ صفحہ ۱۰﴾

Marfat.com

ابُوبکرؓ برحق خلیفہ ھیں

علامہ وحید الزّماں آگے چل کر اِسی کتاب میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی خلافتِ حقہ کی تائید و تصدیق اِن الفاظ میں کرتے ہیں،

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا تو حضرت عمرؓ کی خلافت صحیح ہوئی کیونکہ خلیفہ برحق نے اُنہیں خلیفہ بنایا،

﴿انوار اللُغت پارہ ۱۸ صفحہ ۱۶﴾

علاوہ ازیں بھی اِس کتاب کا یک ایک لفظ اُن کے غیر مقلّد اور مسلکِ اہلسنّت پر گامزن ہونے کی نشان دہی کرتا ہے اور اِس پر سینکڑوں شواہد اِسی کتاب سے پیش کئے جاسکتے ہیں مگر طوالت بیکار ہوگی مُشتے نمونہ از خروارے کے طور پر مندرجہ بالا تین تحریریں اُن کے مَسلک کی وضاحت کے لئے بہر طور کافی ہیں۔

اور بھی تو ھیں

بلاشبہ غیر مقلّدین وہابیہ کے گروہ میں اکثریت اُنہیں لوگوں کی ہے جِنہوں نے دین کا حُلیہ بگاڑنے میں بھرپور کردار ادا کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ اور اِس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ توحید کے نام پر توحید کی صورت مسخ کرنے والے یہی لوگ ہیں اور یہ بھی سچ ہے کہ اِن کے ہاں جو

Marfat.com

تصوّرِ رسالت وولایت پایا جاتا ہے اُس سے نہ رسُول کا رسول ہونا ثابت ہو سکتا ہے اور نہ کسی ولی کی ولایت کا اثبات ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں! ان لوگوں کے خودساختہ عقائد اِس قدر وسعت اختیار کر گئے ہیں کہ دَورِ اوّل کے خوارج ونواصب بھی سر پیٹ لیتے ہونگے جن کا نمونہ آپ اِس کتاب کے آئینہ میں دیکھ ہی چکے ہیں اور جلد سوم میں مزید ملاحظہ فرمائیں گے،

بایں ہمہ اِن لوگوں میں ایسے خوش نصیب حضرات کی کمی نہیں جو غیر مقلّد تو ہیں مگر اہلسنّت کے پاکیزہ عقائد سے بھی یکسر تہی نہیں جن میں نواب صدّیق حسن بھوپالی، حضرت علاّمہ وحید الزمان، حضرت علاّمہ سیّد سلیمان سلمان منصور پوری، حضرت علاّمہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہم اللہ تعالیٰ اور اِن جیسے دیگر اکابرین وہابیہ ہیں۔

اِنہی حضرات میں غیر مقلّدین کے پیشواء ومقتداء گروہ' غزنویہ ہے جن میں حضرت علاّمہ سیّد داؤد غزنوی اور حضرت علاّمہ سیّد ابو بکر غزنوی کی ذواتِ مبارکہ پیش پیش ہیں۔

بطورِ خاص وحید الزّمان اور سیّد ابو بکر غزنوی دو بزرگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے فرقہ کے مُطلق العنان عُلماء کی شِدّت وحدّت کو نہ صرف قلب کی گہرائیوں سے محسوس کیا بلکہ اُنہیں عقائد حقّہ کے قریب لانے کی بھی بھرپُور کوشش کی خُدا تعالیٰ اُنہیں جزائے خیر دے اور اُن کو اپنا مقتدا تسلیم

Marfat.com

کرنے والوں کو اُن کی باتوں پر غور کرنے کی توفیق نصیب فرمائے،

معاف کیجئے گا

پاسباں مل گئے کو کعبے کو صنم خانے سے

قارئین ! معاف کیجئے گا کہ راہوارِ قلم بے قابو ہو کر ایک نئی سمت کو مُڑ گیا اور بات سے بات پیدا ہونے والی بات ہو گئی ہے مگر ہر بات میں کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوتی ہے اِس لئے آپ بھی میرے قلم کے ساتھ ساتھ چلیں اِنشاء اللہ آپ شریکِ سفر ہے تو راستہ دُشوار ثابت نہیں ہوگا اور پھر جلد ہی ہم اپنی منزل کی طرف لوٹ آئیں گے۔

جیسا کہ آپ اُوپر کی سطور میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ طائفہ غیر مقلدین میں خاندانِ غزنویہ مُعتدل مزاج لوگوں پر مشتمل تھا اور اُن لوگوں نے جب اپنے ساتھیوں کی اِسلام کے بنیادی عقائد سے برگشتگی ملاحظہ کی تو حتیٰ الامکان اُن کی اِصلاح کرنا چاہی مگر مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دوا کی، کے مصداق نتائج برعکس ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔

ذیل میں ہم اِس خاندان کے جلیل القدر بزرگ حضرت علاّمہ سیّد ابوبکر غزنوی کی چند عبارات پیش کر رہے ہیں جس سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ایک تو وہابیہ کو پتہ چل جائے کہ اُن کے علاّمہ وحید الزّمان صاحب اگر محبّت ومودّتِ اہلِ بیتِ رسولؐ کا درس دیتے ہیں تو اِس کا مطلب اُن کا شیعہ

Marfat.com

ہونا نہیں لیا جا سکتا اور دُوسرا ہمارا مقصد یہ ہے کہ وہابیہ منزلِ خوارج میں داخل ہونے سے قبل ایک بار پیچھے مُڑ کر بھی دیکھ لیں، ہمیں یقین ہے کہ اگر یہ لوگ تشدّد و تعصّب کو چھوڑ کر اِنصاف پسندی کا مظاہرہ کرنا شروع کر دیں تو اِن کے ذاتی فائدے کے علاوہ مُلک وملّت کی سلامتی کی بھی بہت بڑی ضمانت ہو گی،

بہر کیف ! حضرت علاّمہ سیّد ابوبکر غزنوی کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

محبوب کی ہر شے عزیز ہوتی ہے

حضورِ اقدس عَلَیہِ الصّلوٰۃ والسّلام کی محبّت کا تقاضا یہ ہے کہ جو جو اُنہیں محبوب تھا ہم بھی اُنہیں چاہیں اور اُن سے پیار کریں جن جن سے اُنہیں تعلّقِ خاطر تھا ہم بھی ایک قلبی رابطہ اُن سے محسوس کریں اور اُن کا ادب واحترام کریں، اُن کی تعظیم وتوقیر رُوح کی گہرائیوں سے محسوس کریں۔ اگر ہم ایسا محسوس نہیں کرتے تو خُود حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے ہماری محبّت میں نقص ہے۔ اور ہم مُحبّ رسول ہونے کا ہزار دعویٰ کریں اگر یہ کیفیّت نہیں تو یہ حُبّ رسول محض ایک فریب ہے۔ محبوب کی ہر شے عزیز ہوتی ہے، وہ لباس جو محبوب پہنتا ہے اور جس میں اسکی خوشبو بسی ہوتی ہے جی کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔

Marfat.com

صحابہؓ سے پوچھو

اِن کیفیتوں کا حال صحابہ کرامؓ سے پوچھو، آپ کے وضو سے جو پانی بچ جاتا، صحابہ کرامؓ اُس پر جھپٹ پڑتے اور تبرکاً اور تیمناً اپنے جسم پر ملتے تھے، آپ کا لُعابِ مُبارک صحابہؓ کے ہاتھوں پر گرتا تھا آپ حجامت کرواتے تو حضور عَلَیہِ الصّلوٰۃ والسّلام کے عاشقوں کا آپکے گرد ہجُوم ہوتا تھا اور آپ کے بالوں کو سر سے اُترتے ہی اُچک لیتے،

اھلِ بیت سے محبّت کرو

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ محبوب کی ہر شَے عزیز ہوتی ہے، اُس کی گلیاں عزیز، اُس کا آستانہ عزیز، اُس کا پیراہن عزیز، اُسکی جُوتیاں عزیز، اُس کا گھرانا عزیز، اُس کے خادم عزیز،

پس اُس ذاتِ اطہر واقدس کی محبّت کا بدیہی تقاضا ہے کہ اہلِ بَیت سے محبّت ہو جیسا کہ خُود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

" احبونی لحب اللہ واحبو اھل بیتی لحبی "

﴿ترمذی﴾

یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنا پر مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی بنا پر میرے ﴿اہلِ بیت﴾ گھرانے کے افراد سے محبت کرو۔

Marfat.com

پاکیزہ گھرانہ

پھر گھرانہ بھی وہ کہ خُود خداوند تعالیٰ آخری صحیفۂ آسمانی میں اُن سے خطاب کرتا ہےاور اُن کی طہارت اور پاکیزگی کا اعلان کرتا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا.

﴿سورۃ الاحزاب آیت ۳۳﴾

اَے پیغمبر کے گھر والو! خُدا کو تو بس یہی منظور ہے کہ تم سے ہر طرح کی گندگی دُور کردے اور تُمہیں پاک وصاف کردے۔

دُرود و سلام بھیجو

وہ جن کی عظمت وعزّت کا یہ عالم ہو کہ قُرآنِ مجید میں اُن پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہو جب یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.

﴿سورۃ الاحزاب آیت ۵۶﴾

"یعنی بلاشبہ اللہ اور اُس کے فرشتے پیغمبر پر دُرود بھیجتے ہیں اَے ایمان والو تم بھی اِن پر درود وسلام بھیجو۔"

Marfat.com

ایک صحابی نے آپ سے دریافت کیا،

امرنا اللہ ان نصلی علیک یا رسول اللہ ! فکیف نصلی علیک؟

یعنی یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر درُود بھیجیں۔آپ ہمیں سکھائیں کہ ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں ؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا یوں کہو !

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

﴿ صحیح مُسلم جلد اول ﴾

﴿ قربت کی راھیں صفحہ ۸۶ ، ۸۷﴾

قُرآن اور اھلِ بَیت

وہ جن کے مجد و شرف کا یہ مقام کہ حجتہ الوداع کے خُطبے میں کتاب اللہ کے ساتھ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اُن کا ذکر کیا اور فرمایا !

"انا تارکٌ فیکم الثقلین کتاب اللہ و اھل بیتی "

﴿مسلم﴾

یعنی میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑ چلا ہوں اور وہ دو چیزیں اللہ کی کتاب اور میرے گھرانے

Marfat.com

کے افراد ہیں۔

سفینہ نوح

وہ جن کی فضیلت کعبے کا دروازہ تھام کر آپ نے یوں بیان فرمائی۔

" الا ان مثل اهل البيتي فيكم مثل سفينة
نوح من ركبها نجاء ومن تخلف عنهاهلک ."

﴿مسند امام احمدعن ابی ذر﴾

یعنی دیکھو! میرے اہلِ بیت کی مثال تم میں
کشتیءنوح کی سی ہے جو اِس میں سوار ہوا وہ بچ گیا جو
دُور رہا ہلاک ہوا۔

کیا سلُوک کرتے ہو ؟

وہ جن کے احترام کو ملحوظ رکھنے کے لئے آپ نے نصیحت فرمائی۔

ولن يتفرقا حتىٰ يرد علىٰ الحوض
فانظروا كيف تخلفوني فيها ،

﴿مسند احمد﴾

" یعنی کتاب اللہ اور اہلِ بیت ہرگز ایک
دُوسرے سے جُدا نہیں ہونگے حتیٰ کہ وہ حوضِ کوثر پر
میرے پاس پہنچ جائیں گے پس خیال رکھنا کہ میرے
بعد تم اِن سے کیا سلوک کرتے ہو۔"

Marfat.com

خصوصی محبّت

بالخصوص حضرتِ حسن اور حسین علیہ السّلام سے آپ کو ایک خاص قلبی لگاؤ تھا۔ اُن کی پیدائشِ مُبارکہ کے وقت خُود حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اُن کے کان میں اذان دی تھی اور اَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی صدا اُن کی رُوح میں اُتار دی تھی اور اپنا لعابِ دہن مُبارک اُن کے منہ میں ڈالا تھا۔

آپ اُنہیں چومتے تھے اور سینے سے لگا کر انہیں بھینچتے تھے

مسند امام احمد میں ہے ” یضمّ الیه حسناً وحسیناً “ وہ لوگ جنہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے انوار و برکات کی معرفت حاصل ہے، سمجھتے ہیں کہ یہ کیسی سعادتِ عُظمٰی ہے جو حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے حصّے میں آئی۔

بارگاہِ رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں جن کی محبوبیّت کا یہ عالم ہے کہ آپ فرمائیں۔

” ھذان ابنای و ابنا ابنتی اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما. “

﴿ترمذی من تحفة الاحوزیه ۳۳۹﴾

”حسنؓ اور حسینؓ یہ میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اے اللہ! میں اِن سے محبّت کرتا ہوں تو بھی اِن کو اپنا محبوب بنا اور جو اِن سے محبّت

Marfat.com

کرے تو بھی اُس سے محبّت کر۔"

سردارانِ جنّت

وہ جن کے بارے میں آپ فرمائیں،

" الحسن و الحسین سیّد الشباب اھلِ الجنة"

یعنی حسنؓ اور حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں،

﴿ترمذی﴾

خُطبہ چھوڑ دیا

وہ جن پر آپ کی شفقت کا یہ عالم تھا کہ آپ خُطبہ ارشاد فرما رہے تھے، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سُرخ قمیض پہنے ہوئے آئے اور چلتے ہوئے لڑکھڑا رہے تھے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم منبر سے اُترے اور دونوں کو گود میں اُٹھا لیا اور فرمایا !

"اللہ تعالیٰ نے سچّ کہا ہے تمہارا مال اور اَولاد
آزمائش ہی تو ہیں میں نے ان دونوں بچّوں کو دیکھا
کہ چلتے ہوئے لڑکھڑا رہے ہیں تو مجُھ سے صبر نہ ہوسکا
اور اپنی بات قطع کرتے ہوئے اِن کو اُٹھا لیا "

اصحابِ ثلاثہ تعظیم بجا لاتے تھے

جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رحلت فرمائی تو بعض

Marfat.com

روایتوں کے مطابق حضرت حسینؓ کی عُمر مبارک سات برس تھی اور البدائیہ والنہایہ میں ہے۔

" کان الصدیق یکرمه ویعظمه و کذالک عمر و عثمان."

یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت حُسین عَلَیہ السّلام کا احترام کرتے تھے اور اُن کی تعظیم بجالاتے تھے اور یہی حال حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا تھا۔

یہ بیان حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا تھا جو نہایت محتاط مورخ اور بلند پایہ محقّق ہیں اور اُنہوں نے یہ کہا کہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ حضرت حسین علیہ السّلام سے محبّت کرتے تھے بلکہ یہ کہا ہے کہ اِس پانچ سات سال کے بچے کی تعظیم بجالاتے تھے۔

اِسی طرح صحابہ کرامؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا بہت احترام کرتے تھے۔

ایک بار بہت سے لوگ مسجدِ نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے اِتفاق سے حضرت امام حسین علیہ السّلام کا اُدھر سے گزر ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کہنے لگے۔

"میں تمہیں بتاؤں کہ زمین میں رہنے والوں میں سے آج آسمان والوں کو کون سب سے زیادہ محبوب ہے اور وُہ یہی ہے جو جارہا ہے۔"

Marfat.com

صحابہ کرام کو جو محبت و عقیدت جنابِ حسنؑ اور جنابِ حسینؑ سے تھی اُس کا سرچشمہ وہی عشق اور والہانہ شیفتگی تھی جو اُن کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی سے تھی۔

اِک بات اُس میں پائی تھی شوخیٔ یار کی
ہم نے بھی اپنی جان لڑا دی قضا کے ساتھ

﴿قربت کی راہیں صفحہ ۸۸ تا ۹۰﴾

دِلوں میں جھانکو

پس جس گھرانے کی محبوبیّت کا یہ عالم ہو اُس کی محبّت اور یاد میں جو صُبحیں اور شامیں بسر ہو جائیں حاصلِ عمر رہیں گی۔

اُن کی مدح و توصیف میں جس قدر بھی زبانیں زمزمہ پیرا ہوں کم ہیں۔

اُن کی یاد رُوح کی پاکیزگی اور طہارت کا سامان ہے۔

ساتھیو! اپنے حریمِ دل میں جھانک کر دیکھو اگر اِس میں اہلِ بیت کی محبّت اور بالخصوص حسینؑ بن فاطمہؑ کی محبّت نہیں پاتے ہو تو یقین کر و رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ تمُہاری محبّت بھی محض فریبِ نفس ہے۔

صحابہ کرام کو دیکھو کہ آپ کا پسینہ، آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی حتّیٰ کہ آپکا لعابِ دہن مبارک بھی اُنہیں عزیز تھا۔

پھر آہ صد ہزاراں آہ حرماں اگر تُم اپنے سینوں کو حسینؑ بن علی فاطمہؑ

Marfat.com

بنتِ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی محبّت اور تعظیم سے خالی پاتے ہو یہ بہت بڑی محرومی اور شقاوت ہے۔ تُم یقین کرو کہ حضور عَلَیہِ الصّلوٰۃ وَالسَّلام کی محبّت اگر تُمھارے رَگ و پے میں اُتر جائے تو تُم اُنکے غُلاموں کے غُلاموں کے غُلاموں کا بھی ادب کرو۔

تُمھیں کیا ھوگیا ھے؟

آہ! یہ کیسی للّٰہیت ہے کہ موت اور ایمان کی جانکنی ہے کہ بعض علماء عین منبرِ رسولؐ پر کھڑے ہو کر اُس محبوب کی بارگاہِ رسالت، اُس جگر گوشہٗ بتول کا ذکر حقارت آمیز لہجے میں کرتے ہیں۔

وُہ گھرانا جس سے تُم نے فیض حاصل کیا، وُہ جنکی جُوتیوں کے صدقے میں تمھیں ایمان واسلام کی معرفت حاصل ہوئی، تُم کو کیا ہو گیا کہ تُم اُن کی ہی عیب چینیاں کرتے ہو، پھر اِس عیب چینی اور خوردہ گری کے لئے تمھیں رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے منبر کے سوا کوئی اور جگہ نہیں ملتی، پھر تم اپنے لب ولہجہ کو تو دیکھو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے شمر بن الجوشن، یزید اور ابنِ زیاد نے اہلِ بیت کے خلاف مقدّمے میں تمھیں اپنا وکیل بنالیا ہے۔

حدیثِ قدسی ہے!

"من عادیٰ لی ولیاً فقد آذنتہٗ بالحرب"

جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھتا ہے میں

Marfat.com

اُس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہوں،

حضرت حسینؓ کے ولی اللہ ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے، وہ صحابی بھی تھے اور اہلِ بیت میں سے بھی تھے، وہ صرف صحابی ہی نہ تھے، جلیل القدر علماء صحابہ میں سے تھے، وہ صرف اہلِ بیت ہی میں سے نہ تھے، محبوبِ بارگاہِ رسالت بھی تھے، پس حضرتِ حسینؓ کی شانِ اقدس میں گستاخی، اِن کی تنقیص، اُن کے بارے میں سُوئے ادب سَراسَر مُوجبِ حرماں ہے۔

از خُدا خواہیم توفیقِ ادَب

بے ادَب محرومِ ماند از فضلِ ربّ

﴿قربت کی راہیں صفحہ ۹۱، ۹۲﴾

جرّاحی کا عمل نا گزیر ہے

ساتھیو! محض تمہارا جی بہلانے کے لئے یا تُمہیں خوش کرنے کے لئے تو میں وعظ نہیں کہتا، خُدا تعالےٰ محض اپنی رضا اور خُوشنودی کے لئے وعظ کہنے کی توفیق دے، تُمہاری رنجش اور تمہاری خُوشنودی سے کیا ہوتا ہے۔

از ردّ و از قبول تو فارغ نشستہ ایم

اَے آنکہ خُوبِ ماشناسی از زشت ما

وہ بیماریاں جو تُم میں اور مُجھ میں نہیں ہیں میں اُن پر بات کیوں کروں کہ ایسا کرنا محض تضیعِ اوقات ہو، وعظ کہنے کا مقصد تو اصلاحِ حال ہے،

Marfat.com

کبھی مادۂ فاسد کے اخراج کے لئے جرّاحی کا عمل ناگزیر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ نشتر لگتا ہے تو مریض کو تکلیف ہوتی ہے مگر یہ تکلیف بڑی سُود مند ہے دوستو !

چمن میں تلخ نوائی مِری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی ؎

﴿قربت کی راہیں صفحہ ۹۲، ۹۳﴾

منبرِ رسُول کی توھین

سیّد ابوبکر غزنویؒ کی کتاب " قُربت کی راہیں " کے چند اِقتباسات محض غیر مقلّد حضرات کے مسلسل بگڑتے ہوئے عقائد کی اِصلاح کے لئے بلا کم و کاست تحریر کر دیئے گئے ہیں ممکن ہے کہ عبّاسی وغیرہ کے دامِ تزویر میں پھنسنے والا نو گرفتارِ بلا اِن سے اِستفادہ کرتے ہوئے اپنی اِصلاح کر لے۔

محترم غزنوی صاحبؒ کی مندرجہ بالا عبارات اِس اَمر کی صاف طور پر غمّاز ہے کہ اُن کے اپنے فرقہ کے لوگ فی الواقع منبرِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بے ادبی اور توہین و اہانت کے مُرتکب ہوتے ہیں۔

بہر حال اُنہوں نے نہائت اَحسن طریقہ سے اپنی جماعت کی گرفت کی ہے اللہ تعالیٰ اُن کی اِس سعیٔ سعید کو منظور و مشکور فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلینؐ

Marfat.com

یہ نئی بات نہیں

غیر مقلّدین وہابیہ حضرات جو خود کو بزعمِ خویش اہلِ حدیث اور محمّدی ہونے سے موسُوم کرتے ہیں پیش اَزیں بھی خوارج کے وضع کردہ مسائل پر ہی جان چھڑکتے تھے جس کے متعدّد شواہد ہماری دیگر تصنیف کردہ کُتب میں موجود ہیں تاہم اِن میں بعض اَیسے اِعتدال پسند حضرات موجود رہے اور ہیں جن کا مقصد محض تقلیدِ شخصی سے فرار حاصل کرنا تھا حالانکہ وہ بھی بیشتر مسائل اُن علماء سے اُخذ کرنے پر مجبور ہیں جو بذاتِ خُود تقلیدِ شخصی میں جکڑے ہوئے ہیں جیسا کہ ابنِ تیمیہ، حافظ ابنِ قیمؒ، محمّد بن عبدالوہاب نجدی وغیرہم۔

تاہم اِن لوگوں کو ایک اِمام کی بجائے متعدّد مقلدّین کی تقلید میں گرفتار ہونے کہ علاوہ اپنے طائفہ میں رہتے ہوئے بھی یہ اِمتیاز حاصل کر رہا کہ اُنہوں نے چند فروعی مسائل کے علاوہ اپنے منقولہ بالا اسلاف کی اُن باتوں سے سخت پرہیز کیا جو اُنہوں نے توہینِ خُدا اور رسول اور اہانتِ اہلِ بیت و اولیاء کہ ضمن میں کی تھیں اِن خوش نصیب حضرات میں سے دو بزرگوں کی تصریحات قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

تاہم یہ اَمر مسلّم ہے کہ اِس غالی اور متشدّد طائفہ کی اکثریت شروع سے ہی خوارج کے متعیّنہ راستوں پر گامزن بھی ہے اور اُن عقائد کی ترویج و ترقّی کے لئے بھی کوشاں ہے اگرچہ برِّ صغیر میں ان کی شدّتِ وحدّت میں

Marfat.com

اضافہ چند سال قبل سے ہی ہوا ہے اور اہلِ بیتِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شانِ اقدس میں قابلِ مذمّت گفتگو کا انداز بھی اُنہوں نے اپنے شیخ اور امام ابنِ تیمیہ کی منہاج السنتہ سے اپنایا ہے اور مقامِ رسالت وولایت کا توہین آمیز تعین بھی اُنہوں نے ابنِ تیمیہ اور حافظ ابنِ قیمؒ کی کتاب "الوسیلہ" صراطِ المستقیم اور اغاثتہ الافہان وغیرہ سے کیا ہے۔

اگر آپ غیر مقلّد ہیں ؟

ہم یہاں ان لوگوں سے ایک سوال پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ غیرِ مقلد ہیں تو پھر بطورِ خاص ابنِ جوزی، ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیمؒ وغیرہ کے اخذ کردہ مسائل کو کیوں حرزِ جاں بنا رکھا ہے آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ مسائل ضروریہ کی تخریج قرآن وحدیث سے براہِ راست کرتے ہیں تو پھر آپ اس دعوے کو اپنے کردار وعمل سے مدّلل ومبرہن کیوں نہیں کرتے۔

کیا آپ کی مزعومہ صحاح کُتب ستّہ میں ایسے عقائد موجود ہیں جو ابنِ تیمیہ وغیرہ نے بیان کئے ہیں؟

کیا اِن کتب احادیث میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اہلِ بیت سے اِس قسم کا سلوک کرنا موجود ہے جو آپ کرتے ہیں ؟

کیا اِن کُتبِ حدیث میں حضرت علی کرّم اللہ وجہہُ الکریم کا یہی تصوّر پیش کیا گیا ہے جو آپ کرتے ہیں ؟

Marfat.com

کیا اِس مزعومہ صحاح میں کوئی ایسی حدیث موجود ہے جس میں بتایا گیا ہو کہ ابنِ حزم اور ابنِ تیمیہ کے افکار کو ہی جزوِ ایمان بنا رکھنا ہے ؟

اگر یہ بات نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر آپ کیا ہیں؟ جو ایک طرف چاروں اماموں کی تقلید کو کُفر تک کہہ دیتے ہیں اور خود ایک ایسے شخص کے دامِ تقلید میں پھنسے ہوئے ہیں جو مقلد بھی ہے اور نئے نئے عقائد بھی خود ہی وضع کرتا ہے۔

باب دوم میں آپ کے امام ابنِ تیمیہ کا تبصرہ پیش کر رہے ہیں جو انہوں نے حدیثِ پاک " انا مدینۃ العلم و علی بابھا " پر کیا ہے تاہم پیش ازیں چند معتبر کتابوں کہ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں جن میں اِس حدیثِ پاک کو درست تسلیم کر کے نقل کیا گیا ہے جبکہ ابنِ تیمیہ نے اِس حدیث کو قرآن و حدیث سے نہیں بلکہ اپنی عقل کے زور سے جھٹلاتے ہوئے مُسترد کیا ہے۔

الموضوعات کا تعاقب

علاّمہ جلال الدّین سیوطی علیہ الرّحمۃ نے ابنِ جوزی کی کتاب "الموضوعات" کے ردّ و ابطال میں با قاعدہ طور پر ایک کتاب مسمّیٰ بہ "التعقباتِ موضوعات" تالیف فرمائی ہے اور اِس میں حدیث پاک "انامدینۃالعلم و علی بابھا " کے حسن حدیث ہونے پر بے شمار شواہد

Marfat.com

پیش کرتے ہوئے ابنِ جوزی کی تردید کی ہے تاہم آپ نے اِسے دیگر متعدد کُتب کے علاوہ اپنی عظیم تالیف جامع الصغیر میں بھی نقل کیا ہے۔

اِس کتاب کے متعلق امام جلال الدّین سیُوطی دعوے سے کہتے ہیں کہ تخریج روایات کے معاملہ میں اِنتہائی احتیاط سے کام لیا ہے اور کوئی وضعی اور جھوٹی روایت اِس کتاب میں موجود نہیں۔ آپ فرماتے ہیں،

"اقتصرت فيه على الا حاديث وجيزه، ولخصت فيه من معادن الا ثر بريزه و بالغت في تحرير التخريج فتركت القشر وأخذت اللباب وضته عما تفرد به وضاع أو كذاب"

﴿الجامع الصغير مطبوعه مصر ص ٢﴾

اب اِسی کتاب سے مذکورہ بالا حدیث کی عبارت ملاحظہ فرمائیں،

"انا مدينة العلم و على بابها فمن أراد العلم فليات الباب"

﴿الجامع الصغير مطبوعه مصر جلد اول صفحه ١٠٧ بحواله ضعفا للعقيلى الكامل لا بن عدى معجم الكبير لا طبرانى ،المستدرک للحاکم،﴾

علاوہ ازیں یہ حدیثِ پاک مُتعدّد دیگر کُتبِ احادیث وسیرِ میں بھی موجود ہے چند ایک کتابوں کے حوالے مع متن عِبارت ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

المُستدرک

" عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم انا مدینة العلم و علی بابها فمن ارادا لمدینة فلیات الباب."

دُوسری روایت ہے،

" انا مدینة العلم و علی بابها من توتی المدینة الامن قبل الباب "

﴿المستدرک جلد سوم ص ۱۲۶ مطبوعہ حیدرآباد دکن﴾

دونوں روایتوں کا ترجمہ بِالترتیب اِس طرح ہے کہ حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اِرشاد فرمایا !

" میں عِلم کا شہر ہوں اور علی اِسکا دروازہ ہیں پس جو شخص شہر میں داخل ہونے کا اِرادہ رکھتا ہے تو وہ دروازہ سے آئے۔"

" میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں نہیں کوئی شخص آئے گا شہر میں مگر اُسے دروازہ سے آنا پڑے گا۔"

Marfat.com

اب آپ مزید چند ثقہ کتابوں سے مذکورہ روایت مع اسناد ملاحظہ فرمائیں۔

أسد الغابه

أنباء نازيد بن الحسن بن زيد ابو اليمن الكندى وغيره كتابة قالو انباء نا ابو منصور زريق انباء نا احمدبن على بن ثابت أنباء نا محمد بن أحمد بن رزق أنباء نا ابو بكربن مكرم بن احمد بن مُكرم القاضى حدثنا القاسم بن عبد الرحمن الانبارى حدثنا أبو الصلته الهروى حدثنا ابو معارية عن الاعمش عن مجاهد عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰه صلى الله عليه و آله وسلم . "انامدينة العلم و على بابها فمن أراد العلم فليات بابه"

﴿أسد الغابه جلد چهارم صفحه ٢٢﴾

علامہ عزّالدّین ابی الحسن المعروف ابنِ اثیر صاحب اُسد الغابہ اِس حدیثِ مقدّسہ کے ضمن میں دیگر بھی متعدّد شواہد پیش کرتے ہیں جو قارئین کی معلومات میں اضافے کے پیشِ نظر پیشِ خدمت ہیں یہ روایت ابو معاویہ کے علاوہ اعمش سے بھی مروی ہے،

Marfat.com

بہتر فیصلہ فرمانے والے

نیز شعبہ ابی اسحاق سے، وہ عبدالرحمٰن بن یزید سے، وہ علقمہ سے، وہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب تمام اہلِ مدینہ میں بہتر فیصلہ فرمانے والے تھے اور سعید ابنِ مسیب نے کہا کے سوائے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے لوگوں میں سے کسی شخص نے بھی یہ نہیں کہا کہ "مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔"

سب سے زیادہ علم والے

اور روایت بیان کی کہ یحییٰ بن مُعین نے عبدۂ بن سلیمان سے اس نے عبدالمالک بن سلیمان سے کہ میں نے حضرت عطاء کی خدمت میں سوال عرض کیا کہ کیا محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اصحاب میں کوئی شخص ایسا بھی تھا جو حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم سے زیادہ علم رکھتا ہو؟ تو حضرت عطاء نے جواب میں کہا کہ! نہیں خدا کی قسم کوئی شخص بھی آپ سے زیادہ عالم نہیں تھا۔

نو حِصّے علم حضرت علی کے پاس

نیز حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ علم کے دس حصوّں میں سے نو حصے علم حضرت علیؑ کے پاس تھا اور علم کے بقایا دسویں حصّہ میں بھی آپ دُوسروں کے ساتھ شریک ہیں۔

Marfat.com

رواہ غیر ابی معاویۃ عن الاعمش وروی شعبۃ عن ابی اسحاق عن عبدالرحمٰن بن یزید بن علقمہ عن عبد اللّٰہ بن مسعود قال کنا نتحدث ان اقفیٰ اھل المدینۃ علی ابن ابی طالب ،وقال سعید بن المسیب ما کان أحد من الناس یقول سلونی غیر علی ابن ابی طالب ، وروی یحییٰ بن معین عن عبدۃ بن سلیمان عن عبدالملک بن سلیمانؓ قال قلت العطاء أکان فی الصحاب محمد اعلم من علی قال لاواللّٰہ لا اعلمہ وقال ابن عباس لقد أعطی علی تسعۃ اعشار العلم وایم اللّٰہ لقد لشارکھم فی العشر العاشر.

﴿أسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد چھارم صفحہ ۲۲ مطبوعہ بیروت﴾

اُسدالغابہ میں حضرت علی کریم علیہ السّلام کے علم مُبارک کے متعلّق دیگر بھی کئی ایک روایات موجود ہیں جنہیں ہم کسی دُوسرے موقع پر بیان کریں گے۔اور اُسدالغابہ کی اُوپر بیان کی گئی روایات بھی مُتعدّد کتب مُعتبرہ سے اپنے اپنے مقام پر بیان کی جائیں گی۔یہاں تو یہ بتانا تھا کہ جناب علی علیہ السّلام کے علم مُبارک کے متعلّق کسی ایک روایت کا انکار کرنے والوں کو حاصل کیا ہوگا جب کہ ایک سے ایک بڑھ کر حدیث آپکی وُسعتِ علمی کی

Marfat.com

روشن تر دلیل ہے۔

الاستعیاب

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ!

''میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں،
پس جو علم کا طلبگار ہوگا تو وہ دروازہ سے آئے گا۔''

اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا!

''تم میں سے درست فیصلہ کرنے والے علی ابنِ
ابی طالب ہیں۔''

عُمر ابن الخطابؓ نے کہا کہ!

''ہم میں سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والے علیؑ اور
سب سے اچھے قاری ابیؔ ہیں۔''

**عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم " انا مدینة العلم وعلی بابها فمن ارادالعلم فلیاته من بابه "
وقال صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فی اصابه "اقضاهم علی ابن ابی طالب" وقال عمر بن الخطاب ! " علی اقضانا وابیٔ اقرونا "**

﴿الاستعیاب فی اسماء الاصحاب مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۸ للعلامہ ابنِ عبدالبر﴾

Marfat.com

کبھی غلطی نہیں کی

اسماعیل ابنِ خالد سے کہا کہ شبعی نے مغیرہ سے روایت بیان کی کہ میں حلف اُٹھاتا ہوں کہ خُدا کی قسم ! حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نے کسی قضیہ کا فیصلہ فرماتے ہوئے کبھی غلطی نہیں کی،

عن اسماعیل بن ابی خالد قال قلت للشعبی عن المغیرة حلف باللّٰہ ما اختا علی فی قضاء وقضی بہ قط،

﴿ الاستعیاب فی اسماء الاصحاب للعلامہ ابنِ عبدالبر ﴾

﴿ مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۳۸ ﴾

ریاض النضرہ

حضرت علی علیہ السّلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا !

"میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اِس کا دروازہ ہیں"

یہ حدیث ترمذی نے بیان کی اور کہا کہ حدیث حسَن غریب ہے۔

حضرت علی علیہ السّلام سے روایت ہے کہ!

"میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں "

یہ روایت مصابیح میں حسن روایات میں آئی ہے۔

اور حدیث نقل کی ابو عمر نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا !

"میں علم کا شہر ہوں اور علی اِس کا دروازہ ہے
اور یہ زیادہ کیا کہ جو چاہتا ہے کہ میں عِلم حاصل کروں تو
اُسے چاہئے کے وہ دروازہ سے آئے۔"

سب سے زیادہ جانتے ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ نے صحابہ کرام کو فرمایا کہ! تم لوگوں نے عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا فتویٰ کِس سے لیا؟

اُنہوں نے عرض کیا کہ! حضرت علیؑ سے، تو جناب عائشہ صدیقہ نے فرمایا! " بیشک علیؑ سنت کو سب لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں۔"

عن علی علیه السلام قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ! " انا دار الحکمة وعلی بابها" اخرجه الترمذی وقال حسن غریب عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ! " انا دار العلم وعلی بابها اخرج فی المصابیح فی الحسن واخرجه ابو عمر وقال "انا مدینة العلم وعلی بابها وزادفمن ارادالعل فلیاته من بابه."

عن عائشة رضی الله عنها قالت ! من اختاکم

Marfat.com

بصوم عاشورا؟ قالوا! علی قالت "اماانه اعلم الناس باسنة."

﴿ریاض النضره فی المناقب عشره للعلامه محب طبری﴾

﴿جلد دوم صفحه ۲۵۶﴾

الصواعق المحرقة

مشہور مُحدّث امام ابنِ حجر مکّی روافض کی تردید میں اپنی عظیم تصنیف صواعقِ مُحرقہ میں زیرِ بحث حدیث پاک کے متعلق تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے لکھا ہے۔

نقل کیا بزار نے اور طبرانی نے اوسط میں، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے اور طبرانی نے، وحاکم نے، نیز نقل کیا عقیلی نے ضعفا میں اور ابنِ عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ترمذی وحاکم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا!

"میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اِس کا دروازہ ہیں اور جو کوئی اِرادہ رکھتا ہے کہ علم حاصل کرے تو وہ دروازہ سے آئے۔"

اور دُوسری روایت ترمذی نے اِس طرح بیان کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا!

Marfat.com

"میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اِس کا دروازہ ہیں"

اور آخری روایت اس طرح سے ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! "علیؑ میرے علم کا دروازہ ہیں۔"

بیشک اِس روایت کے متعلق لوگوں میں اِضطراب پایا جاتا ہے۔ ایک جماعت جس میں ابنِ جوزی ونووی ہیں، اِس کو موضوع کہتی ہے حدیث کا علم رکھنے والوں کو حدیث اور طُرق کے متعلق اُنکی معرفت کافی ہے، یہاں تک کہ بعض محقق محدثین نے کہا کہ نووی کے بعد ایسا کوئی آدمی پیدا نہیں ہوا جو اُس کی برابری کر سکے۔

اور حاکم اپنی عادت کے مطابق اِس کو صحیح کہتے ہیں۔

اور راہِ صواب پر وہ متاخرین محقّق ہیں جو حدیث کے علم پر اچھّی طرح مطّلِع ہیں اور اُن کا بیان ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

اِس حدیث کے حاشیہ پر عبدالوہاب عبداللطیف مدرّس جامعہ اَزہر رقمطراز ہے کہ سیوطیؒ نے کہا کہ درست بات یہ ہے کہ حدیث حسن ہے۔ صحیح نہیں جیسا کہ حاکم نے کہا اور نہ ہی یہ موضوع ہے جیسا کہ ابنِ جوزی ونووی کی جماعت کہتی ہے۔ اور اِس کی پوری وضاحت کتاب "التعقبات" میں ہے جو ابنِ جوزی کی کتاب "الموضوعات" کے رد میں تصنیف کی گئی ہے۔

اخرج البزار وطبرانی فی الاوسط عن جابر بن

Marfat.com

عبداللہ والطبرانی والحاکم والعقیلی فی الضعفاء وابن عدی عن عمر والترمذی والحاکم عن علی ﴿علیہ السلام﴾ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم " انا مدینة العلم وعلی بابها فی روایته فمن ارادالعلم فلیات الباب وفی اخریٰ عند الترمذی۔

عن علی ﴿علیہ السلام﴾ "انادارالحکمة وعلی بابهاوفی اخریٰ عند ابن عدي علی باب علمی۔

وقد اضطراب الناس فی هذا الحدیث فجماعة علی انه موضوع منهم ابن الجوزی والنووی من یدافیه علم الحدیث فضلا عن یسادیه وبالغ الحاکم علی عادته وقال ان الحدیث صحیح وصوب بعض محقق المتاخرین والمطلعین علی الحدیث انه حدیث حسن ومر الکلام علیه ﴿حاشیه﴾ قال السیوطی هذا الحدیث حسن علی الصواب لاصحیح کما قال الحاکم ولا موضوع کما قاله جماعته منهم ابن جوزی والنووی وقد بنیت حاله فی التعقبات علی

Marfat.com

الموضوعات.

﴿الصواعق المحرقة مطبوعه مصر صفحه ۱۲۲ للعلامة ابن حجر المکی﴾

فیض القدیر شرح جامع الصغیر مناوی

گزشتہ اوراق میں قارئین خاتم حفاظِ مصر امام جلال الدین سیوطیؒ کی موضوعات وغیرہ سے پاک کتاب ''جامع الصغیر'' کے حوالہ سے حدیث پاک '' انا مدینة العلم و علی بابھا '' کی تفصیل ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب ''فیض القدیر شرح جامع الصغیر'' سے اِس حدیث کی شرح ملاحظہ فرمائیں۔

دروازہ ضروری ہے

علامہ عبدالرؤف مناوی مذکورہ بالا کتاب میں نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

''میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔''

یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا شہر ہیں جو تمام تر معانی دیانیات کا جامع ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اِس شہر کا دروازہ بھی ہو، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اس کا دروازہ ہے اور وہ دروازہ علیؑ ہے۔

پس جس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے طریقہ کی اتباع کی

Marfat.com

تو وہ شہر میں داخل ہو گیا اور جو اِس طریقہ سے پہلوتہی کرتے ہوئے بُھول گیا تو وہ ہدایت کے راستے کو بُھول گیا یعنی گُمراہ ہو گیا اور ایسا ہی کتاب ''تیسیر'' میں ہے۔

" انا مدینة العلم وعلی بابها ." فان المصطفیٰ المدینة الجامعته المعانی فی الدیانیات کلها ولا بدلها من باب فاخبر ان بابهاهو علی فمن اخذ طریقتیه دخل المدینة ومن اخطاه اخطاطریق الهدیٰ و کذاقال فی التیسیر.

﴿فیض القدیر شرح جامع الصغیر للعلامه مناوی جلداول صفحه ۳۴۶﴾

کنز العمال

حدیث کی عظیم کتاب کنز العمال میں علامہ علی مُتّقی ہندی زیرِ نظر حدیث درست سمجھتے ہُوئے نقل فرماتے ہیں بلکہ اِس پر اُٹھائے گئے اِعتراضات کو بھی ردّ کرتے ہیں۔

چنانچہ آپ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا! ''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں، نہیں کوئی داخل ہو گا شہر میں مگر اُسے دروازہ سے آنا پڑے گا۔''

امام ابنِ جریر نے کہا کہ اِس حدیث پاک کی سَنَد ہمارے نزدیک صحیح ہے اور اِس کو حاکم اور خطیب بغدادی نے صحیح کہا ہے اور حافظ ابنِ حجر

Marfat.com

عسقلانی نقدِرجال کی کتاب ''لِسَانُ السِمِیزَان '' میں رقم طراز ہیں کہ یہ حدیث کثیر طریقوں سے ثابت ہے اور اِس حدیث کے بارہ میں فتویٰ دیتے ہوئے حافظ ابنِ حجر نے کہا کہ حاکم نے اِس کو مُستدرک میں نقل کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے،

مگر ابنِ جوزی نے اِس اَمر کی مُخالفت کرتے ہوئے اِس حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔اور کہا کہ یہ کذب ہے۔اور حقیقت یہ ہے کہ راہِ صوَاب اِن دونوں کے خلاف ہے۔اِس لئے کہ یہ حدیث اَز قسمِ حسن ہے اور اِس کے متعلّق مُعتبر قول یہی ہے۔

سیوطیؒ کہتے ہیں کہ میں ایک زمانہ تک اِس تحقیق کو صوَاب سمجھتے ہوئے اِس حدیث کو حسن تسلیم کرتا رہا اور یہی جواب دیتا رہا اور پھر جب میں نے اِس حدیث کے متعلّق ابنِ جریرؒ کی تصحیح دیکھی جو اُنہوں نے ''تہذیب الآثار'' میں آنے والی حضرت علی کی روایت کردہ اِس حدیث پر لکھی ہے۔ اور حاکم کی اُس تصحیح پر غور کیا جو اُنہوں نے حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ کی بیان کردہ روایت پر کی ہے تو میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اِس امر میں اِستخارہ کیا حتیٰ کے مجھے یقین ہوگیا کہ یہ حدیث مرتبہ حَسن سے بلند ہے اور صحیح کے درجہ پر پہنچ چکی ہے۔

قال ابن جریر ھذا خبر عندنا صحیح سند وصحیحہ الحاکم والخطیب وقال الحافظ ابن۔

Marfat.com

حجر فی لسانه هذاالحدیث له طرق کثیرة وقال
فی فتویٰ هذاالحدیث اخرجه الحاکم فی
المستدرک وقال انه صحیح وخالف ابنِ جوزی
تذکرة فی الموضوعات وقال انه کذب والصواب
خلاف قولهما معا ان الحدیث مثل من القسم
لحسن وهذا هوالمعتمد فی ذالک وقال
السیوطی وقد کنت اجیب بهذاالجواب دهواً الی
ان وقفت علی تصحیح ابن جریر لحدیث علی فی
تهذیب لآثار مع تصحیح الحاکم لحدیث ابن
عباس فاستخرت اللّٰه وجزمت بارتقاء الحدیث
من مرتبته الحسن الی مرتبته الصحته .واللّٰه
اعلم،،

﴿کنزالاعمال جلدششم صفحہ ۴۰۱ مطبوعہ حیدرآباد دکن﴾

بارِ دیگر

علاّمہ علی متقّی ہندی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث پاک کو مذکورہ بالا کتاب میں دُوسری جگہ مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا !

"میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں پس علم

Marfat.com

حاصل کرنے والے کو دروازہ سے آنا پڑے گا‘‘

اِس روایت کو عقیلی، ابن عدی، طبرانی، حاکم اور ابنِ جریر نے ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

اور ابنِ عدی، حاکم، ابنِ جریر اور اَبُو نُعَیم نے ’’ المعرفت ‘‘ میں حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم سے صرف اِسی قدر حدیث بیاں کی ہے کہ

’’انا مدینة العلم و علی بابها ‘‘

قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰہ علیه و آله وسلم ’’انا مدینة العلم وعلی بابها فمن ارادالعلم فلیات وراوه العقیلی و ابنِ عدی والطبرانی والحاکم ابن جریر عن ابن عباس و ابن عدی والحاکم ابن جریر وروی ابو نعیم فی المعرفة عن علی الیٰ بابها.

﴿ کنزالاعمال جلدششم صفحه ۱۵۲ للعلامة علی المتقی الهندی﴾

الانتباه فی سلاسل الاولیا

شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی حدیث پاک ’’انا مدینة العلم و علی بابها ‘‘ کو نسبتِ طریقت بیان کرتے ہوئے تلمیح کے طور پر یوں نقل کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصری قُدّس اللہ کی معروف نسبت بابِ مدینۃ العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک معروف و مشہور ہے۔ اور دُوسرے

Marfat.com

طریقہ پر امام جعفر صادقؑ سے ان کے آباؤ اجداد کرامؑ کے ذریعہ بابِ مدینۃ العلم کرم اللہ وجہہ الکریم تک معروف ہے،

الحسن البصری قدس اللہ ونسبتہ معروف الی باب مدینۃ العلم معروف ومشھور ھھنا وطریق الاخری الامام جعفر عن ابا وجدا الیٰ باب مدینۃ العلم معروفتہ.

﴿الانتباہ فی سلاسل الاولیاء صفحہ ۳۸ للعلامۃ الشاہ ولی اللہ دھلوی﴾

شرح فقہ اکبر

موضوعاتِ کبیر کے علاوہ مشہور فقیہ و مُحدّث مُلّا علی قاری حنفی نے شرح فقہ اکبر میں زیرِ نظر حدیثِ پاک کو اِس طرح بیان کیا ہے،

اور کبار صحابہ کرام ﴿رضوان اللہ علیہم اجمعین﴾ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اِنتہائی مشکل مسائل دریافت کئے اور آپ ہی کہ فتاویٰ کی طرف رجوع کیا آپ کے فضائل مشہور اور بہت زیادہ ہیں جو رسول اللہ ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کے اِس فرمانِ مقدس کی تائید کرتے ہیں کہ ''میں علم کا شہر ہوں اور علی اِس کا دروازہ ہیں اور یہ کہ علی ﴿کرم اللہ وجہہ الکریم﴾ تم میں بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں۔''

والمعضلات التی سالہ کبار الصحابۃ ورجعوا الیٰ فتوۃ فیھا فضائل کثیرۃ شھیرۃ تحقق قولہ علیہ

Marfat.com

السلام " انا مدینة العلم وعلی بابها " قوله علیه السلام اقضاکم علی ،،

﴿شرح فقه اکبر مطبوعہ مصر صفحہ ۶۷﴾

صرف حوالے دیکھ لیں

اگرچہ یہ حدیث تفسیر و حدیث تاریخ و سیر اور فقہ وغیرہ کی سینکڑوں کتب میں موجود ہے تاہم مضمون کو مختصر کرتے ہوئے یہاں پر چند کتب کے حوالے نقل کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے کیونکہ زیرِ بحث حدیث پاک کے ضمن میں مختلف قسم کی مباحث ابھی باقی ہیں جن میں ابنِ تیمیہ کے اِعتراضات کے جوابات کے علاوہ یہ بتانا بھی ابھی باقی ہے کہ اِس حدیث میں حضرت علی کے سوا دُوسروں کی شراکت محض کسی کا تخیّلاتی شاخسانہ ہے حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہرگز ایسا نہیں فرمایا، بہر حال آپ یہاں حدیث "انا مدینة العلم وعلی بابها" اور "انا دار الحکمت علی بابها" کے ضمن میں حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

﴿فیض القدیر زرکشی ج۳ ص۴۷﴾

﴿سراج المنیر شرح جامع الصغیر عزیزی ج ۲ ص ۶۳﴾

﴿تہذیب التہذیب عسقلانی ج۷ ص۳۳۷﴾

﴿مطالب المسئول محمد بن طلحہ شافعی ص ۲۲﴾

﴿لسان المیزان عسقلانی ج۳ ص ۱۲۸﴾

Marfat.com

﴾ فتاویٰ حدیثیہ ابن حجر ہیثمی ص ۱۲۶ ، ۱۹۷ ﴿

﴾ تذکرہ سبط ابن جوزی ج ا ص ۴۳ ص ۴۹ ﴿

﴾ مجمع الزواید ابن حجر ہیثمی ج۹ ص ۱۱۴ ﴿

﴾ مناقب للموفق بن احمد حنفی ص ۴۹ ﴿

﴾ اسنیٰ المطالب شمس الدین جزری ص ۱۴ ﴿

﴾ الف، باء ابن الشیخ ج ا ص ۲۲۲ ﴿

﴾ تذکرۃ الموضوعات طاہر پٹنی ج ا ص ۹۲ ﴿

﴾ البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج۷ ص ۳۵۸ ﴿

﴾ بہجۃ النفوس ابن ابی جمرہ ج۲ ص ۱۷۵ ﴿

﴾ الدرر المنتشرۃ سیوطی ﴿

﴾ فتوحات اسلامیہ دحلان مکی ج۲ ص ۵۱۰ ﴿

﴾ مع فتاویٰ حدیثیہ ابنِ حجر ص ۴۳ ﴿

﴾ مناقب ابن شہر آشوب ج ا ص ۲۶۱ ﴿

﴾ اسعاف الراغبین مع نوزالابصار ص ۱۵۶ ﴿

﴾ مقتل الخوارزمی ج ا ص ۲۶۱ ﴿

﴾ مقتل الامام سبط للموفق ص ۴۳ ﴿

﴾ فصول المہمہ صباغ مالکی ص ۱۸ ﴿

﴾ الکفایہ الکنجی شافعی ص ۹۸ ﴿

﴾ الفائق زمخشری ج۲ ص ۲۸ ﴿

﴾ رُوح المعانی ج ا ص ۱۳، ج۲۷ ص ۳ ﴿

Marfat.com

مندرجہ بالا حوالہ جات حدیث پاک " انا مدینۃ العلم و علی بابھا " کے متعلق ہیں جبکہ حدیث شریف "انا دار الحکمت و علی بابھا " کے سینکڑوں حوالہ جات ابھی باقی ہیں جن میں سے چند ایک حوالہ جات کسی دوسرے مقام پر پیش کریں گے،

تاہم اب باب دوم شروع ہوتا ہے جس میں زیرِ نظر حدیث کے بارے میں مخالفین کے اعتراضات اور خود ساختہ عبارات کا مخلصانہ محاکمہ کیا گیا ہے۔

Marfat.com

باب

حدیث

انا مدینۃ العلم وعلیؑ بابھا

پر اعتراضات کا محاکمہ

Marfat.com

بات آگے بڑھے گی

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ مقدس ''انا مدینة العلم و علی بابها '' زیرِ نظر عنوان ''قرآن اور علی '' میں خاص اہمیت کا حامل ہے اِس لئے بات مزید آگے بڑھے گی، ممکن ہے کچھ حضرات طوالتِ مضمون کو ذہنوں پر بار محسوس کریں تاہم اُنہیں بھی اِس کی افادیت سے انکار نہیں ہوگا۔

امام الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے کہ !

'' میں علم کا شہر ہوں اور علی اِس کا دروازہ ہیں
اور کوئی بھی شہر میں بغیر دروازہ کے داخل نہیں ہوگا ''

اگر چہ جدید دَور کے شہروں کو مختلف نئے نئے طریقوں سے آباد کیا جارہا ہے تاہم تاریخ کے طالب علم جانتے ہیں کہ چند صدیاں قبل جو بھی شہر آباد کئے جاتے رہے اُن میں شہر پناہ کا وجود لازمی اور قطعی ہوتا تھا اور اُس میں ایک یا ایک سے زائد دروازے رکھے جاتے تھے۔

حالانکہ یہ حقیقت بھی نا قابلِ تردید ہے کہ حضور رسالت مآب صلّی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کے دَور میں مدینۃ المنورہ زَاداللہ شرفہا و دیگر قُرب وجوار اور دُور دراز کے جس قدر بھی شہر تھے اُن کا صرف ایک ہی دروازہ ہوتا تھا۔ اور اِس طریقہ سے شہر آباد کرنے کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اگر کوئی غنیم شہر پر حملہ آور ہو تو شہر کے لوگ اگر فوری طور پر طاقت کا جواب طاقت سے نہ دے سکتے ہوں تو شہر کا دروازہ بند کر دیں اور دروازہ کے اندرونی جانب فوج متعیّن کر کے خود کو محصور کر لیں۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دروازہ صرف دُشمنوں پر ہی بند کیا جاتا ہے، دوستوں پر نہیں۔ دوستوں کے لئے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔ آئندہ اوراق میں اس اَمر کی وضاحت نہایت دلچسپ اور خوبصورت پیرایہ میں ہدیہٗ قارئین کی جائے گی۔ فی الحال تو یہ بتانا مقصود ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا یہ فرمان اِس حقیقت کا صاف طور پر غمّاز ہے کہ آپ کی ذاتِ اقدس سے حصولِ علم وعرفان صرف اور صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے وسیلہء جلیلہ سے ہی کیا جا سکتا ہے خواہ وہ علم قرآن وحدیث کا ہو یا فقہ وتفسیر کا، قُرآنِ مجید کے ظاہری مطالب ومعانی ہوں یا باطنی اسرار ورموز، بغیر تاجدارِ ہل اَتیٰ بابِ مدینۃ العلم سیدّنا ومُرشدِنا حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کی وساطتِ معظمہ کے نہ کسی کو حاصل ہو سکے اور نہ آئندہ ہونگے۔

ابنِ تیمیہ اِس حدیث کو موضوع قرار دینے کے لئے جو استدلال

Marfat.com

پیش کرتا ہے وہ یہی ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے متعدّد علوم جو فقہ وحدیث اور تفسیر وتاویل کے متعلق ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے علاوہ دیگر متعدّد صحابہ کبار کے ذریعہ سے بھی لوگوں تک پہنچے ہیں اور حضرت علیؑ کے علم سے محض کوفہ وغیرہ کے شہریوں نے اِستفادہ کیا ہے اِس لئے یہ غیر ممکن ہے کہ حضرت علی، علم کے شہر کا دروازہ ہوں،

ابنِ تیمیہ اپنے اِس واہمے اور قیاس کو دُرست ثابت کرنے کے لئے بزعمِ خویش مضبوط ترین اِستدلال پیش کرتا ہے۔ مگر واہمہ، واہمہ ہی رہا خواہ اِس کو حقیقت ثابت کرنے کے لئے کِتنا ہی زور صرف کر دیا۔

چونکہ موجودہ دور کے خوارج نے اِس واہمے میں مزید رنگ آمیزی کرتے ہوئے اُلٹی قلابازیاں لگانی شروع کر دیں ہیں لہٰذا درج ذیل تحریر پھر پڑھیں۔

اُلٹی قلابازیاں

اگر یہ دونوں باتیں غلط ہیں تو پھر صحیح بات یہی ہے کہ اِن صحابہ نے مدینة العلم یا دار الحکمة سے براہِ راست علم وحکمت کی تعلیم حاصل کی تھی اور یہ سب حضرت علیؑ کی طرح شہرِ علم اور حکمت کا دروازہ تھے۔

اب غور فرمایئے کہ حدیث " انا مدینة العلم وعلی بابھا " اگر صحیح ہے اور اِس کا وہی مطلب درست ہے جو بیان کیا جاتا ہے تو آخر اُن

Marfat.com

حدیثوں کے متعلق کیا کہا جائے گا۔ جو دُوسرے صحابہ کے متعلق معتبر سندوں سے وارد ہوئی ہیں؟ اور اِسے کیسے صحیح سمجھ لیا جائے کہ علی مدینۃ العلم کے واحد باب ہیں۔ اور جس کو شہر میں داخل ہونا ہے وہ صرف اِسی ایک دروازہ سے داخل ہوسکتا ہے۔

زیادہ سے زیادہ اگر تسلیم کیا جا سکتا ہے تو یہی صحیح ہوسکتا ہے کہ اِس شہر کے دروازوں سے ایک دروازہ علی ہیں۔ اِس کے خلاف" دیلمی" نے فردوس میں اِسے اِن الفاظ میں لکھا ہے۔

"میں علم کا شہر ہوں، ابوبکر اس کی بنیاد ہیں، عمر اس کی دیواریں ہیں عثمانؓ اسکی چھت ہیں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔"

اب بتایئے کیا بغیر بنیاد، دیواروں اور چھت کے دروازہ ممکن ہے کُھلی ہوئی بات ہے کہ گھر کا تصوّر اُسی وقت ہوسکتا ہے جب یہ چاروں اجزاء مرکب ہوں، اِن میں سے کسی ایک کو علیحدہ کر دیجئے نہ گھر کا تصوّر ہوسکتا ہے نہ دروازہ کی اہمیت۔

﴿سادات بنو اُمیہ صفحہ ۳۱۲﴾

زیادہ ھولناک ھے

متذکرہ وضعی ٹکڑوں سے مملو روائت ہمارے نزدیک ابنِ تیمیہ یا اُس کے پیش رو کے صحیح حدیث کو وضعی ثابت کرنے سے زیادہ وحشت ناک

Marfat.com

اور ہولناک ہے،

اگر یہ روایت اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زیادہ سے زیادہ فضائل ومناقب بیان کرنے تک ہی محدود ہوتی تو خواہ یہ انتہائی حد تک بھی ضعیف ہوتی تو اسے زیرِ بحث نہ لایا جاتا کیونکہ فضائل ومناقب میں ضعیف حدیث بھی محدّثین کے نزدیک مقبول ہے۔ مگر یہ واہی روایت تو اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی باعث اذّیت ہے کیونکہ وہ مقدّس بزرگ ہرگز یہ گوارا نہیں فرما سکتے کہ کوئی شخص انہیں حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر فوقیّت دینے کی جسارت کرے جب کہ اِس روایت میں نہ صرف یہ کہ اصحابِ ثلاثہ کو حضور سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے برتر ثابت کیا گیا ہے بلکہ تاجدارِ انبیاء ومُرسلین کی توہین واہانت کرنے کا کھلّم کھلّا اِرتکاب کیا گیا ہے۔

جہاں تک اصل حدیث میں ضَم کیئے گئے اضافی ٹکڑے کے وضعی ہونے کا تعلّق ہے تو اِس کے لئے صرف یہی بتا دینا کافی ہوگا کہ اِسے سب سے پہلے نقل کرنیوالے نے بھی بغیر کسی سند کے ہی نقل کیا ہے۔

علاوہ ازیں سب سے بڑی بات یہ کہ متقدّمین میں سے کسی بھی محدّث یا غیر مجتہد نے اِسے تحسین کی نظروں سے نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی حدیث ثقہ کتاب میں اِس کو جگہ مل سکی اور نہ ہی کسی محدّث نے اِس کی صحت پر کوئی دلیل قائم کی، بلکہ اِس کی تضعیف وتردید کرتے ہوئے اِسے رکیک

Marfat.com

الفاظ کا مجموعہ قرار دیا ہے۔ البتہ متاخرین میں سے معدودے چند لوگوں نے اِس کی خوب پذیرائی کی ہے جسے ہر گز نہیں سراہا جا سکتا۔

ہم اِس ملغوبے کو نقل فرمانے والے بزرگوں کی نیتوں کو تشکیک و اِشتباہ کی نظر سے دیکھنے کے مجاز تو نہیں تاہم اُن کی سادگی کی داد ضرور دیں گے۔ کیونکہ اُنہوں نے کئی دیگر روایات کی طرح خلافتوں کی ترتیب کے قائم کردہ طریقِ فضیلت کے پیشِ نظر اِس ملغوبے کو قبول فرما لیا، مگر یہ خیال نہ کیا کہ اِس مفروضے کو وضع کرنے والے نے اصحابِ ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حقِّ محبت ادا کرتے وقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی توہین و تنقیص کرنے میں کون سی کسر باقی چھوڑی ہے۔

مطلب اِس کا یہ ہوگا

اِس ملغوبے کے محض اس ایک جملہ پر ہی غور فرمائیں کہ اگر حضور رسالتِ مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم علم کا شہر ہوں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس شہر کی اَساس اور بُنیاد ہوں تو جوہرِ کائنات حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اصل و اساسِ کائنات ہونگے یا حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فرع قرار پائیں گے۔

خوب غور کیجئے کہ اِس اندازِ فکر کے مطابق آپ کے لامتناہی علوم کا حصول براہِ راست اللہ تبارک و تعالیٰ سے ثابت ہوگا یا حضرت ابوبکر رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ کی وساطت اور ذریعہ سے۔

تعجّب ہے کہ اِس عظیم و جلیل ہستی کی اساس و بُنیاد کسی اور کو قرار دے دیا جائے جو خُود اساس و بنیادِ کائنات اور وَجہِ کُن فکاں ہو، باعثِ تخلیق کون و مکاں اور ہر علّت کی عِلّتِ غائیہ ہو، جس کا علمِ پاک اوّلین و آخرین کے علوم پر محیط ہو، لَوح و قلم کے تمام تر علوم جس کے لامتناہی عِلم کا ایک حصّہ ہوں۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مبداء تخلیقِ کائنات اور جوہرِ اوّل ہیں باوجود تولید کی حیثیت سے آپ اَبو البشر حضرت آدم علیہ السّلام کی اولاد میں سے ہیں مگر تخلیق کے اِعتبار سے آپ حضرت آدمؑ کے بھی باپ ہیں علاّمہ اقبال فرماتے ہیں

جوہرِ اُو نے عرب نے اعجم اَست
آدم اَست و ہم زِ آدم اُقدم اَست

شہر کہاں گیا؟

اور پھر بات یہاں پر ہی کب ختم ہوتی ہے بلکہ الحاقی عبارت کے باقی ماندہ دونوں ٹکڑے بھی شامل کر لئے جائیں تو اصل حدیث میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اپنے متعلّق فرمائے گئے ارشاد ''انامدینة العلم'' کی ہی تکذیب ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

حضور تاجدارِ انبیاء علیہ التحیّۃ والثناء فرماتے ہیں کہ "میں علم کا شہر ہوں" مگر اِس الحاقی روایت کے مطابق شہر کا تصوّر کسی بھی طریقہ سے قائم رکھا ہی نہیں جا سکتا۔

اگر جناب صدیقِ اکبرؓ اساس و بنیاد، جنابِ فاروقِ اعظمؓ دیوار اور حضرت عثمانؓ چھت ہوں تو یہ کسی ایک محدود کمرے کا نقشہ تو بن سکتا ہے مگر شہر متصوّر نہیں ہو سکتا اِس لئے کہ پُوری دُنیا کے نقشہ پر ایسے کسی بھی شہر کا وجود کبھی نہیں رہا جس کو ایک ہی چھت سے چھتا ہوا ہو۔

حضور امام الانبیاء، تاجدارِ مدینہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم افصح النّاس بھی ہیں اور تمام مغیبات وظہورات کے جاننے والے بھی اندریں حالات یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ آپ بات تو شہر کی کر رہے ہوں اور نقشہ ایک کمرے کا پیش کریں۔ اور کمرہ بھی ایسا جس کی بنیاد اور دیوار بھی آپ نہ ہوں اور چھت بھی کوئی تیسری ہستی ہو۔ کس قدر تحیّر انگیز اور تعجّب خیز بات ہے کہ ایسا کمرہ جس کو حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی ذات سے منسوب قرار دے کر اُس کا نام شہر تجویز فرمائیں اور اُس میں آپ کا وجودِ مسعود کمرہ کی کھڑکی اور روشندان کی صورت میں بھی ظاہر نہ ہوتا ہو۔

ممکن ہے کہ روایت وضع کرنے والے کو اِس اَمر کا خیال ہی نہ آیا ہو کہ اِس قسم کے عجوبۂ رُوزگار شہر میں کھڑکی اور روشندان وغیرہ کی بھی گنجائش ہوتی ہے ورنہ وہ اِس افسانے کو مزید نکھارنے کے لئے یہ اضافہ ضرور کرتا کہ

Marfat.com

جنابہ ہندہ اِس کی کھڑکی اور جناب ابوسفیان اِس کا روشندان ہیں۔

کیونکہ یار لوگوں نے ایک ایسی بھی روایت گھڑ رکھی ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ "میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ اور معاویہ اس کا پرنالہ یا دروازے کی چوکھٹ ہے۔"

تیرے مُحیط میں حباب

تاجدارِ انبیاء، سیّد المرسلین، رسولِ غیب دان، احمد مجتبیٰ حضرت مُحمّد مُصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شانِ اقدس کا قُرآن وحدیث میں مشاہدہ کیا تو شاعرِ مشرق ترجمانِ اہلسنّت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ یُوں بارگاہِ مصطفوی میں عرض پرداز ہوئے،

لوح بھی تُو ، قلم بھی تُو تیرا وجُود الکِتاب
گنُبدِ آبگینہ رنگ تیرے مُحیط میں حباب

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! لوح بھی آپ کی ہی ذاتِ اقدس ہے اور قلم بھی آپ ہی کا وجودِ اقدس ہے یہی نہیں بلکہ محبوب! آپ کا وجودِ باجود ہی کتاب ہے اور یہ گنبدِ آبگینہ رنگ یعنی آسمان تو آپ کی ذاتِ اقدس کے بحرِ بیکراں میں بُلبلے کی حیثیت رکھتا ہے۔

شہر کا دروازہ ہی ہوسکتا ہے

قارئین حضرات! ایک پتے کی بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ صفات

Marfat.com

ذات کا غیر نہیں ہوتیں اور پھر صفتِ علم تو وہ صفت ہے جس کے مُتعلّق صوفیاء اور علمائے حقّہ کا مُتفق علیہ فیصلہ ہے کہ اِسے ذات سے الگ تصوّر ہی نہیں کیا جا سکتا۔

ہوسکتا ہے کہ آئندہ اوراق میں اِس ضمن میں تفصیل کے ساتھ گفتگو ہو جائے تاہم صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ اگر حضُور تاجدارِ انبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خود کو علم کا شہر فرمایا ہے تو اِس سے مُراد آپ کی ذاتِ اقدس ہی ہے جس کا دروازہ ہونا تو قطعی طور پر درست اور بدیہی اَمر ہے لیکن اِس شہر کی تعمیر و تکمیل میں کسی دُوسرے کی شرکت کا تصوّر بالکل ایسے ہی ہے جیسے یہ کہا جائے کہ آپ کا نُور مبارک فلاں فلاں کے نُور سے مکمّل کیا گیا یا آپ کا خمیر ﴿معاذ اللہ﴾ فلاں فلاں کے خمیر کو ایک جگہ کرنے سے تیّار ہوا۔

اُمیّد ہے ہمارے قارئین اِس صُورتِ حال کو بہتر طور پر سمجھ چکے ہونگے جو اِس الحاقی عبارت کو تسلیم کر لینے سے سامنے آتی ہے۔

یہاں ہم خاص طور پر مذہبِ حقّہ سوادِ اعظم اہلسنّت و جماعت کے عُلمائے کرام کی خدمت میں مؤدبانہ اِلتماس کریں گے کہ وہ محض خلفائے اربعہ کے فضائل کا توازن برقرار رکھنے کے لئے خود کو غیر متوازن نہ کر لیا کریں اور اُن روایات کو بیان کرنے سے اِجتناب کیا کریں جن میں کسی بھی طریقہ سے اَہانتِ مصطفٰی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا پہلو بھی موجود ہو، کیونکہ ایسی کوئی صحیح روایت موجود ہی نہیں جس میں توہینِ مصطفٰی پر

Marfat.com

منی کوئی ایک جملہ بھی پایا جاتا ہو بلکہ اِس قسم کے توازن پیدا کرنے کی کوشش میں حدیث گھڑنے کی کوشش وہی شخص کرسکتا ہے جس کا اپنا ذہنی توازن بگڑ جائے کیونکہ حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا واضح طور پر یہ ارشاد موجود ہے کہ !

" وہ جس نے جان بُوجھ کر مُجھ پر جُھوٹ بولا
یعنی ایسی بات جو میں نے نہیں کہی دانستہ مُجھ سے
منسُوب کردی تو اُس کا ٹھکانہ جہنّم ہے "

دُودھ کا دُودھ پانی کا پانی

زیبِ عنوان حدیثِ مُصطفیٰ علیہ التحیّۃ والثناء چونکہ ہمارے اِس مضمون میں اخصّ الخاص اہمیّت کی حامل ہے اِس لئے مناسب یہی ہے کہ اِس کے ہر گوشہ کو کُھلے طور پر سامنے لایا جائے ،اگرچہ ایسا کرنے سے مضمون خاصا طویل ہونے کا واضح اِمکان موجود ہے۔ تاہم کوشش کی جائے گی کہ معلومات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ قارئین کی دلچسپی برقرار رہے۔

چنانچہ سب سے پہلے ہم اصل حدیث اور اِس کے مابَین معلّق کئے گئے ٹکڑے کی وہ حیثّیت پیش کریں گے جو محدّثینِ کرام نے بیان کی ہے۔اور اِس انکشافِ حقیقت کے لئے سب سے پہلے علّامہ سخاوی علیہ الرحمۃ کی کتاب "مقاصد الحسنہ" کی وہ طویل عبارت پیش کی جائے گی جس میں اصل

Marfat.com

حدیث پر ناقدینِ حدیث کی جرح و تعدیل بھی موجود ہے۔ اور اُن وضعی جُملوں کی وضاحت بھی موجود ہے جو اِس میں زبردستی ٹھونسنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اگرچہ اِس بحث کا اِبتدائی حصہ پہلے بیان ہو چکا ہے مگر مسئلے کی رُوح تک پہنچنے کے لئے پُوری کی پُوری بحث بیک وقت سامنے رکھنا ناگزیر ہے،

پُوری اور اصل حدیث

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ !

"میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔"

اِس حدیث کو حاکم نے مُستدرک کے باب مناقب میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابو شیخ ابن حیان اور دیگر تمام ناقلین نے ابی معاویہ ضریر کی حدیث سے اُنہوں نے اعمش سے اُنہوں نے مجاہد سے اُنہوں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِسے مزید اِس جُملہ کے ساتھ مرفوعاً بیان کیا ہے کہ !

" فمن اتیٰ العلم فلیات الباب "

گویا یہ پُوری حدیث مع الاسناد اِس طرح ہے کہ

" عن ابی معاویة الضریر عن الا عمش عن مجاهد

Marfat.com

عن ابنِ عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم " انا مدینة العلم و علی بابها فمن اتی العلم فلیات الباب " ۔

یعنی ، " میں علم کا شہر ہوں اور علی اِس کا دروازہ ہیں پس جو حصولِ علم کا طلبگار ہے وہ دروازہ سے ہی آئے گا "

ایسی ھی دُوسری حدیث

جامع ترمذی کے باب المناقب میں ترمذی نے ،ابونعیم نے " حِلیۃ الاولیاء " میں اور اِن دونوں کے علاوہ دیگر لوگوں نے حدیثِ علیؑ کے متعلّق بیان کیا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا !

" اَنَا دَار الحِکْمَة وَ عَلیٌّ بَابُهَا "

یعنی " میں دارالحکمت ہوں اور علی اِس کا دروازہ ہیں "

ورواہ الترمذی فی المناقب من الجامعه و أبو نعیم فی الحلیة و غیر هما من حدیث علی ان النبی صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم قال انادار الحکمة و علی بابها "

Marfat.com

یہ حدیث ناقدین کی نظر میں

دارقطنی نے العلل میں اِس دُوسری حدیث کے بارے میں کہا کہ یہ مضطرب غیر ثابت ہے۔ اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے جیسا کہ اُس کے اُستاد بخاری نے کہا ہے کہ یہ اُس کے نزدیک صحیح وجہ سے نہیں۔

قال الدار قطنی فی العلل عقب ثانیهما ، انه حدیث مضطرب غیر ثابت، وقال ترمذی انه منکر و کذاقال شیخه البخاری وقال! انه لیس له وجه صحیح.

اور ابنِ مُعین نے کہا کہ اِس کے بارے میں خطیب نے تاریخ بغداد میں جو حکایت بیان کی ہے وہ جُھوٹ اور بے اصل ہے۔

وقال ابن معین فیما حکاة الخطیب فی تاریخ بغداد انه کذب لا اصل له.

پہلی حدیث پر تبصرہ

پہلی حدیث یعنی "انا مدینة العلم و علی بابها" کے بارے میں مخالفین کا تعاقب کرتے ہوئے حاکم نے کہا کہ یہ صحیح الاسناد ہے،

وقال الحاکم عقب اولهما انه صحیح الاسناد

Marfat.com

دونوں موضوع ہیں ؟

ابنِ جوزی نے اِن دونوں حدیثوں کو دو وجہوں سے موضوعات میں شامل کیا ہے، اور ذہبی وغیرہ نے اِس پر اس کی موافقت کی ہے،

ورواہ ابن الجوزی من ھٰذین الوجھین فی الموضوعات ووافقہ الذھبی وغیرہ علیٰ ذالک .

ابنِ جوزی کا تعاقب

اور ابنِ دقیق العید نے اُن کے قول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور کہا کہ یہ باطل ہے، اور وہ لوگ جو توقف کرتے ہیں وہ اِس طرف نہیں گئے کہ یہ روایت کِذب کے حکم میں داخل ہے بلکہ صرح علائی توقف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ محلِّ نظر ہے اور کہتے ہیں کہ اِس کے درمیان میں ابی معاویہ راوی کی شہادت ہے جو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ اِس کے سوا یعنی غلط روایت سے پرہیز کرتا ہے اور کہا کہ ابو معاویہ ثِقہ، حافظ حدیث اور ابنِ عینیہ وغیرہ افراد کے ساتھ لائقِ حُجّت ہے۔ پس اِس حدیث پر کِذب کا حکم لگانا یقیناً غلط ہے۔

اور فرمایا کہ اِس میں ہرگز ایسے الفاظ منکرہ نہیں ہیں جن کا عقُول انکار کریں بلکہ یہ اُس حدیث کی طرح ہے جس میں ہے ”میری اُمّت پر

Marfat.com

میری اُمّت کے ساتھ رحم کر " پس یہ حدیث ہرگز جھوٹی نہیں۔

واشارالی هذه ابن دقیق العید، بقوله ! هذا الحدیث لم یثبتوه، وقیل انه باطل وهو مشعر بتوقفه فیما ذهبوا الیه من الحکم بکذبه.

بل صرح العلائی بالتوقف فی الحکم علیه بذالک فقال ! وعندی فیه نظر، ثم بین ما یشهد لکون ابی معاویة راوی حدیث ابن عباسؓ حدث به فزال المحذور ممن هو دونه.

قال ! وابومعاویة ثقة حافظ محتج بافراد کابن عینیة وغیره فمن حکم علی الحدیث مع ذالک بالکذب فقد اخطاء قال ! ولیس هو من الفاظ المنکرة التی تأ باها القول بل هو کحدیث " ارحم امتی بامتی یعنی الماضی " وهو صنیع معتمد فلیس هذا الحدیث بکذب.

﴿مقاصد الحسنه للعلامة سخاوی مطبوعه مصر﴾

اور بھی توهَین

حدیث پاک "انامدینة العلم و علی بابها" پر محدّثین کرام کی مسطورہ بالا آراؑ و تعدیل پیش کرنے کے بعد علّامہ سخاوی مزید

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ بطورِ خاص اِس حدیث پر اِس لئے بھی کِذب کا حُکم نہیں لگایا جا سکتا کہ دیلمی نے اپنی مُسند میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابنِ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث بھی بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''علیؑ ابنِ ابی طالبؑ بابِ حطہّ ہے پس جو اس میں داخل ہو وہ مومن ہے اور جو اِس سے نکل گیا وہ کافر ہے۔

نیز حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ!

> ''علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میرے بعد میری اُمّت تک وہ چیز پہنچانے والا ہے جس کے ساتھ مَیں بھیجا گیا ہوں۔ اِس کی محبّت ایمان اور اِس کے ساتھ بُغض مُنافقت ہے اور اِس کی طرف نگاہِ رافت سے دیکھو۔''

علاوہ ازیں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ!

> ''میں میزانِ علم ہوں اور علی اِس کے پلڑے اور حسن وحسین اِس کی ڈوریاں ہیں۔''

خصوصاً وقد اخرج الدیلمی فی سندہ بسندہ ضعیف جداً عن ابن عمر مرفوعاً علی ابن

Marfat.com

ابی طالب باب حطة فمن داخل فیه کان مؤمنا ومن خرج منه کان کافراً.

ومن حدیث ابی ذر رفعه علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت به من بعدی ، حبه ایمان وبغض نفاق والنظر الیه رأفة .

ومن حدیث ابن عباس رفعه ! انامیزان العلم وعلی کفتاه والحسن والحسین خیوطه . الحدیث

بے سند جھوٹی روایت یہ ہے

بعد ازاں علامہ سخاوی بیان کرتے ہیں کہ صاحب فردوس نے بغیر کسی سند کے حضرت ابنِ مسعودؓ سے بیان کیا اور اُن کے بیٹے نے اِس کی اِتّباع میں نقل کیا ہے کہ،

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا !

" میں علم کا شہر ہوں اور ابو بکر اس شہر کی بنیاد ہے اور عمر اس کی دیواریں ہے اور عثمان اِس کی چھت ہے اور علی اس کا دروازہ ہے "

دُوسری جھوٹی روایت یہ ہے

ایسے ہی بغیر کسی سند کے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

Marfat.com

ہے کہ آپؐ نے فرمایا !

''میں علم کا شہر ہوں، علی اس شہر کا دروازہ ہے

اور مُعاویہ اِس کا چوکھٹہ یا پرنالہ ہے۔''

ورواه صاحب الفردوس وتبعه ابنه المذ كور بلااسناد عن ابنِ مسعود ورفعه ، انا مدينة العلم و ابوبكر اسا سها و عمر حيطانها و عثمان سقفها و على بابها .

وعن انس مرفوعاً ، انا مدينة العلم و على بابها ومعاوية حلقتها .

تبصرہ یُوں کیا ہے

علامہ سخاوی مؤخر الذکر روایتیں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ بالجملہ یہ سب ضعیف ہیں اور اِن میں اکثر الفاظ رکیک ہیں۔ اور اچھّی حدیث حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ہے بلکہ یہ حدیث حَسَن ہے کہ !

''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے

پس علم کا طلبگار دروازہ سے آئے گا۔''

وبا الجمله فكلها ضعيفة و الفاظ اكثر هار كيكة و احسنها حديث ابنِ عباس بل وهو حسن .

Marfat.com

تبصرے پر حاشیہ

مقاصد الحسنہ کے مُحشی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہی نہیں مُتعدّد وجوہ کی بناء پر صحیح ہے۔ میرے برادرِ حقیقی نے اِس "فتح الملک العلی بصحة باب مدينة العلم العلی" کتاب تالیف کی ہے جس کی مثل کوئی کتاب تالیف نہیں ہوئی۔

بل صحيح جد العدة وجود بينها شقيقنا الحافظ ابو الفيض فی فتح الملک العلی بصحة حدیث بابِ مدینة العلم علی لم يوئلف مثله.

﴿مقاصد الحسنه للعلامة الامام الحافظ الناقد المورّخ شمس الدين ابی الخير محمد بن عبدالرحمن السخاوی المتوفی سنہ ۹۰۲ھ ص۹۷ تا ۹۸ مطبوعه مصر﴾

مُحشی کا تعارف

کتاب کے سرورق پر مُحشی کا تعارف اِس طرح ہے کہ عبداللہ مُحمد صدیق علمائے الازہر اور قرویین سے ہیں اور علمِ حدیث اور اسناد میں مخصوص ومختص ہیں۔

Marfat.com

شدید غلط فہمی اور اُس کا ازالہ

کُتب موضوعات کی حقیقت

ہم ابنِ تیمیہ اور اُس کے ہم نواؤں کو کیا کہیں جبکہ ہم نے اپنے کانوں سے بعض اہلِ سنّت حضرات کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ! "اَنَا مَدِینَةُ الْعِلمِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا" موضوع روایت ہے۔ کیونکہ ملاّ علی قاری اِس کو اپنی کتاب موضوعاتِ کبیر میں لے آئے ہیں۔

حیرت ہے کہ بعض پڑھے لکھے حضرات بھی اِس قسم کے وہم میں مبتلا ہیں کہ موضوعات کی کتاب میں آنے والی ہر روایت موضوع ہوتی ہے حالانکہ حقیقت صرف یہ ہے کہ موضوعات کے موضوع پر مرتّب شُدہ اکثر کُتبِ مُعتبرہ میں محدّثین کرام موضوع روایت کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ اُن روایات کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں جن کو بعض لوگوں نے کسی غلط

Marfat.com

فہمی یا تعصّب کی بناء پر موضوع قرار دے رکھا ہے۔ حالانکہ وہ احادیث قطعی طور پر درست ہوتی ہیں۔

جیسا کہ قارئینِ کرام گذشتہ اوراق میں علامہ سخاویؒ کی موضوعات کے عنوان پر لکھی ہوئی مشہور کتاب "المقاصد الحسنہ" میں "انا مدينة العلم و على بابها" کے متعلق مکمل بحث ملاحظہ فرما چکے ہیں ایسے ہی ملا علی قاری حنفی اپنی تالیف "موضوعات کبیر" میں موضوع روایتوں کا ابطال کرنے کے ساتھ ساتھ اُن احادیث کا بھی احقاق کرتے ہیں جنہیں محض تعصّب کی بناء پر بعض متشدّدین نے موضوعات میں شمار کر رکھا ہے۔

اِن تصریحات کی تصدیق اور وضاحت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرّہ کے ارشادات کی صورت میں ملاحظہ فرمائیں۔

تحقیق رضویہ

احادیثِ موضوعہ کے بیان میں جو کتابیں تصنیف ہوئیں دو قسم کی ہیں۔ ایک تو وہ جن کے مصنّفین نے خاص ایراد موضوعات ہی کا التزام کیا جیسے موضوعات ابن الجوزی و اباطیل جوزقانی و موضوعات صنعانی،

اِن کتابوں میں کسی حدیث کا ذکر بلاشبہ یہی بتائے گا کہ مصنّف کے نزدیک موضوع ہے جب تک صراحۃً نفی موضوعیت نہ کر دی ہو۔ ایسی ہی

Marfat.com

کتابوں کی نسبت یہ خیال بجا ہے کہ موضوع نہ سمجھتے تو کتابِ موضوعات میں کیوں ذِکر کرتے پھر اِس سے بھی صرف اِتنا ہی ثابت ہوگا کہ زُعم مصنّف میں موضوع ہے۔ بہ واقع عدمِ صِحت بھی ثابت نہ ہوگا، چہ جائیکہ ضُعف وسقوط اور بطلان، اِن سب کتب میں احادیثِ ضعیفہ درکنار احادیثِ حسان وصحاح بھی بھردی ہیں اور محض بے دلیل اُن پرحکمِ وضع کالگادیا ہے جسے آئمہ محققین و نقاد منقحین نے بدلائل قاہرہ باطل کردیا۔ جس کا بیان مقدمہ ابنِ صلاح، تقریب امام نووی، الفیہ اِمام عراقی اور فتح المغیث اِمام سخاوی وغیرہا تصانیف علماء سے اجمالاً اور تدریب اِمام خاتم الحفاظ سے قدرے مُفصلاً اور اُنہیں کی تعقّبات اور اللآ لی المصنوعہ والقول الحسن فی الذب عن المعنن اور امام الشان کے القول المسدد فی الذب عن مسند احمد وغیرہا سے نہایت تفصیل واضح و روشن مطالعہ تدریب سے ظاہر ہے کہ ابنِ جوزی نے اور تصانیف تو درکنار خُود صحاح ستّہ و مُسند امام احمد کی چوراسی حدیثوں کو موضوع کہہ دیا جن کی تفصیل یہ ہے۔

﴿۱﴾ مُسند احمد

﴿۲﴾ صحیح بخاری

﴿۳﴾ صحیح مسلم

﴿۴﴾ سُنن ابی داؤد

﴿۵﴾ جامع ترمذی

Marfat.com

﴿۶﴾ سنن نسائی

﴿۷﴾ سنن ابن ماجہ

دوم

اِس فن پر لکھی ہوئی وہ کتابیں ہیں جن کا صرف ایراد موضوعات واقیعہ نہیں بلکہ دُوسروں کے حُکم وضع کی تحقیق و تنقیح ہے۔ جیسے الآلی امام سیُّوطی یا نقدونظر کے لئے اُن احادیث کا جمع کر دینا جن پر کسی نے حکم وضع کیا جیسے اُنہی کا ذیل الآلی المصنُوعہ ہے۔ امامِ ممدوح خُطبہ موضوعات کُبریٰ میں فرماتے ہیں۔

"ابن الجوزی اکثرمن اخراج الضعیف بن الحسن بل والصحیح کمانیته علیٰ ذالک الائمته الحفاظ وطال ما اختلج فی ضمیری انتقادئه و انتقاده فاورد الحدیث ثم اعقب بکلامه ثم ان کان متعقبا نبهت علیه" یعنی

ابنِ جوزی نے کتاب "موضوعات " میں بہت ضعیف بلکہ حسن بلکہ صحیح حدیثیں نقل کر دی ہیں کہ آئمہ حفّاظ نے اِس کے اِختلاجِ ضمیر پر نقد و جرح کی اور اِن احادیث کی حقیقت بیان کی۔ جن کو وہ موضُوعات میں شمار کرتا ہے، پھر اُس کا پورا پورا تعاقب کیا اور اِنتباہ کیا۔

اِسی قسم دوم میں مقاصد الحسنہ امام سخاوی کی ہے۔ اور یہ کتاب ہرگز

Marfat.com

تصانیف مختصہ بہ موضوعات سے نہیں بلکہ اُن کا مقصود اُن احادیث کا حال بیان کرنا ہے جو زُبانوں پر دائر ہیں۔ اگرچہ وہ صحیح ہوں یا حسن یا ضعیف یا بے اصل یا باطل، چنانچہ اُس میں بہت سی اَحادیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں کے یہ بُخاری میں ہے اور یہ مُسلم میں اور یہ صحیحین دونوں کے متفق۔

﴿فتاویٰ رضویہ جلد دوم ص ۴۸۷ تا ۴۸۸﴾

ابن تیمیہ کی اختراعات

جیسا کہ ہم بارہا عرض کر چکے ہیں کہ محدّثین زیبِ عنوان حدیث کو قطعی درست تسلیم کرتے ہیں مگر بعض سر پھرے لوگ اِس تحقیق کے بعد بھی ابنِ تیمیہ کہ وہی واہی دلائل پیش کئے جا رہے ہیں جو اُس نے حدیث کو وضعی قرار دے کر کئے ہیں، حالانکہ صحیح حدیث پر اپنے تخیّلات کو مسلّط کرنا کسی بھی صُورت میں کسی مُسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ تاہم ابنِ تیمیہ کے اعتراض ملاحظہ ہوں ابنِ تیمیہ نے بقول شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی اپنی وحشت انگیز کتاب منہاج السُّنۃ میں لکھا ہے کہ حدیث ''انا مدینۃ العلم و علی بابھا'' ضعیف ترین اور واہی ہے۔ اِس لئے اُسے موضوعات میں شمار کیا گیا ہے اور ترمذی نے اِس کو روایت کیا اور ابن الجوزی نے اِس کے تذکرے میں بیان کیا ہے کہ یہ تمام طرق کے اعتبار سے موضوع ہے، اور اِس حدیث کے وضعی اور جھوٹی ہونے پر اِس کا نفسِ مضمون ہی شاہد ہے،

کیونکہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم کا شہر ہوں تو اِس حدیث

Marfat.com

کے مطابق علم حاصل کرنے کے لئے صرف ایک ہی دروازہ ثابت ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم فردِ واحد کے ذریعہ پہنچنے سے امرِ اسلام مسدود ہو جاتا ہے حالانکہ مسلمانوں کا اِس پر اتفاق ہے کہ علمِ رسول کا کسی فردِ واحد کے ذریعہ پہنچنا جائز نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ مبلغین اِس تواتر کے ساتھ ہوں کہ وہ لوگ بھی اُن کے اخبار سے تحصیلِ علم کریں جو حاضر نہیں تھے۔

اور خبر واحد بغیر قرائن کے مفید نہیں ہو سکتی جبکہ قرائن یا تو وہی یا اکثر لوگوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں پس وہ قرآن اور سُنن متواتر کا علم حاصل نہیں کر سکیں گے۔

وحدیث انا مدینة العلم و علی بابها، اضعف واوهیٰ ولهذا نما یعدفی ،

عقل نہیں مانتی

اگرچہ قرآن وحدیث کی نصوصِ قطعیہ کو میزانِ عقل پر وزن کرنے والوں کی کمی تو نہیں مگر اہلِ اسلام کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ خُدا اور رسول کے فرامین کے تجزیہ کے لئے اپنی عُقول کو میزانِ عدل قرار دے لیں۔،

جب کسی شخص کی گردن میں اسلام کا قلادہ پڑ جاتا ہے تو اُس کا وجدان اُسے آگاہ کر دیتا ہے کہ !

Marfat.com

عقل قرباں کن بپیشِ مصطفیٰ

مگر ہم انہیں کیا کہیں جو ایک طرف تو اہلِ اسلام ہی نہیں شیخ الاسلام ہونے کے مُدعی ہیں اور دُوسری طرف محض تسکینِ اَنا کے لئے اپنی عقول پر فرامینِ مصطفیٰ کو بھی قُربان کردینے سے گریز نہیں کرتے ،،

بہر کیف! کتاب "منہاج السنۃ" میں مزید بیان کیا گیا ہے کہ

پھر یہ حدیث قرار واقعی حقائق کے بھی خلاف ہے کیونکہ تمام اِسلامی شہروں میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا عِلم حضرت علی کے علاوہ دوسرے لوگوں کے ذریعہ پہنچا ہے۔

چنانچہ یہ تو ظاہر ہے کہ اہلِ مدینہ اور اہلِ مکّہ کو بغیر حضرت علیؑ کی وساطت کے علم پہنچا جبکہ اہلِ شام اور اہلِ بصرہ کو بھی بغیر حضرت علیؑ کے وسیلہ کے علم پہنچا ہے کیونکہ شام اور بصرہ کے لوگوں نے حضرت علی سے نہایت ہی قلیل تعداد میں اور اُن کے سوا دُوسرے لوگوں سے بکثرت روایات بیان کی ہیں۔

ہاں! حضرت علی کا زیادہ علم اہلِ کُوفہ کو پہنچا ہے مگر یہ نہیں کہ اہل کوفہ کو سب کا سب علم اُنہیں کے ذریعہ پہنچا ہے بلکہ اہلِ کُوفہ خلافت علیؓ سے پہلے حضرت عثمانؓ کے دَورِ خلافت میں ہی قُرآن وسنّت کی تعلیم حاصل کر چکے تھے جبکہ اہلِ مدینہ میں سے فقہاء حضرات حضرت عمرؓ کے زمانے میں دین کو

Marfat.com

حاصل کر چکے تھے اور اہلِ یمن نے حضرت مُعاذ بن جبل سے تحصیل علم کی ہے کیونکہ حضرت معاذؓ نے حضرت علیؓ سے زیادہ دیر اُن کے پاس اقامت کی ہے، یہی وجہ ہے کہ اہلِ یمن کثرت کے ساتھ حضرت معاذؓ سے ہی روایت بیان کرتے ہیں "

علاوہ ازیں ! اکابر تابعین شریح وغیرہ نے حضرت مُعاذ بن جبلؓ سے ہی فقاہت حاصل کی تھی کیونکہ جب حضرت علیؓ کوفہ میں آئے تو شریح وہاں کے قاضی تھے چُنانچہ شریح اور عبیدہ سلمانی نے حضرت علیؓ سے نہیں بلکہ دُوسرے لوگوں سے فِقہ کا علم حاصل کیا اور اِسلام کا عِلم حضرت علی کے کوفہ پہنچنے سے قبل شہروں میں پھیل چکا تھا،،

الموضوعات وان رواه الترمذی و کذکره ابن الجوزی وبین ان سائر طرقه موضوعة ، والکذب یعرف من نفس متنه فان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اذا کان مدینة العلم ولم یکن له الا الباب واحد ولم یبلغ عنه العلم الافرد واحد فسدامر الاسلام ولهذا اتفق المسلمون علیٰ انه لا یجوزان یکون المبلغ عنه العلم الاواحد ابل یجب ان یکون المبلغون اهل التواتر الذین یحصل العلم بخبرهم للغائب وخبرالواحد لا یضید العلم الا

Marfat.com

بقرائن وتلک قد تکون منتفیه أو خفیة عن اکثر الناس فلا یحصل لهم العلم بالقرآن والسنن المتواترة.

ثم ان هذا خلاف المعلوم بالتواتر فان جمیع مدائن الاسلام بلغهم العلم عن الرسول من غیر علی اما اهل المدینة ومکة فالامر فیها ظاهرو کذالک الشام والبصرة فان هولآ لم یکونوا یروون عن علی الاشیاء قلیلاً وانما کان غالب علمه فی الکوفة ومع هذا فاهل الکوفة کانوا تعلموا القرآن والسنة قبل ان یتولیٰ عثمان فضلا من علی وفقهاء اهل المدینة تعلموا الدین فی خلافة عمرو تعلیم معاذ بن جبل لاهل الیمن ومقامه فیهم اکثر من علی ولهذاروی اهل الیمن عن معاذ بن جبل اکثر ممارووا عن علی وشریح وغیره من اکابر التابعین انما تفقهوا علی معاذ بن جبل ولما قدم علی الکوفة کان شریح فیها قاضیا وهو عبیدة السلمانی تفقها علی غیره فانتشر علم الاسلام فی المدائن قبل ان یقدم علی الکوفة."

﴿منهاج السنة جلد سوم﴾

Marfat.com

یہ منکرین حدیث کا استدلال ہے

ابنِ تیمیہ کے یہ ذہنی افکار جو یقیناً ذہنی خلفشار کی پیداوار ہیں ماہرینِ فنّ حدیث کے نزدیک کسی بھی صُورت لائقِ اعتناء قرار نہیں پائے،،

ہاں! اگر زیب عُنوان حدیث ''اَنَا مَدِینَۃُ العِلمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا'' موضوع اور جھوٹی ہوتی تو پھر اس کی ہر جہت کو موضوعِ سُخن بنا کر مطاعن کی زَد میں لے آنے سے کوئی حرج واقع نہ ہوتا،،

لیکن صحیح کے دَرجہ پر پہنچی ہوئی متواتر حدیث پر اِس قسم کی جرح قدح تو وہ لوگ کر سکتے ہیں جو یا تو سِرے ہی سے اِنکارِ حدیث کا عقیدہ رکھتے ہوئے اِسلام سے نکل گئے ہوں یا پہلے ہی سے غیر مُسلم ہوں،، کیونکہ کسی بھی مُسلمان کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وحی سے مشابہ کلام پر ناقدانہ کلام کرنے کا حقّ کبھی نہیں دیا گیا،،

قُرآن وحدیث کی نصُوص کو اگر عقُولِ ناتمام کے ترازو پر وزن کرنے کی اجازت ہوتی تو اَب تک دینِ اسلام کی دِھجیّاں بکھر گئی ہوتیں مگر اَیسا نہیں ہو سکتا تھا نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہونے دیا جائے گا۔

کیونکہ مُسلمان کا اِس عقیدہ پر راسخ ہونا اَز بس ضروری ہے کہ !

عقل قرباں کن بپیشِ مصطفیٰ

بہر کیف ! منہاج السُّنہ کی اِن واہی عبارات کا جواب عُلمائے

Marfat.com

مُتقدمین نے اپنے اپنے زمانہ میں پوری قُوّت اور شرح وبسط کے ساتھ دے رکھا ہے۔

بایں ہمہ ہر دَور میں کُچھ لوگ ایسے ضرور ہیں جو اِس قسم کا واہی اِستدلال اپنے ذَوق کی تسکین کے لئے قبول کرنے پر مجبور ہوتے ہیں خواہ اِس سے ایمان کا جنازہ ہی کیوں نہ نکل جائے،،

اِس قسم کی ذہنی اِختراعات اور تارِ عنکبوت سے بھی کمزور دلائل کی تردید کے لئے ہمارے سامنے بے شمار عقلی اور نقلی دلائل کے انبار لگے ہوئے ہیں مگر ہم اُن سب کو قلم انداز کرتے ہوئے صرف ایک کتاب کے چند اِقتباسات اور حوالوں سے مزّین کر کے پیش کرنے پر اِکتفاء کریں گے۔

سَیفِ گولڑویہ بر عنق ابنِ تیمیہ

قُطب الاقطاب، فَرد الاحباب حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفِ لطیف "تصفیہ مابین سُنی شیعہ" سے براہِ راست اخذ کیا گیا یہ نفیس اور بلند پایا مضمون قاری کے ذہن کو ہر قسم کے شکوک و شُبہات سے پاک کر دیتا ہے۔

اِس فیصلہ کُن عبارت میں سیّدنا ومُرشدنا پیر مہر علی شاہ صاحب قُدّس سِرّہ العزیز نے ابنِ تیمیہ کے تَوہمات کا محدّثانہ طرز پر ردِّ بلیغ کرنے کے ساتھ ساتھ اِس حدیث پاک کے مُضمرات کو نمایاں کرنے کی بھی حسین کوشش

Marfat.com

فرمائی ہے۔

اِس مقام پر یہ وضاحت کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سرکارِ گولڑہ کی پیش کی جانے والی عبارات میں بعض مقامات پر جو مجھے تصرف کرنا پڑا ہے وہ محض اُن مشکل الفاظ کو آسان لفظوں میں تبدیل کرنے تک محدُود ہے جن کی تبدیلی سے نفسِ مضمون کا کوئی گوشہ بھی متاثر نہ ہو۔

علاوہ ازیں بعض روایات پر اصل کتابوں کے حوالے نقل کرنے کے ساتھ ساتھ وضاحتی نوٹ پر تحریر کر دیئے ہیں۔

جواب خلفشار کا

﴿۱﴾ ابنِ تیمیہ کی یہی دلیل معاذ اللہ انکارِ نبوّت پر بھی قائم ہو سکتی ہے۔ مثلاً کہا جا سکتا ہے کہ خُداوندِ عالم چونکہ علیم ہے اور اس کے علم کا شرائع و احکام ثابت ہیں۔ مگر اِس علم کو ہر زمانہ میں ایک شخص اِس طریق پر نہیں پہنچا سکتا کہ لوگوں کو علمِ یقینی حاصل ہو۔ لہٰذا ہر زمانہ میں مُتعدد انبیاء کا آنا ضروری ہے ورنہ چاہیے کہ دینِ الٰہی مسدود اور بند رہے لہٰذا معاذ اللہ اکیلے نبی کی نبوّت باطل ہے ،،

﴿۲﴾ ابنِ تیمیہ کا یہ قول کہ ذریعہ علم کا بحدِ تواتر کثیر ہونا اور عدم جواز، تو حد یعنی ذریعہ علم کا ایک ہونا جائز نہیں سراسر باطل ہے تمام اہلِ سُنّت و الجماعت باستثناء چند غیر معتبرین کے خبرِ واحد یعنی ایک شخص کی خبر کو واجب

Marfat.com

العمل جانتے ہیں اور عُلمائے اُصول اِس دعوے پر آیات واحادیث ذکر کرتے ہیں اور انہی دلائل کے سیاق میں لکھتے ہیں کہ ! " رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اطراف اور شہروں میں دینِ اسلام کی اشاعت کے لئے ایک ایک آدمی بھیجنا کافی سمجھا ہے اور کسی بھی طرف اشخاصِ کثیرہ جن کی کثرت تواتر تک پہنچے نہیں بھیجے "

صحابہ کرامؓ ہمیشہ خبر واحد کو قبول فرماتے رہے اور اُن سے جس نے بھی کہا کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ایسا سُنا وہ تسلیم کرتے تھے۔"

چُنانچہ عُلمائے اصول اِس مقام پر صحابہؓ کے اِس اجماع کو حُجّت سمجھتے ہیں،

نیز درج ذیل آیاتِ قُرآنیہ اور حدیث بھی اِسی اصول کے حق میں ہیں۔

پہلی آیت

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ .

ترجمہ !

اور جس وقت لیا اللہ نے عہد اہلِ کتاب سے

Marfat.com

البتہ بیان کرو گے تم اُس کو واسطے لوگوں کے۔

﴿سورۃ آل عمران آیت ۱۸۷﴾

اگر ہر ایک شخص کی خبر حُجّت نہ ہوتی تو بیانِ علم کے ساتھ مامُور کیوں ہوتا۔

دُوسری آیت

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ.

﴿سورۃ توبہ آیت ۱۲۲﴾

یعنی چاہئے کہ ہر قوم میں سے بعض لوگ پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی صُحبت میں رہ کر علمِ دِین سیکھیں اور پچھلوں کو جا کر سکھا دیں۔

اِس آیت کے متَن کے سلسلہ میں سوال کیا جا سکتا ہے کہ طائفہ چونکہ جماعت کا نام ہے بدلیل لحوق تاطعو پھر یہ آیت خبر واحد یعنی ایک شخص کی خبر کے واجب العمل ہونے پر کیسے دلیل ہو سکتی ہے۔

اِس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ لفظ طائفہ بناء براصح ایک پر بھی بولا جاتا ہے اور زیادہ پر بھی بدلیل قولہ تعالےٰ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿سورۃ النور آیت ۲﴾ مُراد طائفہ یہاں سے عام ہے ایک مومن ہو یا زیادہ کما قال قتادہ اور نیز سبب نزول وَاِنْ طَآئِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا ﴿سورۃ الحجرات آیت ۹﴾ میں منقول ہے کہ یہ دو انصاری تھے

Marfat.com

جن میں سے ایک ہی نے آپؐ کے پاس مرافعہ کیا تھا۔

تیسری آیت

فَسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ .

﴿سورۃ النحل آیت ۴۳﴾

یعنی دَرصُورت بےعلمی سوال از اہلِ علم واجب ہے اور سوال کا وُجوب قبول کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔

چوتھی آیت

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰامِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ .

﴿سورۃ النساء آیت ۱۳۵﴾

اِس آیت میں بانصاف اور شہادتِ للّٰہی کا اِرشاد ہے پس اخبار عن الرسولؐ جیسا کہ

قال اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یاسمعت رسو ل اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم .

بالقسط اور شہادت للّٰہی ہے جس کا وُجوب بجز اِس کے کہ قبول اِس کا بھی واجب ہو معنیٰ ندارد وَرنہ شہادت کا واجب ہونا اور نہ ہونا برابر ہو جائیں گے جو ظاہر البطلان ہے۔

Marfat.com

پانچویں آیت

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ ۔

﴿سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۹﴾

اِس آیت میں کتمانِ ہُدیٰ پر وعید بیان فرمایا گیا ہے جس سے اظہارِ دین کا وُجوب، جیسا کہ اُوپر گزرا پایا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ وجوب اظہار و تبلیغ بغیر وجوبِ قبول متحقّق نہیں۔

چھٹی آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا۔

﴿سورۃ الحجرات آیت ۶﴾

یہاں فاسق کی خبرِ واحد کو بھی سرے سے مرد ود نا قبول نہیں سمجھا گیا بلکہ اِس پر تحقیق کا ارشاد فرمایا گیا ہے جس سے ثابت ہو کہ یہ خبرِ واحد بھی باطل نہیں کیونکہ دَرصورت عِلّت ہونے وصف کے، وصف عارض کو علّت بنانا قبیح ہوتا ہے اور متکلّم کی سفاہت کا کافی ثبوت، مثلاً اگر کوئی کہے کہ مُردہ بوجہ قلم دوات نہ ہونے کے نہیں لکھتا تو سامِع کو قبیح معلوم ہوگا کیونکہ اِنعدام کتابت کی علّت اور اصلی و کافی سبب موت ہے تو پھر انعدام دوات قلم کی عِلّت بنانا ناجائز ہے۔

Marfat.com

حضرت سلمان کی خبر

احادیث

بریرہ کی خبر ہدیہ کے بارہ میں حضور علیہ السلام نے قبول فرمائی حالانکہ وہ ایک خادمہ عورت تھی۔

ایسا ہی سلمانؓ کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کی خبر قبول فرمائی تھی سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل از حصولِ شرفِ اسلام اس قوم سے تھے جو ابلق گھوڑوں کی پرستش کرتے تھے پھر اس دین سے ناخوش ہو کر کئی ادیان کی طرف منتقل ہوتے رہتے تھے کسی صومعہ نشین نے اُن سے کہا شائد تو دینِ حنفی کی تلاش میں ہے اب اُس کا وقت قریب آگیا ہے تو یثرب ﴿مدینہ﴾ جا، نبی معبوث ہدیہ یعنی پیش کش کھالے گا اور اُس کے دوشانوں کے مابین مہرِ نبوّت ہوگی، یہ سُن کر آپ مدینہ کو چل دیئے۔ راستہ میں اُنہیں کسی عرب نے گرفتار کر کے مدینہ کے یہودی پر بیچ ڈالا۔ وہاں اپنے آقا کے باغ میں مشقّت کیا کرتے تھے۔ تاآنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ پہنچے۔ حضرت سلمانؓ سُنتے ہی ایک طبق خُرما لیکر حضور کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپؐ نے فرمایا ! کیا ہے ؟

دَرجواب عرض کیا ! یہ صدقہ ہے۔

آپؐ نے اصحابؓ کو فرمایا ! تُم لوگ کھاؤ اور آپؐ نے تناول نہ فرمایا۔ سلمانؓ نے دِل میں کہا کہ یہ ایک علامت ہے مِنجُملہ علاماتِ نبوّت کے، پھر دُوسرے دن سلمانؓ اور خُرما لائے۔

آپؐ نے فرمایا کیا ہے اَے سلمانؓ ؟

جواباً عرض کیا یہ ہدیہ ہے۔ پھر آپؐ نے بھی تناول فرمایا اور اصحابؓ کو بھی شامل کیا۔ اِس پر سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دِل میں کہا یہ دُوسری علامت ہے نبوّت کی،

پھر حضرت سلمان آنحضرت صلّی اللہ عَلیہ وآلہٖ وسلّم کے پیچھے کی طرف ہوئے۔ آپؐ نے اُن کا مطلب سمجھ لیا لہٰذا اپنی چادر اپنے شانہائے مُبارک سے علیحدہ کر دی اور سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ختمِ نبوّت کو دیکھ لیا اور مشرّف باسلام ہوئے۔

اِس سے ثابت ہوا کہ آپؐ نے خبرِ واحد یعنی سلمانؓ کی خبر در بارہ صدقہ وہدیہ اگر چہ وہ عبد (غلام تھا) قبول فرمالی۔

آپؐ نے اُمِ سلمہؓ کی خبر در بارہ ہدایہ قبول فرمائی تھی۔

بادشاہوں کے تحائف وہدایہ اُن کے فرستادوں کے ہاتھ آپ قبول

Marfat.com

فرما لیتے تھے اور ایسا ہی اُن کا قول بھی مقبول ہوتا تھا۔

غُلام کو اِس قول میں کہ میں ماذُون ہوں سچّا سمجھتے تھے۔

چاند کی شہادت

ایک اعرابی کی شہادت رویتِ ہلال کے متعلّق منظور فرمائی۔ جس نے بیان کیا تھا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے علاوہ ازیں ولید بن عقبہ کی خبر کو آپؐ نے صحیح مانا اور بوجہ یہ خبر دینے کے کہ وہ لوگ مُرتد ہو گئے ہیں اُن پر چڑھائی کی تیّاری کی۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی،

قولہ تعالیٰ اِن جَآءَ کُمْ فَاسِقٌ الآیۃ

اور آپؐ جاسُوسوں اور عریفوں کی خبریں جن کو دُشمن کے ملک میں بھیجا جاتا تھا قبول فرما لیتے تھے۔

آپؐ نے افراد یعنی اکیلے کو تعلیمِ احکام کے لئے اطراف میں بھیجا، کہیں یہ اَمر ثابت نہیں کہ اتنے کثیر التّعداد لوگ آپؐ اُرسال فرماتے تھے جن کا عدد تواتر تک پہنچے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا امیر بنا کر بھیجا بعد ازاں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی یمن میں تعلیمِ احکام کے لئے روانہ فرمایا اور دحیہ کلبیؓ کو خط دے کر قیصر اور ہرقل کی طرف روم میں اور عتاب بن اسید کو مکّہ کا امیر بنا کر احکام تعلیم کے لئے اور عبداللہ بن حذافہ سہمی کے ہاتھ خط کسریٰ کی طرف اور عمرو بن امیہ ضمیری حبشہ کو اور عثمان بن ابی العاص کو طائف کی طرف۔

Marfat.com

اور حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس صاحب اسکندریہ کے پاس اور شجاع بن وہب اسدی کو حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف دمشق میں اور سلیط بن عمر مری کو ہودہ بن خلیفہ کے پاس یمامہ اور عثمانؓ بن عفان کو اہلِ مکہ کے پاس حُدیبیہ میں اور عمرؓ کو صدقات پر والی بنایا اور ایسا ہی قیس بن عاصم و مالک بن نویرہ اور برقان بن بدر و زید بن حارثہ اور عمرو بن العاص و عمرو بن حزم و اسامہ بن زید و عبدالرحمٰن بن عوف اور ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہم کو معبوث فرمایا۔ جن کا ذکر موجب طوالت ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اگر یہ لوگ مع کثیر التعداد اور رفقاء کے بھیجے جاتے تو دارِ ہجرت یعنی مدینہ منورہ اصحابؓ کرام سے خالی ہو جاتا اور باتفاق اہلِ سیر ثابت ہے کہ معبوث الیہم ان کا قول قبول کرتے تھے۔ اِس سے ظاہر ہوا کہ خبرِ واحد موجب للعمل ہے مثل متواتر کے۔

ایسا ہی صحابہ کرام نے بھی ﴿رضی اللہ تعالیٰ عنہم﴾ اخبار احاد کے ساتھ اپنے واقعات میں عمل کیا ہے۔ جس کی وجہ سے قبول خبرِ واحد کا مسئلہ اِجماعی مانا گیا ہے۔

﴿۱﴾ یوم السقیفہ میں حضرت ابو بکرؓ کی روایت ''الائمة من قریش'' بغیر کسی انکار کے مقبول ٹھہری۔

﴿۲﴾ ایسا ہی صدیق اکبرؓ کے قولِ ذیل کی طرف سب نے رجوع کیا۔

Marfat.com

" الانبياء يدفنون حيث تموتون."

﴿۳﴾ ایسا ہی صدیق اکبرؓ کی روایت " معاشر الانبیاء لا نورث وما ترکناہ صدقہ " مسلّم ٹھہری۔

﴿۴﴾ ایسا ہی صدیق اکبرؓ کا رجوع توریثِ جدّہ کے مسئلہ میں مغیرہ اور محمد بن مُسلمہ کے اِس حدیث کو روایت کرنے پر کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جدّہ کو سُدس دیا۔ یعنی دادی کو بعض حالات میں چھٹا حِصہ پوتے کی وراثت سے ملتا ہے۔

﴿۵﴾ ایسا ہی حضرت صدّیقؓ کا حضرت بلالؓ کی خبر ذیل کو سُن کر اپنے حُکم کا نقض کرنا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے فیصلہ کے بر خلاف صدیقی حکم ہُوا ہے۔

﴿۶﴾ ایسا ہی حضرت عُمر کا رجوع تفصیل اصابع سے "یقول عمرو بن خرم ان فی کل اصبع عشرة" تفصیل کا مطلب یہ ہے کہ عمرؓ انگلیوں کی دِیَت میں یکساں حکم نہیں فرماتے تھے بلکہ بالتفصیل خنصر کے لئے چھ اُونٹ اور بنصر کے لئے نو۔ اور وسطیٰ وسبابہ کے لئے دس دس اور ابہام میں پندرہ۔

﴿۷﴾ ایسا ہی عمرؓ پہلے عورت کو اپنے شوہر کی دِیَت سے محروم الارث (محروم الوراثت) سمجھتے تھے۔

بعد ازاں ضحاک بن مزاحم کی روایتِ ذیل سے کہ آنحضرتؐ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضحاک کی جانب حکم نامہ بھیجا کہ اشیم خبابی کی عورت کو اپنے شوہر کی دِیَت سے وارث کرے۔ آپؓ نے اپنا طریقہ بدل دیا۔

﴿۸﴾ ایسا ہی مجوس سے جزیہ لینے میں حضرت عمرؓ نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی روایت ذیل پر عمل کیا تھا کہ "سنو ابھم سنة اهل الکتاب" یعنی مجوس سے اہلِ کتاب کی طرح معاملہ رکھو۔

﴿۹﴾ ایسا ہی حمل بن مالک کی روایت کو حضرت عمرؓ نے قبول کیا جو اس نے کہا !

کنت بین جاریتین لی یعنی ضرتین فضربت احدهما الاخریٰ بمسطح فالقت جنینا میتا فقضیٰ فیه رسول الله علیه وسلم بغرة .

یعنی میری دو عورتیں تھیں ایک نے دُوسری کو لکڑی سے مارا جس کی وجہ سے اُس کا مرا ہوا بچہ پیدا ہوا۔ آپؐ نے اِس میں یہ فیصلہ فرمادیا کہ یہ غفلت یا بے خبری کی وجہ سے ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا! اگر ہم یہ روایت نہ سنتے تو اپنی رائے سے حکم کرتے۔

﴿۱۰﴾ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فریعہ بنتِ مالک کی اِس روایت کو قبول کیا جو اُس نے کہا !

جئت الیٰ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم [illegible] بعد وفاة زوجی فی موضع العدة فقال

Marfat.com

امکثی حتی ینقضی عد تک ولم ینکر الخروج لـلا ستفتـاء فی ان الـمتـوفی عنهازوجها تعتد فی مـنـزل الـزوج ولا تـخرج لیلاً ولا نهارًاذا وجدت من یقوم با مرها.

﴿۱۱﴾ علی نے مذی کے بارہ میں مقدادؓ کی روایت پر عمل فرمایا کہ فقط وضولازم ہے غسل نہیں۔

﴿۱۲﴾ مسئلہ وُجوب الغسل بالتقاء الختا تین میں جمہور نے حضرت عائشہؓ کی خبر کو واجب العمل سمجھا۔

خبرِ واحد کے مقبول ہونے پر اجماع

باجماعِ اُمّت مُعاملات میں مثل ''ھـذہ الـجـاریة اھـدی الیک فـلان وان فـلانـا و کـلنی ببیع ھذہ الجاریة او ببیع ھذا الشـئـی'' خبرِ واحد مقبول ہوتی ہے۔ بعض معاملات میں کبھی حقّ اللہ بھی واحد پر مترتّب ہو جاتا ہے۔

خبرِ واحد کے متعلّق چار مذاھب

اہلِ سُنّت کا اِجماع خبرِ واحد کی قبولیّت اورمُوجبِ علم ہونے پر ہے۔ جس کو اُنہوں نے کتاب اللہ وسنّت واجماع وقیاس سے ثابت کیا ہے۔

بلکہ سُنّتِ متواترہ اورِاجماع کا اِتباع ہے۔ جو دلائِل قاطعہ ہیں یعنی

Marfat.com

سُنتِ متواترہ اور اِجماع سے ثابت ہو چکا کہ خبرِ واحد واجب العمل ہے۔
اِس تقریر میں خبرِ واحد کے متعلّق مذاہبِ اربعہ بھی معلوم ہو گئے ہیں۔

ابن تیمیہ مذھب روافض پر

بعض اُن میں سے از رُوئے عقل افادہ وجوبِ عملی کا اِنکار کرتے ہیں مثل جبائی و روافض کے اور بعض بدلیل سمعی یعنی ہر دو آیتِ مذکورہ کی وجہ سے۔ اُن کے استدلال کا جواب اہلِ سنّت کی جانب سے اُوپر لکھ چُکا ہوں۔
شیخ ابنِ تیمیہ نے معلوم نہیں اِس مقام پر اپنا حنبلی مذہب چھوڑ کر روافض کا مذہب کون سی مجبوری اور ضرورت کے تحت اختیار کیا ہے اگر کہا جائے کہ منہاج السنّت میں رافضی کو جواب دے رہے ہیں۔ لہٰذا ممکن ہے کہ یہ اِلزامی جواب ہو تو گزارش ہے کہ آپ بطریقِ تحقیق جواب لکھ رہے ہیں نہ بطرزِ اِلزام۔ چنانچہ اِسی جواب میں واحد کو غیر معصوم ٹھہرایا گیا ہے۔ ورنہ یہ جواب ہی ہباء منثورا ہو جاتا ہے پھر تعجب بر تعجب اِس سے پیدا ہوتا ہے کہ خبرِ واحد کے غیر مقبول ہونے کو اجماعی لکھتے ہیں۔ اگر صرف بعض الناس کا مذہب لے کر خبرِ واحد کو نامقبول کہتے تو بھی ایک بات تھی حیرت انگیز تو یہ اُمر ہے کہ ایک مردود مذہب کو جو کتاب اللہ و سُنت و اجماع و قیاس کے برخلاف ہے اجماعی قرار دیا گیا ہے خلاصہ یہ ہے کہ مسئلہ قبول خبرِ واحد ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی اثبات کے لئے اہلِ سُنّت نے مستقل رسالے اور تالیفات لِکھے

Marfat.com

ہیں۔

جواب لاجواب

اب دُوسرے جملہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو شیخ ابنِ تیمیہ نے اِسی جواب میں لکھا ہے۔

﴿وخبر الواحد لا یفید العلم الا بقرائن و تلک قد تکون منتفیة او خفیة عن اکثر الناس فلا یحصل لهم العلم بالقرآن والسنن المتواتره﴾

اگر کہا جائے کہ شیخ ابنِ تیمیہ کا مطلب عبارت متعلقہ تردید متن حدیث سے یہ نہیں کہ خبرِ واحد دَرجۂ قبولیّت سے ساقط ہے اور وجوبِ عملی کے لئے مفید نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ علم یقینی خبرِ متواتر کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔

پس عبارت ذیل میں علم سے مرادعلِم شرعی یعنی یقینی علم ہے نہ تصدیقِ منطقی، یعنی مطلق اِعتقاد وجازم جو شامل ہے، ظنّ کو بھی، قُرآنِ حکیم کا محاورہ ہے کہ علم بمقابلہ ظنّ کو بولا جاتا ہے۔قال اللّٰہ تعالیٰ !

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْ نَ اِلَّا الظَّنَّ .

اتفق المسلمون علیٰ انه لا یجوزان المبلغ عنه العلم الا واحدًا بل یجب ان یکون المبلغون اهل التواتر الذین یحصل العلم بخبرهم للغائب.

چنانچہ بعد اِس کے فلا یحصل لهم العلم بالقرآن

Marfat.com

والسنن المتواترہ میں تخصیص قرآن وسُننِ متواترہ اِرادہ مذکورہ پر کافی شاہد ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن وسُننِ متواترہ کا علم خبرِ واحد سے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔

اِن کے لئے بکثرت مبلّغین چاہئیں۔ لہٰذا صرف ایک ہی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا علم رسولؐ کے لئے مبلّغ ٹھہرنا ایسا اَمر ہے جس سے کارخانۂ اِسلام بالکلیہ فاسد ہوجاتا ہے۔ پس قَول ابنِ تیمیہ ﴿فسد امر الاسلام﴾ صحیح اور بجا ہے تو دَر جواب اِس کے کہا جاتا ہے کہ منہاج السُّنۃ کی ساری عبارت منقولہ پر جو صدرِ بحث میں بتمامہا نقل کی گئی ہے۔ اگر غور کو کام میں لایا جائے تو عِلم سے مراد مسائلِ شرعیہ یا مطلق اِعتقاد ہے جیسے جملہ

فان جميع مدائن الاسلام بلغهما العلم عن الرسول من غير علی فان هئولاء لم يكونوا يروون عن علی الا شئياً وانما كان غالب علمه فی الكوفة. وغیرہا سے ایک ذوبصیرت سمجھ سکتا ہے۔

دُوسروں کو بھی عِلم تھا مگر

بہرکیف ! شیخ ابنِ تیمیہ کہ ہردو اعتراض کا جواب یہ ہوا کہ حدیث مدینۃ العلم صحیح ہے موضوع نہیں۔

چنانچہ مفصّل گزر چکا ہے اور متن حدیث میں عِلم سے مُراد خاص علم ہے یعنی علمِ اسرار مطلب یہ ہے کہ میں علمِ اسرار کا شہر ہوں اور علی اُس شہر کا

Marfat.com

دروازہ ہیں بغیراز وساطت علی کوئی علمِ اسرار کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اگر درِ مدینۂ علم سے عام علم لیا جائے ظاہری ہو یا باطنی تو بالخصوص علی کرّم اللہ وجہٗ الکریم، کا دروازہ ہونا اِس لحاظ سے نہیں کہ کسی اور صحابی کو اصلاً علم نہ تھا۔

بلکہ اِس کو ایسا سمجھنا چاہیے جیسا کہ کوئی اُستاد اپنے لائق، مُمتاز، اعلیٰ درجہ کے ذہین طالب علم کی نِسبت کہے کہ میرا علم کما حقّہٗ اور پُورے طور پر اُسی شخص کو پہنچے گا جس نے بوساطت میرے فلاں طالب علم کے حاصل کیا۔

گو اور میرے شاگرد بھی اس شاگرد کی طرح مُجھ ہی سے مستفید ہیں مگر فلاں چونکہ فہمِ سُخن اور ادا وَ بیان مسائل میں ممتازانہ طرز رکھتا ہے۔ اور بوجہ کمال اِتحاد و فیما بین اُس کو اعلیٰ درجہ کا ملکہ پیدا ہو گیا ہے۔ جس کے سبب سے ہر ایک قسم کے مشکل و مُفصّل مسائل کے پیش آنے پر اُن کی پُوری پُوری تشریح و حل پر قادر ہوگا۔ لہٰذا میرے علم کا ذریعہ اور واسطہ ہونا اُسی کا حق ہے۔ دوسرے شاگردوں کو بھی حلّ مُشکلات و معضلات میں اُسی کی طرف رُجوع کرنا چاہیے۔

شیخین کے مددگار

اور ظاہر ہے کہ بعد آں حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کسی مُشکل مسئلہ کے پیش آنے پر شیخین وغیرہ ہما بھی آپ سے ہی اِمداد لیتے تھے۔ رضی اللہ عنہم۔

Marfat.com

جیسا کہ حضرت عمرؓ کے فرمان " لولا علی لهلک عمر "

اور" قضية ولا ابا حسن لها " مشہورہ تمثیلات سے ہیں۔

آپؓ کی علمیت اور فضیلتِ علمی پر احادیثِ صحیحہ جو اہلِ سُنت علماء کرام کی تصنیفات ہیں باسناد مذکور ہیں اسی حدیثِ مدینۃ العلم کی تائید کرتی ہیں، ﴿اقضاکم علی﴾

" علی باب علمی مبین لامتی ما ارسلت به من بعدی. " بعد فتح خیبر" انت باب علمی " کا ارشاد ہوا ایسا ہی آپ کے حق میں

" عبية علمي وبابى الذى اوتى منى "

" میرے علم کا برتن اور دروازہ ہے " اور نیز

" هذا اوّل من امن بى و اوّل من يصا فحنى يو م القيامة "

" وہ پہلا مومن شخص ہے جو بہشت میں مجھ سے مصافحہ کرے گا۔"

ایسا ہی

" علی باب حطة من دخل فيه كان مؤمنا ومن خرج منه كان كافر ا "

" علیؓ وہ بابِ حِطّہ ہیں جو اس میں داخل ہوا مومن ہوا اور جو خارج ہوا کافر " ایسا ہی

Marfat.com

"یا علی انت حجة اللّٰہ و انت باب اللّٰہ "

" اے علی ! تُو خُدا کی حُجّت ہے " اور

"علی و انا منہ ولا یودی عنی الاانا او علی "

بحث سے پہلے

اِس سے قبل کے سرکار گولڑوی علیہ الرحمتہ کے استدلالات کا باقی ماندہ حِصّہ ہدیۂ ناظرین کیا جائے مناسب معلوم ہوتا کہ مَولائے کائنات سیدّنا حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمِ عظیم کے بارے میں انا مدینة العلم و علی بابھا کے علاوہ اُن کی بیان کردہ اور اِس ضمن میں آنے والی دیگر متعدد احادیث مع حوالہ ہدیۂ ناظرین کردی جائیں اور اور چند ایک ایسے واقعات و مسائل کا تذکرہ بھی کر دیا جائے جِن کے حلّ کے لئے سیدّنا عُمر فاروق ؓ نے آپ سے مدد بھی حاصل کی اور اظہارِ تشکّر واِمتنان کے طور پر اُن کے لا احصٰی علمِ مبارک کو خراجِ عقیدت بھی پیش کیا۔ چُنانچہ سب سے پہلے زیبِ عنوان حدیث کے علاوہ اِس ضمن میں آنے والی چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

عُلوم مُرتضوی کا اعلان

﴿۱﴾ حضور رِسالت مآب صلّی اللہ عَلیہ وآلِہ وسلّم نے اپنی

Marfat.com

صاحبزادی سیدۃ نساء العلمین کی تزویجِ مبارک کے موقع پر فرمایا !

"مالک تبکین یافاطمہ فواللہ لقدانکحتک

اکثرھم وافضلھم واولھم سلماً."

" اے فاطمہ! تُو کیوں روتی ہے میں نے تیرا

اُس سے نکاح کیا ہے جو اِن میں سب سے کثیر علم والا

سب سے زیادہ حلم والا اور سب سے پہلے اِسلام لانے

والا ہے۔"

﴿مجمع الزواید ج۹ ص ۱۰۱﴾﴿کنزالعمال ج۶ ص ۳۹۲، ص ۱۵۳﴾

﴿اُسد الغابہ ج۵ ص ۵۲۰﴾﴿مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱۱ ص ۳۴۵﴾

﴿۲﴾ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

"انا دارالحکمۃ وعلی بابھا"

" میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔"

﴿ترمذی ج۲ ص ۲۹۹﴾﴿مشکوٰۃ ج۲﴾﴿مرقاۃ ج ۱۱ ص ۳۴۵﴾

﴿اشعۃ اللمعات ج۴ ص ۶۷۰﴾﴿حلیۃ الاولیاء ج۱ ص ۶۴﴾

﴿کنزالاعمال ج۶ ص ۱۵۴ جلد ۶ ص ۴۰۱﴾﴿ریاض النضرہ ج۲ ص ۲۰۰﴾

﴿۳﴾ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی

کوفرمایا !

" انت مبین لامتی مااختلفوا من بعدی "

Marfat.com

"جب میری اُمّت کے لوگ میرے بعد
اختلاف کریں گے تو تُو اُنہیں پہنچانے والا ہے۔"

﴿کنز العمال ج۶ ص۱۵۶﴾﴿حلیة الاولیاء ج ۱ ص ۶۳﴾

﴿کنوز الحقائق مع جامع الصغیر ص ۱۸۸﴾

﴿۴﴾ حضور امام الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا !

" علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت به من بعدی"

" علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میرے بعد
لوگوں کو وہ چیز پہنچانے والا ہے جس کے ساتھ میں
بھیجا گیا ہوں۔"

﴿۵﴾ حضور سرورِ انبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا !

" انا دار العلم وعلی بابها "

"میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں "

﴿ذخائر العقبیٰ محب طبری ص۷۷﴾

﴿مرقاة شرح مشکوٰة ج ۱۱ ص ۳۴۵﴾

﴿۶﴾ حضور تاجدارِ مدینہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی کو فرمایا !

" فهو باب مدينة علمی "

Marfat.com

"یہ میرے شہرِ علم کا دروازہ ہے۔"

﴿ینابیع المودۃ ص ۷۱﴾

﴿۷﴾ سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا !

" انا میزان العلم وعلی کفتاہ "

" میں میزانِ علم ہوں اور علی اُس کا پلڑا ہے۔"

﴿کنزالعمال ج۶ ص ۱۵۶﴾

﴿۸﴾ حضور مُعلّمِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا !

" علی باب علمی وعیبة علمی "

" علی میرے علم کا دروازہ اور میرے علم کا برتن ہے۔"

﴿فیض القدیر شرح جامع صغیر للمناوی ج۴ ص ۳۵۶﴾

﴿۹﴾ حضور سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا !

" انا مدینة الفقه وعلی بابها "

" میں فقہ کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ "

﴿تذکرہ سبط ابن جوزی ص ۲۹﴾

﴿۱۰﴾ " عن انس قال ! قیل یارسول اللّٰہ عمن نکتب العلم ؟ قال عن علی وسلمان ."

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا گیا یارسول اللہ ! علم کس سے لکھا جائے ؟

Marfat.com

آپؐ نے فرمایا ! علی اور سلمان سے۔"

﴿تاریخ بغداد ج ۴ ص ۱۵۸﴾

یادر ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے تلمیذِ ارشد اور تربیت یافتہ ہیں۔

یہ ہیں دروازے

بابِ مدینۃ العلم تاجدارِ ہل اتیٰ، مشکل کشا، شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک قول کی شرح کرتے ہوئے اِمام فخر الدّین رازی فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا !

"قال علی علیه السلام علمنی رسول الله صلی
الله علیه وسلم الف باب من العلم و استنبطت من
کل باب الف باب قال فاذا کان حال المولیٰ
هکذا فکیف حال النبی صلی الله علیه وسلم"

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے علم کے
ہزار دروازوں سے تعلیم دی اور میں نے ہر دَروازے
سے ہزار دَروازے نکال لئے "

﴿تفسیر کبیر ج ۱ ص ۲۱۱﴾

بعد ازاں امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ جب مَولیٰ کے علم کا یہ حال ہو تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا علمِ مبارک کا کیا حال ہوگا۔

Marfat.com

منقولہ بالا روایت تغیر لفظی سے علامہ علی مُتّقی ہندی کنز العمال میں اِس طرح بیان کرتے ہیں کہ!

"عن علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ علمنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الف باب کل باب یفتح الف باب"

حضرت علیؓ نے فرمایا!

" مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہزار دروازوں سے علم سکھایا اور میں نے ہر دروازے سے ہزار دروازے کھول لئے۔"

﴿کنز العمال ج ٦ ص ٣٩٢﴾

سیّدنا حیدر کرّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائلِ علم کے سمندر سے چند دُرِّ آبدار پیش کرنے کے بعد اب ہم اُن چند اُمور کا ذکر کریں گے جن میں حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خزانۂ علم وحکمت سے اِستفادہ کرتے ہوئے اُنکی علمی وجاہت کا اعتراف کیا۔

فاروق اعظم کا اعتراف

ایک مرتبہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسی عورت کو رجم کرنے کا حکم فرمایا جس نے نکاح سے چھ ماہ بعد بچے کو جنم دیا تھا، جب اِس واقعہ کی اطلاع بابِ مدینۃ العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو پہنچی تو

Marfat.com

آپ نے فرمایا! اُس عورت پر رجم نہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ ارشاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا تو اُنہوں نے آپ کی خدمت میں دریافت حال کے لئے کسی کو بھیجا، مولائے کائنات کرّم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے!

" وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ . "

" اور لڑکے والیاں اپنے لڑکے کو دو سال دودھ پلائیں "

﴿سورۃ البقرۃ آیت ۲۳۳﴾

پھر فرمایا حمل اور دُودھ پلانے کی مُدّت تیس ماہ ہے چھ ماہ اُس کے حمل کے اور دو سال دُودھ پلانے کے تو یہ تیس مہینے بنتے ہیں چنانچہ اُس عورت کی خلاصی ہو گئی۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس مسئلہ کی تصدیق فرماتے ہوئے کہا !

" اگر علی نہ ہوتے تو عُمر ہلاک ہو جاتا "

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا !

" الٰہی ! مجھے اُس وقت زِندہ نہ رکھنا جب
مُشکل کو حلّ کرنے کے لئے ابنِ ابی طالب نہ ہوں۔"

متن ملاحظہ ہو !

ان عمر بن الخطاب رفعت اليه امراة ولدت

Marfat.com

لستتہ فھم برجمھا فبلغ ذالک علیاً فقال!
علیھما رجم، فبلغ عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
فارسل الیہ فسالہ ؟ فقال ! قال اللّٰہ تعالیٰ
"وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ."
وقال ! وحملہ وفصالہ ثلاثون شھرا فستۃ اشھر
وحملہ وحولین فذالک ثلاثون شھرا فنحلی
عنھا،

﴿تفسیر دُرِّ منثور ج ۱ ص ۲۸۸﴾ ﴿تفسیر کبیر ج ۷ ص ۴۸۴﴾
﴿سُنن کبریٰ بھیقی ج ۷ ص ۴۴۲﴾ ﴿ریاض النضرہ ج ۲ ص ۱۹۴﴾
﴿کنز العمال ج ۳ ص ۹۶، ۲۸۸﴾ ﴿مناقب خوارزمی ص ۵۷﴾
﴿اربعین رازی ص ۴۶۶﴾ ﴿ذخائر العقبیٰ محب طبری ص ۸۲﴾

باب مدینۃ العلم ھی حل کر سکتا ھے

ایک مرتبہ ایک شخص کو حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا لوگوں نے اُس سے پوچھا تھا کہ تُو نے کیسے صبح کی ؟

اُس نے کہا تھا کہ میں نے فِتنے کی محبّت، حقّ کی ناپسندیدگی، یہود و نصاریٰ کی تصدیق غیر مرئی کو ماننے اور جِسے پیدا نہیں کیا گیا اُس کے اقرار سے صبح کی ہے،

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بُلا کر یہ سارا ماجرا آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے

Marfat.com

فرمایا!

یہ سچ کہتا ہے، یہ فتنے سے محبّت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تُمہارے اموال اور تمہاری اَولادیں فِتنہ ہیں،

اور یہ حقّ یعنی موت کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سُکراتِ موت کا آنا حق ہے

یہ یہود و انصاریٰ اہلِ کتاب کی تَصدیق کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے! یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ کے پاس کُچھ نہیں اور نصرانی کہتے ہیں یہودیوں کے پاس کچھ نہیں اور مومن اللہ کو بِن دیکھے ایمان لاتا ہے اور ابھی پیدا نہ گئی یعنی قیامت اور آخرت کا اقرار کرتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُنا تو کہا! میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اُس مُشکل کے لئے جسے حلّ کرنے کے لئے علی نہ ہوں،

سعید بن میتب کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا تھا الٰہی مجھے اُس مشکل کے لئے باقی نہ رکھنا جس کو حل کرنے کے لئے ابا الحسن یعنی حضرت علی نہ ہوں۔

قال اصحبت احب الفتنة واكره الحق واصدق اليهود والنصارىٰ وامن بما لم اره قه اقربمالم يخلق .

قال علی ! قال اللّٰه تعالیٰ " اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ

Marfat.com

وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ" ﴿التغابن آیت ۱۵﴾ وقال اللہ تعالیٰ! " وَجَآءَتْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ" ﴿سورۃ ق آیت ۱۹﴾ وقال اللہ تعالیٰ " وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ لَیْسَتِ النَّصَارٰی عَلٰی شَیْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارٰی لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ" ﴿البقرہ آیت ۱۱۳﴾

فقال عمر اعوذ باللہ معضلۃ لاعلی وقال سعید بن المسیب قال عمر اللھم لاتبقنی لمعضلۃ لیس لھا ابو الحسن ،،

﴿شمامۃ العنبریہ نواب صدیق حسن بھوپالی ۱۰۹﴾

اِس مقام پر اُن لوگوں کو بھی غور کرنا چاہئے جن کے خیال میں یہ سمایا ہوا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دُوسرے سے عناد اور دُشمنی تھی ،، بہر حال تصفیہ کی باقی بحث ملاحظہ فرمائیں۔

مکّہ مُعظّمہ میں عِلمِ علی علیہ السلام

شیخ ابنِ تیمیہ کا یہ قول کے " فلان جمیع مدائن الاسلام بلغھم العلم من الرسول من غیر علی" بالکل غلط اور خلاف واقع ہے کیونکہ اسلام کے شہروں سے مدینہ طیبہ و مکہ معظّمہ کا حال تو ظاہر ہے کہ

Marfat.com

آپ نے مدینہ طیّبہ میں اپنی عُمر کا زیادہ حِصّہ بسر کیا ہے اور اعاظم اصحاب مثل شیخَین وغیرہما رضی اللہ عنھم ہر مُشکل اور معضل اُمر میں آپ سے مُستفید ہوا کرتے تھے چنانچہ علّامہ نَووی تہذیب الاسماء میں لکھتے ہیں !

" وسوال کبار الصحابة له ور جو عهم الیٰ فتاواه واقو اله فی المواطن الكثيرة والمسائل المضلات مشهور "

یعنی اکابر اصحاب کا اِستفادہ اور مُشکلات میں حلّ طلبی مشہور امر ہے، ایسا ہی ابن روزبہان سے منقول ہے۔

" رجوع الصحابة اليه فی الفتویٰ غیر بعید لانه کان من مفتی الصحابة والر جوع الی المفتی من شان المستفتین وان رجوع عمر الیه کر رجوع الائمة وولا ة العدل الیٰ علماء الائمة ."

علامہ عجیلی " ذخیرۃ المآل " میں لکھتے ہیں۔

" ولم یکن یسئال منهم واحدً وکلهم بساله مسترشدا وماذالک الا لخمود نار السوال تحت نور الاطلاع ."

یعنی علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کسی سے کسی مسئلہ کی دریافت نہیں فرماتے تھے اور سب صحابہ کرام آپ سے مُستفید ہوتے تھے۔ جس کی وجہ سوا

Marfat.com

اسکے اور کچھ نہ تھی کے روشنیٔ اطلاع کے نیچے سوال اور دریافت کرنے کی آگ مدھم ہوگئی تھی۔ مکّہ معظمہ میں آپ اِبتداء عُمر سے ہجرت تک تشریف فرماتھے۔

تلمیذ تھے علی علیہ السلام کے

اور ہجرت کے بعد بھی کئی مرتبہ آپ مکّہ مُعظمہ تشریف فرما ہوئے ہیں پھر کیسے متصوّر ہوسکتا ہے کہ اہلِ مکّہ کو آپ کا علم نہیں پہنچا اور نیز عبداللہ بن عباسؓ جن کو شرفِ تلمّذ وشاگردی علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کا حاصل ہوا ہے عرصہ دراز تک مکّہ میں مقیم ہوکر اشاعتِ علم فرماتے رہے چنانچہ علاّمہ ذہبی ''تذکرۃ الحُفّاظ '' میں بترجمہ ابنؓ عباس لکھتے ہیں۔

" الاعمش عن ابی وائل قال استعمل علی ابن عباس علی الحج فخطب یومئذ خطبة لو سمعها الترک والروم لاسلمو ثم قرا علیھم سورة النور فجعل یفسرھا "

یعنی علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے خاص شاگرد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ایّامِ حج میں عامل بنا کر بھیجا۔

ابنِ عباسؓ نے وہاں پر ایسا پُر تاثیر وپُر بلاغت خُطبہ پڑھا کہ کفارِ تُرک اور رُوم بھی اُسی کو سنتے تو ضرور اسلام قبول کر لیتے۔ پھر سورہ نُور کی تفسیر بیان فرماتے رہے '' طبقات '' میں محمد سعد بن منیع البصری کہتے ہیں،

Marfat.com

" اخبرنا محمد بن عمر حد ثنی و اقد بن ابی
یاسر عن طلحة بن عبد اللّٰه بن عبد الرحمن بن
ابی بکر عن ابیه عن عائشه انها نظرت الی ابن
عباس ومعه الخلق لیالی الحج وهو یُسئل عن
المناسک فقالت هو اعلم من بالمناسک "

یعنی اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عبداللہ بن عباسؓ کے بارہ میں فرمایا اس حالت میں کہ ایّامِ حجّ میں لوگ عبداللہ بن عباسؓ سے مناسکِ حجّ دریافت کرر ہے تھے کہ باقی ماندہ اَصحاب میں سے وہ مناسک کا علم زیادہ رکھتا ہے۔

ایسا ہی ابومحمد یوسف بن عبداللہ نمری قرطبی ''اِستعیاب '' میں لکھتے ہیں۔

"روینا ان عبد اللّٰه بن صفوان مر یوماً بدار عبد
اللّٰه بن عباسؓ بمکة فرای فیها جماعة من طالبی
الفقه و مربدار عبید اللّٰه بن عباس فرای فیها جمعاً
یتنا ولونا الطعام فد خل علی ابن زبیر فقال لهٗ
اصبحت و اللّٰه کما قال الشاعر"

فان تصحبک من الا یام قارعة
لم یبک منک علیٰ دنیا و لادین

Marfat.com

قال وما ذاک یا اعرج فقال هذا ن انبا عباس
احدهما یفقه الناس و الآخر یطعم الناس فما ابقیا
لک مکرمة الی آخر القصة "

یعنی عبد اللہ بن صفوان ایک روز مکہ میں عبد اللہ بن عباسؓ کے مکانوں کے پاس سے گزرا کیا دیکھتا ہے کہ عبداللہ بن عباس طلباء کو علمِ دین پڑھا رہا ہے اور دُوسرا بھائی عبیداللہ ابنِ عباسؓ لوگوں کو کھانا کھلا رہا ہے اِس کے بعد وہ عبداللہ بن زبیرؓ والی مکہ کے پاس جا کر کہنے لگا کہ قسم خُدا تمہارا حال تو ایسا ہی ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ۔

اگر زمانہ سے تجھے کوئی حادثہ پہنچے تو تُو اِس قابل نہیں
کہ تجھ پر دُنیا کے لحاظ سے رویا جائے یا دین کی وجہ سے

اِس پر عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا ! اے لنگڑے کیا بات ہے ؟
عبداللہ بن صفوان نے کہا ! عباس کا ایک بیٹا علم دین پڑھانے کی وجہ سے فیاض ہو رہا ہے، اور دُوسرا لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ پھر تُمہارے لئے اُنہوں نے خصائلِ حمیدہ وکمالات سے کیا چھوڑا اور تو کس کام کا ہوا،

والیٔ مکہ نے عبداللہ بن مطیع سے کہا کہ عباس کے دونوں بیٹوں سے جا کر کہہ دو کہ امیر المومنین ﴿عبداللہ بن زبیرؓ﴾ کہتے ہیں کہ تم دونوں مع اپنے طلباء و متعلقین اہلِ عراق کے مکہ سے نکل جاؤ واہ فعلت و فعلت ورنہ میں ایسا کروں گا اور ایسا عبداللہ بن عباسؓ نے جواباً لکھ کر بھیجا کہ

Marfat.com

ہمارے پاس یا علم کا طالب آتا ہے یا فضل یعنی جود کا خواہاں، بغیر اُن کے اور کوئی نہیں آتا تو ان میں سے کس کو روکے گا۔

دروغ گورا حافظ نہ باشد

مختصر مطلب یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ و حضرت عبید اللہ فرزندانِ عباسؓ دینی اور دُنیاوی قوائد کے لحاظ سے مرجعُ خلائق ہیں اور یہی شان خاندانِ نبوّت کی ہے جس کی مثال دُوسروں میں مشکل ملتی ہے عبد اللہ ابنِ عباسؓ کی مکہ معظمہ میں فیاضی اور تعلیمِ دینی پہ تاریخ شہادت دیتی ہے۔

تعجّب یہ ہے کہ ابنِ تیمیہ خُود اہلِ مکّہ کو بوجہ شرفِ تلمّذ ابن عباس تفسیر دانی میں سب سے بڑھ کر عالم مانتے ہیں۔ چُنانچہ علاّمہ سیُّوطی ''اِتقّان'' میں کہتے ہیں،

قال ابن تیمیہ اعلم الناس بالتفسیر اهل مكة لانهم اصحاب ابن عباسؓ المجاهد و عطا ابن ابی رباح و عكرمة مولیٰ ابن عباس و سعید بن جبیر و طاؤس و غیر هم،

شام میں علمِ علی علیہ السّلام

اب شام کا حال سُنئے۔ شام کے عالم، بروایت اکابر علماء اہلِ سُنت ابو الدرداءؓ تھے، جو عبد اللہ بن مسعودؓ کے شاگرد ہیں اور وہ تلمیذ و فیض یافتہ

Marfat.com

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے ہیں، چنانچہ علامہ ذہبی ''تذکرۃ الحفاظ'' میں بترجمہ ابو درداء لکھتے ہیں،

''وکان عالم اھل الشام و مقری اھل دمشق و فقیھھم وقاضیھم''

اور اخطب خوارزمی ''کتاب المناقب'' میں کہتے ہیں۔

عن ابی الدرداء رضی اللّٰہ عنہ العلماء ثلثۃ رجل بالشام یعنی نفسہ ورجل بالکوفۃ یعنی عبد اللّٰہ بن مسعود ورجل بالمدینۃ یعنی علیاً فالذی بالشام یسئال الذی بالکوفۃ والذی بالکوفۃ یسئال الذی بالمدینۃ والذی بالمدینۃ لا یسئل احدا۔

ابو درداءؓ فرماتے ہیں کے عالم تین ہیں ایک تو شام میں یعنی خود ابو درداء اور دُوسرے کُوفہ میں یعنی عبداللہ بن مسعُود اور تیسرا مدینہ میں یعنی علی ﴿رضی اللہ تعالیٰ عنہم﴾ شامی عِند الحاجت کُوفی سے پوچھتا ہے اور کُوفی مدنی سے اور مدنی ﴿یعنی سیّدنا علیؓ﴾ کسی سے نہیں پُوچھتے، اور محب طبری ریاض النضرہ میں لکھتا ہے۔

عن ابی زاعراء عن عبد اللّٰہ قال علماء الارض ثلثۃ عالم بالشام و عالم بالحجاز وعالم بالعراق فاما عالم اھل الشام فھو ابو درداء واما عالم

Marfat.com

الحجاز فعلیؓ بن ابی طالب واما عالم اهل العراق فاخ لکم اهل الشام و عالم اهل العراق یحتاجان الی عالم اهل الحجاز و الحجاز یحتاج الیهما اخرجه الحضرمی ،

بصرہ میں علمِ علی علیہ السّلام

اور بصرہ کے متعلّق تاریخ دان پر مخفی نہیں کے سیّدنا علیؓ بہ نفس نفیس خُود بصرہ میں تشریف فرما ہوئے اور اپنے بے نظیر مواعظہ و خطب سے لوگوں کو بہرہ یاب و مُستفید فرمایا۔ جیسا کہ تاریخ طبری وغیرہ میں مذکور ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے اپنے عہدِ خلافت میں بصرہ کی حکومت اپنے خاص شاگرد یعنی عبداللہ بن عباسؓ کو عطا فرمائی تھی اور اہلِ بصرہ وقتاً فوقتاً فیضیاب ہوتے رہے پھر کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ سیدنا علیؓ کا علم بصرہ میں نہیں پہنچا تھا ''اسد الغابہ'' میں بترجمہ ابن عباسؓ مذکور ہے،

واستعمله علیؓ بن ابی طالب علی البصرة فبقی علیها امیراً ثم فارقها قبل ان یقتل علیؓ ابن ابی طالب وعادالی الحجاز وشهد مع علیؓ صفین وکان احد الامراء ،

یعنی آپ نے ابن عباسؓ کو بصرہ کا امیر بنایا تھا پھر وہ قبل از شہادتِ علیؓ ابن ابی طالب حجاز کو لوٹ آئے ، وہ جنگِ صفین میں سیدنا علی کرم اللہ

Marfat.com

وجہہ الکریم کے ساتھ منصب امارت پر تھے۔

ابنِ حجر " اصابہ " میں لکھتے ہیں،

وذکر خلیفة ان علیاً ولاه البصرة وکان علی المیسرة یوم صفین واستخلف ابا الاسود علی الصلوٰة زیاداً اعلی الخراج وکان استکبة ،فلم یزل ابن عباسؓ علی البصرة حتی قتل علی فاستخلف علی البصرة عبدا للّٰه بن الحارث ومضی الی الحجاز ؛

علامہ ذہبی " تذکرۃ الحفاظ " میں بترجمہ ابن عباس لکھتے ہیں۔

المدائنی عن نعیم بن حفص قال ابو بکرة قدم ابن عباس علینا البصرة وما فی العرب مثله جسما وعلماه وبیانا وجمالا و کمالا .

"طبقات" میں ہے۔

اخبرنا عبد اللّٰه بن جعفر الرقی نامقعمو بن سلیمان عن ابیه عن الحسن قال اوّل من حرف بالبصرة عبد اللّٰه بن عباس قال وکان ، متبحراً اکثیر العلم قال فقراء سوارء سورة البقرة ففسرها آیة ،

Marfat.com

یعنی حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ بصرہ میں سب سے پہلے ابنِ عباسؓ نے لوگوں کو دین کا شناسا کیا ہے اور ابنِ عباس علم کے بکثرت پہچاننے والے تھے۔

ابنِ حجر نے ''اصابہ'' میں کہا ہے۔

واخرج الزبیر بسند له ان ابن عباس كان يعشى الناس في رمضان و هو امير البصرة فما ينقضى الشهر حتىٰ يفقههم .

سب علیؑ کے محتاج تھے

ان روایاتِ منقولہ بالا سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ شیخ ابنِ تیمیہ کا یہ قول کہ مکہ اور مدینہ اور بصرہ و شام میں عِلم غیر علیؓ سے پہنچا تھا اور علیؓ کا علم کوفہ تک محدود تھا وہ بھی قلیل۔'' کس قدر خلافِ واقع اور مخالف اپنے تصریحات کے ہے۔ سب اہلِ سُنّت مثل ابنِ حجر وغیرہ اِس پر متفق ہیں کہ علمِ مُرتضوی کے بیان سے عبارات قاصر ہیں۔ کیوں نہ ہوں، وہ علیؓ ہی تھے جو کوفہ کے منبر پر ''سلونی قبل ان تفقد ونی الخ '' فرماتے تھے۔

جس کا مطلب یہ ہے۔

'' اے لوگو! میرے اِنتقال سے پہلے جس اَمر کی دریافت کرنی چاہو کرلو ''

Marfat.com

میرے اندر بہت علم ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا لُعاب ہے، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مُجھے یہ علم عطا کیا ہے، میری طرف وحی نہیں آئی،

قسم بخدا اگر مجُھے ایک مَسند پر بٹھا کر دریافت کیا جائے تو اہلِ تَورات کو تَورات اور اہلِ انجیل کو انجیل کے مطابق فتویٰ دوں۔ اگر اللہ تعالیٰ تورات اور انجیل کو گویا کرے تو وہ کہیں کہ علیؓ نے سچ کہا ہے اور تم کو مطابق اُس کے دیا ہے کہ جو کچھ ہم میں اتارا گیا ہے،

وَاَنتُم تَتلُونَ الکِتٰبَ اَفَلَا تَعقِلُونَ

حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو پس کیوں نہیں جانتے۔

﴿سورۃ البقرۃ آیت ۴۴﴾

وہ علیؓ ہی ہیں جنہوں نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ فرما کر کہا کہ اِس جگہ ﴿سینہ﴾ میں بہت علوم ہیں۔ کاش کہ مَیں اِن کے لینے والا کوئی پاتا۔

اور اگر مَیں چاہوں تو سورۃ فاتحہ کی تفسیر اتنی بڑی لکھوں جس کو ستّر ﴿۷۰﴾ اُونٹ اُٹھائیں اِس میں کوئی شک نہیں اگر ساری دُنیا آپ کے علم کو سیکھتی تو بھی ختم نہ ہونے میں آتا۔

آپ کے علم کی بکثرت اشاعت مدینہ منوّرہ میں ہوئی ہے کیونکہ خلفاء ثلاثہ اور باقی اصحاب کا ہر مُشکل میں آپ کی طرف رجوع ہوتا تھا اور

Marfat.com

اپنے اعلیٰ درجے کے شاگردوں کی تعلیم مثل حضرت سلمانؓ وابوذرؓ ومقدادؓ وعمارؓ وغیرہم اور اپنے قریبی رشتہ داروں مثل عبداللہؓ بن عباس اور قرۃ العینین رسول الثقلین وجگر پارۂ بتول زہرا سیدۃ النساء وسرورِ جان مُرتضوی سیّدنا حسنؓ وسیّدنا حسینؓ کو افاضہ وعلومِ اسرار کی تعلیم بوجہ فراغت مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔

خلیفہ ثانی تلمیذِ علیؑ کے مُلتجی

کُوفہ میں علمِ علی علیہ السلام

کُوفہ میں تو آپ ناکثین وقاسطین ومارقین کے قتال میں بکثرت مصروف رہے۔ پھر نا معلوم ابنِ تیمیہ نے "وانما کان غالب علمه فی الکوفة" کس بناء پر لکھ دیا اور اِس پر بھی اکتفا نہیں کی۔

بلکہ یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ اہلِ کُوفہ نے بھی علمِ قرآن وسُنت، خلافتِ مُرتضویؓ بلکہ عثمانی سے پہلے حاصل کیا ہوا تھا تاریخ شاہد ہے کہ کوفہ میں مسلمانوں کا قیام ۱۷ھ میں ہوا ہے، اور خلیفہ ثانیؓ کا انتقال ۲۳ھ میں تو کیا اِس چھ سال کے قلیل عرصہ میں کتاب وسُنت کا علم اِس قدر حاصل ہو گیا تھا کہ سیّدنا علیؓ جیسے بحرِ بے کنار سے بھی مستغنی ہو گئے، جیسا کہ ابنِ تیمیہ لکھتے ہیں،

Marfat.com

ومع هذا فاهل الكوفة كانوا تعلموا القرآن والسنة من قبل ان بتولى عثمانؓ فضلا عن علیؓ .

بلکہ بروایاتِ ثقات اہلِ سنّت ثابت ہے کہ عہدِ فاروقیؓ میں کوفیوں کی تعلیم کے لئے خلیفہ ثانیؓ نے عمّار بن یاسرؓ اور عبداللہ بن مسعود کو بھیجا تھا۔ جو سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے شاگرد تھے، چنانچہ اِس پر روایاتِ ذیل شاہد ہیں۔

طبقات میں ہے،

اخبرنا عفان بن مسلم و موسیٰ بن اسمعیل قال ناوهیب عن داؤد عن عامران مهاجر عن عبد الله بن مسعود کان بحمص فخلاه عمر الی الکوفة وکتب الیهم انی والله الذی لااله الاهو آثر تکم به علی نفسی فحذ وامنه .

ایسا ہی طبقات میں بترجمہ عمارؓ اور اِستعیاب میں بترجمہ ابنِ مسعودؓ، اور اسد الغابہ میں بترجمہ ابنِ مسعودؓ و عمارؓ اور تذکرۃ الحفاظ میں بترجمہ ابنِ مسعودؓ اور اصابہ میں عبداللہ بن مسعودؓ و عمارؓ مذکور ہے۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفیوں کو لکھتے ہیں،

کہ قسم بخدا جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ میں نے لوگوں کو اپنی جان پر پسند کرلیا ہے، اگرچہ مجھ کو بھی عبداللہ بن مسعودؓ کی دارالخلافہ کے واقعات

Marfat.com

میں حاجت وضرورت تھی مگر میں نے اُس کو تمہاری طرف بھیج دیا ہے پس تم اُس سے علم سیکھو' سبحان اللہ کیا شانِ مرتضوی ہے کہ خلیفہ ثانیؓ جیسے عظیم الشان صحابی بھی علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے شاگرد کی طرف اپنے فیصلہ جات میں ملتجی ہیں۔

آلِ محمد کو اُمت پر قیاس نہ کرو

شیخ ابنِ تیمیہ کا یہ قول کہ اہلِ یمن میں حضرت مُعاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم واقامت بہ نسبتِ مُرتضوی تعلیم واقامت کے زیادہ رہی۔

كما قال وتعليم معاذبن جبل لاهل اليمن ومقامه فيهم اكثر من علي ولهذا روى اهل يمن عن معاذ بن جبل اكثر مما رواه عن علي .

اگر سب پہلو سے مان بھی لیا جائے تو بھی اُن کے لئے مُفید مطلب نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن میں پہلے جناب خالد بن ولید کو بغرضِ دعوتِ اسلام بھیجا تھا جس پر عرصہ چھ ماہ تک کوئی شخص مشرّف بااسلام نہ ہوا۔

بعد ازاں سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھیجے گئے اور ایسا مفید ثابت ہوا کہ بغیر جدال وقتال قبیلہ ہمدان کے سارے لوگ ایک ہی دن میں مسلمان ہو گئے۔

Marfat.com

اِس خبر کے سننے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدۂ شکر بجا لائے اور پاک زبانِ حق ترجمان سے دو دفعہ ارشاد ہو کہ السلام علی ہمدان۔ اِس سے موازنہ کیا جاسکتا ہے کہ مُرتضوی تعَلیم بہ نسبت دیگر تعلیمات کے کیا اثر و اضافہ رکھتی ہے۔

قاعدہ ہے کہ فیما بین تعلیم ایک اعلٰی درجہ کے محقّق فصیح بلیغ کے اور ایک معمولی عالم کے بڑا فرق ہوتا ہے تھوڑے ہی عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابؓ کرام کو اتنے اُحکام وشرائع کی تعلیم فرمائی جس کا عشرِ عشیر بھی نُوح علیہ السّلام اپنے اِس قدر دراز عرصہ میں اپنی اُمّت کو نہ پہنچا سکے۔

اپنے خُطبات میں سیّدنا علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نے صاف فرمادیا ہے،

لایقاس بآل محمد صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم هذه الامة احدا الخ ،

یعنی آلِ پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی کو مساوات نہیں۔

شریح شاگردوں کے شاگرد ہیں

پھر شیخ ابن تیمیہ کا قول،

وشریح وغیره من اکابر تابعین انما تفقهو علی معاذ بن جبل ،

Marfat.com

یعنی اکابر تابعین میں سے شریح وغیرہ نے علمِ دین کی تعلیم معاذؓ بن جبل سے پائی تھی کس قدر بے بنیاد ہے۔

اکابر تابعین کو چھوڑیئے۔ پہلے قاضی شریح کا حال سُنئے علامہ نووی ''تہذیب الاسماء'' میں لکھتے ہیں۔

ادرک النبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم ولم یلقہ وقیل لقیہ المشھور الا قل قال یحییٰ بن معین کان فی زمن النبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم ولم یسمع منہ روی عن عمر بن الخطاب وعلی و ابن مسعود و زید بن حارثہ و عبد الرحمن بن ابی بکر وعروۃ البارقی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم۔

ابنِ حجر عسقلانی ''تہذیب التہذیب'' میں بترجمہ شریح اور ایسا ہی صفی الدین احمد بن عبداللہ خزرجی ''خلاصہ تہذیب'' میں ایسا ہی ابن حبان کتاب الثقات میں یہ سب ثقات اِسی طرح لکھتے ہیں۔

یعنی شریح حارث کا بیٹا قالف شاعر قاضی تھا۔ خلیفہ ثانی سے روایت کرتا ہے ۷۸ھ یا ۸۷ھ میں اُس کی وفات ہے ایک سو دس یا ایک سو بیس سال اُس کی عمر تھی ۷۵ یا ۷ سال عہدہ قضا پر رہا جن سے ابنِ زبیر کے فتنہ والے تین سال مُستثنٰے کرتے ہیں۔

علاوہ روایت از خلیفہ ثانی علی و ابن مسعود زید بن ثابت وعبدالرحمٰن

Marfat.com

بن ابی بکر وعروہ بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے بھی روایت رکھتا ہے معاذ سے شریح کی روایت کا کوئی ذکر نہیں۔

پس ثابت ہوا کہ شریح سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بلا واسطہ اور بالواسطہ بھی شاگرد ہیں۔

﴿ماخوذ تصیفہ مابین سنی و شیعہ صفحہ ۷۴ تا ۸۶﴾

بہر کیف! حدیث " انا مدینة العلم و علی بابها " چونکہ رسولِ خدا التحیۃ والثناء کا فرمانِ عالیشان ہے اس لئے اِس پر کسی بھی شخص کی ذہنی اختراع اثر پذیر نہیں ہوسکتی۔

تعصب کی بناء پر پیدا کئے گئے اعتراضات ہر زمانے میں ٹھکرائے جاتے رہے اور آئندہ بھی انشاءاللہ العزیز ایسا ہی ہوگا۔

بہر کیف! کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ صادق و مصدوق پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مُصدّقہ فرامین کو جانچنے کے لئے اپنی عقل کو معیار بنائے۔

اور اگر بالفرض محال حدیث کو جانچنے کے لئے عقل ہی کو معیار بنانا ہے تو پھر اُن اعتزال پسندوں پر گرفت کے کیا معنی ہیں جن کو اُن کی عقل نے جبریہ وقدریہ فرقے جیسے فرقے جنم دینے پر مجبور کر دیا فلسفہ ہی معیارِ حق و باطل ہے تو زمخشری اور بُو علی سینا کے فلسفے سے کیوں اختلاف ہے ؟۔

اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جو عقل محورِ اسلام سے ہٹ

Marfat.com

جائے اُسے اسلام کے مسائل میں کیسے رہبر بنایا جاسکتا ہے اور پھر وہ شخص جو محض ضِد اور عناد کی وجہ سے اپنی بات منوانا چاہتا ہو وہ تو ویسے ہی عقلِ سلیم سے تہی ہوتا ہے، یہی حال ابنِ تیمیہ کا ہے۔

اگر آپ سُنّی ہیں

منقولہ بالا پُر شکوہ مضمون سیّدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی کتاب لاجواب ''تصیفہ مابین سُنّی شیعہ'' سے ماخوذ ہے اگرچہ ابنِ تیمیہ وغیرہ کی اِختراعات اور فرارِ حق کے جواب میں ہمارے پاس دیگر بھی سینکڑوں شواہد موجود ہیں مگر ہم اُنہیں اِس بحث کا حصّہ بنانے کی بجائے براہِ راست مولائے کائنات بابِ مدینہ عِلم سیّدنا حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب میں بیان کریں گے۔

اِن سطور میں صرف اُن ذی الاحتشام عُلمائے کرام کو منقولہ بالا تصریحات کی طرف توجّہ دلانا مقصود ہے جو بحمد اللہ تعالیٰ صحیح العقید سُنّی ہونے کے ساتھ ساتھ سلسلہ ہائے طریقت میں بھی کسی نہ کسی کے ساتھ وابستہ ہیں اور کُونُوامَعَ الصّادِقِین کی تفسیر کا بھی علم رکھتے ہیں۔

اُن کے حضور میں ہماری التجاء ہے کہ روافض کی خرافات کا جواب دینے کے لئے اُسی شعار کو اپنائیں جو اہلسنّت وجماعت کا طرّۂ امتیاز ہے اور وہ طریقہ اختیار نہ کریں جو خوارج نے اپنا رکھا ہے آپ ہر دو گمراہ فرقوں کے

Marfat.com

درمیان میزانِ اعتدال ہیں لہٰذا آپ کو چاہئے کہ خارجیّت کے سیلاب میں آئے بغیر احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کریں۔

یاد رکھیں کہ اگر آپ مقاماتِ ولایت پر یقین رکھتے ہیں تو شہنشاہِ ولایت و امامت کی شانِ اقدس کو اُسی طرح سمجھنا اور بیان کرنا پڑے گا جس طرح اولیاء کاملین نے سمجھا اور بیان کیا ہے اور اِس بات کو بھی ذہن نشین رکھئے گا کہ جن علماء نے ایک دوسرے کی تفضیل کا مسئلہ وضع کیا ہے اُنہوں نے کسی ایک کے اُن فضائل کا انکار نہیں کیا جو خُدا اور رسولؐ کی طرف سے اُنہیں تفویض ہو چکے ہیں اور نہ ہی اُنہوں نے ایک کے فضائل دوسرے کی جھولی میں ڈال دینے کا قبیح کام کیا ہے بلکہ اُنہوں نے اپنی عقل اور تحقیق کے مطابق سب کے جمیع فضائل کو سامنے رکھتے ہوئے ترتیب تفضیل دی ہے۔

اُن کے اس اجتہاد کو قبول کرنے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ آپ کسی کی اُن خصوصیات میں ڈنڈی مارنا شروع کر دیں جن میں بحکمِ خُدا اور رسول کوئی بھی اُن کا شریک و سہیم نہیں،،

ہم ایک مرتبہ پھر التماس کریں گے کہ ردِ روافض کا وہی طریقہ اپنائیں جو ہمارے اکابرینِ اہلسنت و جماعت اولیاء کرام اور علمائے اعلام کا ہے اور اِس سلسلہ میں خارجیوں کا واہی استدلال اپنانے کی بجائے پوری قوت سے مُسترد کر دیں اِسی میں اہلسنت کی بقا کا راز مضمر ہے اور اِسی میں آپ کی اولیاء کاملین سے وابستگی باقی رہ سکتی ہے۔

Marfat.com

اور یہی وہ شاہراہِ مستقیم ہے جس پر چل کر آپ دُنیوی اور اُخروی سعادتوں سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حضور میں دُعا ہے کہ وہ علمائے اہلسنّت کو راہِ حق پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگرچہ زیبِ عُنوان حدیث کے تحت حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے لامتناہی علوم کے متعدّد گوشے قارئین کے سامنے آچکے ہیں تاہم آخر پر مزید چند پہلو ملاحظہ فرمالیں۔

Marfat.com

مکتوباتِ مجدد الف ثانیؒ

درجِ ذیل مضمون تاجدارِ سرہند حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے چند مکتوبات عالیہ سے بھی ترتیب دیا گیا ہے، جس میں آپ نے حدیثِ پاک "انا مدینة العلم و علی بابها" کی توثیق وتائید بھی فرمائی ہے اور دیگر متعدّد اسرار ورموز اور مقاماتِ رُوحانیہ کی نشاندہی بھی کی ہے۔

مکان میں سوراخ

جذبہ کی نوعِ اوّل جو حضرت ابو بکر صدیق کی طرف منسوب ہے اِس کے حصول کے لئے ایک علیحدہ طریقہ مقرّر ہے اور وہ وقوفِ عددی کا راستہ ہے۔

اور وہ سلوک جو اِس جذبہ کے حصول کے لئے ہوتا ہے وہ بھی دو قسم کا ہے بلکہ کئی قسم کا ہے۔ ایک قِسم تو وہ ہے کہ حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس طریقہ سے مقصود تک پہنچے اور حضرت رسالت خاتمیّت علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام والتحیّۃ بھی جذبہ کے اِس خانہ سے اِسی طریقہ سے پہنچے ہیں۔

اور حضرت صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمال اخلاص کی جہت سے جو

Marfat.com

آپ نبی پاک عَلَیہِ الصَّلوٰۃ والسّلام سے رکھتے تھے اور آپ میں فانی تھے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ وتقدس علیہم اجمعین کے درمیان اِس راستے کی خصوصیت سے مخصوص ہوئے ہیں۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم کا سلوک سیرِ آفاقی سے طے ہوتا ہے اور حضرت ابوبکر کا سلوک سیرِ آفاقی سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتا، یُوں دکھائی دیتا ہے کہ حضرت صدّیق نے جذبہ کے مکان میں سُوراخ کیا اور مطلوب تک پہنچے۔

حضرت علی علیہ السّلام کے سلوک میں معارف حاصل ہوتے ہیں اور حضرت ابوبکر کے سلوک میں محبّت کا غلبہ ہوتا ہے۔ اِسی بناء پر لازماً حضرت علی علم کے شہر کے دروازے قرار پائے اور حضرت ابوبکر صدیق نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دوستی اور خلّت کی قابلیّت پیدا کی۔

﴿مکتوبات ۲۹۰، ۸۲۶ / ۲﴾

چھ نکات

مندرجہ بالا عبارت سے جن اُمور کی نشاندہی ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔

﴿۱﴾ جذبہ کی پہلی قسم جو حضرت صدّیق اکبر سے منسوب ہے اُس کے حصول کا طریقہ سب سے الگ ہے۔

﴿۲﴾ جس طریقہ سے حضرت صدّیقِ اکبر مقصود تک پہنچے ہیں اُسی طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راہِ سلوک طے کی۔

Marfat.com

﴿۳﴾ چونکہ صدیق اکبر فنافی الرّسول تھے اِس لئے یہ راستہ اُن کے لئے مخصوص کیا گیا۔

﴿۴﴾ حضرت علی علیہ السّلام کا راستہ آفاقی ہے جبکہ اِس کے برعکس حضرت ابوبکر صدیق جذبہ کے مکان میں سُوراخ کر کے مطلوب تک پہنچے۔

﴿۵﴾ حضرت علی علیہ السّلام کے سلوک میں معرفت اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے طریقہ میں محبّت حاصل ہوتی ہے۔

﴿۶﴾ اِسی بناء پر لازماً حضرت علی علیہ السلام علم کے شہر کا دُروازہ قرار پائے اور حضرت صدیق میں دوستی اور خلّت کی قابلیّت پیدا ہوئی۔

اگر بالعکس ہُوتا

جناب مجدّد پاکؒ کے اِرشاد فرمودہ اِس چھ نکاتی ارشادِ عالیہ کا پہلا نُکتہ یہ ہے کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلوک کی جن راہوں پر چل کر اپنا مقصود حاصل کیا ہے اُسی طریقہء معظمہ کو اپنا کر حضور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بھی جذبہ کے اُس خانہ میں پہنچے ہیں۔

حالانکہ اگر اِس تحریر کو بالعکس کر لیا جاتا تو یہ نکتہ انتہائی لطیف ہونے کے ساتھ ساتھ عام آدمی کی سمجھ میں بھی آسانی سے آسکتا تھا یعنی یوں فرمادیا جاتا کہ جس طریقہ پر عمل پیرا ہو کر حضور سرورِ انبیاء علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم اپنے مقصود تک پہنچے اُسی طریقہ اور سُنّتِ مصطفیٰ پر عمل پیرا ہو کر اور رسول اللہ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال اتباع کرتے ہوئے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی منزل سے ہمکنار ہوئے۔

چونکہ یہ بات ہم نے اپنی عقلِ ناقص کے مطابق کی ہے اِس لئے اِسے حتمی قرار نہیں دیا جا سکتا ہو سکتا ہے کہ بغیر کسی تاویل کے بھی آپکا ارشادِ بالا درست معنیٰ دیتا ہو کیونکہ آپ کا درج ذیل ارشاد بھی اِس کی تائید و تقویّت کا باعث ہو سکتا ہے جس میں آپ یہ وضاحت فرماتے ہیں کہ مقام صدیقیت مقام نبوت سے بلند تر اور مقام نبوّت مقام صدیقّیت سے بہت نیچے ہے۔ آپ مکتوب نمبر اٹھارہ میں فرماتے ہیں۔

صدیقیّت کا مقام مقاماتِ بقا میں ہے جس کا رُخ عالم کی طرف ہے اِس سے بھی بہت نیچے مقامِ نبوّت ہے جو فی الحقیقت بہت بلند ہے اور کمال صحو و بقا کا مقام ہے قرب کا مقام، مقام صدیقیت اور مقامِ نبوّت کے درمیان برزخیّت اور واسطہ کی لیاقت نہیں رکھتا کیونکہ اِس کا رُخ صرف تنزیہہ کی طرف ہے اور تمام عُروج سے اِس کا تعلق ہے اور دونوں میں بہت فرق ہے،

در پسِ آئینہ طُوطی صِفتم داشتہ اند
ہرچہ اُستادِ اَزل گُفت بگو ! میگوئم

یعنی مجھے طوطی کی طرح آئینہ کے پیچھے بٹھا دیا گیا ہے
جو کچھ اُستادِ ازل کہتا ہے کہو! میں وہی کہتا ہوں،

Marfat.com

اِس شعر کے بعد آپ فرماتے ہیں

''علوم شرعیہ نظریہ استدلالیہ کو فقیر کے لئے ضرور یہ کشفیہ کردیا گیا۔ عُلمائے شریعت کے اُصولوں سے بال برابر بھی مخالفت نہیں ہے۔''

﴿مکتوبات شریف جلد ۱ صفحہ ۸۰﴾

اگرچہ مندرجہ بالا ارشاد فرمانے کے بعد آپ نے اپنی گُفتگو مبارکہ کو وماینطق عن الھوی کی تفسیر اور اُن احوالِ کشفیہ سے عبارت قرار دیا ہے جن میں علمائے شریعت کے اُصولوں کے مطابق بال برابر کا بھی تحائف موجود نہیں تاہم قُرآن مجید میں النّبیّن کے بعد والصدّیقین کی ترتیب ہی مل سکتی ہے۔

دوراستے

تاجدارِ سرہند شیخ المشائخ، خواجہء خواجگان، تاجدارِ مملکت نقشبندیت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز حصُولِ فیضان اور واصل باللہ ہونے کے لئے بلاواسطہ اور بالواسطہ جن دوراستوں کے متعلق وضاحت فرماتے ہیں وہ بلاتبصرہ پیشِ خدمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچانے والے دو راہ ہیں ایک وہ راہ ہے جو قُربِ نبوت سے تعلّق رکھتا ہے اور اصل الاصل تک پہنچانے والی ہے۔

اِس راہ سے واصل ہونے والے اصل میں تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور اُن کے صحابہ اور باقی اُمتوں میں سے جس کو بھی اِس دولت

Marfat.com

سے نوازیں گے۔

اگرچہ وہ تھوڑے ہوتے ہیں بلکہ بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ اِس راہ میں توسّط و حیلولت نہیں۔ جو بھی اِن واصلین میں سے فیض حاصل کرتا ہے بغیر کسی وسیلے کے اصل سے حاصل کرتا ہے۔ اور کوئی بھی دوسرے کے راہ میں حائل نہیں ہوتا۔

قربِ ولایت کی راہ

اور ایک وہ راہ ہے جو قُربِ ولایت سے تعلّق رکھتی ہے اَقطاب اَوتاد اور بدلاً و نُجباء اور عام اَولیاء اللہ اِسی راہ سے واصل ہیں راہِ سلوک اِسی راہ سے عبارت ہے،

بلکہ مُتعارف جذبہ بھی اِسی میں داخل ہے اور اِس راہ میں توسّط اور حیلولت ثابت ہے اور اِس راہ کے واصلین کے پیشوا اور اِن کے سردار اور اِن کے بزرگواروں کے منبعِ فَیض حضرت علی الُمرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔

اور یہ عظیم الشّان منصب اِن سے تعلق رکھتا ہے۔ اِس راہ میں گویا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی علیہ السّلام کے مبارک سر پر ہیں اور حضرت فاطمۃ الزہرا اور حسنین علیہما السلام اِس مقام میں اِن کے ساتھ شریک ہیں۔

Marfat.com

سب کے ملجا و ماویٰ

میں سمجھتا ہوں کے حضرت امیر علیہ السلام ﴿ کرم اللہ وجہہ الکریم ﴾ اپنی جسدی پیدائش سے پہلے بھی اِس مقام کا ملجا و ماویٰ تھے جیسا کہ آپ جسدی پیدائش کے بعد ہیں۔

اور جس کسی کو بھی فیض و ہدایت اِس راہ سے پہنچی اِنہی کے ذریعہ سے پہنچی کیونکہ وہ اِس راہ کے آخری نُقطہ کے نزدیک ہیں اور اِس مقام کا مرکز اِن سے تعلّق رکھتا ہے۔

اور جب حضرت اُمیر علیہ السّلام کا دُور ختم ہوا تو یہ عظیم القدر منصب ترتیب وار جناب حسنین علیہما السلامؑ کے سپرد ہوا اور اُن کے بعد وہی منصب آئمہ اثنا عشر میں سے ہر ایک ترتیب وار اور تفصیل سے مقرّر ہوا اور اِن بزگواروں کے زمانہ میں اور اِس طرح ان کے اِنتقال کے بعد جس کو بھی فیض و ہدایت پہنچتا ہے اِن بزرگواروں کے ذریعہ و حیلولتہ سے پہنچا اگرچہ اقطاب و نجبائے وقت ہی کیوں نہ ہوں۔

کیونکہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ الحاق کرنے سے چارہ نہیں۔

متن ملاحظہ فرمائیں۔

پیشوائے واصلانِ ایں راہ و سرگروہِ ایں ہا و منبعٔ فیض ایں بزرگواران حضرت علی المرتضیٰ ست کرم اللہ

Marfat.com

تعالیٰ وجہہ الکریم وایں منصب عظیم الشان بایشان تعلق

دریں مقام گویا ہر دو قدم مبارک آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ

الصلوٰۃ والسلام برفرق مبارک اوست کرم اللہ تعالیٰ

وجہہ، حضرت فاطمہؓ وحضرات حسنین علیہما السلام دراین

مقام بایشاں شریک اند۔

انگارم کہ حضرت امیر قبل از نشاۃ عنصری

نیز ملاذ وملجا ایں مقام بودہ اند، چنانچہ بعد از نشاۃ

عنصری وہر کرا فیض وہدایت ازیں رامیراست بتوسط

بایشاں تعلق دارد وچوں دورۂ حضرت امیر تمام شد ایں

منصب عظیم القدر بحضرات حسنین ترتیباً مفوض ومسلم

گشت وبعد از یشان ہماں منصب بہر یکے از آئمہ اثناء

عشر وا لتفصیل قرار گرفت ودر اعصار ایں بزرگواران و

ہمچنیں بعد از ارتحال ایشاں ہر کرا فیض وہدایت میرسد

بتوسط ایں بزرگاں بود۔

﴿مکتوبات شریف جلد سوم ص ۱۴۴ مکتوب نمبر ۱۲۳﴾

یہ راستے

تاجدارِ سرہند حضرت مجدد پاکؒ نے حصولِ منزل کے لئے جن دو

راستوں کی نشاندہی فرمائی ہے اُن میں سے ایک راستہ تو وہ ہے جو انبیائے

Marfat.com

کرام علیہم السلام اور اُن کے صحابہ کے لئے مختص ہے علاوہ ازیں معدودے چند اُمتیوں کو بھی اِس راستہ پر گامزن ہونے کا شرف حاصل ہوسکتا ہے۔

اِس طریقۂ علیہ میں آپ نے خاص طور پر جس کرامت وشرف کا تذکرہ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اِس راستہ سے حصولِ منزل یعنی وصال واِتصال کی دولت سے ہمکنار ہونے والوں میں سے کوئی ایک شخص بھی کسی دوسرے شخص کے وسیلہ کا محتاج نہیں، خواہ وہ دوسرا شخص کتنا ہی عظیم اور ذُوالاقدر کیوں نہ ہو، بلکہ ہر سالک خُود بخود بغیر کسی وساطت اور ذریعہ کے ذاصل بالذّات ہوکر اپنی منزل سے ہمکنار ہوجاتا ہے چنانچہ اِس طریقۂ عظیمیہ میں کسی نبی، ولی، شہید، صدّیق، غوث، قُطب، اَوتاد، اَبدال، نجیب، نقیب، وغیرھم کے وسیلہ کی ہرگز ضرورت نہیں۔

اِس طریقۂ مقدّسہ کے بِالعکس جناب مجدّدیت مآب قُدّس سِرّہٗ العزیز نے جس طریقہ کی وضاحت فرمائی ہے، اُس طریقہ کے پیشواء حضور سیّدنا حیدر کرار علیہ السّلام ہیں۔

جمیع اولیاءِ کبار خواہ وہ اُممِ سابقہ میں ہوں یا اِس اُمتِ مرحومہ میں سب کے سب سیّدنا حیدر کرّار علیہ السلام سے ہی مستفید اور مستفیض ہوکر اپنی اپنی منزلوں سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

پہلے طریقہ سے انبیاء کرام اور اُن کے صحابہ کرام کے علاوہ محض چند دوسرے لوگوں کا ہی منزل پر پہنچ سکنا قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے، جب کہ

Marfat.com

اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سمیت پہلی تمام اُمتوں کے کروڑوں اولیاء کرام، امیر المومنین، تاجدارِ مملکتِ ولایت، سیّدنا و مُرشدنا غالِبِ عَلیٰ کُلِ غَالِبِ جناب علی ابنِ ابی طالبؑ کے واسطہ اور وسیلہ سے ہی مقامِ ولایت پر مُتمکّن ہوسکے ہیں اور آئندہ بھی تا قیامِ قیامت اِسی بابِ مدینۃ العلم سے ہی علم و عرفان کی روشنی مل سکتی ہے۔

قارئینِ کرام کو دعوتِ غور و فکر دیتے ہوئے اِنہی سطور کے ساتھ اِس بحث کو ختم کیا جاتا ہے کیونکہ اگر کوئی مخصوص اور عالی قدر ہستی دروازہ کی طرف جانے کی بجائے سوراخ کر کے مقصد حاصل کرتی ہے تو یہ کمال صرف ان کی اپنی ذات کے لئے مخصوص ہے،

دوسرا کوئی بھی اِس عظیم مرتبہ میں اُن کا شریک و سہیم نہیں ہوسکتا اور ہر ولی خواہ وہ کسی بھی سلسلہ عالیہ میں سے ہو مقامِ ولایت اور قُربِ الٰہی کے لئے حضرت علیؑ کے وسیلے کا محتاج ہے۔

نہایت ضروری وضاحت

تاجدارِ انبیاء و مرسلین عالمِ مَاکَانَ وَمَا یَکُونُ اصل و جوہرِ کائنات حضور رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام تر علوم پُورے کے پُورے کسی دوسرے کی طرف منتقل ہونے کے متعلق نہ تو کوئی روایت ہی ثقاہت کے درجہ کو پہنچتی ہے اور نہ ہی یہ امر ممکن ہوسکتا ہے،

Marfat.com

کیونکہ تمام تر علومِ مُصطفیٰ کو خُود ہی سمیٹنے کے لئے کسی ایک نبی کا سینہ بھی مُتحمّل نہیں ہو سکتا،

چہ جائیکہ کوئی ایک غیر نبی اِس بحرِ بیکراں کو خُود میں سمو لینے کی طاقت رکھتا ہو۔

ہاں البتّہ یہ بات ضرور ہے کہ اَزل سے اَبد تک ہمہ اقسام کے عُلوم سرکارِ دو عالم صلّی اللہ عَلیہ وآلہٖ وسلّم ہی کہ فیضان و کرم کے صدقہ سے تمام انبیاء واولیاء کو ملے اور ملتے رہیں گے۔

اور اِس کے باوجود بھی آپ کے کنزِ عُلوم کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ بقدرِ ظرف ہر ایک کو اِس کا حِصّہ ملا، ملتا ہے اور ملتا رہے گا۔

بایں ہمہ اِس اَمر سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جناب حیدرِ کرّار سیّدنا علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک سب سے قریب بلکہ اقرب ہیں جس پر متعدّد نصوص مثل "عَلِی مِنِّیْ وَاَنَامِنْہُ" اور "اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا" شاہدِ عدل ہیں۔

یہ درست ہے کہ حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تمام علومِ شرعیہ سے صحابہ کرام کی کثیر جماعت مَعہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مستفیض ہوئی باوجود اِس کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ علم بھی اُن تمام لوگوں سے اسقدر زیادہ تھا کہ دوسروں کے پاس اِس کا عشرِ عشیر بھی ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

Marfat.com

سب سے وسیع تر علم علیؑ کا ھے

اِس مقام پر سرتاج المُحدّثین، رَاس المحققّین ،اِمام الاولیاء سیّدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی ایک عبارت ملاحظہ فرمائیں جس میں آپ نے مکمّل طور پر وضاحت فرما رکھی ہے کہ ''حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا علم تمام تر صحابہ کرام سے وسیع تر اور عظیم ترین ہے۔''

چنانچہ آپ حدیث پاک " انا دار الحکمت و علی بابھا " کے تحت حدیث مدینۃ العلم کا تذکرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ! '' میں دار الحکمت ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں'' یعنی میں حکمت کی سرائے ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں اور مشہور الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

'' میں علم کا شہر ہوں اور علی اِس کا دروازہ ہیں '' اور کہا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم دیگر صحابہ کی طرف بھی آیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے مخصوص نہیں بلکہ یہ تخصیص اِس خاص وجہ سے ہے کہ جناب علی المرتضیٰ کا علم سب سے وسیع تر، مفتوح تر اور عظیم تر ہے۔

متن ملاحظہ فرمائیں !

Marfat.com

"قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا
دارالحکمۃ وعلی بابھا من سرائے حکمتم وعلی درآنست
ومشہور بلفظ "انا مدینۃ العلم وعلی بابھا" وگفت کہ شک
نیست کہ علم آں حضرت از جانب صحابہ دیگر نیز آمدہ
مخصوص بمرتضٰی نیست بلکہ بوجہے خاص خواہد بود کہ
وسیع تر است ومفتوح تر، عظیم تر خواہد بود مثلاً چانکہ
آمدہ است اقضاکم علی "

﴿اشعة اللمعات جلد چهارم صفحه ٦٦٦﴾

جیسا کہ حدیث پاک میں صحابہ کرام کو ارشاد ہوتا ہے کہ تم میں عہدہ قضا کے لائق صرف علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

اِس ضمن میں حضرت شیخؒ کی مُتعدد عبارات ہم آئندہ بھی کسی دُوسرے عُنوان کے تحت پیش کریں گے۔

یہاں ہم ابنِ جوزی اور ابنِ تیمیہ کی تقلید میں حدیث " انا مدینة العلم و علی بابها " کو موضوع قرار دینے والوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا شیخِ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ موضوع روایت کی تشریح میں مذکورہ بالا استدلال پیش کررہے ہیں؟

بہرکیف ! حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں آنے والی آیات واحادیث کو اُن کے لئے مخصوص بھی رہنے دیا جائے تو اصحابِ ثلاثہ

Marfat.com

رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اُس عظمت وشان میں ذرّہ برابر کمی واقع نہیں ہوتی جو اُنہیں خُدا اور رسول کی طرف سے عطا کی جا چکی ہے۔

اگر آپ وھابی ھیں

گذشتہ اوراق میں ہم نے غیر مقلّدین حضرات کے دو بزرگوں کی چند ایسی تحریریں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی تھی جن میں شانِ اہلِ بیت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ سعیٔ سعید بھی کی گئی ہے کہ غیر مقلّدین تنقیصِ اہلِ بیت سے باز آ جائیں۔

اُسی ذیل میں ہم وہابیہ کے ایک اور بڑے پیشوا کی چند ایسی تحریریں اُن کے سامنے لاتے ہیں جس میں شان اہلِ بیت بیان کرنے کے علاوہ سیّدنا حیدرِ کرّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابِ مدینۃ العلم اور اعلم الناس ہونے کا اقرار کیا گیا ہے، اور یہ وہی شخص ہے جس نے اپنی زندگی کی اِضطرار اور اضطرابی دور میں یہ قبیح وشنیع جُملے لکھے ہیں کہ معاذ اللہ حضورؐ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں، آپؐ کی تعظیم بڑے بھائی جیسی بلکہ اُس سے بھی کم کرنا چاہئے، اللہ چاہے تو کروڑوں محمدؐ کے برابر پیدا کر سکتا ہے اور جس کا نام محمدؐ یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں وغیرہ وغیرہ،

بہر کیف! یہ بھی دیکھیں اس لئے کہ

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی اس کی

Marfat.com

علی خدا کے پسندیدہ ہیں

بعض اُن اکابر اولیاء کرام کے بیان ہیں جو مذکورہ کمالات میں انبیاء کرام علیہم السلام سے مشابہت رکھتے ہیں اور یہ دو تنبیہوں پر مشتمل ہے۔

تنبیہہ اوّل

اِن بعض مقبولانِ بارگاہ بندگانِ خُدا کے متعلّق ہے، جو اگرچہ منصب نبوّت پر فائز نہیں مگر کمالاتِ مذکُورہ اُن کو حاصل ہیں، بلکہ وہ اپنی ذات میں یہ اِستعداد اور قُوّت بھی رکھتے ہیں کہ اِن کمالاتِ مذکُورہ کو دُوسرے بندگانِ مقبولین کو بھی پہنچا سکیں۔

اِن مقبولینِ بارگاہ کے مذکُورہ کمالات سے مُتصِّف ہونے پر جس قدر آیات و احادیث دلالت کرتی ہیں اگر اِن سب کو بِالاستعیاب ذکر کیا جائے اور ہر بیان و کمال کے اظہار کے لئے آیات و احادیث سے الگ الگ شواہد پیش کئے جائیں تو کلام نہایت طوالت اختیار کر جائے گا۔ لہٰذا مناسب یہی ہے کہ اِس مقام پر چند ایسے کمالاتِ مذکورہ کو جو اِن میں نہایت عمدہ ہیں نقل کرنے پر اکتفاء کیا جائے۔

میں کہتا ہوں کہ انبیاء کرام کے علاوہ پسندیدہ اور چُنے ہوئے لوگوں پر یہ آیاتِ کریمہ مستفاد ہوتی ہیں۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ

Marfat.com

وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۔

ترجمہ !

اور جب کہا فرشتوں نے کہ اے مریم بے شک اللہ
نے تجھے چُن لیا اور خُوب پاکیزہ فرمایا اور آج تمام
جہان کی عورتوں سے تجھے پسند فرمایا۔

﴿سورۃ آلِ عمران آیت ۴۲﴾

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْبَتَهَا نَبَاتاً حَسَناً ۔

پس اِن ''مریم علیہ السّلام'' کو اُن کے ربّ نے بوجہِ
احسن قبول فرمالیا ہے اور اُن کی عُمدہ طَور پر نشو ونما
فرمائی۔

﴿سُورۃ آلِ عمران آیت ۳۶﴾

اِس دُوسری آیتِ کریمہ میں جناب مریم علیہ السّلام کے سنِ طفولیت میں ہی اللہ تعالیٰ کی توجّہ کا ذکر ہے۔ اِسی طرح حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سیّدہ فاطمۃ الزّہرا سلام اللہ علیہا کو فرمایا !

''اے میری پیاری بیٹی اللہ تبارکؑ وتعالیٰ نے
مُجھے خبر دی ہے کہ میں نے فاطمہ کو فاطمہ کے باپ
﴿محمدؐ﴾ کو اور اُس کے شوہر علیؑ کو چن لیا ہے۔''

Marfat.com

شعب الایمان بیہقی میں اس واقعہ کا ذکر تفصیل سے مذکور ہے۔

علی خُدا کے محبوب ہیں

پس خُدا تعالیٰ سے نسبتِ محبوبیّت کا ذِکر اِن آیات واحادیث سے ظاہر ہے، چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں ایک پرندے کا پکا ہوا گوشت آیا تو آپ نے بارگاہِ خُداوندی میں عرض کیا یاالٰہی! اِس وقت ایسے شخص کو بھیج دے جو تجھے تمام خلقت سے محبوب ہو تاکہ وہ میرے ساتھ اِس کھانے میں شرکت کرے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حاضرِ خدمت ہو کر آپ کے ساتھ مل کر پرندے کا گوشت تناول فرمایا۔

ایک حدیث پاک میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا یہ فرمان بھی موجود ہے کہ بے شک اللہ تبارکؑ وتعالیٰ چار اشخاص سے محبّت فرماتا ہے اور مجھے بھی حکم فرمایا کہ میں اِن سے محبّت کروں اور پھر صحابہ کے استفسار پر فرمایا کہ اُن میں ایک تو علیؑ ہیں اور باقی تین ابُوذر، مقداد اور سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

متن ملاحظہ فرمائیں !

در بیان آنکہ بعضے اکابر اولیاء در کمالاتِ مذکورہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مشابہت می دارند وآں مشتمل بر دو تنبیہ است۔

Marfat.com

تنبیه اول : دربیان آنکه بعضے از بندگانِ مقبولین هر چند منصبِ نبوت نمی دارند اماز کمالات مذکوره نصیبه فراخور استعداد خود می دارد که نصیبه ازیں کمالات مذکوره بدیگر بندگان مقبول هم می رسد ، هر چند آیات واحادیث که دلالت براتصاف مقبولین بایں کمالاتِ مذکوره می دارد اگر همه رابالا استعیاب ذکر کردہ شود هر بیان وهر کمال علیحده علیحده شواهد از آیات واحادیث گذارینده شود نهایت تطویل کلام دریں مقام لازم آید نباء علیه بذکر چندے کمالات مذکوره اجمالاً که عمده ترین آن ها است دریں مقام اکتفا کرده شد پس می گوئم اما ثبوت وجاهت اجتبائی مرغیر انبیاء راپس مستفاد ازیں آیت می شود. اِذْ قَالَتِ الْمَلآئِكَةُ يَا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ. وقال الله تعالیٰ ! فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْبَتَهَا نَبَاتاً حَسَناً. ودریں کریمه ثانیه ذکر توجه و عنایت حضرت حق بسوئے حضرت مریم

Marfat.com

درسنِ طفولیت وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم ، لفاطمة ان الله اطلع علیٰ اهل الارض فاختار اباک وبعلک وذکر شعب آن تفصیلاً پس ذکر محبوبیت به نسبت رب العالمین دریں آیات و احادیث واقع شده الخ.

قال النبی صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم اللّٰهم اتینی باحب خلقک الیک یاکل معی هذاالطیر فجائه علی فاکل معه ، وقال النبی صلی اللّٰہ علیه ان اللّٰہ تبارک وتعالیٰ یحب اربعة واخبرنی انه یحبهم قیل یارسول اللّٰہ منهم لنا ، قال علی منهم یقول ذالک ثلاثه وابوذر ومقداد وسلمان امرنی یحبهم واخبرنی از یحبهم.

﴿منصب امامت صفحه ۳۸﴾

علی وسیلہ ھیں اِن کی اتباع کرو

ولیکن سیادت یعنی وسیلہ وساطت رَبّ العالمین اور بندگانِ مقبولین کے مابین فیضانِ غیبی کے حصول اور انحصارِ مقبولیت انہی لوگوں کی محبّت اور اتباع میں ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے،

Marfat.com

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ ،

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان،

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ ،

منافق نہ بنو

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں فرمایا کہ اِن سے محبّت وہی کرے گا جو مومن ہو اور بُغض وہی رکھے گا جو منافق ہو۔

اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علیؑ کے حقّ میں یہ دُعا مانگی کہ الٰہی جو علی کا دوست ہے تُو اُسے دوست رکھ اور جو علی کا دشمن ہے اُس کو تُو بھی دشمن رکھ۔

ہلاک ہوجاؤگے

اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ بھی فرمایا کہ میری اہلِ بیت کی مثال سفینۂ نُوح کی طرح ہے جو اِس سے وابستہ ہوا وہ نجات پا گیا اور جس نے اِس کی مخالفت کی وہ ہلاک ہوگیا۔

اور صحابہ کرام کو فرمایا! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں

Marfat.com

اگر تم ان دونوں سے تمسک کرتے رہے تو میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے اور وہ دو چیزیں ایک تو قرآن ہے اور دوسری میری عترت واہلبیت ہے۔

واما سیادت یعنی وساطت درمیان رب العالمین وعباد مقبولین در وصول فیض غیبی وانحصارِ مقبولیت درمحبت واتباع ایشان ، قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ " وقال اللّٰہ تعالیٰ " اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَابِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ "

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم فی حقہ علی لا یحبہ الا مومن ولا یبغض الامنافق قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم اللّٰھم من والاہ وعاد من عاداہ وقال صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا ومن تخلف عنھا ھلک ، وقال انی تارک فیکم الثقلین مان تمسکتم بھالن تضلوا بعدی کتاب اللّٰہ وعترتی اھل بیتی .

﴿منصب امامت صفحہ ۳۹، ۴۰﴾

Marfat.com

علی عالمِ کتاب اور علم لُدنی ہیں

اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں حضرت خضر علیہ السّلام کے متعلّق فرماتا ہے کہ ہم نے اُس کو علم الدُّنی عطا فرمایا،

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا .

اِس مقام پر عبد سے مراد خضر علیہ السّلام ہیں اور اصح قول یہ ہے کہ وہ جُملہ انبیاء میں سے نہیں اور کمالاتِ مذکورہ تفہیمِ غیبی ہے اور معنی اِس کے از رو نظر میں اِلقائے برکت ہے جو قوّتِ نظریہ کو کشاں کشاں راہِ راست پر لے آتی ہے۔ اور تجویز شدہ کو حق تک پہنچاتی ہے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سُلیمانؑ کے حق میں فرمایا!

ہم نے اُسے علم وحکمت عطا فرمائے اور ظاہر ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی عمر مبارک اُس وقت سات سال تھی اور آپ نبوّت کے منصب پر فائز نہیں تھے۔

اور حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا! مجھے اُس ذات کی قسم جس نے جنّت کو پیدا فرمایا اور دانے کو پھاڑا میرے پاس قُرآن ہے اور وہ فہم ہے جو اللہ تعالیٰ کتابِ مقدّس کے متعلّق فرماتا ہے۔

اور حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ہے کہ جب رسول اللہ

Marfat.com

صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے منصب قضاء کے سلسلہ میں اپنی ناتجربہ کاری کا اظہار کیا جس کے جواب میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میرے لئے دُعا فرمائی چنانچہ اِس کے بعد مجھے کبھی اپنے کسی فیصلہ میں شک پیدا نہیں ہوا۔

متن ملاحظہ فرمائیں !

وقال اللّٰہ تعالیٰ " فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَیْنَاہُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا" ومراد از عبد دریں مقام خضر اندو ایشان براصح اقوال از جملہِ انبیاء نیستنِد واز کمالاتِ مذکورہ تفہیم غیبی است ومعنی آن القائے برکت است درفکر و نظر کہ قوت نظریہ راکشان کشان برراہِ راست آردوبحق مشخص رساند ، قال اللّٰہ تعالیٰ " ففہمنہا سلیمان کلاً اتیناہ حکماً وعلماً" ظاہراست کہ حضرت سلیمان دریں زمان کہ ہفت سالہ بود بہ منصب نبوت فائز نشدہ بودند

وقال علی ﴿علیہ السلام﴾

والذی خلق الجنة والبراء والنسمتہ ما عندنا الا ہذا القرآن الا فہما یعطی رجل فی کتابہ وعن

Marfat.com

علی قال بعثنی رسول اللّٰہ ﴿ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم ﴾ الیٰ الیمن قاضیاً فقلت یارسول اللّٰہ ترسلنی والاحدیث السن ولا علم لی بالقضاء فقال ان اللّٰہ سیھدی قلبک ویثبت لسانک قال علی فما شککت فی قضاء.

﴿منصبِ امامت صفحہ ۴۲﴾

علی دارِ حکمت کا دروازہ ہیں

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السّلام کے متعلّق ارشاد فرمایا کہ ہم نے اُسے حکمت عطا فرمائی اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ میں دارِ حکمت ہُوں اور علی اس کا دروازہ ہیں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہم کے لئے دُعا فرمائی کہ الٰہی اِسے حکمت کا علم عطا فرما۔

قال اللّٰہ تبارک ولقد اٰتینا لقمان الحکمۃ ان اشکر للّٰہ " وقال رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم انا دارالحکمۃ وعلی بابھا ودعا صلی اللّٰہ علیہ وسلم لابن عبا س اللّٰھم علمہ الحکمۃ.

﴿منصبِ امامت صفحہ ۴۲﴾

Marfat.com

اِن تصریحات کا پس منظر اور پیش منظر

مندرجہ بالا تصریحات کسی رافضی کی پیش کردہ نہیں بلکہ وہابیہ کے شہید اور امام کی بیان کردہ ہیں لہٰذا ملّتِ وہابیہ کو اس پر بھی غور کرنا چاہئے تقویۃ الایمان کو حرزِ جان بنا رکھنے والوں کو منصب امامت پر بھی غور کرنا چاہئے اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ منصبِ اِمامت مُصنّف کو اپنی امامت کے لئے راہیں ہموار کرنے کے لئے اور صراطِ مُستقیم اپنے مرشد کی ولایت ظاہر کرنے کے لکھنا پڑی تھی تاہم وہابیہ کو تو اِسے مشعلِ راہ سمجھنا چاہئے۔

ہمارے خیال میں اِن اُمور پر غور کر لینے سے کچھ حرج نہیں کہ اگرچہ مصنف نے خود کو کمالاتِ انبیاء کرام کا مظہر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر اُس کا اِستدلال تو خُود ساختہ نہیں بلکہ اُس نے جو کچھ بھی بیان کیا قُرآن و حدیث ہی کی روشنی میں ہی کیا ہے، لہٰذا اگر آپ بھی خواہ مخواہ کی ضِد چھوڑ کر قُرآنِ مجید کی متعیّن کردہ شاہراہ مُستقیم پر آجائیں تو کیا حرج واقع ہوگا جبکہ اِس کے برخلاف سراسر نقصان اور تباہی ہے۔

آپ اپنے لئے نہ سہی مُلک و ملّت ہی کے لئے تھوڑا سا اِیثار کر لیں ہوسکتا ہے کہ اگر آپ چند نہایت ہی بد دیانت اور بد طینت قلمکاروں کی پذیرائی اور ہمنوائی چھوڑ دیں تو لالہ زارِ وطن کسی بھی وقت بھڑک اُٹھنے والی اُس آگ کے شعلوں سے بچ جائے جسے ہم پہلے خاکستر اور اب چنگاریوں

Marfat.com

کی صُورت میں دیکھ رہے ہیں،

شانِ حیدر سے ضد ہے تو نشانِ حیدر کی عزّت کے لئے ہی حالات کا تجزیہ کرلیں، آپ دراصل ٹھیک طور پر سوچتے نہیں ہیں اور ہنگامی طور پر آپ نتائج اخذ کرنے کے عادی ہیں ورنہ اگر آپ کبھی سلیقے سے غور فرمائیں تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی کہ یہ وطن یا علی کے نعرے لگانے والے شہیدوں کے خُون کی بُنیادوں پر اُستوار ہوا ہے لہٰذا دُشمنانِ علی بن کر اِس کی باگ ڈور کبھی ہاتھ نہیں آسکتی،

اِن الفاظ کے ساتھ ہی زیبِ عنُوان حدیث پاک کے ضمن میں آنے والی مُختلف مباحث کا اتمام کیا جاتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی اِسی سلسلہ کی ایک کڑی آیت کریمہ عِندہٗ عِلم الکتاب کے لطیف و دِلنواز مفاہیم و مطالب بیان کرنے سے تیسرے باب کا آغاز کیا جاتا ہے۔

منقولہ بالا آیتِ کریمہ کے ضمن میں آنے والی روایات اِس امر پر شاہدِ عدل ہیں کہ بابِ مدینۃ العلم حضرت علیؑ ہی وہ بحر العلوم ہیں جنہیں مدینۃ العلم کا دروازہ ہونے کا شرف حاصل ہوسکتا تھا۔

Marfat.com

بَابٌ

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ
وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ

﴿سورۃ الرعد ۴۳﴾

Marfat.com

تفسیر سے پہلے

اِس سے پہلے کے آپ "عندہ علم الکتاب" کی تفسیر کی لطافتوں سے بہرہ اندوز ہوں چند ایسی روایات ملاحظہ فرمائیں جن کی روشنی میں واضح ہو جائے گا کہ مولائے کائنات شیرِ خُدا باب مدینۃ العلم حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم ہی سب سے زیادہ اِس آیت کے مِصداق قرار پاتے ہیں،

اِس مقام پر اِس امر کی وضاحت ہو جانا ضروری ہے کہ منقولہ بالا آیتِ کریمہ کی تفسیر میں اِختلاف پایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے حق میں نازل ہُوئی ہے اِس اُمر کا فیصلہ تو آئندہ اَوراق کی تحریریں ہی کر سکیں گی تاہم یہاں پر صرف اِسی قدر بتانے پر اکتفاء کیا جاتا ہے کہ اگر اِس آیت میں کتاب سے مُراد قُرآنِ مجید ہے تو یہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے حق میں کسی بھی صورت میں نہیں ہو سکتی اور اگر اِس سے مراد توَریت ہے تو توَرات کا علم رکھنے والے تمام صحابہ میں حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم ہی سب سے بڑے عالم ہیں۔

بہر کیف! حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم کے قرآنِ مجید کے علاوہ دُوسری آسمانی کتابوں کے سلسلہ میں بھی اعلم النّاس کے متعلّق چند روایات

Marfat.com

ملاحظہ فرمائیں،

چونکہ جناب حیدر کرارؑ کا یہ فرمان آپ مُشکل کشا جلد اوّل میں بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں اور آئندہ اوراق میں شرح وبسط کیساتھ بیان ہوگا کہ آپ نے منبر پر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا !

مجھ سے پہلی کتابوں توریت وزبور اور انجیل سے سوال کرو میں تمہیں اِنہی کتابوں سے جواب دوں گا چنانچہ یہاں قُرآنِ مجید کے علوم کے بارے میں آپ کے فرامین ملاحظہ فرمائیں۔

عُلومِ قرآن اور مَولا علی

عُلومِ قرآن کے بارے میں مولائے کائنات مولا علی علیہ السّلام فرماتے ہیں،

﴿۱﴾ خُدا کی قسم کوئی آیت نازل نہیں ہوئی جس کے بارے میں میں نہیں جانتا، کہ اُس میں کیا ہے اور وُہ کہاں نازل ہُوئی اور کِس کے لئے نازل ہُوئی ہے بے شک میرے پروردگار نے مُجھے قلبِ سلیم، عقل وحکمت، اور زُبانِ ناطق عطا فرمائی ہے۔

﴿۲﴾ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ مُجھ سے اللہ کی کتاب کے بارے میں سوال کرو میں ہر آیت کے مُتعلق جانتا ہوں کہ وُہ رات کو نازِل ہُوئی یا دِن میدان میں نازل ہُوئی ہے یا پہاڑ پر۔

Marfat.com

متن ملاحظہ فرمائیں

﴿۱﴾ عن علی بن ابی طالب علیه السلام قال!
واللّٰه مانزلت آیت الاوقد علمت فیهم نزلت واین
نزلت ان ربی وهب لی قلباً عقولاً ولساناً ناطقاً.

﴿طبقات الکبریٰ جلد ۲ صفحه ۱۰۱،۱۳۳۸﴾
﴿صواعق محرقه صفحه ۱۲۷﴾﴿ابن عساکر حدیث ۱۰۳۸﴾
﴿تاریخ الخلفاء صفحه ۱۱۲﴾ ﴿حلیة الاولیاء جلد ۱ صفحه ۱۶۷﴾
﴿نساب الاشرف بلاذری جلد ۲ صفحه ۹۸﴾
﴿کنزالعمال جلد۶ صفحه ۳۹۶﴾

﴿۲﴾ قال علی سلونی عن کتاب اللّٰه فانه لیس
من آیة الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنهار ام فی
سهل ام جبل . .

﴿أسد الغابه جلد ۴ صفحه ۲۹﴾﴿الاصابه جلد ۴ صفحه ۲۷۰﴾
﴿حلیة الاولیاء جلد ۱ صفحه ۶۷﴾﴿طبقات الکبریٰ ابن سعد جلد ۲ صفحه ۳۳۸﴾
﴿الصواعق المحرقه صفحه ۱۲۸﴾ ﴿تاریخ الخلفاء صفحه ۱۱۲﴾
﴿تهذیب التهذیب لابن حجر جلد ۷ صفحه ۳۳۷﴾
﴿الاستعیاب جلد ۲ صفحه ۴۶۳﴾

ظاہر اور باطن کا عِلم

﴿۱﴾ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کے
قُرآنِ مجید سات قرأت میں نازل ہوا ہے اوراُن میں سے ایک قرأت بھی

Marfat.com

ایسی نہیں جس کے لئے ظاہر اور باطن کے معنی نہ ہوں اور حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے پاس ظاہر اور باطن دونوں کا علم ہے۔

﴿حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۶۵﴾

﴿۲﴾ ابی صہبا بکری سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ کوئی مجھ سے کتاب اللہ کی کسی بھی آیت کے متعلق سوال کرے میں اُس کو اُس کے بارے میں بتا دوں گا، پس ابن الکوا نے اُٹھ کر پُوچھا ذاریات ذرواً کیا ہے آپ نے فرمایا ہوائیں،

سیّدنا حیدر کرّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عُلوم قرآن کے سلسلہ میں بے شمار روایات آئندہ اوراق میں پیش ہونگی یہاں پر مزید ایک ایسی روایت پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا اُن اسرار و رموز پر مطلع ہونا ثابت ہے جنہیں نہ جبرائیلؑ جانتے ہیں نہ میکائیلؑ، ملاحظہ ہو۔

علی کا عِلم جبریلؑ بھی نہیں جانتے

حضرت علامہ امام عبدالباقی زرقانی اپنی مشہور زمانہ تالیف ''زرقانی علی المواہب'' میں شب معراج کے واقعات نقل کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کے سیّدنا عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور تاجدارِ ہَلْ اَتیٰ حیدرِ کرّار علی المرتضیٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ اِس سے پہلے کہ

Marfat.com

میں تم سے علیحدہ ہو جاؤں مجھ سے ایسے علم کے متعلّق پُوچھ لو جس کو نہ تو جبریل علیہ السلام جانتے ہیں اور نہ ہی حضرت میکائیل علیہ السلام جانتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے اُس عِلم کی تعلیم دے رکھی ہے جو آپ نے شب معراج میں سیکھی تھی۔

اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے کہ میرے ربّ نے شب اسریٰ میں بے شمار علوم مجھے سِکھائے، یہ اُنہیں عُلوم میں سے ہیں جو آپؐ نے مجھے سِکھادیئے ہیں۔

متن ملاحظہ کریں،

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنهما ، قال قال علی﴿ علیه السلام ﴾ علمنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مما علمه لیلة الاسریٰ ، قال علمنی ربی علو ماشتی فاعلمنی صلی اللّٰہ علیه و آلهٖ وسلم.

﴿ زرقانی علی المواهب الدنیه مطبوعه بیروت جلد ششم صفحه ۲ ۱ ۱ ﴾

﴿للعلامة عبدالباقی الزرقانی ﴾

نبی کے عِلم کا وارث علیؑ ھے

قارئینِ کرام! جلد اوّل میں امیر المومنین، سیّدالمسلمین، اِمام المتّقین غالب علیٰ کُل غالب حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام کے قُرآنِ ناطق

Marfat.com

ہونے پر مختصر سا مضمون ملاحظہ فرما چکے ہیں اور یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ سرورِ کائنات، فخرِ موجودات امام المرسلین، احمدِ مجتبیٰ حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے متعلّق واضح طور پر ارشاد فرمارکھا ہے کہ،

''علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے
ساتھ ہے اور یہ کبھی الگ الگ نہیں ہونگے حتی کے
دونوں حوضِ کوثر پر ہم سے مُلاقات کریں گے''

امام جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ زیرِ آیت ''مِنَ الْمَلَآئِکَةِ رُسُلاً،، کی تفسیر بیان کرتے ہوئے روایت نقل کرتے ہیں کہ نزولِ آیت کے بعد حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب صحابہ کرام میں بھائی چارہ قائم کیا تو حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کو اپنا بھائی بناتے وقت ارشاد فرمایا،

مُجھے اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ معبوث فرمایا ہے۔
''یا علی! میں نے تُجھے اپنی ذات کے لئے پسند کیا ہے، پس میرے نزدیک تو ایسے ہی ہے جیسے مُوسیٰ کے لئے ہارُون اور تُو میرا وارث ہے''

ارشادِ مُصطفیٰ سُنا تو حضرت علی علیہ السّلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﴿صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم﴾ آپ کی وراثت کیا ہے؟

حضور عَلیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا کہ ہماری وراثت وہی ہے جو پہلے انبیاء کرام کی ہے،

Marfat.com

جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم انبیاء کی وراثت کیا ہے؟

تو حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا!

اللہ کی کتاب اور انبیاء کی سُنت اور اے علیؑ تُو جنّت میں میری بیٹی فاطمہؑ کے ہمراہ میرے ساتھ میرے ہی محل میں رہے گا اور تو میرا بھائی ہے اور میرا ساتھی ہے۔

مندرجہ بالا روایت معہ دیگر بے شمار حوالہ جات کے ساتھ انشاء اللہ العزیز حدیثِ اخوّت کے تحت بیان ہوگی۔

یہاں ہم قارئین کو اِس عبارت کے صرف اُس ٹکڑے کی اہمیت سے روشناس کرائیں گے،

"قال ما ورثت الانبیاء ؟ قال کتاب اللّٰه و سنتهم؟"

یعنی حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا وارث بنا کر وراثت میں عطا ہونے والی جس چیز کی طرف اشارہ فرمایا، وہ اللہ کی کتاب، قُرآنِ مجید، اور آپ کی اپنی سُنّتِ مبارکہ ہے۔

علی بالا صالت وارث علمِ رُسول ھیں

اِس حدیثِ پاک کی تائید اِس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ عُلمائے کرام انبیاءِ کرام علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کسی کے

Marfat.com

دِل میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ اگر تمام علمائے دین ہی انبیاء کے وارث ہیں تو پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی کیا تخصیص ہے؟

مگر اِس سوال کا جواب مسطورہ بالا حدیث میں بالصراحت موجود ہے۔ حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخوتِ صحابہ کرام کے موقع پر خصوصیت کے ساتھ بھائی اور وارث ہونے کا اعزاز حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا فرمانا ہی اِس اَمر کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عِلم مقدّس کا بالاصالت اگر کوئی وارث ہوسکتا ہے تو وہ صُرف اور صرف تاجدارِ ہل اتیٰ شیرِ خدا حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم ہی کی ذاتِ مقدس ہے۔

اور دیگر تمام علمائے اُمت میں سے خواہ وہ کوئی بھی ہو علومِ رسالت کا بالنیابت ہی وارث قرار پا سکتا ہے۔ اس وضاحت کے بعد جس اَمر کا اظہار مقصود ہے وہ یہ ہے کہ زیب عُنوان روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو خاص طور پر جو وراثت میں عطا فرمایا وہ علمِ کتاب اور اتباعِ سُنت ہے۔

یہی وجہ ہے

یہی وجہ ہے کہ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہے، اور علی ہی سب سے زیادہ حضور کی سُنت کو جاننے والے ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہوتا

Marfat.com

ہے کہ قرآنِ مجید کے وہ تمام تر اسرار و رموز اور مفاہیم و مطالب اِمام انبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم کو ودیعت فرما دیئے تھے، جن کے بغیر اعزاز وراثت کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔

اندریں حالات یہ گمان کرنا کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم کے دامن کو جھٹک کر کسی دوسرے ذریعہ سے قرآنی علوم پر دسترس حاصل کی جا سکتی ہے تو یہ محض دیوانگی اور حقائق سے اعراض ہے۔

قرآن میں کیا ھے ؟

ہم جلد اوّل میں شرح وبسط کے ساتھ بتا چکے ہیں کہ کتابِ مقدّس قرآنِ مجید تمام تر علوم پر محیط ہے حتیٰ کہ لوحِ محفوظ جس پر ہر رطب دیابس مرقوم ہے وہ بھی قرآنِ مجید ہی میں موجود ہے۔ مگر اِن علوم و اسرار پر کامل دسترس ہر کسی کو حاصل نہیں اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ ہر شخص اُن تمام تر علوم و اسرار کو اپنے سینے میں سمو سکے جو صاحب قرآن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عطا فرمائے اور پھر وہ علوم حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس امانت کی صورت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف منتقل ہو گئے۔

بلا شک و رَیب قرآنِ مجید فُرقانِ حمید میں تمام تر عُلوم اجمالی طور پر موجود ہیں لیکن اُن عُلوم کی تفصیل پر کما حقہ، وہی شخص مطلع ہو سکتا ہے جس کو

Marfat.com

مہبطِ وحی الٰہیہ خُود اُس پر مُطلّع کریں کیونکہ اِس اجمال کی تفصیل کو صرف حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جاننے والے ہیں اور آپ ہی نے خصوصیّت کے ساتھ اِس تفصیل سے جناب علی علیہ السّلام کو آگاہ فرمایا، نیز یہ کہ قُرآن مجید کے متعلّق اللہ تبارکؑ وتعالیٰ کا واضح ارشاد قُرآنِ مجید میں ہی اِس طرح موجود ہے،

اور ہم نے آپ پر کتاب اُتاری جو تمام چیزوں کو بیان کرنے والی ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

﴿سورۃ النحل آیت نمبر ۸۹ پارہ ۱۴﴾

قرآن کی روشنی میں قرآن پڑھو

اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے علاّمہ جلال الدّین سیّوطی علیہ رحمۃ لکھتے ہیں کہ روایت نقل کی سعید بن منصور اور ابنِ ابی شیبہ نے اور عبداللہ بن احمد نے "زوائد الزہد" میں اور ابنِ ضریس نے "فضائل قُرآن" میں اور محمد بن نصر نے کتاب اللہ میں اور طبرانی اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص عِلم حاصل کرنے کا اِرادہ رکھتا ہے تو وہ قُرآن کی روشنی میں کرے کیونکہ قُرآن میں اوّلین و آخرین کا عِلم ہے۔

Marfat.com

متن یہ ہے۔

واخرج سعید بن منصور وابن ابی شیبة وعبد اللّٰہ بن احمد فی "زوائد الزھد" وابن الضریس فی فضائل القرآن و محمد بن نصر فی کتاب اللّٰہ والطبرانی والبیھقی فی شعب الایمان عن ابن مسعود وقال من اراد العلم فلینود القرآن فان فیه علم الاولین والآخرین.

﴿ تفسیر دُرِّ منثور جلد چھارم صفحہ ۱۲۸ ﴾

مندرجہ بالا روایت سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ قرآنِ مجید میں اوّلین وآخرین کے تمام عُلوم موجود ہیں۔ اور اِس اَمر کا اظہار کرنے والا بھی وہ شخص ہے جو صاحبِ علم الکتاب حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کا تلمیذِ ارشد اور شاگردِ خاص ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اِس قسم کا دعویٰ وہی شخص کر سکتا ہے جو یا تو اُن علوم سے خُود بہرہ مند ہو یا اُن کے متعلّق اُس نے کسی جاننے والے سے سُنا ہو۔

بہر حال بتانا یہ بھی تھا کہ قُرآنِ مجید میں علم الاوّلین بھی ہے اور علم الآخرین بھی اور اگر کوئی شخص علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو بقول ابنِ مسعودؓ قرآنِ مجید سے کرے۔

Marfat.com

نکتۂ دلنواز

قارئین! اس لطیف ترین نکتہ سے یقیناً لطف اندوز ہوں گے کہ ایک طرف تو جناب مولا مرتضیٰ شیرِ خدا حضرت علی حیدرِ کرار علیہ السلام کے اُستادِ گرامی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے کہ اگر تُم علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو بابِ مدینۃ العلم یعنی علیؑ کی وساطت سے حاصل کرو قُرآن آپ کے لئے جبھی اپنے سینے میں چھپے ہوئے علم و عرفان کے خزانے ظاہر کرے گا جب آپ قُرآنِ ناطق جناب علی علیہ السّلام کے دامن سے کامل طور پر وابستہ ہونگے۔

بصورتِ دیگر قُرآنِ مجید تمام تر علوم واسرار پر محیط ہونے کے باوجود آپ کے لئے حجاب ہی بناء رہے گا۔ خواہ آپ اپنے طور پر ظاہری علُوم کی کتنی ہی ڈِگریاں حاصل کرلیں۔ اور تفسیر کی کتنی ہی کتابیں ہضم کر جائیں۔

افسانہ نہیں حقیقت

قرآن اور علی میں مندرجہ بالا مناسبت محض افسانوی تخیّل یا فلسفیانہ نُکتہ آفرینی نہیں بلکہ قُرآن و حدیث کے متعدّد شواہد کا جوہر ہے اور جناب شیرِ خُدا علی علیہ السّلام کا اپنا فرمان اِس پر شاہد و عادل ہے کہ قُرآنِ مجید خاموش قرآن ہے اور میں بولنے والا قرآن ہوں چنانچہ آپ کے اِس ارشادِ عالیہ کو دیگر محدثین کے علاوہ خارجی عباسی کے معتمد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

Marfat.com

بھی ''ازالتہ الخفاء'' میں نقل کرتے ہیں اور یہ وہ کتاب ہے جس کی اکثر عبارتوں کو قطع برید کر کے عباسی نے اپنی کتاب ''خلافتِ مُعاویہ ویزید'' کی بنیادوں میں استعمال کیا۔

بہر حال شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ نقل کرتے ہیں!

''حضرت مرتضٰی ﴿علیہ السّلام﴾ فرمُود کہ ایں قرآنِ صامت است و مَن قُرآنِ ناطقم''

﴿ازالۃ الخفاء جلد اوّل ص ۱۵۳﴾

قُرآن حلق سے نہیں اُترتا

علاوہ ازیں ہمارے مندرجہ بالا موقف کی تائید میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی پیش کیا جاسکتا ہے کہ لوگ قُرآن پڑھیں گے مگر قُرآن اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا اور وہ لوگ دین سے اِس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔

یہ حدیثِ پاک دیگر سینکڑوں کتابوں کے علاوہ بُخاری، مُسلم میں بھی موجود ہے جسے پوری شرح وبسط کے ساتھ جنگِ صفین کے موقعہ پر نقل کیا جائے گا۔

یہاں صرف یہی بتانے پر اکتفاء کیا جائے گا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا یہ فرمان محض اور محض دُشمنانِ حیدر کرار علیہ السّلام یعنی خوارج وغیرہ کے لئے ہے اور یہ بات ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہے۔

Marfat.com

اِس حدیث کی موجودگی میں آسانی کے ساتھ یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ قُرآن صرف اُنہی لوگوں کے حلق سے اُتر سکے گا جن کے قلوب محبّتِ علی سے سرشار ہونگے۔

بصورتِ دیگر قُرآن کے اَسرار و رموز اور مفاہیم و مطالب سے آشنائی تو ایک طرف قُرآن کے ظواہر بھی حلق سے نیچے نہیں جائینگے خواہ الفاظِ قُرآنیہ کو کتنی ہی خُوش الحانی سے تلاوت کیا جائے۔

ناطقِ قُرآن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے شاگردِ رشید عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ قول ہے کہ عِلم کی روشنی کے حصُول کا اِرادہ ہو تو قُرآن سے رجوع کرو کیونکہ اِس میں عِلم الاوّلین والآخرین ہے اِن دونوں روایات کا تجزیہ کریں تو صاف صاف وضاحت ہوجاتی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عُلوم کے حصُول کے لئے صرف دو ہی ذریعے ہیں،

اور وہ علی اور قُرآن ہیں،

البتہ ان دونوں ذریعوں میں ایک اِنتہائی لطیف فرق ضرور موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ قُرآن مجید فُرقانِ حمید چونکہ کتابِ صامت اور جنابِ علیؑ کتابِ ناطق ہیں۔

قُرآن کو سمجھ کر قُرآن پڑھو

قُطب الاقطاب، فرد الاحباب ہمہ تاج الواصلین، اِمام المحدّثین

Marfat.com

سیّدی و مُرشدی امام عبدالوہاب شُعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بُخاری میں آنے والی یہ حدیث مبارکہ اُن لوگوں کے حقّ میں ہے جو قُرآن کی تلاوت کرتے ہیں مگر قُرآن اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترتا تو جاننا چاہیے کہ جو شخص مقام تلاوت قُرآن میں رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وارث نہیں یعنی جس کو علوم و اسرارِ قُرآن بطور وراثتِ مُصطفےٰ نہیں پہنچے وہ شخص حروفِ قُرآنیہ کو محض اپنے تصوّرات و تخیّلات کی صُورت میں ادا کرتا ہے مگر قُرآن کے مطالب و معانی کی تلاوت نہیں کرتا اور محض صرف پڑھتا ہے یہی وجہ ہے کہ قُرآنِ مجید کے حروف و الفاظ ادا کر لینے کے باوجود اس کے دل میں کوئی چیز نہیں اُترتی مندرجہ بالا روایت کی روشنی میں صاف طور پر وضاحت ہو جاتی ہے کہ قرآنِ مجید کے محض الفاظ و حروف کو پڑھ لینے سے اِن رموز و اسرار سے واقفیت حاصل نہیں ہوتی جن کو " تِبیَانًا لِکُلِّ شَیْءٍ " سے موسُوم کیا گیا ہے۔

فی حدیث البخاری فی الذین یقرون القرآن لا یجاوز حناجرھم اعلم ان من لم یکن وارثا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فی مقام تلاوتہ للقرآن انما یتلوا حروفا ممثلتہ فی خیالہ لا نہ ما تلا المعانی و انما تلا حروفاً فلا یصل الی قلبہ شیٔ۔

(الکبریت الاحمر مطبوعہ مصر ص ۲۰۱ مؤلفہ شعرانی)

Marfat.com

بہر حال ہمارے سامنے سینکڑوں ایسے شواہد مزید موجود ہیں جن کی روشنی میں وارث علومِ مُصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جناب علی المُرتضٰے علیہ اسلام کا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد قُرآنِ مجید کے ظاہری باطنی علوم کا تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہونا قطعی طور پر ثابت ہے مُنجملہ ایک یہ ہے کہ قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ارشاد فرمایا ! ''اے محبوب فرما دیجئے اللہ کافی گواہ ہے مجھ میں اور تم میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے''

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ
وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ

﴿سورۃ الرعد آیت ۴۳﴾

یہ آیت کس کے حق میں ہے

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے مختلف روایات بیان کی ہیں ایک روایت میں ہے کہ جس کے پاس کتاب کا علم کہا گیا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اپنی ہی ذات کریم ہے لیکن یہ روایت باطل بھی ہے اور ناقابلِ فہم بھی ہے کیونکہ اللہ تبارکؒ وتعالیٰ کا ذکر تو آیت کی ابتداء ہی میں موجود ہے یعنی قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا لہٰذا یہاں صاحب علم الکتاب سے کوئی دوسرا مراد ہے۔

Marfat.com

یہ حضور کے حق میں نہیں

اور اگر کوئی کہے کہ یہاں سے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بنفسہٖ مراد ہیں تو آپ کا ذکر بھی پہلے آچکا ہے بلکہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور اُمتّ مُصطفٰے کے بعد " من عنده علم الکتاب " کا تذکرہ آیا ہے اور درمیان میں واؤ عاطفہ بھی موجود ہے جو پہلے دونوں سے تیسرے کو الگ کرتی ہے حالانکہ یہ حقیقت بھی بدستور اپنے مقام پر موجود ہے کہ اللہ تبارک وتعالٰی سے براہِ راست علم الکتاب کو حاصل کرنے والے خود حُضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہی ہیں اور دُوسرا شخص جو بھی ہے وہ حُصولِ علم کے لئے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ہی مُحتاج ہے۔

یہ جبریل کے حق میں نہیں

مفسّرین ایک قول یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ "من عنده علم الکتاب" سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں لیکن وہ خود ہی اِس روایت کو قبول نہیں کرتے ویسے بھی یہ اَمر قرینِ قیاس نہیں کیونکہ جب جبریل علیہ السّلام حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے حُروفِ مُقطّعات کی تلاوت کرتے تو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے تھے ہم جانتے ہیں اور جبریل علیہ السّلام عرض کرتے محبوب آپ کیسے جانتے ہیں جب کہ اِن کی ماہیّت مجھے بھی معلوم نہیں بہرکیف یہ روایت جلد اول میں گذر چکی ہے۔

Marfat.com

راجح قول یہ ہے

یہ آیتِ کریمہ بعض روایات کے مطابق عُلمائے یہود جو ایمان لائے تھے مثل سلمان فارسیؓ اور عبداللہ بن سلامؓ وغیرہم کے حق میں بتائی جاتی ہے لیکن اکثر طور پر جس روایت کو راجح قرار دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ صرف حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہٗ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

مگر آیت مکّی ہے

مندرجہ بالا یہ راجح قول اپنے مفہوم کے اِعتبار سے تو قابلِ قبول ہوسکتا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن سلام توَرات کا علم رکھتے تھے لیکن واقعاتی طور پر یہ درست ثابت نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اکثر مُفسّرین کے نزدیک یہ آیت مکّی ہے جبکہ حضرت عبداللہ ابنِ سلام رضی اللہ عنہٗ نے مدینہ منوّرہ میں اِسلام قبول فرمایا

تفسیر ابن کثیر میں ہے ''اور اللہ تعالیٰ کا قول کہ وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے بصیغہ قِیلَ کہا کہ عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی ہے اور اِس روایت کے متعلق مجاہد نے کہا کہ یہ غریب قول ہے کیونکہ بے شک یہ آیت مکّی ہے اور حضرت عبداللہ بن سلام اُس اوّل وقت میں اسلام لائے جب حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مدینہ منوّرہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے۔

Marfat.com

وقولـه ومـن عـنـده عـلـم الكتاب قيل نزلت في
عبـدالـلّٰه بن سلام قاله مجاهد هذا قول غريب لان
هـذا آلائتـه مكيه و عبداللّٰه بن سلام انما اسلم في
اول مـقـدم الـنـبـى صـلـى الـلّٰـه عليـه و آلـه وسلم
المدينه.

﴿تفسیر ابن کثیر مطبوعہ مصر جلد سوم صفحہ ۲۷۳﴾

خاتمِ حفاظِ مصر علامہ جلال الدّین سیُّوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر دُرِ منشور میں اِس حقیقت کا اظہار یُوں فرماتے ہیں کہ،

روایت نقل کی سعید بن منصور، ابنِ جریر، ابنِ المنذر، ابنِ ابی حاتم نے اپنی کتابوں میں اور نحاس نے اپنی کتاب ناسخ میں حضرت سعید بن جبیرؓ سے کہ جب اُن سے پوچھا گیا کہ،

''من عندہٗ علم الکتاب'' حضرت عبداللہ ابنِ سلام کے حق میں ہے؟
تو اُنہوں نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے اور یہ سُورت تو مکّی ہے۔

واخرج سعيد بن منصور و ابنِ جرير و ابن المنذر
وابـن ابـى حـاتـم والـنـحـاس في ناسمنه عن جبير
رضـى الـلّٰه تعالىٰ عنه انه سئل عن قوله" ومن عنده
عـلم الكتاب " أهو عبد اللّٰه بن سلام قال و كيف و

Marfat.com

هذه السورة المكية.

﴿ دُرِ منثور جلد چهارم صفحه ۶۹ مطبوعه تهران﴾

عبد اللہ بن سلام کے حقّ میں کوئی آیت نہیں

اِس ضمن میں امام جلال الدّین سیوطیؒ مزید ایک یہ روایت بھی نقل فرماتے ہیں کہ ابنِ منذر نے شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت نقل کی کہ حضرت عبد اللہ ابنِ سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے لئے قُرآن میں کوئی بھی چیز نازل نہیں ہوئی۔

واخرج ابن المنذر عن شعبی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه ، قال ما نزلِ فی عبد اللّٰہ بن سلام رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه شئی من القرآن ،

﴿دُرِ منثور جلد ۴ صفحه ۶۹ ﴾

پیشوائے وہابیہ نواب صدّیق حسن بھُوپالی بھی زیرِ آیت اِن دونوں روایات کو اِس طرح نقل کرتے ہیں۔

اور شعبی سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن سلام کے حق میں قرآن مجید کی کوئی ایک آیت بھی نہیں۔ اور جب سعید بن جبیر سے پوچھا گیا کہ یہ آیت عبد اللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی ہے؟ تو اُنہوں نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ یہ سُورت ﴿الرعد﴾ تو مکّی ہے اور عبد اللہ بن سلام نے تو

Marfat.com

مدینہ منوّرہ میں اسلام قبول کیا۔

وعن شعبی ما نزل فی ابنِ سلا م شی من القرآن

وعن سعیدبن جبیر انه سئل آلا نااُھو ابنِ سلام

فقال کیف وھذاالسورۃالمکیه وعبداللّٰه سلام

اسلم بالمدینه

﴿تفسیر فتح البیان جلد سوم ص ۱۳۰ مطبوعه مصر﴾

مفسرین کی اِس تصریح سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ عبداللہ بن سلام کے علاوہ یہ آیت حضرت سلمان فارسیؓ اور دیگر احبار و علمائے یہود جو مسلمان ہو گئے تھے کے حق میں ثابت نہیں کی جاسکتی کیونکہ وہ لوگ بھی مدینہ منورہ میں ہی دولت اسلام سے مُشرف ہوئے تھے۔

اَب کِدھر جائیں

اِس آیتِ کریمہ کے مُتعلق جس قدر بھی اقوالِ آئمہ تفسیر نے نقل کئے ہیں وہ ہدیہ قارئین کر دیئے گئے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر یہ آیت کسی ایک پر بھی کامل طور پر چسپاں نہیں ہوتی تو پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ اِس کا ذکر کیوں فرمایا کہ ''

" وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابُ "

جب کہ پہلا جملہ اللہ تعالیٰ کا حضور سرورِ کائینات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور آپ کی ساری اُمّت پر گواہ ہونا بہر صورت کافی ہے۔

Marfat.com

یعنی " قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیداً بَینِي وَ بَینَکُم "

لہٰذا اب اِس کے سوا چارۂ کار نہیں کہ اللہ تبارکؑ وتعالیٰ اور اُس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے اُس مقدس ہستی کو تلاش کیا جائے جو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کی اُمت کے درمیان خُداوندِ قدوس کی شہادت میں بھی شامل ہے۔

اور اُس کے پاس تمام کتاب کا بھی عِلم ہے۔ تو اُس کے لئے خالقِ کائنات کا قُرآنِ مجید میں واضح طور پر ارشاد ہے کہ،

فاسئلو اهل الذكر،

یعنی جب تُمھیں کسی مُشکل کا سامنا ہو تو اس کا حل اہلِ ذکر سے دریافت کرو۔

اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ اہلِ ذکر تو کروڑوں کی تعداد میں ہونگے ان حالات میں کسی ایک کی تخصیص کیسے کی جائے؟

تو اِس کے لئے کُتب و تفاسیر و احادیث میں بِالوضاحت بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی اہلِ بیتِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں۔ اور بالاصالت اہلِ ذکر بھی یہی خانوادۂ نُور ہے۔ اگرچہ بِالنیابت دُوسرے بھی کروڑوں خوش نصیب ہوں۔

علاوہ ازیں اِس امر کی تصدیق حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اِس فرمان سے بھی ہوتی ہے جو آپ نے صحابہ کرام کو مخاطب کرتے

Marfat.com

ہوئے اپنی اُمت کے لئے جاری فرمایا کہ "میں تم میں قرآن اور اہلبیت دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر تم اِن دونوں سے وابستہ رہے اور اِن کا دامن مضبوطی سے تھام رکھا تو تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے"

قرآن والوں سے پوچھ لیں؟

خدا اور رسول کی طرف سے اِس واضح ترین رہنمائی کے بعد ہمیں اِدھر اُدھر بھٹکنے کی بجائے دامانِ اہلبیت میں ہی پناہ حاصل کرنی چاہیے کیونکہ جب ہم اِن مقدس نفوس سے اپنی مشکل کا حل طلب کریں گے تو ہمیں مایوسی کا منہ نہیں دیکھنا پڑیگا، چنانچہ اِس سلسلہ میں سب سے پہلے شہنشاہِ مملکتِ تقدّس وطہارت بحرالعلوم، اِمام الآئمہ سیّدنا ومرشدنا حضرت امام باقر ابن سیّد الساجدین اِمام زین العابدین علیہما وعلیٰ آباءِ الکرام الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

یہ آیت حضرت علی کے حق میں ہے

مشہور مفسرِ قرآن علاّمہ ثعلبیؒ اور معروف مُحدّث اور سیرت نگار علامہ ابن مغازلی اپنی اپنی اسناد کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابنِ عطا فرماتے ہیں کہ حضرت اِمام محمدؑ باقر علیہ السّلام مسجد میں تشریف فرما تھے اور میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ میں نے وہاں حضرت عبداللہ بن سلام کے بیٹے کو دیکھا تو کہا کہ یہ اُس شخص کا بیٹا ہے جس

Marfat.com

کے حق میں یہ آیت آئی ہے کہ اُسے کتاب کا علم ہے، امام عالی مقام حضرت محمد باقر علیہ السلام نے سن کر فرمایا کہ یہ آیتِ کریمہ علی ابنِ ابی طالبؑ کے حق میں آئی ہے۔

متن ملاحظہ ہو۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ الثعلبى وابن المغازلى بسنديهما عن عبدالله بن عطا قال كنت مع محمد الباقر ﴿عليه السلام﴾ فى المسجد فرائت ابن الذى، عنده علم الكتاب قال انما ذالک علی ابن ابی طالب.

﴿ينابيع المودة جلد ١ صفحه ١١٣﴾

علامہ ثعلبی اور علامہ ابنِ مغازلی کے علاوہ اِس روایت کو حافظ الحدیث اور ثقہ محدّث حافظ ابو نعیم صاحبِ حلیۃ الاولیاء ودلائل النّبوۃ نے بھی نقل فرمایا ہے، چنانچہ لکھا ہے کہ ثعلبی اور ابو نعیم نے اپنی اسناد کے ساتھ محمد بن حنیفہؒ کی روایت زادان نے بیان کی کہ محمد بن حنیفہ نے فرمایا ''کہ قرآنِ مجید کی آیت،

من عنده علم الكتاب ، جناب علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے حق میں ہے۔

فضیل بن یسار کی روایت ہے کہ حضرت اِمام باقر علیہ السّلام نے

Marfat.com

فرمایا کہ آئتِ کریمہ ''

ومن عندہ علم الکتاب ،، یعنی وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے اِس سے مُراد حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام ہیں۔ متَن ملاحظہ فرمائیں!

الثعلبی و ابو نعیم بسندیهما عن زادان عن محمد بن الحنفیة قال " من عنده علم الکتاب " علی ابن أبی طالب .

عن الفضیل بن یسار عن الباقر علیه السلام قال هذا الآئته نزلت فی علی علیه السلام،

﴿ینابیع المودة جلد ۱ صفحه ۱۰۳﴾

ارشادِ صادق علیہ السّلام

امام الآئمہ، سرتاجِ ولایت مُرشدنا وہادینا امام جعفر الصّادق علیہ وعلیٰ آباءِ الصلوٰۃ متذکرہ روایت کے متعلق مزید وضاحت فرماتے ہیں۔

آپ کا ارشادِ گرامی ہے !

'' خُدا کی قسم! ہمارے پاس تمام کتاب کا علم موجود ہے جبکہ سُلیمان بن داوٗد علیہما السلام کے وزیر کو اسمِ اعظم کا محض ایک حرف اور کتاب میں سے کچھ علم حاصل ہوا تھا، اللہ تبارکؑ وتعالیٰ نے فرمایا ہے اُس کے پاس کتاب میں سے علم تھا یعنی کتاب کا بعض علم تھا اُس نے کہا کہ میں آنکھ جھپکنے

Marfat.com

سے پہلے بلقیس کا تخت لا دیتا ہوں،

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لئے فرمایا کہ ہم نے اُس کے لئے تختیوں پر ہر نصیحت تحریر فرمادی،

اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے لئے فرمایا کہ اُنہوں نے کہا اور میں اِس لئے آیا ہوں کہ تُم پر وہ بعض باتیں واضح کردوں جن پر تُم جھگڑتے ہو یعنی بعض کلمات اور حضرت علی علیہ السّلام کو فرمایا اُس کے پاس تمام کتاب کا علم ہے اور فرمایا کہ کوئی خُشک وتَر ایسا نہیں جو قُرآنِ مجید میں موجود نہ ہو اور یہ کتاب حضرت علی علیہ السلام کے پاس ہے۔"

متن ملاحظہ فرمائیں !

وقال الصادق علم الكتاب كله واللّٰه عندنا واما اعطى وزير سليمان بن داؤد عليهما السلام انما عنده حرف واحد من الا الاسم العظم وبعض الكتاب كان عنده قال اللّٰه تعالىٰ " قال الذى عنده علم من الكتاب " اى بعض الكتاب ، قال الذى " انا اتيک به قبل ان يرتد اليک طرفک" ﴿النمل﴾ قال اللّٰه تعالىٰ موسىٰ عليه السلام ". وكتبنا له فى الالواح من كل شئ موعظة " ﴿انعام١٤٥﴾ وقال فى عيسىٰ عليه السلام "

Marfat.com

لابین لکم بعض الذی تختلفون فیه " ﴿ زخرف ٦٣ ﴾ ای بکلمة بعض وقال فی علی علیه السلام ، ومن عنده علم الکتاب وقال لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ، هذا الکتاب عنده .

﴿ ینابیع المودة جلد اول صفحه ١٠٣ ﴾

قولِ صادقؑ کی دلیل

سیّد السّادات، امیرِ کائنات سیّدنا و مُرشدنا اِمام ہمام امامِ عالی مقام امام جعفر الصّادق علیہ السلام وعلیٰ آباءِ الکرام واولادہِ العظام الصلوٰۃ والسلام کی اِس تفسیرِ مبارکہ کی تائید رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اِس فرمانِ مقدّس سے بھی ہوتی ہے۔ جناب عطیہ بن عوفی سے روایت ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے آیتِ کریمہ"

وَالّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْم مِنَ الکِتَابُ ، کے متعلق پوچھا یعنی وہ شخص جس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا، تو آپ نے فرمایا کہ وہ شخص سلیمان بن داؤد علیہما السّلام کا وزیر تھا۔ پھر میں نے اللہ تبارکؔ وتعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق سوال کیا "وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الکِتَاب یعنی وہ شخص کون ہے جسے تمام کتاب کا علم ہے تو آپؐ نے فرمایا !

"یہ شخص میرا بھائی علی ابنِ ابی طالب ہے۔"

Marfat.com

متن ملاحظہ فرمائیں !

عن عطیة العوفی عن ابو سعید الخدری رضی اللّٰہ
عنـه قـال مسئلت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و آله
وسـلم عن هذا الآیة " الذی عنده علم من الکتاب
" قال ذلک وزیرا سلیمان بن داؤد علیهم السلام
مسئلـه عـن قـول الـلّٰہ عزوجل " ومن عنده علم
الکتاب " ؟ قال ذالک اخی علی ابن ابی طالبؑ .

﴿ینابیع المودة جلدا صفحہ ۱۰۴ مطبوعہ تہران﴾

﴿المناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ صفحہ ۲۹﴾

عِلمِ کتاب کیا ھے ؟

اِس سے پہلے کہ ہم سیّدنا حیدر کرارؓ کے صاحبِ علمِ کتاب ہونے پر دیگر دلائل پیش کریں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قُرآن مجید کا عِلم معمولی چیز نہیں قُرآنِ مجید اُس خُداوندِ قُدّوس کا کلام ہے جس نے تمام کائنات اَرضی وسماوی اور اِس کے علاوہ تمام تر مَوجودات ومخلوقات کو ایک لفظ کُن سے پیدا فرمادیا،

قُرآن مجید اُن تمام تر علُوم واَسرار کا جامِع ہے جو پہلے انبیاء کرام کو عطا فرمائے گئے،

قُرآنِ مجید کلامِ خُداوندی کے اُن معجزات کا مخزن ومعدن ہے جو ہر قاری پر نئے سے نئے انداز میں رُونما ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ تا اَبدالآباد

Marfat.com

جاری و ساری رہے گا،

حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، امام الانبیاء احمدِ مجتبیٰ حضرت محمّد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تمام انبیاء و مُرسلین کے سردار اور تمام مخلوقات سے اعلیٰ و افضل ہیں، لہٰذا آپ پر اللہ تبارکؐ وتعالیٰ نے کتاب بھی ایسی ہی اُتاری جو تمام کُتب و صحائفِ سابقہ سے افضل و اعلیٰ ہے، بلاشُبہ انبیاء سابقین پر خُدا تعالیٰ کی نازل کردہ کتابیں بھی رموز و اسرارِ الٰہیہ کا خزانہ تھیں مگر اُن پر اُسی قدر اسرار و حقائق منکشف کرنا ضروری تھا جن کی ضرورت تھی،

حضور رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نبوّت و رسالت کو قیامت تک باقی رہنا تھا اِس لئے اللہ تبارکؐ وتعالیٰ نے اپنے محبوب پر ایسی کتاب اُتاری جو قیامت تک کے لئے ہر طبقہ کے لئے راہنمائی کرے۔

قُرآنِ مجید کے ظواہر کو ہی لے لیجئے اور پھر غور کیجئے کہ دُنیا کا ایسا کونسا علم ہے جس کی نشاندہی آیاتِ قُرآنیہ میں موجود نہیں، سیاست ہو یا سائنس ریاضی ہو یا عمرانیات دُنیا بھر کا کوئی بھی مسئلہ تو ایسا نہیں جس کا حل قُرآنِ مجید میں موجود نہ ہو،

ایسے ہی قُرآنِ مجید کے باطنی رموز و اسرار پر آگاہی حاصل کرنے والے صاحبانِ علمِ طریقت و معرفت سے جس قدر بھی خوارق و کرامات کا ظہور ہُوا ہے وُہ قُرآنِ مجید ہی کے باطنی اثرات کا مُعجزہ ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر جناب آصف بن برخیا کے

Marfat.com

پاس کتاب ہی کے علم کا کچھ حصہ تھا جس کے اثرات کا ظہور اِس طرح ہوا کہ ملکہ بلقیس کا طویل و عریض تخت پلک جھپکنے سے پہلے سینکڑوں میل کا سفر طے کر کے آ گیا۔

قرآن بلا وجہ بیان نہیں کرتا

قرآنِ مجید نے اِس واقعہ کا خود اظہار فرمایا اور قرآنِ مجید بلا وجہ کوئی واقعہ بیان نہیں کرتا، اِس قصّے کے بیان سے منشاء ایزدی یہ تھا کہ لوگ کتابِ مُبین و مُحکم قرآنِ مجید پر غور و تدبّر کریں، یہاں یہ اُمر بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قرآنِ مجید کو پڑھ لینے سے یا قرآنِ مجید کو حفظ کر لینے سے یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ قرآن کا عِلم سیکھ لیا گیا ہے، جیسا کہ بعض جہلاء یہ گمان کرتے ہیں کہ قرآنِ مجید کے ظواہرات کا عِلم ہو جانا ہی کافی ہے اور محض ظاہری معنوں سے ہی سے تعلیمِ قرآن کا مقصد پورا ہو جاتا ہے حالانکہ ایسا گمان کرنا قرآنِ مجید کی واضح ترین توہین کرنا ہے، اِس لئے کہ زبور شریف جو قرآنِ مجید کے سرچشمہء علوم کا ایک حِصّہ ہے اُس میں سے کسی ایک حصّے یا جملے کے باطنی عالم کا یہ حال تھا کہ اُس نے جنّوں کے سردار کی قوّت کو چیلنج کرتے ہوئے آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے تختِ بلقیس کو منگوا لیا، اب یا تو یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ زبور کا وہ علم قرآن میں نہیں ہے جس کہ بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آصف بن برخیا کے لئے ارشاد فرمایا کہ "عندہ علم من

Marfat.com

الکتاب " بصورتِ دیگر یہ تسلیم کرنا ازبس ضروری ہے کہ قُرآن مجید میں وہ تمام علوم واسرار موجود ہیں جنہیں جان لینے والا تمام کائناتِ ارضی وسماوی پر مُتصرف ہوجاتا ہے، اور وہ اِس علم کی برکت سے تمام انبیاء کے معجزات کے مظاہر کرامات کی صُورت میں ظاہر کرسکتا ہے،

بلکہ حقّ بات یہ ہے کہ اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جس قدر بھی کرامات کا ظہور ہُوا یا ہوتا ہے وہ قُرآنِ مجید ہی کے لفظوں کے اسرار کا ظہور ہے۔

غوثِ اعظم کے فرامین

غوث الثّقلین، شیخ الکُل، اِمام الاولیاء واَصفیاء سیّدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرامین وکرامات قُرآنِ مجید ہی کا تو مُعجزہ ہیں آپ کا وہ راز قُرآنِ مجید کا ہی علم تو ہے جس کے متعلّق آپ فرماتے ہیں کہ

اگر میں اپنا یہ راز سُمندر پر ظاہر کردُوں تو وہ خشک ہوجائے۔

اور اگر میں اپنا راز پہاڑ پر ڈال دُوں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے،

اور اگر میں اپنا راز بھڑکتی ہوئی آگ پر ڈال دُوں تو وہ سرد ہوجائے،

اور اگر میں اپنا راز مُردے پر ڈال دُوں تو وہ زِندہ ہوکر کھڑا ہوجائے،

اور اِن تمام اُمور کی وجہ آپ نے اِس سے پہلے بیان کی ہے کہ مُجھ کو

Marfat.com

رازِ قدیم پر اطلاع کی دی گئی ہے جبکہ یہ رازِ قدیم قرآنِ عظیم ہی کے اسرار میں سے ہے۔

قرآن خود شاهد هے

کاشف الغمہ اِمام الائمہ سیّد الاصفیاء فخرِ سادات سلطان الاولیاء والتقیاء حضرت اِمام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس قرآنِ مجید کا وہ علم ہے کہ اگر ہم اِس کا ایک شمّہ پہاڑوں پر ڈال دیں تو وہ اپنی جگہ چھوڑ دیں،

اِمام صادق و مصدوق اِمامِ برحق سیّدنا امام جعفر صادق علیٰ آباہٖ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمانِ عالیشان یُونہی نہیں کر دیا اور نہ ہی آپ کا یہ دعویٰ بے دلیل ہے بلکہ فی الحقیقت آپ کے پاس قرآنِ مجید کا ایسا ہی علم تھا جیسا کہ زیبِ عُنوان آیتِ مُقدّسہ عندہ علم الکتاب کی تفاسیر سے ظاہر ہے۔

بلکہ قرآنِ مجید کے بارے میں قرآنِ مجید میں ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشاد بِالصراحت موجود ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو پہاڑوں پر نازل کرتے تو پہاڑ پھٹ جاتے اور ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

اسرارِ قرآنی اور ظهورِ کرامت

بتانا یہ تھا کہ قرآنِ مجید کے اسرارِ باطنیہ کو جان لینے سے ہی اولیاء

Marfat.com

اللہ سے ظہورِ خوارق اور صُدورِ کرامت ہوتا ہے اور قرآنِ مجید کے کسی لفظ کے اَسرارِ باطنیہ کے حصُول سے ہی تقرّبِ خُداوندی حاصل ہوتا ہے جو ولایت کا مقصدِ اوّلین اور اعلیٰ ترین مرتبہ ہے۔

جیسا کہ سابقہ اَوراق میں بتایا گیا ہے کہ سیّدنا حیدر کرّار شیرِ خُدا حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم منبعِ ولایت ہیں اِس لئے ضروری تھا کہ اُن کے پاس کتاب کا وہ علم ہوتا جو اُممِ سابقہ کے اَولیاء کرام پر حُجّت بھی ہوتا اور قیامت تک آنے والے اولیاء اللہ کی رہنمائی بھی کرتا۔

زیبِ عُنوان آیتِ کریمہ عندہ عِلم الکتاب حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے عِلمِ مُبارک پر خُداوندِ قُدّوس کی سب سے بڑی گواہی ہے اور اِس کی شہادت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کے حضرت علیؓ کے پاس کِتاب کا علم ہے اور حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا یہ ارشاد کہ علیؓ شہرِ علم وحکمت کا دروازہ ہیں ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں ہیں جو ایک دُوسرے کے ساتھ پورے طور پر مُنسلک ہیں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے اَعلم النّاس ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

قارئین کے لئے اِس مقام پر جان لینا بھی از بس ضروری ہے کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کا اعلم النّاس ہونا کسی بھی شخص کے علم کی نفی نہیں کرتا بلکہ اِس سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ دُوسروں سے زیادہ جانتے

Marfat.com

ہیں جیسا کہ اوراقِ سابقہ میں متعدد روایات گذر چکی ہیں۔

بہرکیف! بابِ مدینۃ العلم سیّدنا حیدر کرّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام تر علوم کے جامع ہیں قُرآنِ مجید کے الفاظ کے ظاہری معنی ہوں یا باطنی اُسرارو رموز حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم پر کامل طور پر مُنکشف تھے یہی وجہ ہے کہ آپ منبر پر بیٹھ کر کہا کرتے تھے کہ قُرآنِ مجید کے بارے میں جو بھی پُوچھنا ہے مجھ سے پُوچھ لو،

علاوہ ازیں قُرآن مجید کے اسرار و رموز کو جان لینے ہی کے یہ اثرات ہیں کہ آپ آسمانی اُمور میں بھی تصرّف فرما لیتے تھے جبکہ جناب آصف بن برخیا عِلمِ زُبور کی برکت سے تختِ بلقیس کو لانے کے لئے صرف زمین پر ہی متصرّف ہوئے تھے۔

مُناسب یہ ہے

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس مقام پر چند ایک ایسی روایات پیش کردی جائیں جن سے مولائے کائنات کا مُتصرّف کائنات ارضی وسماوی ہونا واضح طور پر ثابت ہوجائے۔ اِس سلسلے میں ہمارے سامنے بیشمار کتابیں اور حوالے پڑے ہوئے ہیں مگر اُن سب کو یہاں لانا نہایت مُشکل اَمر ہے اِس لئے تاجدارِ عرب وعجم حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دو ایسے عُشّاق کی کُتب سے استفادہ کیا جارہا ہے جن کا عاشقِ رسول ہونا مسلّم ہے

Marfat.com

جن کی وجاہتِ علمی مُصدّقہ اور جن کی ولایت اہلِ سُنّت کے نزدیک متفق علیہ ہے،

اِن میں سے ایک بزرگ قُطب الواصلین امامِ زمانہ عاشقِ رسول حضرت مولٰنا عبدالرحمٰن جامی قُدّس سِرّہٗ السّامی ہیں اور دوسرے بزرگ شیخ المشائخ، وحید العصر قُطبِ ربّانی حضرت علامہ محمد اسماعیل بن یُوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، درج ذیل اِقتباس بالترتیب ہر دو حضرات کی کُتب شواہد النبوت اور جامع کراماتِ اولیاء سے پیش کیے جا رہے ہیں ملاحظہ کریں اور غور فرمائیں، کہ!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب دانائے کُلِ غیوب حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت علی مُرتضٰی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے دامن کو علوم و اَسرارِ قُرآنیہ کی دولت سے کس قدر معمور فرما رکھا ہے،

آپ کو اِن کرامات میں مولا علی شیرِ خُدا کے لامتناہی اور لاحصرِ عِلم مبارک کی جھلکیاں بھی نظر آئیں گی،

آپ کے تصّرف فی الارض وَالسّماءٗ کے مناظر بھی سامنے آئیں گے آپ کے اُمورِ غیبیہ پر مطلع ہونے کے آثار بھی نُمایاں ہونگے اور یہ بھی واضح ہوگا کہ آپ رسول اللہ کے علوم کے وہ وارثِ کامل واکمل ہیں جنہیں آپ نے اپنا وصی بھی فرمایا اور اُن کا تذکرہ کُتب سابقہ میں بھی مذکور ہے۔

Marfat.com

علیؑ کے لئے سورج کی دوبارہ واپسی فرمانِ مصطفیٰؐ سے

خُدا تعالیٰ نے آپؓ کے لئے دو دفعہ سورج کو مغرب سے لوٹایا پہلی دفعہ عہدِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں اور دُوسری دفعہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے انتقال کے بعد۔

حضرت اُمِ سلمہ، حضرت اسماء بنتِ عمیس، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک دن آپ کے ہاں مقیم تھے اور آپ حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کے پاس بیٹھے تھے اچانک حضرت جبریل علیہ السّلام وحی لائے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ ولسّلام نے نے گرانیِ وحی کے باعث اپنا سرِ انور حضرت علیؑ کی رَان سے نہ اُٹھایا۔ جناب امیر المومنین علیؓ نے بیٹھے بیٹھے اشاروں سے نماز ادا کر لی۔ جب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ذاتِ گرامی سے ثقل و گرانیِ وحی ختم ہوئی تو پُوچھا،

اے علیؓ! تمہاری عصر کی نماز فوت ہو گئی ہے۔

اُنہوں نے عرض کی، حضور! میں نے بیٹھے بیٹھے اشاروں سے نماز ادا کر لی تھی۔

Marfat.com

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! دُعا کروں کہ ربّ العزّت سورج کو لوٹا دے تا کہ تُم نمازِ عصر بَروقت ادا کرلو۔

حضور علیہ السّلام نے دُعا فرمائی تو آفتاب پلٹ آیا اور ایسا معلوم ہُوا جیسے نمازِ عصر کا وقت تھا۔ اِس طرح حضرت علیؓ نے نماز بروقت ادا کی۔

حضرت اسماء بنتِ عمیس فرماتی ہیں جب سورج غُروب ہوا تو آرا چلنے کی آواز سُنائی دیتی تھی۔ یہ قصّہ چونکہ پہلے گزر چکا ہے اور چونکہ روایتوں میں تفاوت تھا اِس لئے دوبارہ مذکور و مرقوم ہوا۔ حضور علیہ السّلام کی وفات کے بعد جو واقعہ پیش آیا وہ یُوں ہے:

دُعائے مُرتضیٰ سے

آپؓ بابل کی طرف جا رہے تھے تو فُرات سے گزر کر نمازِ عصر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ادا کرنے کا ارادہ ہُوا۔ آپ کے ساتھیوں نے دریائے فُرات سے اپنی سواریاں گزارنی شروع کر دیں یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا اور ان کی نماز قضاء ہوگئی۔ وہ چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ حضرت علیؓ نے سُنا تو اللہ تعالیٰ سے سُورج کو لوٹانے کی التجاء کی تا کہ ان کے ساتھی نماز گزار لیں۔

اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے آپ کی دُعا قبول فرمائی، آفتاب نکل آیا اور عصر کا وقت ہوگیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو سُورج غروب ہوگیا اور اس

Marfat.com

میں سے ہولناک آواز آنے لگی، لوگوں پر خوف و ہراس چھا گیا اور وہ سُبحان اللّٰہ۔ لَاالِہَ الا اللّٰہ، اور اَستَغفِرُ اللّٰہ پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

چشمہ کہاں سے نِکالا

جس وقت آپ جنگِ صفین میں مشغول تھے آپ کے ساتھیوں کو پانی کی سخت ضرورت پڑی۔ لوگ دائیں بائیں دوڑے لیکن پانی دستیاب نہ ہُوا۔ حضرت امیر المومنینؓ نے اپنی توجّہ ایک کنویں سے ہٹائی تو لق ودق صحرا میں ایک کلیسا نظر آیا۔ آپؓ نے اِس کلیسا میں رہنے والے سے پانی کے متعلق پُوچھا!

اُس نے کہا! یہاں دو فرسنگ کے فاصلے پر پانی موجود ہے۔

آپ کے ساتھیوں نے کہا اے امیر المومنینؓ! ہمیں اجازت دیجئے شاید ہم اپنی قوّت ختم ہونے سے پہلے پانی تک رسائی حاصل کرلیں،

حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا! اس کی کیا حاجت ہے؟ پھر آپ نے اپنے خچّر کو مغرب کی طرف ایڑ لگائی اور ایک طرف اشارہ کر کے فرمایا! یہاں سے زمیں کھودو، ابھی تھوڑی ہی زمین کھودی گئی تو نیچے سے ایک بڑا پتھر نکلا جسے ہٹانے کے لئے کوئی ہتھیار بھی کاری گر نہ ہوسکا۔

حضرت امیر المومنینؓ نے فرمایا! یہ پتھّر پانی پر واقع ہے اسے اُکھاڑ

Marfat.com

پھینکو۔ آپ کے ساتھیوں نے ہر چند کوشش کی لیکن اُسے اپنی جگہ سے ہلا نہ سکے۔ اِس پر جناب امیر اپنے خچرّ سے نیچے تشریف لائے اور اپنی آستین چڑھا کر اپنی اُنگلیاں اُس پتھر کے نیچے رکھ کر زور لگایا۔ اُس پتھّر کو پانی سے ہٹایا تو نیچے سے نہایت ٹھنڈا میٹھا اور صاف پانی نکل آیا۔ ایسا صاف کہ تمام سفر میں اُنہوں نے ایسا پانی نہ پیا تھا۔

سب نے پانی پیا اور جتنا چاہا بھر لیا۔ پھر حضرت امیرؑ نے اس پتّھر کو اُٹھا کر چشمہ میں رکھ دیا اور فرمایا: اِس پہ خاک ڈال دو،

جب راہب دَیر نے ان احوال کا مشاہدہ کیا تو کلیسا سے نیچے اُتر کر حضرت امیرالمومنینؑ کے حضور میں آیا اور سامنے کھڑا ہو کر پُوچھا ! کیا آپ پیغمبر و مُرسل ہیں؟

حضرت امیرؑ نے فرمایا ! نہیں

اُس نے پوچھا ! کیا آپ کوئی مَلک مُقرّب ہیں ؟

حضرت امیرؑ نے فرمایا ! نہیں

اُس نے پُوچھا! پھر آپ کون ہیں؟

حضرت امیرؑ نے فرمایا ! میں وصئ پیغمبر مُرسل جناب مُحمّد خاتم النّبیّن صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہوں۔

راہب کہنے لگا! ہاتھ بڑھایئے تا کہ میں آپ کے ہاتھ پر اِسلام قبول کروں۔

Marfat.com

حضرت امیرؓ نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تو راہب نے کہا!

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَلِىٌّ وَصِىُّ رَسُولِ اللّٰهِ۔

بعدازاں حضرت امیرؓ نے اس سے پوچھا! اِس کی کیا وجہ ہے کہ تُم مُدّت سے پہلے اپنے دین پر کاربند تھے اور اب تُم ایمان لے آئے ہو ؟

اُس نے کہا! اے امیرالمومنینؑ! اِس کلیسا کی بُنیاد اِس پتھر ہٹانے والے کے لئے تھی مجھ سے پہلے کئی راہب یہاں رہتے تھے کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے اور اپنے علماء سے سُنا ہے کہ اِس جگہ پر چشمہ ہے اور اس پر ایک نادیدہ پتّھر ہے جسے پیغمبر یا وصیِ پیغمبر کے سِوا کوئی نہ اُکھاڑ سکے گا۔ جب میں نے دیکھا کہ آپؑ نے اُس پتّھر کو اُکھاڑ پھینکا ہے تو میری مُراد پُوری ہوگئی اور مجھے جس چیز کا اِنتظار تھا وہ مجھے مِل گئی۔

جب امیرالمومنینؑ نے یہ بات سُنی تو اتنے روئے کہ آپ کی داڑھی کے بال تر ہوگئے۔ پھر فرمایا ! سب تعریف اللہ ربّ العزّت کے لئے ہے کہ میں اُس کے ہاں بُھولا دِسرا نہیں ہوں بلکہ اُس کی کتابوں میں میرا ذکر ہے۔

اس کے بعد جب وہ راہب حضرت امیرؓ کا مُلازم بن گیا اور آپ کے ساتھ اہلِ شام سے مقاتلہ کرتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ حضرت امیرؓ نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اُسے دفن کیا اُس کے لئے دُعاء مغفرت

Marfat.com

کی، جس وقت بھی اُس کا ذکر ہوتا آپ اُسے اپنا غُلام کہہ کر پُکارتے۔

کِتاب عیسیٰؑ میں ذِکر علیؑ

حیہ عرفی جو حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے متوسّلین میں تھے کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ سے جنگ کے دَوران میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دریا کہ کنارے پر پڑاؤ ڈالا، اچانک وہاں ایک آدمی آیا اور کہا!

السّلام عَلیکَ یا اَمیر المومنینؓ!

حضرت علی نے کہا: وَعلیکَ السّلام!

اُس نے بتایا! میں سمعوم بن یوحنا ہوں اور اِس کلیسا میں رہتا ہوں۔ اُس نے کلیسا کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا، پھر کہا ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے میراث دَر میراث چلی آ رہی ہے اگر آپ چاہیں تو پڑھ کر سُناؤں اگر آپ چاہیں تو حاضرِ خدمت کروں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا! پڑھو

اُس نے پڑھنا شروع کی۔ اس کتاب میں حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نعت تھی اور آپ کے اَوصافِ حمیدہ تھے۔

آخری مضمون یہ تھا: ایک دن اِس دریا کہ کنارے وہ شخص اُترے گا جو اس زمانہ میں دین اور قرابت داری کے لحاظ سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلم کے قریب ترین ہوگا۔ وہ اہلِ مشرق کے ساتھ اہلِ مغرب سے مقاتلہ کرے گا اُس کے سامنے دُنیا کی قدر و قیمت ریت سے بھی کمتر ہوگی۔ وہ شدّت جنگ میں طُوفانوں سے بھی زور دار ہوگا اور اُس کی نگاہوں میں موت اتنی عزیز ہوگی جتنا شربت ہوتا ہے اللہ کی مدد اُس کے شاملِ حال ہوگی اور اُس کے ساتھ قتل ہونا شہادت ہوگا۔

پھر اُس نے کہا ! جب وہ نبی معبوث ہوئے تو میں اُن پر ایمان لے آیا اور جبکہ آپ نے یہاں پڑاوٗ ڈالا ہے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا ہوں تاکہ زِندہ و مُردہ آپ ہی کے پاس رہوں۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم رو دیئے اور آپ کے ساتھ حاضرین بھی رونے لگے پھر فرمایا ! سب تعریفیں اُس ذاتِ اقدس کے لئے ہیں جس نے میرا تذکرہ نیک لوگوں کے صحیفہ میں کیا۔

پھر حیہ عرنی سے کہا: اے حیہ ! اس کی صبح و شام نگہداشت کرتے رہو۔ اس کے بعد آپ جب بھی کھانا کھاتے اُسے طلب فرماتے۔ وہ راہب اس وقت لیلۃ الہریرہ میں شہید ہوا، جب حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم امیر معاویہ سے شدید جنگ کر رہے تھے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُس کی نمازِ جنازہ ادا کی اور اُس قبر میں اُتر کر فرمایا ! یہ شخص اہلِ بیت میں سے ہے۔"

Marfat.com

جنّات پر تصرّفِ مُرتضیٰ

حضرت ابنِ عباسؓ کا بیان ہے جب سیّدِ عالم و عالمیان صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صُلح حدیبیہ کے دن مکّہ معظّمہ کو مراجعت فرمائی تو مُسلمان سخت پیاسے تھے کسی جگہ پانی دستیاب نہ تھا۔ حضور علیہ السّلام نے بمقام جحفہ قیام کیا اور فرمایا ! تم میں سے کون ہے جو فلاں کنویں پر جا کر مشکیں بھر کر پانی لے آئے تا کہ خُدا کا رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُسے جنّت کی ضمانت دیدے، ایک شخص اُٹھا اور عرض کی یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں جاتا ہوں۔

حضور علیہ السلام نے اُسے سقّوں کی ایک جمعیّت کے ساتھ بھیجا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں اُن کے ساتھ تھا جب ہم اُس کنویں کے نزدیک پہنچے تو وہاں بہت سے درخت دیکھے جن سے طرح طرح کی آوازیں آ رہی تھیں اور وہ درخت عجیب طرح سے حرکت کر رہے تھے۔ ہم نے اُن سے آگ کے شعلے بلند ہوتے ہوئے بھی دیکھے جن سے ہم سخت خائف ہوئے۔ اِس ڈر کے باعث ہم اُن درختوں سے گذر نہ سکے اور حضور علیہ السّلام کی خدمت میں واپس چلے آئے۔

حضور علیہ السّلام نے فرمایا ! وہ جنّوں کا ایک گروہ تھا جو تمہیں ڈراتا تھا۔ اگر تُم میرے کہنے کہ مطابق چلتے رہتے تو تمہیں کوئی گزند نہ پہنچتی۔

Marfat.com

یہ سُن کے ایک اور صحابی اُٹھے اور عرض کی: یارسول اللہ صلّی اللہ علیکَ وسلم میں جاتا ہوں وہ بھی سقّوں کی اُسی جماعت کے ہمراہ روانہ ہوا لیکن اُنہیں بھی اسی حالت میں واپس آنا پڑا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ! اگر تُم میرے ارشاد پر عمل پیرا ہوتے تو کوئی مکروہ چیز تمہیں آڑے نہ آتی اسی حیص وبیص میں شام ہوگئی اور صحابہؓ پر پیاس کا غلبہ ہونے لگا۔

حضور علیہ السّلام نے حضرت سیّدنا علیؓ کو بلایا اور فرمایا ! فلاں کنویں سے پانی بھرلاؤ۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں ہم اپنے کندھوں پر مشکیں اور ہاتھوں میں تلواریں لئے ہوئے باہر آ گئے۔ حضرت علیؓ ہمارے آگے آگے چلتے گئے اور مندرجہ ذیل رجز پڑھتے گئے،

اعــوذ بـــالــرحـــمن ان ابيــلا
عــن غــرف جــن اظهــرت تــنــويــلا
وواقــلــة نيــرانهــا تــعــويــلا
وقــرعـــه مــع غــر فهـــا الــطّــويلاً ۔

جب ہم اُس جگہ پہنچے تو وہی آوازیں آنے لگیں اور درختوں نے ہلنا شروع کردیا، ہم پر خوف وہراس چھانے لگا۔ میں نے دِل میں کہا کہ علیؓ بھی پہلے دو آدمیوں کی طرح واپس لوٹیں گے، اِس پر حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم نے میری طرف دیکھا اور کہا میرے قدم بہ قدم چلتے آیئے جو تمہیں

Marfat.com

نظر آرہا ہے اِس سے مت ڈرو کیونکہ اب تُمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گی۔ جُونہی ہم درختوں کے جُھنڈ میں آئے تو اُن میں آگ کے بھیانک شُعلے نکلنے شُروع ہو گئے، اُن شعلوں میں سے کٹے ہوئے سر ظاہر ہونے لگے جن میں سے سخت ہولناک آوازیں آتی تھیں، ان آوازوں سے ہمارے اُوسان خطا ہو گئے۔ لیکن امیر المومنین علیہ السّلام اِن سروں سے گزرتے ہوئے کہتے جاتے تھے۔ میرے قدم بہ قدم چلتے آؤ اور دائیں بائیں مت دیکھو۔ اَب کوئی خوف نہیں رہا۔ ہم آپؑ کے پیچھے چلتے گئے یہاں تک کہ اس کنویں تک جا پہنچے، ہم نے ایک ڈول کنویں میں ڈالا براء بن مالک نے ایک بار وہ ڈول سے ہی پانی نکالا تھا کہ رسّی ٹُوٹ گئی اور ڈول کنویں میں گر گیا۔ کنویں سے قہقہوں کی آوازیں آنے لگیں۔

حضرت علی علیہ السّلام نے کہا! کوئی ہے جو لشکرِ اسلام میں جا کر ایک اور ڈول لے آئے،

ساتھیوں نے کہا! یہ ہمارے بس سے باہر ہے کہ ہم اِن درختوں کے درمیان سے گزریں۔

حضرت علی علیہ السّلام کمر سے پٹکا باندھ کر کنویں میں اُتر گئے کنویں سے قہقہوں کی آوازیں اور زیادہ زوردار لہجے سے آنے لگیں۔

جب حضرت علی علیہ السّلام کنویں کے درمیان میں پہنچے تو آپ کا پاؤں پھسل گیا اور آپؑ نیچے گر گئے، کنویں سے عجیب وغریب غلغلہ اُٹھا اور

Marfat.com

اِس طرح آواز آنے لگی جیسے کسی کا گلا گھونٹا جا رہا ہو۔ اچانک حضرت علی علی علیہ السلام نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ پکارا اور کہا مشکیں نیچے پھینکو۔ آپ نے تمام مشکیں پانی سے بھر لیں۔ اُن کے منہ باندھے اور ایک ایک کر کے باہر نکالیں۔

بعد ازاں آپ نے دو مشکیں اُٹھائیں، اور ہم نے صرف ایک ایک، جب ان درختوں کے پاس پہنچے تو جو کچھ بھی ہم نے پہلے دیکھا اور سُنا وقوع میں نہ آیا، ہم درختوں سے گزرنے لگے تو ہمیں سہمگیں آواز سُنائی دی۔ ہاتف نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی نعت اور حضرت علی علیہ السّلام کی منقبت پڑھنا شروع کی۔ جنابِ امیر المومنین علیہ السّلام نے تمام قصہ حضور علیہ السلام کو آ سُنایا۔ جناب ختمی مرتبت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ! وہ ہاتف عبداللہ جن تھا جس نے بتوں کے شیطان کے مسعر کو کوہِ صفا میں قتل کیا تھا۔

مقام کربلا کی نشاندھی

حضرت امیر المومنین علی علیہ السّلام نے براء بن عاذبؓ سے قبل از واقعہ کرب وبلا کہہ دیا تھا کہ میرے لختِ جگر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیری آنکھوں کے سامنے شہید کریں گے لیکن تو ان کی کوئی مدد نہ کر سکے گا۔ جب حضرت امیر المومنین حسینؓ شہید کیے گئے تو براء بن عاذبؓ کہنے لگے۔

Marfat.com

جناب امیر المومنین علی علیہ السّلام نے سچ فرمایا تھا حسینؓ شہید کئے گئے اور مجھ سے اُن کی کوئی مدد نہ ہو سکی وہ یہ کہتے ہوئے اظہارِ ندامت کیا کرتے تھے

ایک دفعہ حضرت سیّدنا علی علیہ السّلام سرزمینِ کربلا سے گُذرے تو گریہ وزاری کرتے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے اور کہا ! بخُدا ان کی شہادت اور ان کے اونٹوں کے مرجانے کے یہی موضع و محل ہیں۔

آپ کے ساتھیوں نے پوچھا ! یہ کونسا مُقام ہے ؟

آپؓ نے فرمایا! یہ کربلا ہے یہاں ایک ایسی جماعت کو شہید کیا جائے گا جو بغیر حساب و کتاب جنّت الفردوس میں داخل ہوگی یہ کہہ کر وہاں سے چلے آئے اور کسی کو اِن باتوں کی تاویل سمجھ میں نہ آئی یہاں تک کہ حضرت حسین علیہ السّلام کی شہادت کا واقعہ سامنے آیا۔

جس روز آپؓ نے کُوفہ سے لشکر طلب کیا تو اہلِ کُوفہ نے بصد قال وقیل لشکر بھیجا اِس سے پیشتر کہ لشکر آپ کہ پاس آتا۔

آپ نے فرمایا! کہ کُوفہ سے بارہ ہزار ایک آدمی آرہے ہیں۔
آپ کے ایک ساتھی نے جب آپ کی یہ بات سُنی تو لشکر کی گُزرگاہ پر بیٹھ گیا، اُس نے ایک ایک آدمی گِنا اور اتنے ہی آدمی نکلے جتنے آپ نے بتائے تھے ان میں ایک کم تھا نہ ایک زیادہ۔

Marfat.com

قرآن کیسے پڑھتے تھے؟

روایاتِ صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب آپؑ سواری کرتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوتِ قرآن شروع کرتے اور دُوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو ختم کلامِ مجید کر لیتے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ گھوڑے پر پُوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآنِ کریم ختم کر لیتے۔

ابُو ترابؑ سے زمین باتیں کرتی تھی

اَسماء بنتِ عمیسؓ نے حضرت سیّدہ زہرا سلام اللہ علیہا سے روایت کی کہ جس رات حضرت سیّدنا علی علیہ السّلام نے میرے ساتھ شب زفاف گزاری مجھے آپ سے بہت خوف لاحق ہوا کیونکہ میں نے زمین کو آپؑ سے ہمکلام ہوتے ہوئے سُنا۔ صبح ہوئی تو میں نے یہ سارا واقعہ جناب رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سُنایا۔

جناب رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک طویل سجدہ کیا اور سر اُٹھا کر فرمایا: اے فاطمہؑ! تجھے پاکیزہ اولاد کی خوشخبری ہو جن کو خُدائے تعالیٰ نے تمام مخلوق پر فضیلت دی ہے اور زمین کو حُکم دیا کہ وہ آپ کو ایسے تمام واقعات بتلائے جو مشرق و مغرب تک اِس پر واقعہ ہونے والے ہیں۔

دریاؤں پر تصرفِ مرتضیٰ

اہلِ کوفہ نے عرض کی! یا امیر المومنین! اِمسال فُرات میں طغیانی

Marfat.com

کے باعث ہماری کھیتیاں ضائع ہوگئی ہیں کیا ہی اچھا ہوا گر آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگیں کہ دریا کا پانی کم ہو جائے۔

آپ اُٹھ کر گھر تشریف لائے۔لوگ گھر کے دروازہ پر آپ کا انتظار کرنے لگے، اچانک آپ حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا جُبہ پہنے، عمامہ سر پر باندھے اور عصائے مُبارک ہاتھ میں لئے ہوئے باہر تشریف لائے۔ایک گھوڑا منگا کر اُس پر سوار ہوئے۔اپنے اور بیگانے سب لوگ آپ کے پیچھے پیچھے پا پیادہ چل دیئے۔جب فُرات کے کنارے پر پہنچے تو آپ گھوڑے سے اُتر آئے اور جلدی سے دو رکعت نماز ادا کی۔پھر اُٹھ کر عصائے مبارک ہاتھ میں لے لیا اور فُرات کے پُل پر آ گئے اُس وقت حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے ساتھ تھے۔آپؓ نے عصا سے پانی کی طرف اشارہ کیا تو پانی کی سطح ایک فٹ کم ہوگئی۔

آپؓ نے فرمایا ! کیا اتنا کافی ہے ؟

لوگوں نے کہا ! نہیں اے امیر المومنین!

آپ نے پھر عصا سے پانی کی طرف اشارہ کیا۔پانی ایک فٹ پھر کم ہوگیا، جب تین فِٹ سطحِ آب گر گئی تو لوگوں نے کہا ! یا امیر المومنین ! بس اتنا کافی ہے۔

Marfat.com

بارگاہِ علیؓ میں جھوٹے کی سزا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک شخص پر الزام لگایا کہ وہ اُن کی خبریں حضرت معاویہ کو پہنچاتا ہے اُس نے صحتِ اتہام سے انکار کر دیا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا ! قسم کھاتے ہو!

اُس نے قسم کھائی !

حضرت علیؓ نے فرمایا ! اگر تُم قسم کھانے میں جھوٹے ثابت ہوئے تو خُدا تعالیٰ تمہیں اندھا کر دے گا،

ابھی ہفتہ ہی گزرا تھا کہ وہ عُصا پکڑے ہوئے گھر سے باہر نِکلا ، اُسے نظر نہیں آتا تھا۔

اسی طرح امام مستغفرؒ نے دلائلِ النّبوۃ میں بیان کیا ہے کہ حضرت امیر المومنینؓ نے رحبہ میں ایک شخص سے کسی بات کے متعلق پُوچھا اس نے سچ نہ بتایا۔ حضرت امیر المومنینؓ نے فرمایا ! تُم جھوٹ بولتے ہو،

کہنے لگا ! نہیں جناب۔

آپؓ نے فرمایا ! میں تُمہارے حق میں دُعا کرتا ہوں اگر تُم نے جھُوٹ بولا ہوگا تو خُداوند کریم تمہیں اندھا کر دے گا۔

کہنے لگا ہاں ! آپ دُعا کریں،

ابھی وہ شخص رحبہ کی حدود میں ہی تھا کہ اندھا ہو گیا۔

Marfat.com

علیؑ سے جھوٹ بولنے والا مبروص ہوگیا

ایک دن آپؑ نے حاضرینِ مجلس کو قسم دی کہ جس نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ سُنا ہو وہ گواہی دے۔

اُس وقت انصار سے بارہ آدمی موجود تھے جنہوں نے گواہی دی۔ لیکن ایک شخص جس نے حضور علیہ السّلام سے یہ حدیث سُنی تھی نے گواہی نہ دی، حضرت امیر کرّم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ! تُم گواہی کیوں نہیں دیتے؟ تُم نے بھی تو حضور علیہ السّلام سے یہ سُن رکھا ہے۔

وہ بولا ! میں نے سُنا ہے لیکن بھول گیا ہوں۔

حضرت علیؓ نے دُعا کی ! اے پروردگار! اگر یہ شخص جھوٹ بولتا ہے تو اِس کے چہرہ پر برص کے نشان ظاہر کر دے جسے عمامہ بھی نہ ڈھانپ سکے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے بخدا وہ شخص دیکھا ہے، اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان برص کے نشان تھے۔

علیؑ کا گواہ نہ بننے والا نابینا ہوگیا

حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں ! میں بھی اس مجلس میں حاضر تھا میں نے بھی یہ حدیث سُن رکھی تھی لیکن اِس کی گواہی نہ دی اور بات چھپائے رکھی۔ خداوند تعالیٰ نے مجھے بصارت سے محروم کر دیا کہتے ہیں وہ ہمیشہ گواہی

Marfat.com

نہ دینے پر اظہارِ شرمندگی کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش و مغفرت طلب کیا کرتے تھے۔

علیؑ کو جھٹلانے والا پاگل ہوگیا

ایک دن بر سرِ منبر فرمایا !

انا عبد اللّٰہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

نیز فرمایا !

نبیِ رحمت کا وارث مَیں ہوں،

سیّدۃ النساء العالمین کا خاوند مَیں ہوں،

وصیوں کا سردار مَیں ہوں،

اوصیاء کو ختم کرنے والا مَیں ہوں، میرے علاوہ جو اِس بات کا دعویٰ کرے خُدا تعالیٰ اُسے بدی میں مبتلا کر دے،

ایک شخص کہنے لگا ! اِس سے خُوش کون ہوسکتا ہے جو اپنے آپ کو انا عبد اللّٰہ واخو رسول اللہ کہتا ہے، وہ شخص ابھی اپنی جگہ سے اُٹھا بھی نہ تھا کہ اس کے دماغ میں جنون و دیوانگی واقع ہوگئی۔ چنانچہ لوگ اُسے پکڑ کر مسجد سے باہر لے گئے، بعدازاں جب اس کے رشتہ داروں سے پُوچھا گیا کہ اُسے اس سے پہلے کبھی ایسا عارضہ لاحق ہوا یا نہیں تو اُنہوں نے کہا ! نہیں، ہرگز نہیں۔

Marfat.com

علیؑ غیب کی خبریں دیتے ہیں

یہ تیرا شوہر نہیں بیٹا ہے

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کوفہ میں آئے تو آپ کے پاس لوگ جمع ہو گئے۔ ایک روز حضرت امیر علیہ السلام نے صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد ایک شخص سے فرمایا کہ فلاں قصبہ میں جاؤ وہاں ایک مسجد ہے جس کے پہلو میں ایک مکان واقع ہے اس میں ایک عورت اور مرد باہم لڑ رہے ہیں اُنہیں میرے پاس لے آؤ۔

وہ شخص وہاں گیا اور اُن دونوں کو ساتھ لے آیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ! آج تمہارا جھگڑا طول پکڑ گیا تھا۔

نوجوان نے جواب دیا ! اے امیر المومنین علیہ السلام میں نے اِس عورت سے نکاح کیا لیکن جب میں اس کے پاس آیا تو مجھے اس سے سخت نفرت ہوگئی، اگر یارا ہوتا تو میں اسے اسی لمحہ اپنے پاس سے دُور کر دیتا۔ اِس نے میرے ساتھ جھگڑنا شروع کر دیا حتیٰ کہ آپؑ کا فرمان پہنچ گیا۔

حضرت امیر علیہ السّلام نے اہلِ مجلس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ شخص بہت سی باتیں کہنا چاہتا ہے لیکن یہ نہیں چاہتا کہ کوئی اور اس کی باتیں سُن لے یہ سُنا تو تمام حاضرینِ مجلس وہاں سے چلے گئے اور صرف

Marfat.com

وہ دونوں باقی رہ گئے۔ حضرت علی علیہ السّلام نے اس عورت کی طرف منہ کر کے پُوچھا ! اِس نوجوان کو پہچانتی ہو؟

اُس نے جواب دیا ! نہیں جناب۔

حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا ! میں تمہیں بتاؤں تاکہ تُو اسے پہچان لے لیکن شرط یہ ہے کہ خواہ مخواہ انکار نہ کرنا۔

اُس نے عرض کی: حضور! آپ کی بات کا بلاوجہ انکار نہ کروں گی۔

فرمایا ! تُم فُلاں بنتِ فُلاں نہیں ہو ؟

اُس نے کہا ! ہاں حضورؑ ! وہی ہوں۔

فرمایا ! کیا تُمہارا ایک چچا زاد بھائی نہ تھا اور تُم ایک دُوسرے کو بہت چاہتے تھے ؟

اُس نے کہا ! ہاں جناب۔

آپ نے فرمایا ! ایک رات تُم کسی کام کو باہر آئی تو اُس نے تجھے پکڑ کر تُجھ سے جماع کیا جس کے نتیجہ کے طور پر تو حاملہ ہوگئی۔ یہ واقعہ تُو نے اپنی ماں کو بتا دیا لیکن باپ سے اِس راز کو پوشیدہ ہی رکھا۔ جب وضع حمل کا وقت آیا تو رات کا وقت تھا تیری ماں تُجھے گھر سے باہر لے گئی تیرے ہاں بچّہ پیدا ہُوا تو تُو نے اُسے ایک کمبل میں لپیٹ کر دیوار کے پیچھے پھینک دیا جہاں سے آدمی آتے جاتے تھے۔ وہاں ایک کُتّا آیا جس نے اُسے سُونگھا، تُو نے اُس کُتّے پر ایک پتھر دے مارا جو بچے کے سر پر لگا جس سے وُہ

Marfat.com

زخمی ہو گیا۔ تیری ماں نے اپنے ازار بند سے کچھ کپڑا پھاڑ کر اس کے سر کو باندھ دیا۔ پھر تم دونوں واپس چلی آئیں اور پھر تمہیں اس کا کچھ پتا نہ چلا۔

اُس عورت نے جواب دیا: ہاں سرکار! ایسا ہی ہُوا تھا لیکن اے امیر المومنینؓ! اِس واقعہ سے میرے اور میری ماں کہ علاوہ کسی کو خبر نہ تھی۔

آپؓ نے فرمایا ! جب صبح ہُوئی تو فلاں قبیلہ اس لڑکے کو اُٹھا کر لے گیا اور اس کی تربیت کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گیا اور ان کے ساتھ ہی کوفہ میں آیا اور اب تجھ سے شادی کر لی، پھر آپ نے اُس نوجوان سے کہا! ذرا اپنا سر ننگا کرنا۔ اُس نے سر کو ننگا کیا تو زخم کا اثر نمایاں تھا پھر آپ نے فرمایا ! یہ تمہارا لڑکا ہے، رب العزّت نے اِسے حرام چیز سے محفوظ رکھا، اَب جا اسے لے جا۔

تیرا قاتل حجاج ہوگا

حجاج بن یوسف نے حضرت کمیل بن زیادؓ کو بلایا لیکن اُنہوں نے ان کے پاس آنے سے گریز کیا اور تمام مراعات و وظائف جو انہیں حاصل تھے واپس کر دیئے۔ پھر اپنے آپ سے کہا ! میں تو اپنی عمر کے آخری ایّام پورے کر رہا ہوں۔ یہ مناسب نہیں کہ میں اپنی قوم کو بھی ان مراعات سے محروم کر دوں۔ چنانچہ آپ حجاج کہ پاس چلے گئے۔

حجاج نے کہا ! میں تجھے سیدھا کر دوں گا۔

Marfat.com

حضرت کمیلؓ بولے ! میری عمر بہت تھوڑی رہ گئی ہے تو جو دِل چاہے کر لے ہمارا موعد پروردگار ہے لیکن یہ بات یاد رہے میرے قتل کے بعد حساب ہوگا اور مجھے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السّلام نے بتا دیا ہوا ہے کہ میرا قاتل حجاج ہوگا یہ سُنتے ہی حجاج نے اُنہیں شہید کر دیا۔

حضرت قنبرؓ کی شہادت

ایک دن حجاج کہنے لگا ! میں چاہتا ہوں کہ حضرت علیؓ کے کسی مقرّب سے مل کر تقربِ ربّانی حاصل کروں۔

حجاج کے حاشیہ برادروں نے کہا ! ہم قنبر کے سوا اور کسی شخص کو نہیں جانتے جس نے اُن کی صُحبت کا شرف حاصل کیا ہو۔

حجاج نے حضرت قنبرؓ کو بُلایا اور پوچھا ! کیا تُم ہی قنبرؓ ہو ؟

قنبرؓ بولے ! ہاں

پھر حجاج نے پوچھا ! کیا تو غلامِ علیؓ ہے ؟

قنبرؓ نے جواب دیا ! میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور حضرت علیؓ میرے ولیِ نعمت ہیں۔

حجاج بولا ! ان کے مذہب سے بیزار ہو جاؤ۔

قنبرؓ نے جواب دیا: ان کے مذہب سے بہتر کونسا مذہب ہے ؟

حجاج کہنے لگا ! میں تمہیں قتل کر دوں گا جس طریقے سے مرنا

Marfat.com

چاہتے ہو تمہیں اختیار ہے،

قنبرؒ بولے ! میرے قتل کا ہر طرح تُمہیں اختیار ہے آج کر دو یا کل، مجھے تو جناب امیر المومنین علیؑ نے پہلے ہی خبر دے دی ہوئی ہے کہ تمہیں ظلم و ستم کے ہاتھوں شہادت حاصل ہوگی۔

یہ سُن کر حجاج نے جلاد سے کہا ! جس نے قنبرؒ کو شہید کر دیا۔

تُجھے مصلُوب کیا جائے گا

حضرت امیر المومنین ایک شخص کو قبل اَز وقت خبردار کیا کہ اُسے سُولی پر چڑھا دیا جائے گا۔

آپ نے وہ درخت جس کے ساتھ اُسے سُولی چڑھایا جانا تھا اور وہ مقام جہاں پر یہ واقعہ ہونا تھا بھی بتا دیئے۔ چنانچہ جس طرح آپؑ نے فرمایا تھا ویسے ہی ہُوا۔

جو کہا وُہی ہُوا

جُندب بن عبدالازدی کہتے ہیں کہ میں جنگِ جمل اور جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم کے ساتھ تھا۔ مجھے اِس بات میں کوئی شک نہ تھا کہ آپ حقّ پر ہیں۔ لیکن جب ہم نہروان میں ٹھہرے تو مجھے کچھ شک گزرا کہ ہمارے مخالف سب کے سب قاری اور نیک لوگ ہیں ان کا قتل کرنا تو کارِ عظیم ہے۔

Marfat.com

صبح ہوئی تو میں لشکر سے باہر آیا، میرے ہاتھ میں لوٹا تھا، میں نے اپنے نیزہ کو زمین میں گاڑ دیا۔ اور اپنے سر کی اس سے ٹیک لگا کر اس کے سایہ میں بیٹھ گیا، اچانک جناب امیر المومنین علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم وہاں تشریف لے آئے، اور پوچھا ! کچھ پانی ہے؟

میں نے پانی سے بھرا ہوا لوٹا آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ لوٹا لیکر اِس قدر دُور چلے گئے کہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر ظاہر ہوئے تو وضو فرما کر سایہء آسمان میں بیٹھ گئے۔ اِسی اثناء میں ایک گھڑ سوار آ کر مجھ سے آپؓ کے متعلق پُوچھنے لگا۔

میں نے کہا: اے امیر المومنینؓ ! یہ سوار آپؓ کی کیوں جستجو کر رہا ہے؟

آپ نے فرمایا ! اِسے بلاؤ۔ میں اُسے بُلا لایا۔

اُس نے عرض کی: اے امیر المومنینؓ ! مخالفین نے نہروان سے گزر کر پانی کاٹ دیا ہے۔

آپ نے فرمایا ! ہو نہیں سکتا کہ وہ وہاں سے گزر چکے ہوں، ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک اور شخص آیا جس نے مخالفوں کے نہروان سے گزرنے کی اطلاع دی۔

حضرت امیر علیہ السّلام نے فرمایا ! بخدا وہ نہیں گزرے۔

وہ بولا ! حضور میں تو اُنہیں دیکھ کر آیا ہوں، پانی کے اس جانب

Marfat.com

اُن کے جھنڈے گڑے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ! خُدا کی قسم وہ نہیں گزرے۔ جب گُزریں گے تو اُن کی شکست اور خونریزی کا مقام تو یہی ہے۔ اِس کے بعد آپ اُٹھے اور آپ کے ساتھ میں بھی اُٹھ کھڑا ہُوا۔ میں نے دِل میں کہا: الحمد اللہ! اب میرے ہاتھ میزان آ گیا ہے جس سے میں اس شخص کے احوال جان لوں گا۔ اب معلوم ہو جائے گا کہ یہ جھوٹا ہے یا اللہ تعالیٰ کی مدد و نُصرت اِس پر عیاں ہے یا حضور علیہ السّلام نے اِسے ہر بات سے مطلع فرما دیا ہُوا ہے

میں نے دِل میں عہد کر لیا بارِ الٰہا ! اگر مخالفین کو نہروان سے گزرتا ہوا دیکھ لوں تو پہلا شخص میں ہوں گا جو اس شخص سے لڑوں گا اور اگر مخالفین نہروان سے نہ گزرے ہوں گے تو میں ان کے ساتھ میدانِ کارزار میں ثابت قدم رہوں گا۔ جب ہم صفوں سے آگے بڑھے تو ان کے جھنڈے ویسے کے ویسے ہی زمین میں گڑے تھے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے مجھے پیچھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور فرمایا! اے فُلاں! حقیقتِ کار تجھ پر روشن ہوگئی ہے یا نہیں ؟

میں نے عرض کی ! ہاں اے امیر المومنینؑ۔

پھر فرمایا ! اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ۔

میں نے لڑتے لڑتے ایک آدمی مارا، پھر دوسرا مارا، پھر تیسرے سے گتھم گتھا ہو کر اسے زخمی کر دیا۔ مجھے اس نے زخمی کر دیا۔ ہم دونوں زمین

Marfat.com

پر گر پڑے۔ میرے ساتھی مجھے پکڑ کر ایک محفوظ جگہ پر لے گئے،

اور مجھے اس وقت تک ہوش نہ آیا جب تک امیر المومنین علیہ السلام جنگ سے فارغ نہ ہو گئے۔

جب آپ نے خوارج کی طرف توجّہ کی تو فرمایا کہ جب تک وہ اِس جگہ سے نہ گزریں گے کبھی بھی قتل نہ ہونگے اور وُہ سب کہ سب قتل ہو جائیں گے اور صرف نو آدمی بچیں گے،

اور میرے ساتھیوں میں سوائے دسّ افراد کے کوئی بھی شُہید نہ ہوگا پھر آپ خوارج سے جنگ میں مشغول ہوئے اور اس طریقے سے جنگ کی کہ ان میں سے صرف نو افراد باقیؔ بچے اور آپ کے صرف نو افراد شہید ہوئے۔

پسند کا سودا

کہتے ہیں کہ ایک روز آپؑ کے پاس لوگوں کا ایک اجتماعِ عظیم حاضر ہُوا۔ لوگوں کی اس بِھیڑ میں آپؑ کے پاؤں خون آلُود ہو گئے۔ آپؑ نے دُعا مانگی: بارالہا ! مُجھے یہ لوگ پسند نہیں اور نہ ہی یہ لوگ مُجھے پسند کرتے ہیں ۔ مجھے اِن سے اور اِنہیں مجُھ سے خلاصی بخش چنانچہ اسی رات وقتِ سحر گاہی آپ کو مجروح و زخمی کیا گیا۔

Marfat.com

رُوحانی معلومات، سرِّ عارفاں

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں اگر سیّدنا حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے محافظوں کے ساتھ جھگڑوں سے فُرصت ملتی تو ہمارے لئے علمی اور رُوحانی معلومات کا وہ ذخیرہ چھوڑتے جسے دِل برداشت کرنے کے متحمّل نہ ہوتے۔

شرحِ تعرّف میں ہے کہ حضرت علی ابنِ ابی طالب سرِّ عارفاں ہیں، آپ کے حقایق آمیز کلمات کسی دُوسرے سے بیان نہیں ہوئے اور آپ کے بعد بھی کوئی شخص بیان نہیں کر سکے گا۔

حتیٰ کہ ایک دن آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے،

"سلونی عمادون العرش فان مابین الحوائج
علماء بما هذا العاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه
وآلہٖ وسلم زقازقا فوالذی نفسی بیده لواذن
للتوریت والانجیل ان یتکلما لرضعت وصاوه
فاجرت بما فیها فصد قو الذی علیٰ ذالک۔"

اسی مجلس میں ایک شخص موجود تھا جو دعلب یمنی کے نام سے مشہور تھا، آپ نے فرمایا! یہ شخص بڑے لمبے چوڑے دعوے کرتا تھا مجھے اس کے دعوے کبھی بھی اچھے نہ لگے، چنانچہ وہ مجلس میں کھڑا ہو گیا اور کہا کہ میں ایک سوال پُوچھنا چاہتا ہوں،

Marfat.com

حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا ! تم صرف فقہ و دانائی کے متعلّق سوال اور آزمائشِ قابلیّت کے متعلّق بات نہ پُوچھنا۔

دغلب نے کہا ! اب آپ نے مجھے اس کا پابند بنالیا ہے چنانچہ آپ بتائیں۔

کیا آپؑ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے ؟

فرمایا ! یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کروں اور اُسے نہ دیکھوں۔

اُس نے کہا ! . آپ نے اُسے کیسا پایا ؟

آپؑ نے فرمایا ! آنکھوں کے مشاہدے سے تُم اُسے نہیں دیکھ سکتے بلکہ بصیرتِ قلب اور حقایق اور ایقان سے دیکھ سکتے ہو۔

وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، اس کا کوئی ولی نہیں، وہ بے نظیر بے مثال ہے اُس کا کوئی مکان نہیں اور نہ وہ کسی زمانے کا پابند ہے اس سے پہچانا نہیں جاسکتا اور نہ اُسے دوسرے انسانوں پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

دعلب یہ باتیں سن کر چیخنے لگا اور بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا، اب میں نے اپنے خُدا سے عہد کرلیا ہے کہ کسی سے بر سبیلِ امتحان و آزمائش سوال نہیں کروں گا۔

Marfat.com

فاروقِ اعظمؓ کا مرجع

امام مستغفریؒ نے دلائل النّبوت میں لکھا ہے کہ رُوم کے بادشاہ نے حضرت عمرؓ کی خلافت کے دوران چند مشکل سوال بھیجے،

﴿تفصیل کتاب مذکور میں درج ہے﴾ حضرت عمرؓ نے اُنہیں پڑھا اور لے کر حضرت علیؓ کے پاس چلے آئے۔ جب امیر المومنینؓ نے انہیں پڑھا تو قلم ودوات طلب فرما کران کا جواب لکھا،

پھر کاغذ لپیٹ کر قیصر کے سفیر کو دے دیا۔ قیصر کے سفیر نے اِستفسار کیا کہ جواب لکھنے والا کون ہے؟

حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! یہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عمّ زادہ ہیں، آپؐ کے داماد اور دوست ہیں۔

خطاب ابُو تراب

آپ بارہ اماموں میں سے پہلے امام ہیں۔ آپ کی کنیّت ابوالحسنؓ اور ابوتُراب ہے۔

آپ کو ابوتُراب سے زیادہ کوئی نام پسندیدہ نہ تھا۔ جب آپ کو اِس نام سے پُکارا جاتا تو آپ بہت مسرور وشادماں ہوتے۔

ایک دن حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام حضرت زہرؓا کے گھر تشریف لائے تو حضرت علیؓ کو گھر پر نہ پایا،

Marfat.com

آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے پوچھا میرا عمّ زاد بھائی کہاں ہے ؟

حضرت سیّدہ زہرا سلام اللہ علیہا نے جواب دیا ! ہمارے درمیان کوئی بات واقع ہوگئی تھی جس سے آپؑ ناراض ہوکر چلے گئے ہیں اور میرے ہاں قیلولہ بھی نہیں کیا۔

حضور علیہ السّلام نے کسی سے فرمایا ! دیکھو علی کہاں ہے؟

اُس شخص نے آکر جواب دیا: حضور! آپ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مسجد میں پہنچے تو آپ کو اِس حال میں سویا ہوا پایا کہ آپؑ کی چادر کندھے سے سرکی ہوئی تھی اور آپؑ کے کندھے خاک آلود تھے۔

حضور علیہ السلام نے اپنے دستِ شفقت سے ان کے کندھے سے مٹی جھاڑی اور فرمایا ! اے اُبُوتُراب اُٹھیے! اے اُبُوتُراب اُٹھیے !

آپ کے فضائل وشمائل اتنے زیادہ ہیں جتنے کہ زُبانِ تقریر وقلم ادا نہ کرسکے۔

سب سے زیادہ فضائل

حضرت احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں صحابہ کرامؓ میں سے

Marfat.com

حضرت علیؓ سے زیادہ کسی کے فضائل وشمائل دستیاب نہیں ہیں۔

﴿ماخوذ شواھد النبوت مترجم میں ۲۷۳ تا ۲۹۲﴾

سیّد العلماء عارفِ حق حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ کی مشہور کتاب شواہد النبوت کے یہ چند اقتباسات اہلِ محبت سُنّی حضرات کے لئے ارمغانِ عقیدت اور مضطرب قسم کے سُنّی حضرات کے لئے لمحہ فکریہ ہیں، یہاں اُن نام نہاد سُنی قلم کاروں کو بھی غور کرنا چاہیے جو سُنّت کا لباس پہن کر حق خارجیت ادا کر رہے ہیں اُن کو سوچنا چاہیے کہ عارفانِ حق جناب شیرِ خدا علیہ السلام کی سیرتِ پاک کے جن گوشوں کو نمایاں کرنے میں اپنی عافیت کا سامان تلاش کرتے ہیں اُن پر پردہ ڈالنے والوں کا کیا حشر ہوگا۔

بہر کیف! اَب آپ راس العُلماء حضرت علاّمہ نبہانی علیہ الرحمۃ کی کتابِ "جامع کرامات الاولیاء" سے شانِ حیدر کرّار کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

مولا علی کی اہلِ قبور سے گفتگو

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن میسبؓ سے روائت کرتے ہیں کہ میں ایک روز امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی معیّت میں مدینہ منوّرہ زاداللہ شرفہا واکرامہا کے قبرستان میں گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اہلِ قبور کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ "اے اہلِ قبور تُم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو تُم ہمیں اپنے احوال سے آگاہ کرو گے یا ہم تُمہیں

Marfat.com

بتائیں۔

حضرت سعید بن میسبؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اہلِ قبرستان کی یہ آواز سنی کہ یا امیر المومنینؑ! آپؑ پر بھی سلام ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں آپ ہی ہمیں بتائیں کہ ہمارے بعد کیا کچھ ہوا ہے؟

تاجدارِ ہَل اَتیٰ، شیرِ خُدا، ولائت مآب، غالبِ علیٰ کُلِّ غالب مولا علی ابن ابی طالب کرّم اللہ وجہہ الکریم نے اُنہیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تُمہارے بعد تُمہاری بیویوں نے دُوسرے لوگوں کے ساتھ نکاح کرلیا ہے تُمہارے اموال تقسیم ہو چکے ہیں، تُمہاری اَولادوں کا گروہ یتیموں کے زُمرہ میں شامل ہے اور جن مکانوں کو تُم نے بڑی محبّت سے تعمیر کیا اُن میں تُمہارے دُشمن رہائش پذیر ہیں۔

اِس کے بعد جناب اِمام المُتقّین جناب امیر علیہ السّلام نے اُنہیں فرمایا کہ ہمارے پاس تُمہارے لئے یہ اطلاع ہے اَب تُم وہ خبر ہمیں دو جو تمہارے پاس ہے؟

ایک مُردے کا جواب

چنانچہ ایک مُردے نے یہ جواب دیا کہ ہم کفنوں میں لپٹے ہوئے ہیں اور ہمارا شعور بکھرا ہوا ہے۔

Marfat.com

ہماری جلدیں قطع ہو چکی ہیں،

ہماری آنکھوں کی پُتلیاں حلقوں سے باہر نکلی ہوئی ہیں،

ہمارے نتھنوں کے زخموں میں سے پیپ رِس رہی ہے اور جو ہم نے یہاں پہلے ہی بھیج دیا تھا وہ ہمیں مِل گیا ہے اور جو ہم پیچھے چھوڑ آئے تھے اُس کا ہمیں خسارہ پہنچا ہے اور ہم رہن کئے گئے ہیں۔

متن ملاحظہ کریں۔

اخرجه البهيقى ، عن سعيد بن المسيب قال ادخلنا مقابر المدينه المنوره مع على عليه السلام فنادى ياأهل القبور السلام عليكم ورحمة الله ، تخبرونابا اخباركم أم تخبركم قال ! فسمعنا صوتا وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته يا امير المومنين ، خبرنا عما كان بعدنا ؟

فقال على عليه السلام ! اماازواجكم فقدتزوجن، واموالكم فقد اقتسمت واما اولاد فقد حشرو فى زمرة اليتمىٰ واما بناء الذى شيدتم فقد سكنه اعداى كم فهذه اخبارما عندنا ، فما اخبار ما عندكم ؟ فاجابه ميت ! قد تخرقت ألاكفان ، وانتشرت الشعور ، وقطعت الجلود ، وسالت

Marfat.com

الأحداق على الخدود ، وسالت المناخر بالقويح والصديد ، وما قدمناه وجدناه ، وما خلفناه خسرناه ونحن مرتهون.

﴿جامع کرامات الاولیاء للعلامہ النبہانی جلد اول صفحہ ۱۵۴ مطبوعہ مصر﴾

ایک خطا کار کی اِلتجاء

حضرت تاج الدین سُبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''طبقات الاولیاء'' میں روائت بیان فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرات حسنین کریمین علیہما السلام نے ایک شخص کو رات کے وقت بارگاہِ خُداوندی میں یہ التجا کرتے ہوئے سُنا کہ،،

اَے اندھیرے میں مضطر اور پریشان لوگوں کی دُعائیں سُن کر جواب دینے والے،

اَے بلاؤں اور مصیبتوں کے نقصان سے بچانے والے،

جب لوگ گھر کی چار دیواری میں سو جاتے ہیں تو اے حیُّ وقیُّوم تو نہیں سوتا،

اے حرم میں مخلوق کی اُمیدگاہ مجھے اپنے جُود وفضل سے نواز اور میری ذلالت ورزالت سے دَرگُذر فرما،

جب خطا کار تیری بخشش اور عطا سے مایوس نہیں ہوتا تو گنہگاروں پر

Marfat.com

تیری بخشش کا انعام ہو جاتا ہے۔

حضرت علیؓ کا جذبۂ رحم

اِمام المتقین، امیر المومنین مولا علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نے اُس شخص کی فریاد و فغاں سُنی تو حسنین کریمین علیہما السلام میں سے ایک کو ارشاد فرمایا کہ اس شخص کو یہاں بُلا لاؤ، چنانچہ شہزادۂ حیدر کرّار عَلَیۂِ السّلام نے اُس کو جا کر فرمایا کہ تمہیں حضرت علی ابنِ ابی طالب کرّم اللہ وجہہ الکریم نے یاد فرمایا ہے،

تو وہ شخص اس حال میں حاضر ہوا کہ اُس کا جسم پھٹا ہوا تھا پھر وہ آپؓ کے سامنے بیٹھ گیا۔ مولائے کائنات شیرِ خُدا حیدر کرّار علیہ السّلام نے فرمایا کہ اے شخص ! ہم نے تمہاری اس دُعا کو سُنا ہے لہٰذا بیان کرو کہ تمہارا کیا قِصّہ ہے ؟

قصہ خطاکار کا

اُس شخص نے عرض کیا کہ میں طرب اور گُناہوں میں ڈُوبا ہوا شخص تھا۔ ایک دفعہ میرے باپ نے مجھے نصیحت کی اور فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے قہر اور انتقام سے ڈر، اور اُس کا انتقام ظالموں سے دُور نہیں، پھر جب وہ نصیحت کرتے وقت گڑگڑانے لگے تو میں نے اُن کو مارا۔

اُنہوں نے مجھے نہ بُلانے کی قسم کھالی اور مکّہ مُعظّمہ میں آ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں دُعا اور استغاثہ پیش کیا۔

Marfat.com

چنانچہ ابھی اُن کی دُعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ میری حالت خراب ہونے لگی اور دائیں طرف سے جسم پھٹ گیا۔ پھر میں اپنے اِس فعل سے بہت نادم ہوا جو مجھ سے سرزد ہو گیا تھا اور اُن کے پاس جا کر اُنہیں راضی کیا، اُنہوں نے مجھے آغوش میں لیکر دعا فرمائی۔

پھر میں نے ان کی خدمت میں اُونٹنی پیش کی اور وہ اُس پر سوار ہو گئے تو اونٹنی نے اُن کو دو بڑے بڑے پتھروں کے درمیان گرادیا، وہ زیادہ چوٹ لگنے کی وجہ سے وہیں پر فوت ہو گئے۔

دُعائے مُرتضیٰ بخشش خُدا

اُس شخص کا واقعہ سُن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ اگر تیرا باپ تجھ سے راضی ہو گیا تھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ بھی تجھ سے راضی ہو جائیں گے۔

اُس شخص نے عرض کیا کہ خُدا کی قسم ! میں نے جو کچھ بتایا ہے وہ بالکل درست ہے۔

پھر مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُٹھ کر دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اُس شخص کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں دُعا فرمائی۔ پھر اُس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا !

اے برکت والے اُٹھ، جب وہ شخص آپ کے حکم پر اُٹھ کے کھڑا

Marfat.com

ہوگیا تو وہ مکمّل طور پر صحت یاب ہو چکا تھا۔

پھر جناب علی علیہ السّلام نے اُسے فرمایا ! اگر تُم نے اپنے باپ کو راضی نہ کرلیا ہوتا تو تمہارے لئے ہرگز دُعا نہ کی جاتی۔

متن ملاحظہ فرمائیں۔

وقال التاج فی " الطبقات " روی ان علیا وولدیه الحسنً والحسینً سمعوا قائلا یقول فی یوم اللیل یامن یجیب دعا المضطر فی الظلم ، یاکاشف الضر والبلوی مع القم قد نام وفدک ، روقدنام وفدک حول البیت وانتهبوا ، وانت یاحی یاقیوم لم تنم .

هب لی یجودک فضل العفو عن زللی ، یامن الیه رجاء الخلق فی الحرم . ان کان عفوک لایرجوه ذو خطا ، فمن یجود علی العاصین بالنعم .

فقال علی کرم اللّٰه وجهه الکریم لواحد طلب لی یذا القائل ، فاتا ، فقال احب امیر المومنین فأقبل یحبر شقه حتیٰ وقف بین یدیه فقال ! قد سمعت خطابک فما قصتک ؟ فقال ! انی کنت رجلا مشغولا بالطرب والعصیان ، وکان والدی یغطنی

Marfat.com

ویقول ان اللّٰہ سطوات ونغمات.

وما هی من الظالمین ببعید ، فلما الح فی الموعظة اضربته ،فخلف لیدعون علی ویأتی مکته مستغیثا الی اللّٰہ ففعل ودعا ، فلم یتم دعاؤہ حتیٰ جف شقی الایمن، فقدمت علی ما کان منی وداریته وأرضیته الی ان ضمن لی انه یدعولی حیث دعا علی ، فقدمت الیه ناقته فارکبته ، فنفرت الناقته ورمت به بین صخرتین فمات حضاک ، فقال له علی علیه السلام ، رضی اللّٰہ عنک ان کان ابوک رضی عنک ، فقال واللّٰہ کذالک ، فقام علی کرم اللّٰہ وجهه وصلی رکعات ودعا بدعوات أسرها الی اللّٰہ عزوجل ثم قال ! یامبارک قم، فقام ومشی ودعاو الی الصحت کما کان ، ثم قال ! لولا انک حلفت ان أباک رضی عنک مادعوتک لک.

﴿جامع کراماتِ اولیاء علامہ نبہانی جلد اول صفحہ ۱۵۵﴾

چور کی سزا

امام فخر الدّین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ صحابہ کرام رضوان اللہ

Marfat.com

علیہم اجمعین کی کرامات بہت تھوڑی نقل فرمائی ہیں، تاہم وہ جناب شیرِ خُدا امیر المومنین، اِمام المتقین حضرت علی کرّم اللہ وجہہُ الکریم کی ایک یہ کرامت نقل فرماتے ہیں کہ

حضرت علی علیہ السّلام کی خِدمت میں آپ سے محبّت کرنے والا ایک سیاہ فام غلام چور کی حیثیّت سے پیش کیا گیا تو آپ نے اُس پر سوال کیا کہ کیا فی الواقع تُم نے چوری کی ہے ؟

اُس نے عرض کیا ! ہاں یا امیر المومنین مُجھ سے چوری کرنے کا جُرم سرزد ہوا ہے۔

چنانچہ اقبالِ جُرم کے بعد مَولائے کائنات علیہ السّلام نے اُس کا ہاتھ کٹوا دیا جب وہ شخص عدالتِ مُرتضویہ علیٰ صاحبہا السّلام سے واپس ہوا تو اُس کی مُلاقات حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابن الکواء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہوگئی۔

ھاتھ کاٹنے والے کا قصیدہ

جنابِ ابنِ کواء نے اُس شخص پر سوال کیا کہ تُمہارا ہاتھ کس نے کاٹ دیا ہے ؟

اُس شخص نے کہا ! مومنوں کے اُمیر، دین کے سردار، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے داماد، اور جناب سیّدہ بتول سلام اللہ علیہا کے شوہر

Marfat.com

حضرت علی علیہ السلام نے۔

جناب ابنِ الکواء نے فرمایا! تُم عجیب آدمی ہو کہ اُنہوں نے تُمہارا ہاتھ کاٹ دیا اور تُم اُن کی تعریف اور مدح بیان کر رہے ہو۔

اُس شخص نے کہا کہ میں اُن کی مدح کیا بیان کرسکتا ہوں۔ یہ ایک حقیقت ہے جو میں نے بیان کی ہے۔

رہا یہ کہ اُنہوں نے میرا ہاتھ کاٹ دیا ہے تو یہ اُنہوں نے ناحق تو نہیں کیا بلکہ اُنہوں نے مُجھے آگ سے نجات دلوائی ہے۔

کٹا ہُوا ہاتھ پھر جوڑ دیا

حضرت سلمان فارسی رضیؓ اللہ تعالیٰ عنہ، نے یہ پُورا واقع مُولائے کائنات، ولائت مآب، اُمیر المومنین حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر بیان کیا تو آپ نے اُس سیاہ فام کو واپس بُلایا اور اُس کا کٹا ہوا ہاتھ پھر جوڑ دیا۔

متن ملاحظہ فرمائیں۔

وقال الفخر الرازی، وقد ذکر قلیلا من کرامات الصحابة مماذکرته لهنا واما علی کرم اللّٰه وجهه نیروی أن واحد من مجیه سرق وکان عبدا أسورفاتی به الی علی، فقال له! أسرقت ؟ قال نعم! فقطع یده، فانصرف من انده فلقیه سلمان

Marfat.com

الفارسی وابن الکوا رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال ابن الکوا ! من قطع یدک ؟ فقال امیر المومنین ، یعسوب الدین ، دفتن الرسول ، وزوج البتول ، فقال ! قطع یدک وتمدحه ؟ فقال ! ولم لاأمدحه وقطع یدی بحق وخلعئی من النار ، فمع سلمان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه ذالک فاخبر علیا ، فدعا الأسود ووضع یده علی ساعده وغطاه بمندیل ودعا بدعوات ، فسمعنا صوتا من السماء ارفع الرواء عن الید فرفعناه فاذا الید قد برأت باذن اللّٰہ وجمیل صنعه.

﴿جامع کرامات اولیاء صفحه ۱۵۵﴾

Marfat.com

مراجعت بجانب موضوع

بابِ مدینۃ العلم اور صاحبِ علم الکتاب اِمام الاولیاء والاتقیاء امینِ عِلمِ لدنی وارثِ علم رسولؐ زوجِ بتولؓ سیّدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کراماتِ عالیہ کا احاطہ وحصر کرنا غیر ممکن بھی ہے اور محال بھی تاہم سمندر سے چند قطرے یا مُشتے اَز خروارے کے طور پر چند کرامات بیان کرنے کے بعد ہم پھر اپنے موضوع کی طرف لوٹتے ہیں اور اِس ضمن میں چند روایات مزید پیش کرتے ہیں کہ آیتِ کریمہ من عندہ، علم الکتاب کے صحیح مصداق حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم ہیں کیونکہ آپ قرآنِ مجید کے ہمہ اقسام کے مفاہیم و مطالب اور رموز و اسرار سے کما حقہٗ واقف تھے چنانچہ روایات میں آتا ہے،

کہ جب حضرت سعید جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آیتِ کریمہ من عندہ علم الکتاب حضرت عبداللہ بن سلام کے حق میں ہے؟

Marfat.com

تو اُنہوں نے فرمایا ! نہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ یہ سُورت مکّی ہے۔

اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ خُدا کی قسم یہ آیت حضرت عبد اللہ بن سلامؓ کے حقّ میں نہیں بلکہ یہ آیت حضرت علی ابنِ ابی طالبؓ کے حق میں ہے کیونکہ وہ یقیناً قرآن مجید کی تفسیر و تاویل ناسخ و منسوخ اور حلال و حرام کو جاننے والے تھے۔

حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کے پاس کتاب کا علم ہے اور وہ اِسے اوّل سے آخر تک جانتے ہیں۔

ثم روی ایضا انه سئل سعید بن جبیر ومن عنده علم الکتاب ، عبداللّٰه بن سلام قال ! لا فکیف وهذه سورة مکیه ، وقد روی عن ابن عباس لا واللّٰه ما هو الا علی بن ابی طالب لقد کان عالم بالتفسیر والتاویل والناسخ والمنسوخ والحلال والحرام وروی عن ابی حنفیة علی ابن ابی طالب عنده علم الکتاب الاول والآخر۔

﴿مناقب ابن شهر آشوب جلد ۲ صفحه ۱۵۵﴾

کوئی چیز بھی نہیں

واخرج سعید بن منصور وابن جریر ابن المنذر،

Marfat.com

وابـن ابـی حاتم والنحاس فی ناسخه عن سعید بن جبیـر رضی اللّٰه عنه انه سئل قولهٖ "ومن عنده علم الـکتـاب" اهـو عبـداللّٰه بن سلام قال وکیف هذه السورة المکیۃ.

﴿درِ منثور جلد چهارم صفحه ۶۹ مطبوعه تهران﴾

اِس ضمن میں امام جلال الدّین سیُوطی رحمۃ اللہ علیہ مزید ایک مزید روایت یہ بھی نقل فرماتے ہیں کہ ابنِ منذر نے شعبی رضی اللہ عنہٗ سے روایت نقل کی کہ حضرت عبداللہ ابنِ سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے لئے قُرآن میں کوئی چیز بھی نازل نہیں ہوئی۔

واخـرج ابـن الـمـنذر عن الشعی رضی اللّٰه تعالیٰ عـنـه، قـال مـاترل فی عبد اللّٰه بن سلام رضی اللّٰه تعالیٰ عنه شئی من القرآنِ ،

﴿دُرِ منثور صفحه ۶۹ جلد ۴﴾

ایک حوالہ ایک صراحت

پیشوائے وہابیہ نوّاب صدّیق حسن صاحب نے بھی زیرِ آئت اِن دونوں روایات کو اِس طرح نقل کیا ہے۔

وعـن شـعبی مـانزل فی ابن سلام شی من القرآن

وعـن سـعیـد بـن جبیـر انـه سئل عن الایة أهو ابن

Marfat.com

سلام فقال کیف وهذاالاسورة لمکیة وعبداللّٰه بن سلام اسلم بالمدینه،

اور شعبی سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن سلام کے حق میں قُرآنِ مجید کی کوئی ایک آیت بھی نہیں اور جب سعید بن جبیر سے پوچھا گیا کہ یہ آیت عبد اللہ بن سلام کے حقّ میں نازل ہوئی ہے؟

تو اُنہوں نے کہا! یہ کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ یہ سورت ﴿الرعد﴾ تو مکّی ہے اور عبد اللہ بن سلام نے تو مدینہ منورہ میں اسلام قبول کیا۔

﴿تفسیر فتح البیان جلد سوم صفحہ ۱۳۰﴾

مفسّرین کی اِس تصریح سے یہ بھی ثابت ہوجاتا ہے کہ عبد اللہ بن سلام کے حق میں یہ آیت تو کیا اور کوئی آیت بھی نازل نہیں ہوئی جبکہ بعض مُفسّرین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حقّ میں آنے والی مُتعدد آیات کا رُخ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف موڑ دیا ہے،

ایک سوال اور اُس کا جواب

ایسا کیوں ہے اس سوال کو قلم انداز کرتے ہوئے آگے بڑھیں کیونکہ ایسا ہے اور اِس کی شہادت آپ کو آیتِ کریمہ انما ولیکم اللّٰه

Marfat.com

ورسولہ کی تفسیر میں مِل جائے گی جو آئندہ اَوراق میں بیان ہو رہی ہے حالانکہ اُس مقام پر تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا کہ یہ آیت سِوائے حضرت علیؑ کے کسی اور کے حق میں ثابت کی جاسکتی ہے۔

بہرکیف ! ان اُلجھنوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم پھر اپنے مؤقف کی طرف آتے ہیں کہ عندہ ،علم الکتاب آیت کا اطلاق اگر پُوری خُوبصورتی کے ساتھ کسی شخص پر ہوسکتا ہے تو وہ صرف اور صرف مولائے کائنات بابِ مدینۃ العلم حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم کی ذاتِ اقدس ہے۔

علی وارثِ علمِ رسُول ہیں

اِس لئے کہ حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے علم کے وارث ہیں،

علی امامتِ کبریٰ کا بار اُٹھانے والے ہیں،

علی ولایت کا کاروبار سنبھالنے والے ہیں،

علی امام الاوصیاء بھی ہیں اور امام الاولیاء بھی،

علی عالمِ علومِ قُرآن بھی ہیں اور ناطق قرآن بھی،

علی مُفسرِ قرآن بھی ہیں،اور قرآن کی تفسیر بھی،

علی نکتہ دانِ قُرآن بھی ہیں اور بِسمِ اللہ کی با کا نُقطہ بھی،

Marfat.com

بہرکیف! علی بارِامامت کو اُٹھانے والے ہیں اُن کے سِوا اِن تمام علوم کا متحمّل کون ہوسکتا تھا جو صدرِ رسول سے سینۂ علی میں منتقل ہونا تھے۔

بقول شاہ عبدالعزیز حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم علم کی یہ امانت اُسی کے سپرد کرسکتے تھے جسکی تربیّت بچپن ہی سے خُود اپنے ہاتھوں میں کرتے۔

امامت کُبریٰ کا انکار و اقرار

اگرچہ بعض اچھے بھلے لوگ بھی کسی اہم ضرورت کے تحت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی امامتِ کُبریٰ کا انکار کردیتے ہیں حالانکہ اُنہی کے افرادِ خانہ میں سے ایک بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز آپ کی خلافت کُبریٰ کے نہ صرف مُقرِ ہیں بلکہ اُس پر نصوص کے ساتھ پُرشکوہ استدلال قائم کرتے ہیں جس کی تفصیلی روائت مشکل کُشا جلد اوّل میں گذر چکی ہے اور اس کی مثل دوسری مختصر روایت ابھی بیان ہوگی۔

بہرکیف! اِس سے پہلے زیب عُنوان آیتِ کریمہ کی تائید میں ایک اور آیتِ مُقدّسہ ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے جو یقیناً اِس امر کی تقوّیت کا باعث ہے کہ حضرت علی ہی مخاطب عندہ علم الکتاب ہیں۔

علی امامِ مُبین ھیں

• بِلا شک وریب اکثر مفسّرینِ کرام نے "کل شئی احصینه فی

Marfat.com

امام مبین" کی تفسیر کرتے ہوئے اِمامِ مُبین سے مُرادلوحِ محفوظ کو ہی لیا ہے یعنی لوح محفوظ نے تمام اشیاء کا احاطہ کر رکھا ہے لیکن اِس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر بھی چارہٗ کار نہیں کہ لوحِ محفوظ کے علوم کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں جمع فرما رکھا ہے جس کا اجمالی خاکہ ہم مُشکل کُشا جلد اوّل میں پیش کر چکے ہیں اور اُس کی تفصیل آئندہ اوراق میں پیش کی جائے گی۔

لوحِ محفوظ کا قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ہونا محض ہمارا تخیل ہی نہیں بلکہ یہ امر نصُوص صریحہ وقطعیہ سے ثابت ہے، جیسا کہ ابھی بیان ہو گا۔

علاوہ ازیں اِس حقیقت سے بھی قارئین کرام رُوشناس ہو ہی چکے ہیں کہ قرآنِ ناطق حضرت امیر المومنین، امام المتقین، اسد اللہ الغالب علی ابنِ ابی طالب کرّم اللہ وجہہ الکریم قرآنِ مجید کے تمام تر علوم پر احاطہ کئے ہوئے تھے جبکہ لوحِ محفوظ کے عُلوم کے بارے میں تو قدوۃ العارفین سیّدنا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ مثنوی شریف یُوں ارشاد فرماتے ہیں،

لوحِ محفوظ اَست پیشِ اولیاء

اب جب کہ لوحِ محفوظ تمام اولیاء اللہ کی نگاہوں کے سامنے ہے تو ظاہر ہے کہ امام الاولیاء والاصفیاء مُرشدی ومُولائی حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کی نگاہِ عالی مرتبت سے کب پوشیدہ ہو گی۔

اِس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے بعض اہلِ عرفان مُفسرینِ کرام

Marfat.com

امامِ مبین کی تفسیر کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ لوحِ محفوظ بھی حقیقت میں جناب علی علیہ السلام کی ذاتِ والا صفات ہی ہے جو تمام تر اشیاء کے علوم پر محیط ہے۔

حوالہ جات پیش کرنے سے پہلے ہم اِس اَمر کو مزید آسان کرنے کے لئے آپ کی توجہ پھر اِس امر کی طرف مبذول کرائیں گے کہ جناب علی المرتضیٰ شیرِ خُدا مُشکل کُشا علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ،

''جمیع صحائف جو تمام تر انبیاء علیہم السّلام پر نازل ہوئے ان کے تمام علوم اور قُرآن مجید کے تمام تر ظاہری، باطنی علوم سُورہ فاتحہ میں پوشیدہ ہیں اور سورۃ فاتحہ کے تمام تر علُوم بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیمُ میں موجود ہیں اور بسم اللہ شریف کے تمام علوم اور اسرار بِسمِ اللہ کی ب میں موجود ہیں اور ''ب'' کے تمام علوم ''ب'' کے نقطہ میں ہیں اور ب کا وہ نُقطہ '' میں '' ہوں'' یعنی

انا النقطۃ تحت الباء،

اور پھر آپ خُود کو قرآنِ ناطق کے لقب سے بھی مُلقّب فرماتے ہیں اندریں حالات یہ سامنے کی بات ہے کہ جب آپ کی ذَاتِ اقدس کا امامِ مُبین یعنی لوحِ محفوظ ہونا تو بدرجہ ءِ اولیٰ ثابت ہوتا ہے جبکہ لوحِ محفوظ بحکم

Marfat.com

پروردگارِ عالم قرآنِ مجید میں ہی موجود ہے۔

یہاں یہ نکتہ بھی ذہن نشین رکھنے کے قابل ہے کہ عارفِ رُومی نے جو یہ فرمایا ہے کہ "لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء" تو اِس سے مُراد بھی اولیاءِ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا امیر المومنین، امام المتقین سیّد الاولیاء والاصفیاء کی ذاتِ والا صفات سے مُکمل ترین رابطہ ہے۔

بہر کیف! اَب آپ چند ایسے حوالہ جات مُلاحظہ فرمائیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر چیز کو احاطہ کرنے والے اِمام مبین بھی جُناب امیر علیہ السلام ہی ہیں۔

گواھی اھلبیتؑ کی

حضرت اِمام محمد باقر علیہ السّلام اپنے والدِ گرامی حضرت امام زَین العابدین علیہ السّلام سے اور وہ اپنے والدِ مکرم و معظّم اِمام ہمام حضرت امام حسُین علیہ السّلام سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ آیتِ کریمہ "کل شئی احصینہ فیٔ امام مبین" اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے نازل فرمائی یعنی ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں جمع فرما دیا ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ! ﴿صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم﴾ کیا امام مبین سے مراد تورات وانجیل یا قرُآنِ مجید ہے؟

Marfat.com

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ! نہیں۔

پھر میرے والدِ گرامی جناب علی علیہ السلام کی طرف توجّہ فرما کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص ''امام مبین'' ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے ہر چیز کو جمع فرما دیا ہے۔

دُوسری حدیث

دوسری روایت صالح بن سہل ھادِینا ومُرشِدنا حضرت اِمام جعفر الصادق علیٰ آبائہ الکرام علیہم وعلیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آیتِ مبارکہ وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْن، امیر المومنین، اِمام المتقین مَولائے کائنات حضرت علی علیہ السّلام کی شانِ اقدس میں نازل ہوئی ہے۔

اِس ضمن میں تیسری حدیث مولائے کائنات سیّدنا حیدر کرّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا فرمان ہے۔

جو آپ نے حضرت عمّار بن یاسر اور حضرت اَبُوذر غفّاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک ہی قسم کے واقعہ کے سلسلہ میں الگ الگ موقعہ پر کیا،

تیسری روایت

حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ!

میں امیر المومنین، مَولا مُشکل کُشا، شیرِ خُدا علی المُرتضیٰ علیہ السّلام

Marfat.com

کے ساتھ شریک سفر تھا کہ ہمارا گذر ایک ایسی وادی سے ہوا جو چونٹیوں سے بھری پڑی تھی۔

میں نے چُونٹیوں کی اِس لاتعداد فوج کو دیکھا تو بارگاہِ ولایت مآب میں عرض کیا یا امیر المومنین! آپ خُداوند قدّوس جلّ مجدہٗ الکریم کی مخلوق میں سے کسی ایسے شخص کو جو یہ بتا سکے کہ اِن چونٹیوں کی تعداد کتنی ہے ؟

عمارؓ فرماتے ہیں کہ میرے اِس سوال کے جواب میں مولا علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہاں! بلکہ اے عمارؓ میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو یہ بھی بتا سکے کہ اِن چونٹیوں میں نَر کتنے اور مادائیں کتنی ہیں۔

آپ کے اِس فرمان سے میرا تجسّس بڑھا تو میں نے مکرّر عرض کیا یا مولا! وہ شخص کون ہے ؟

جناب علی علیہ السلام نے فرمایا ! تُم نے سورۃ یٰسین میں "کُل شئٍ احصینا ہ فی امام مبین" آیت کو نہیں پڑھا۔

میں نے عرض کیا ہاں! یا امیر المومنین میں نے پڑھا ہے، جناب شیرِ خُدا علی المُرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا ! اے عمار! وہ امام مبین میں ہی تو ہوں۔

منقولہ بالا روایت کی تائید درج ذیل روایت سے ہوتی ہے جو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

Marfat.com

چوتھی روایت

اِسی ضمن میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ روایت موجود ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں جناب شیرِ خُدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہمراہ جارہا تھا کہ اچانک ہمارا گُذر ایک ایسی وادی سے ہُوا جہاں چونٹیوں کی اِس قدر بھرمار تھی جیسے چونٹیوں کا سیلاب آ گیا ہو۔

میں نے یہ عجیب وغریب منظر دیکھا تو میرے منہ سے بے اختیار نکلا اللہ اکبر! وہ بہت ہی بڑا ہے جوان چیونٹیوں کی تعداد کو شمار فرمانے والا ہے۔

جناب علی علیہ السلام نے فرمایا ابوذر ! ایسا نہ کہو، بلکہ یوں کہو کہ اِن کا پیدا فرمانے والا بہت بڑا ہے۔

قسم ہے اُس ذات کی جس نے تُمہیں اور مُجھ کو انسانی صورت میں پیدا فرمایا میں باذنِ اللہ تعالیٰ اِن کی تعداد کو بھی جانتا ہوں کہ اِن میں نر کتنے ہیں اور مادائیں کتنی ہیں۔

﴿ماخوذ ینابیع المودۃ ص ۷۸﴾

﴿از علامہ سلیمان حنفی قندوزی﴾

اگر تعجّب ہو ؟

اگر کوئی شخص جناب شیرِ خُدا مُشکل کُشا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اِس فرمانِ عالی شان سے تعجب وتحیّر کی وادیوں میں کھو جائے تو وہ

Marfat.com

قرآن مجید میں سے سورۃ نمل کی وہ آیات پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرے جن میں چیونٹیوں کا سردار حضرت سلیمان کے لشکر کی آمد کی خبر دیتا ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام میلوں پر بیٹھے ہوئے نہ صرف اُن چیونٹیوں کو دیکھ رہے ہیں بلکہ اُن کی گفتگو بھی سُن رہے ہیں۔

یہ کون ہیں ؟

خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تاجدارِ ہل اتےٰ شیرِ خُدا حضرت علی علیہ السلام کی شہادتِ مبارکہ کے واقعات بیان کرتے ہوئے مقامِ مرتضویٰ کی جو نشان دہی اپنے طویل مضمون میں فرمائی ہے اِس کے چند اقتباس ملاحظہ فرمائیں اور اندازہ کریں کہ شاہ ولی اللہ دہلوی کے خاندان کو اپنا رہنما تسلیم کرتے ہوئے بھی بعض لوگ اُن کے مسلک سے کسی حد تک دُور ہو کر خارجیت نوازی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

کیا فرما رہے ہیں

اِسی طرح امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا جسمانی وجود مبارک ہے۔ کیونکہ آپ خلافتِ حقّہ کو ختم فرمانے والے تھے۔

اور آپ کی ذاتِ اقدس جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولایت کے کمال کی صورت تھی اور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ہدایت کا نور مبارک آپ ہی کی ذات کے راستے جلوہ گر تھا اور آپؑ کے

Marfat.com

قربِ معنوی کی روشنی اِسی راہ سے ظاہر تھی، نیز پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت و نیابت آپ کے زمانہ خلافت میں آپ ہی کی ذاتِ والا صفات میں منحصر تھی۔

یہی وجہ ہے کہ جس طرح کعبہ اور قرآن کی طرف دیکھنا عبادت بتایا گیا ہے۔ اِسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے رُخِ انور کی طرف دیکھنا بھی عبادت قرار دیا گیا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے،

''النظر الی الکعبة عبادة ''

یعنی ''بیت اللہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے''

اور قرآنِ مجید کے متعلق آتا ہے۔

'' النظر الی المصحف عبادة ''

یعنی ''قرآنِ مجید کے حروف کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔''

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں آیا

''النظر الی وجه علی عبادة''

یعنی '' علی کہ چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔''

تو اِس وقت حضرت علی علیہ السلام کا وجود شریف حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وجود مبارک کی مثل تھا۔ اِس واسطے کہ اُس وقت میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمّت کے پیاسے اُسی چشمۂ خاص سے سیراب ہوتے تھے اور آپ کی ذات مبارک تمام تر صفاتِ کمال بشری

Marfat.com

کے جمع ہونے کی وجہ سے ہر ظاہری اور باطنی حاجت کو پورا فرمانے میں کفایت کرتی۔

آپ کی شہادت سے نبوّت کی خلافت مُنقطع ہوگئی اور کوئی بھی قائم مقام اِس مرتبے کا نہ رہا، اِس اَمر کو جانتے ہوئے صحابہ کرامؓ نے نہایت افسوس کا اظہار کیا۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آپ کی شہادت کی خبر اُن کو پہنچی تو فرمایا ! اَب اہلِ عرب جو چاہیں کریں اب کوئی ایسا نہیں جو اُنہیں برے کام سے روکے۔

اب جاننا چاہیے کہ جنابِ علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے وصال کے بعد صحابہ کرام میں علماء اور واعظ کثرت سے موجود تھے اور وہ بنو اُمیہ کے بادشاہوں اور دوسرے سرداروں کو سچّی بات کہنے میں خاطر داری اور لحاظ نہیں کرتے تھے مگر اُن کا اچھّی بات کا حکم دینا اور بُری بات سے روکنا محض علماء کی طرح تھا اور راہنمائی کرنا مثل اولیاء کے تھا، نہ کہ پیغمبروں کے حکم کی مانند، چونکہ مثل پیغمبروں کے احکام صادر کرنے کی بات حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم پر ختم ہوگئی تھی، یہی وجہ تھی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا اب عرب جو چاہیں برے افعال کریں اُن کو روکنے والا اب کوئی نہیں۔

﴿تفسیر عزیزی ص ۳۲۷ تا ۳۲۸﴾

Marfat.com

عِلم کا مخفی خزانہ

حضرت علامہ ابن طلحہ حلبی الشافعی ہَلْ اَتیٰ اِمام المُتقّین، امیر المومنین ولایت مآب غالبِ علیٰ کل غالب اَسد اللہ الغالب جناب علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے یہ اشعار اپنی کتاب ''الدُرّ المنظم'' میں رقم فرماتے ہیں جو آپؑ نے اپنی ہی ذات مُبارک کے متعلق ارشاد فرمائے ہیں۔

میں اوّلین کے علوم سے بہرہ مَند ہُوں اور آخرین کے علُوم کا مخفی خزانہ ہوں۔

میں پوشیدہ رازوں اور غیب کے اسرار کو ظاہر کرنے والا ہوں۔

میرے پاس جدید و قدیم تمام باتوں کا علم ہے۔

میں تمام سہارا دینے والوں سے بہتر سہارا دینے والا ہوں۔

میں نے تمام جہانوں پر احاطہ کر رکھا ہے اور میں تمام اُمور کو جاننے والا ہوں۔

اِن اشعار کے بعد مولا علی عَلَیہِ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں سُورۃ فاتحہ کی تفسیر کرنا چاہوں تو ستّر ۷۰ اُونٹوں کا بوجھ بن جائے۔

لقد حزت علم الاولین وانني

ظنين بعلم الآخرين كتوم

وكاشف اسرار الغيوب باسرها

وعندي حديث وحادث قديم

Marfat.com

وانی القیوم علی کل قیم
محیط بکل العالمین علیم
ثم قال علیه السلام لوشئت لاو قرت من تفسیر
الفاتحه سبعین بغیرا.

میں سچ کہتا ہوں

مذکورہ بالا کتاب الدُّر المنظّم کے حوالہ سے حضرت سُلیمان حنفی قندوزی مفتی اعظم قسطنطنیہ جناب شیرِ خدا اہلِ اتّے امام الاولیاء والا صفیاء سراج المتقین، امیر المومنین، سیّدنا و مُرشدنا حضور ولائت مآب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالبؑ کا ایک اھم ارشاد نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا!

خُدا کی قسم! اگر میں چاہوں تو تُم لوگوں میں سے ہر شخص کو اُسکے مخرج اور مدخل کا پتہ بتادوں اور اُس کے تمام تر حالات سے آگاہ کردوں، لیکن مجھے خدشہ ہے کہ تُم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذاتِ اقدس سے کُفر نہ کر بیٹھو، ہاں البتّہ! میں ان علوم سے ان لوگوں کو یقیناً آگاہی بخشوں گا جو راسخ العقیدہ اہل ایمان ہیں،

مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے اپنے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو حق کے ساتھ معبوث فرما کر تمام تر خلائق میں برگزیدہ بنایا، میں جو کچھ بھی کہتا ہوں سچ کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے رسول برحق صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

Marfat.com

نے مجھ سے اِن امور کا عہد لیا ہے۔

قرآن بھی ذکر رسول بھی ذکر

ناظرین اب علم کتاب کے سلسلہ میں نہایت لطیف اور وجدان آمیز چند نکتے ملاحظہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قرآن مجید کو ذکر کے نام سے موسوم کرتے ہوئے فرمایا ہے،

اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْن

﴿سورۃالحجر آیت ۹﴾

بے شک ہم نے اُتارا ذکر ﴿یعنی قرآن مجید﴾ اور ہم ہی اِس کے نگہبان ہیں،

ایسے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرمایا !

قد انزل اللّٰہ علیکم ذکرا رسولاً یتلوا علیکم آیات اللّٰہ

﴿سورۃ الطلاق آیت ۱۰﴾

بے شک تُم پر اللہ نے ذکرِ رسول اُتارا جو تُم پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے۔

اِن دونوں آیات سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہیں کہ قرآن و رسول دونوں ذکر ہیں۔ اِس نکتے کو ذہن میں رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان

Marfat.com

پڑھیں کہ اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے پوچھو، مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں اہلِ ذکر ہم ہیں مُلاحظہ ہو،

ہم اہلِ ذکر ہیں (فرمانِ علیؑ)

جعفر جعفی سے اُس کی سند کے ساتھ روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ،

اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے سوال کرو۔

تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ہم اہلِ ذکر ہیں۔

روی بسنده عن جابر الجعفی قال : لما نزلت فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون ، قال علی علیه السلام : نحن اهل الذکر

﴿تفسیر ابنِ جریر الطبری ج ۱۷ ص ۵﴾

اہلِ ذِکر ہی ذِکر ہیں

اندریں صورت حضرت علی علیہ السلام کا عندہ علم الکتاب کا مِصداق ہونا قطعی اور یقینی ہو جاتا ہے کیونکہ آپ اہلِ بیتِ رسول بھی ہیں اور اہلِ قرآن بھی۔

علی رسول اللہ کی جان بھی ہیں اور مَعَ القُرآن بھی

علی قرآنِ ناطق بھی ہیں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے علم کا

Marfat.com

ظرف بھی۔

یہی وجہ ہے کہ

قُرآن کو دیکھنا بھی عبادت ہے اور علی کو دیکھنا بھی عبادت،

قُرآن کی آیات کی تلاوت کرنا بھی عبادت ہے اور علی کے چہرے کی تلاوت کرنا بھی عبادت،

ذِکر یعنی قرآن و رسول کو بھیجنے والے کا ذکر کرنا بھی عبادت ہے اور علی کا ذکر کرنا بھی عبادت ہے۔

اگر قلبی تسکین اور ذہنی طمانیّت کے طلبگار ہو تو ذکرِ خُدا کے ساتھ ذِکرِ محمد مصطفےٰ اور ذِکرِ علی المرتضٰی سے بھی رطب اللّسان رہا کرو، یہی منشاء ایزدی ہے اور اِسی میں نجات ہے۔

آیت کریمہ " **فاسئلو اھل الذ کر ان کنتم لا تعلمون** "کی تفسیر کرتے ہوئے مُفسرین کرام فرماتے ہیں یعنی "اگر تُمہیں عِلم نہیں ہے تو صاحبان ذِکر سے دریافت کرو۔"

ثعلبیؒ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت نقل کی ہے کہ امیر المومنین، امام المتقین، ولائت مآب مولا علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن اہلِ ذِکر کا ذِکر فرمایا ہے، وہ ہم لوگ ہیں،

علاوہ ازیں آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ہمیں اس آئتِ کریمہ میں بھی ذکر کے نام سے یاد کیا ہے۔

فاتقو اللّٰہ یا اولی الباب الذین آمنو ا قد نزل اللّٰہ علیکم ذکر رسولاً یتلوا علیکم آیات اللّٰہ بینات ،

یعنی اے وہ لوگ جو دانش مند ہو اور ایمان لے آئے ہو اللہ سے ڈرتے رہو، اُس نے تمہاری طرف ذکر نازل فرمایا جو کہ رسول ہے اور تم پر اللہ تعالیٰ کی روشن آیات تلاوت فرماتا ہے،

امام الآئمہ سیّدنا و مُرشدنا امام ہمام حضرت امام جعفر الصادق بن الامام محمد باقر علیہما السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآنِ مجید میں ذکر کو دو معنوں میں استعمال فرمایا گیا ہے،

ایک ذکر تو آنحضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اور دوسرا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن مجید ہے۔

اھلبَیت اھلِ ذکر

''عیون الاخبار'' میں امام ہمام حضرت امام علی رضا بن امام موسیٰ رضا علیہما السلام کی بیان فرمودہ روائت نقل کی گئی ہے کہ آپ نے'' فاسئلو اھل الذکر '' کے ضمن میں فرمایا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

Marfat.com

اُمتیوں کو چاہیے کہ ہم سے اُمورِ دین کے مسائل دریافت کرتے رہیں، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس آئتِ کریمہ میں ہمارے ہی اہلِ ذکر ہونے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے،

علاوہ ازیں دیگر تمام اہلِ ذکر بطور تبعیّت ہوں گے۔

قیامت تک کا سوال کرو

حضرت ابی طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری موجودگی میں حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا !

مجھ سے سوال کرو! خدا کی قسم مجھ سے تم قیامت تک ہونے والی جس چیز کے بارے میں پوچھو گے تو میں تمہیں بتاؤں گا،

مجھ سے اللہ کی کتاب کے بارے میں سوال کرو! خُدا کی قسم میں قرآن مجید کی ہر آیت کو جانتا ہوں کہ وہ رات کو نازل ہوئی ہے یا دن کو اُس کا نزول میدان میں ہوا ہے یا پہاڑ پر،

ذاریات کیا ھے؟

آپ کا یہ ارشاد سنا تو ابن الکوا نے اُٹھ کر عرض کی اے امیر المومنین

Marfat.com

ذاریات ذرواً کیا ہے؟

مولائے کائنات نے فرمایا! افسوس ہو تجھ پر مُشکل کی بجائے تفقہ کا سوال کرتا ہے اور پھر فرمایا !

والذاریات ذرواً ہوائیں ہیں

فالحاملات و قراً بادل ہیں

فالجاریات یسراً سفن یعنی زمین سے ٹکرا کر چلنے والی ہوائیں ہیں اور فالمقسمات امراً فرشتے ہیں۔

چاند کی سیاھی کیا چیز ھے ؟

پھر اُس نے کہا! چاند میں جو سیاہی ہے وہ کیا چیز ہے؟

مولائے کائنات نے فرمایا! اندھے کو اندھیرے میں کیا دور کی سُوجھی پھر فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے،

اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا تو
رات کی روشنی کو دُھندلا ہوا اور مٹا سا کر دیا اور دن کی
نشانی روشن کر کے دکھانے والی بنائی،
پس رات کی مٹی ہوئی نشانی چاند میں ہے،

ذوالقرنین کون تھا؟

ابن الکواء نے عرض کی ! ذوالقرنین نبی تھے یا بادشاہ،

Marfat.com

مولائے کائنات علیہ السلام نے فرمایا! دونوں میں سے ایک بھی نہیں یعنی نہ تو وہ نبی تھے اور نہ ہی بادشاہ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے غلام تھے، وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے اور اللہ تعالیٰ اُن سے محبّت کرتا، اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نصیحت کی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کے لئے نصیحت کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں لوگوں کے پاس بھیجا تا کہ وہ اُنہیں ہدایت کی طرف بلائیں تو اُن لوگوں نے اُن کے دائیں سینگ پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے وہ جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا مَر کے رہے،،

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں پھر لوگوں کے پاس بھیجا تا کہ وہ اُنہیں ہدایت کی طرف بُلائیں تو اُن لوگوں نے اُن کے بائیں سینگ پر چوٹ لگائی اور اُن کے سینگ بیل کے سینگوں کی طرح نہیں تھے۔

قوس کیا ھے ؟

بعد ازاں ابن الکواء نے عرض کی ! قوس کیا ہے؟

مولائے کائنات نے فرمایا!

یہ نُوح علیہ السلام اور اُن کے پروردگار کے درمیان علامت ہے اور یہی امانِ غرقابی ہے۔

بیت المعمور کیا ھے ؟

اُس نے کہا ! بیت المعمور کیا ہے؟

Marfat.com

مولائے کائنات نے فرمایا!

ساتوں آسمانوں کے اُوپر اور عرش کے نیچے ایک گھر ہے جس میں ہر روز ستّر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں مگر اُن کو قیامت تک وہاں دوبارہ جانا نصیب نہیں۔

نعمت کو بدلنے والے؟

اُس نے سوال کیا! وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری میں تبدیلی کر دیا؟

باب مدینۃ العلم علیہ السلام نے فرمایا! کہ یہ لوگ قریش کے فجار ہیں جو بدر کے دن موت سے ہمکنار کر دیئے گئے۔

دُنیا کے لئے کوشش کرنے والے؟

بعد ازاں اُس نے کہا! وہ کون لوگ ہیں جن کی ساری کوشش دُنیاوی زندگی میں گُم ہو گئیں اور وہ اسی خیال میں ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں؟

مولائے کائنات نے فرمایا! اہل حرور یعنی خارجی اُنہیں میں سے ہیں۔

متن ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

عن ابی الطفیل عامر بن واثلة قال !

شهدت علی بن ابی طالب علیه السلام یخطب فقال فی خطبته.

سلونی فوالله لا تسألونی عن شئی یکون الی یوم القیامة الاحدثکم.

سلونی عن کتاب الله فوالله ما من آیة الا انا اعلم ابلیل نزلت ام بنهار ام فی سهل نزلت ام فی جبل.

فقام الیه ابن الکواء فقال یاامیرالمومنین ما الذاریات ذروا ؟

فقال له ! ویلک سل تفقها ولا تسئل تعنتا، ﴿والذاریات ذروا﴾ الریاح ﴿فالحاملات وقراً﴾ السحاب ﴿فالجاریات یسراً﴾ السفن ﴿فالمقسمات امراً﴾ الملائکه،

فقال ! فما السواد الذی فی القمر ؟

فقال ! اعمی یسأل عن عمیاء، قال الله تعالیٰ !

وجعلنا اللیل والنهار آیتین فمحونا آیة اللیل وجعلنا آیة النهار مبصرة.

فمحو آیة اللیل السواد الذی فی القمر،

Marfat.com

قال ! فماكان ذو القرنين انبياً أم ملكا ؟

فقال ! لم يكن واحداً منهما، كان عبدالله احب الله وأحبه الله وناصح الله فنصحه الله ، بعثه الله الى قوم يدعوهم الى الهدى فضربوه على قرنه الأيمن ثم مكث ماشاء الله ثم بعثه الله الى قومه يدعوهم الى الهدى فضربوه على قرنه الأيسر ولم يكن له قربان كقرني الثور،

قال ! فما هذه القوس ؟

قال هي ! علامة كانت بين نوح وبين ربه وهي امان من الغرق .

قال ! فما البيت المعمور ؟

قال ! بيت فوق سبع سماوات تحت العرش يقال له الضراح يدخله كل يوم سبعون الف ملك ثم لا يعودون اليه الى يو م القيامة،

قال ! فمن الذين بدلوا نعمت الله كفراً؟

قال ! هم الأفجران من قريش قد كفيتموه يوم بدر .

قال ! فمن ﴿ الذين ضل سعيهم فى الحياة الدنياوهم يحسبون انهم يحسنون صنعاً﴾

Marfat.com

قال ! قد كان أهل حروراء منهم.

﴿کنزالعمال جلد ۱ صفحه ۲۲۸﴾

﴿فتح الباری جلد ۱۰ صفحه ۲۲۱﴾

تورات کی خبریں

حضرت اصبغ بن نباتہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک یہودی نے آ کر کہا اے امیرالمومنین ! اللہ تعالیٰ کب سے ہے؟

اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ غم وغصہ کے ساتھ یہودی کی طرف بڑھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ! اِسے نکال دو،

پھر اُسے روک کر مولائے کائنات نے فرمایا ! اے یہودی سن جو بات ہم تیرے لئے کہیں اُنہیں کانوں سے سن اور دِل میں محفوظ رکھ، یہ بات میں تجھے تیری اُس کتاب سے سُناؤں گا جو حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السّلام پر نازل ہوئی پس اگر تُو نے اپنی کتاب پڑھ کر یاد کی ہوگی تو تُجھے ضرور یہ پہنچی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اُس وقت سے ہے جب کچھ نہ تھا وہ بِلا کیف وکم اور بلا کینون وکائن ہر قبل سے قبل اور ہر بعد سے بعد ہمیشہ سے ہے اُس کی کوئی غایت نہیں اور نہ ہی کوئی غایت اُس پر منتہی ہوتی ہے، اُس کے سوا تمام غایتیں منقطع ہیں پس وہ تمام تر غایتوں کی غایت ہے۔

Marfat.com

یہودی کا قبولِ اسلام

حضرت علی علیہ السلام سے بات سُن کر یہودی رونے لگا اور اُس نے کہا! خُدا کی قسم اے امیر المومنین یہ باتیں حرف بحرف توَرات میں موجود ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے بندے اور رسول ہیں۔

متن ملاحظہ فرمائیں !

عن الأصبغ بن نباتة قال كنا جلوساً عند علٰى بن ابى طالب عليه السلام فأتاه يهودى فقال يا امير المومنينَ متى كانَ أللّه ؟

فقمنا اليه فلهزناه حتى كدنا نأتى على نفسه .

فقال على عليه السلام ! خلوا عنه ، ثم قال ! اسمع يا اخا اليهود ماأقول لك فاسمعه باذنك ، واحفظه بقلبك ، فانما احدثك عن كتابك الذى جاء به موسى بن عمران فان كنت قد قرأت كتابك وحفظته فانك ستجده كما أقول انما يقال متى كان لمن لم يكن ثم كان ، فأما من لم يزل بلا كيف يكون بلا كينونة كائن ، لم يزل قبل القبل وبعد البعد لا يزال بلا كيف ولا غاية ولا

Marfat.com

منتهى ، اليه غاية انقطعت دونه الغايات فهو غاية

كل غاية، فبكى اليهودى وقال ! والله ياامير

المومنين ، انها لفى التوراة هكذا حرفاً ، وانى

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد صلى الله

عليه ﴿وآله﴾وسلم عبده ورسوله ،

﴿کنز العمال جلد ۱ صفحه ۱۰۳﴾

کتاب ناطق سے پُوچھو

امام ابن جریر حضرت ابی طفیل سے روایت کرتے ہیں اُنہوں نے

کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو یہ فرماتے سُنا تو مجھ سے

بولنے والی کتاب اور سُنّتِ ماضیہ سے جو بھی پُوچھو گے میں تمہیں بتا دوں گا

پس ابن الکواء نے ذاریات کا مطلب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا

ذاریات ہواؤں کو کہتے ہیں۔

روى بسنده عن أبى الطفيل قال : سمعت عليا

يقول لا تسألونى عن كتاب ناطق ولا سنة ماضيه

الا حدثنكم فسأله ابن الكوا عن الذاريات فقال

:هيى الرياح ،

﴿تفسیر ابن جریر جلد ۲۶ صفحه ۱۱۶﴾

Marfat.com

تنزیلِ تفسیرِ قرآن

ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی گفتگو کے آخر پر فرمایا! بے شک حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دامادی کے شرف سے مشرف اور اپنے خاندان میں وسیع تر مقام پر فائز ہیں۔

آپ مانگنے والوں کو عطا کرنے والے ہیں ،قرآن کی تنزیل کے عالم اور تفسیرِ قرآن کی فقاہت رکھنے والے ہیں۔

قال ابن عباس فی اخرہ : ولقد فاز علی علیہ السلام بصھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبسطۃ فی العشیرۃ ، وبذلاً للماعون، وعلماً بالتنزیل ، وفقھاً للتاویل ونیلاً للأقران ،

﴿کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۳ جلد ۱ صفحہ ۱۹۰﴾

حضرت ابنِ عباس کا خراجِ محبّت

ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولائے کائنات بابِ مدینۃ العلم کے حضور میں خراجِ عقیدت و نیاز مندی پیش کرتے ہوئے آپ کا تعارف یوں کروایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ابا الحسن یعنی حضرت علی علیہ السلام پر رحم فرمائے ،

Marfat.com

خُدا کی قسم ! آپ ہدایت کا علم اور متقیوں کی پناہ گاہ تھے،

آپ محلِ حجت اور عقل کا مینار تھے،

آپ اسرار و شرافت کا نُور اور اندھیروں میں روشنی تھے،

آپ اسرار و رموز کی طرف بُلانے والے تھے،

آپ پہلے صحیفوں یعنی انبیاء کرام پر نازل ہونے والی کتابوں کے عالم تھے،

آپ قرآن مجید کی تفسیر و تاویل اور ذکر پر قائم تھے،

آپ کا تعلق اسبابِ ہدایت سے تھا اور آپ ظلم و جور اور اذیت کو ترک کرنے والے تھے،

آپ بُرے راستوں کی ناکہ بندی کرنے والے تھے،

آپ پرہیزگاروں اور مومنوں میں بہتر تھے،

آپ پہننے اور روکنے والوں کے سردار تھے،

آپ حج اور سعی کرنے والوں میں افضل تھے،

آپ عدل و انصاف کرنے والوں میں صاحبِ جود تھے،

آپ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کے سوا تمام اہلِ عالم میں سب سے بہتر خطیب تھے،

آپ صاحبِ قبلتین تھے اُن کے برابر توحید پرست کہاں ہے؟

آپ تمام عورتوں سے بہتر خاتون سلام اللہ علیہا کے شوہر تھے،

Marfat.com

آپ سبطین علیہما السلام کے والد گرامی تھے،

نہ میری آنکھ نے آپ جیسا کسی کو دیکھا ہے اور نہ قیامت تک اُن جیسا کوئی نظر آئے گا اور ملے گا،

الی ان قال فما تقول فی علی بن ابی طالب ؟ قال ! رحم اللّٰه ابا الحسن كان واللّٰه علم الهدى ، وكهف التقى ، ومحل الحجى ، وطود البها ، ونور السرى ، فی ظلم الدجى ، وداعیاً المحجة العظمى ، عالما بما فی الصحف الاولى ، وقائما بالتاويل والذكرى، متعلقا باسباب الهدى ، وتاركاً للجور والاذى وحائدا عن طرقات الردى ، وخير من آمن واتقى ، وسيد من تقمص وارتدى وافضل من حج وسعى ، واسمع من عدل وسوى ، واخطب اهل الدنيا الا الانبياء والنبى المصطفىٰ ، وصاحب القبلتين ، فهل يوازيه موحد ؟ وزوج خير النساء ، وابو السبطين لم يرعينى مثله ولا ترى الى يوم القيامة واللقاء،

﴿ذخائر العقبیٰ صفحه ۷۸﴾

Marfat.com

یہ تعارف

سیّدنا حیدرِ کرار شیر خُدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ مختصر تعارف کرانے والی شخصیت اُس ذات والاصفات کی مالک ہے جس کے علم و برکت کے لئے حضور تاجدارِ انبیاء سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دوبارہ دُعا فرمائی،

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسلام کے وہ بطلِ جلیل اور رجلِ عظیم ہیں جن کی علمی وجاہت کے پیشِ نظر اُن کو حبر اُلامت کہا جاتا اُمت کا یہی عظیم عالم، بابِ مدینۃ العلم کا قصیدہ بیان کرتے ہوئے اُن کو دنیا کے سب سے بڑے عالم، سب سے بڑے عادِل، سب سے بڑے خطیب، سب سے بڑے فقیہ اور سب سے بڑے مفسّرِ قُرآن کہہ رہا ہے جناب عبد اللہ ابن عباس عام قصیدہ خوان نہیں وہ صحابئ رسول ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے بیانات و فرمودات سے سند پکڑی جاتی ہے اور یہ وہ گفتگو ہے جسے حدیث کہا جاتا ہے،

بہر کیف! سیّدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعلم الناس ہونا روزِ روشن کی طرح واضح ہے اور وہی شخص عندہ علم الکتاب کا مخاطب اور باب مدینۂ علم ہوسکتا ہے جو اعلم النّاس اور اخطب اہل الدُنیا ہو،

Marfat.com

شہزادۂ کونین کی گواہی

روایات میں آتا ہے کہ تاجدار الاولیاء، امام الاصفیاء سیّدنا حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادتِ عُظمیٰ واقع ہو جانے کے بعد شہزادۂ کونین امام العارفین سیّدنا امام حُسین علیہ السلام نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے اپنے والدِ گرامی سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں فرمایا!

اے لوگو! کل رات تُم سے وہ شخص الگ ہو گیا جس کہ علم پر نہ تو پہلوں نے سبقت حاصل کی اور نہ ہی بعد والوں میں سے کوئی ایسا نظر آتا ہے،

حدثنا وکیع عن شریک عن أبی اسحاق عن هبیره قال: خطبنا الحسین بن علی علیهما السلام فقال: لقد فارقکم رجل بالامس لم یسبقه الاولون بعلم ولا یدرکه الاخرون،

﴿مسند الامام احمد بن حنبل جلد ۱ صفحه ۱۹۹﴾

﴿کنز العمال جلد ۶ صفحه ۴۱۲﴾

﴿حلیة الاولیاء جلد ۱ صفحه ۶۵﴾

نبی کا وصی زیادہ عِلم والا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی!

Marfat.com

یارسول اللہ ! ہر نبی کا وصی ہوتا ہے آپکا وصی کون ہے؟

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے میری طرف سے خاموشی اختیار فرمالی، پھر جب میں نے اِس کے بعد آپکی طرف دیکھا تو آپ نے فرمایا!

اے سلمان! کیا تجھے یہ پُوچھنے کی جلدی ہے؟ میں نے کہا لبیک،

آپ نے فرمایا! کیا تو جانتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا وصی کون تھا؟

میں نے عرض کی ! یُوشع بن نُون،

آپ نے فرمایا ! وہ کیوں وصی تھا ؟

میں نے کہا ! وہ اُس وقت سب لوگوں سے زیادہ عالم تھا،

آپ نے فرمایا ! میرا وصی اور میرے اسرار کا مقام اور جو میں نے تمہارے لئے اپنے بعد بہتری چھوڑی ہے اور میرے دین کے فیصلے کرنے والا علی ابن ابی طالب ہے؟

وعن سلمان قال قلت ! یارسو اللّٰہ ان لکل نبی وصیا فمن وصیک ؟ فسکت عنی فلما کان بعد رآنی . فقال ! یاسلمان فأسرعت الیه ، قلت ! لبیک ،

قال ! تعلم من وصی موسی ؟

قال ! نعم یوشع بن نون ،

Marfat.com

قال ! لم ؟

قلت ! لان کا ن أعلمهم يومئذ،

قال ! فان وصى وموضع سرى وخير من أترك بعدى وينجز عدتى ويقضى دينى على بن ابى طالب،

﴿الهیثمی فی مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۱۱۳﴾ قال رواہ الطبرانی،

نُکتہ آفرینی اور بات ھے

بعض عبارات کو الفاظ کے پیچ وخم میں اُلجھا کر نکتہ آفرینی کر لینا اور بات ہے مگر فلسفیانہ استدلال اور منطقی اِستنباط صداقت کو تبدیل کر لینے پر قادر نہیں ہو سکتا،

حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے علوم واسرار کا وارث بنا کر اعلم النّاس کا خطاب دیا ہے اِس لئے وہ اعلم النّاس ہی رہیں گے اور اِس سلسلہ میں ایک سے بڑھ کر ایک شہادت موجود ہے،

کیسے مُحتاج ھوئے ؟

ابی زہرا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس وقت پوری روئے زمین پر تین عالم ہیں۔ ایک عالم شام

Marfat.com

میں ہے اور ایک عالم حجاز میں اور ایک ہی عالم عراق میں ہے۔

شام کے عالم حضرت ابودرداؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں،

حجاز کے عالم حضرت علی ابن ابی طالب کرّم اللہ وجہہ الکریم ہیں،

جبکہ عراق کا عالم تمہارا بھائی یعنی میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں اور شام کے عالم ابودرداؓ اور عراق کے عالم حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں ہی حجاز کے عالم جناب علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے محتاج ہیں مگر حجاز کے عالم جناب علی علیہ السلام ان دونوں میں سے کسی کے بھی محتاج نہیں۔

عن ابی الزهراء عن عبد الله ، يعنى ابن مسعود قال ! علماء الأرض ثلاثه ،عالم بالشام، وعالم بالعراق ، فأما عالم الشام فهو أبو الدرداء ، وأما عالم أهل الحجاز فهو على بن طالب عليه السلام وعالم أهل الشام وعالم اهل العراق يحتاجان انى عالم أهل الحجاز وعالم أهل حجاز لا يحتاج اليهما.

﴿الرياض النضرة جلد ٢ صفحه ٢٢١﴾

یہ حدیث

بیشک ہم نے اِس سے پہلے حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم کے متعلّق

Marfat.com

ایسی روایات نقل کی ہیں کہ آپ مُطلق طور پر سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور یہ علم سُنّت کے ساتھ ہے۔

اور بے شک آپ دارالعلم کا دروازہ ہیں اور تمام صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی سوائے آپ کے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔

عِلمِ غیب کیا ھے؟

مندرجہ بالا روایت سینکڑوں ثقہ کُتب میں موجود ہے، یہاں تک کہ مخالفین کو بھی اِس کے جُھٹلانے پر جرأت نہیں ہوسکی،

بایں ہمہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے عِلم مبارک حقیقی اور ذاتی کی آڑ لے کر حضورِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اُس علم مبارک کی بھی نفی کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں جو اُنہیں اللہ تبارکؔ وتعالیٰ نے محض اپنے فضلِ خاص سے عطا فرمایا ہے جبکہ اِس علمِ مُبارک کی وُسعت کا یہ عالم ہے کہ بقول علامہ بوصیری لوح وقلم کا عِلم محبوبِ ربّ العالمین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے علم مُبارک کا کچھ حِصّہ ہے، اور اِس اَمر کی تصدیق قُرآن مجید کی اُن آیاتِ مُبارکہ سے بھی ہوتی ہے جن میں ہے کہ لوحِ محفوظ نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے اور وہ قُرآن مجید میں ہے اور قُرآنِ مجید اپنے متعلّق یہ بھی بتاتا ہے کہ مجھ میں ہر چیز کی تفصیل ہے،

اندریں حالات حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے علم

Marfat.com

مُبارک کو محدود کرنے کی کوشش غیر عاقلانہ فعل ہے کیونکہ قیامت تک کی ہر بات بتانے کا اعلان تو اُس شہرِ علم کا دروازہ کر رہا ہے، بہر حال مزید دیکھیں،

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! مجھے وصیّت فرمائیں تو آپ نے فرمایا ! یا علی کہو کہ میرا پروردگار میرا اللہ ہے اور پھر اس پر قائم ہو جاؤ،

میں نے آپ کے ارشاد کے جواب میں یہ آیت تلاوت کی،

ربی اللّٰہ وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب ،

یعنی میرا پروردگار میرا اللہ ہے نہیں مجھ میں توفیق مگر ساتھ اللہ تعالیٰ کہ مجھے اُسی پر بھروسہ ہے اور میں اُسی کی طرف رجوع کرنے والا ہوں،

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ تُم عِلم سے خوب سرشار ہوا اور سیر ہوا اور بے شک علم کا شربت تُم نے سیر ہو کر پیا ہے۔

روی بسنده عن أبی صالح الحنفی عن علی علیه السلام قال ! قلت یارسول اللّٰه اوصنی،

قال ! قل ربی اللّٰه ثم استقم ، قال ! قلت اللّٰه ربی وما توفیقی الا باللّٰه علیه توکلت والیه انیب ،

Marfat.com

فقال ! ليهنك العلم أبا الحسن لقد شربت العلم
شربا ونهلته نهلاً،

﴿رياض النضرة جلد ۲ صفحه ۲۲۱﴾

﴿حلية الاولياء لابی نعیم جلد ۱ صفحه ۶۵﴾

﴿ایضاً جلد ۷ صفحه ۵۴﴾

علی خُدا کے چُنے ہوئے ہیں

حضور رسالت مآب صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی والا شان سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اُن کی شادی مُبارک کے موقع پر فرمایا! بیٹی تو کیا اِس پر خوش نہیں کہ میں نے تیری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو اِسلام میں اوّل المسلمین ہے اور اُن میں سب سے زیادہ عالم ہے اور تو اِس اُمت کی عورتوں کی سردار ہے جس طرح مریمؑ اپنی قوم کی عورتوں کی سردار تھیں،

اے فاطمہؑ ! کیا تو خوش نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین سے دو افراد کو چُنا تھا جن میں ایک تیرا باپ ہے اور ایک تیرا شوہر،

قال ! أما ترضين انی زوجتک اول المسلمین
اسلاما ، واعلمهم علماً،
فانک سیدة نساء امتی کما سادت مریم قومها
أما ترضين یافاطمة أن الله اطلع علی أهل الارض

Marfat.com

فاختار منهم رجلين فجعل أحدهما أباك والآخر بعلك،

﴿ كنز العمال جلد ٦ صفحه ١٥٣ ﴾

علمِ رسُولؐ کی زنبیل

مولائے کائنات بابِ مدینۃ العلم سیدنا حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان آپ سابقہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ

" علی عیبته علمی"

یعنی "علی میرے علم کا برتن ہے"

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیان کردہ اِس حدیث میں آنے والے لفظِ عیبہ کے لغات میں کئی معنی بیان کئے گئے ہیں جن میں مطلق معنے ظرف یا برتن بتایا گیا ہے جبکہ اِس کا اِطلاق صندوق، زنبیل اور تجوری وغیرہ پر بھی ہوتا ہے یعنی ایسا ظرف جس میں کسی قسم کا خزانہ محفوظ کیا جا سکے،

اندریں صورت یہ اُمر اُن تمام تر شکوک وشبہات سے پاک ہے جو بعض لوگوں کے دِلوں میں خواہ مخواہ پیدا ہوتے رہتے ہیں کہ آپ کے علم سے فُلاں لوگ مُستفیض ہوئے اور فلاں فلاں نے اِستفادہ نہیں کیا، کیونکہ حضرت علی وہ خزانہ ہیں جس میں علومِ رسُول موجود ہیں۔

Marfat.com

اخرجه ابن عدی عن ابن عباس قال ! ان النبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم علی علیہ السلام عیبة علمی ،

﴿ کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۳ ﴾

تبصرہ اِس حدیث پر

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس فرمانِ اقدس پر علامہ مناوی فیض القدیر شرح جامع الصغیر میں علامہ ابنِ درید کا تبصرہ یوں بیان کرتے ہیں!

یہ آپؐ کے اُس مختصر اور آسان کلام میں سے ایک ہے جس کی مِثال پہلے کہیں نہیں ملتی کیونکہ اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اُن اُمورِ باطنیہ پر مُطلع ہونے کی خصوصیّت مُراد ہے جن پر اُن کے سِوا کسی شخص کو بھی اطلاع نہیں اور یہ حضرت علی علیہ السلام کی اِنتہائی مدح ہے یا اِس کا مقصد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی مدحت و منقبت بیان کرنا ہے،

علاوہ ازیں یہ حدیث جناب علی علیہ السلام کے دُشمنوں لپٹے ہوئے ضمیروں کو اُن کی تعظیم کے عقائد کی طرف لاتی ہے،

Marfat.com

وذكره المناوى وقال فى الشرح ! قال ابن دريد وهذا من كلامه الموجز الذى لم يسبق ضرب المثل به فى ارادة اختصاصه بأموره الباطنة التى لا يطلع عليها احد غيره وذلك غاية فى مدح على عليه السلام ، وقد كانت ضمائر أعدائه منطوية على اعتقاد تعظيمه ،

﴿فيض القدير جلد ۴ صفحه ۳۵۶﴾

قرآن کی دلیل

عبیدابن ابی رفاعہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس عزل کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے، حضرت عمر فاروقؓ نے اُنہیں فرمایا! اگر آپ جھگڑا کر رہے ہیں جن میں اَخیارِ بدر موجود ہیں تو آپ کے بعد لوگوں کا کیا حال ہوگا ؟

اِسی اثناء میں دو شخص آپس میں سرگوشی کرنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! یہ کیسی سرگوشی ہے ؟

کہا! کہ اس یہودی کا گمان ہے! کہ یہ چھوٹا مادہ ہے،

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ! یہ مادہ وجود میں نہیں آتا یہاں تک کہ اُسے سات مراحل سے گذرنا پڑتا ہے،

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے! کہ بیشک ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا فرمایا ہے،

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سُن کر حیران ہو گئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے،

میں کہتا ہوں کہ یہ آیت شریفہ سُورۃ مومنون کی ہے اور پوری آیات یہ ہیں،

ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين ، ثم جعلناه نطفة فى قرار مكين ، ثم خلقنا النطفة علقة ، فخلقنا العلقة مضغة ، فخلقنا المضغة عظاماً فكسونا العظام لحما ، ثم انشأناه خلقاً آخر فتبارك الله احسن الخالقين.

پھر ہم نے اِس نُطفہ کو قرار گاہ کا مکین بنایا، پھر اس پانی کے قطرے کو خُون کی پھٹکی اور پھر گوشت بنایا پھر گوشت کے لوتھڑے کو ہڈیاں بنایا اور پھر اُن ہڈیوں کو گوشت پہنایا پھر اُسے اور ہی صُورت دی یعنی صُورتِ انسان میں ڈھالا تو برکت والا اللہ سب سے بہتر بنانے والا ہے،

پس سات مرتبہ گذرنے سے مراد مٹی، نُطفہ،

Marfat.com

منجمد خون، گوشت کا لوتھڑا، ہڈیاں گوشت اور تخلیق

آخری ہے،

روی بسندین عن عبید بن ابی رفاعة الانصاری قال ! تذاکر اصحاب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عند عمربن الخطاب العزل ،فاختلفوا فیه ، فقال عمر ، قداختلفتم وأنتم اهل بدر الاخیار فکیف بالناس بعدکم ؟

اذ تناجی رجلان فقال عمر ! ماهذه المناجاة ؟

قال ! ان الیهود تزعم الماوودة الصغری ،

فقال علی علیه السلام ! انها لا تکون مؤودة حتی مالتارات السبع فی ،﴿ ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین ﴾ الی آخر الآیة فتعجب عمر من قوله وقال ! جزاک الله خیراً،

والآیة الشریفة میی فی سورة المومنون وتمامها هکذا ﴿ ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین ، ثم جلناه نطفة فی قرار مکین ، ثم خلقنا النطفة علقة ، فخلقنا العلقة مضغة ، فخلقنا المضغة عظاماً فکسونا العظام لحما ، ثم انشأناه خلقاً آخر فتبارک الله احسن الخالقین﴾فالمراد من ،

Marfat.com

واللحم والخلق الاخر التارات السبع هو الطين ، والنطفة ، والعلقة ، والمضغة ، والعظام،

﴿مسکل الآثار للطحاوی جلد ۲ صفحہ ۳۷۳﴾

عِلم و حکمت سے بھرا ہوا سینہ

وعن ابن عباس ، وقد سئال الباس فقالوا ای رجل کان علی علیه السلام ؟ قال ! کان ممتلئاً جوفه مسکما وعلماً وباساً ونجدة مع قرابته من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم . ﴿ اخرجه احمد فی المناقب﴾

﴿الرياض النضرة جلد ۲ صفحه ۱۹۴﴾

جب حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لوگوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا!

اُن کے سینے میں عِلم و حِکمت اور جُرأت و شُجاعت کُوٹ کُوٹ کر بھرے ہوئے تھے اور اِس پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اُن کے ساتھ قرابت مُستزاد ہے،

علمِ قُرآن عِلمِ علی پر مُنحصر ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق گذشتہ اوراق میں آپ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ حدیث ملاحظہ فرما چکے ہیں

Marfat.com

کہ آپ سابق الاسلام، عالمِ قرآن، عالمِ فقہ وسُنّت، بہادر وشجاع اور جوّاد و سخی تھے،

چنانچہ اِس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فیض القدیر شرح جامع الصغیر میں فرماتے ہیں،

امامِ غزالیؒ نے کہا کہ بے شک اوّلین و آخرین کا علم اور فہم قرآن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے علم پر مُنحصر ہے اور جو اِس بات سے جاہل ہے وہ اس دروازے کا راستہ کھو چکا ہے جو اس کے پیچھے ہے جس سے اللہ تعالیٰ دِلوں کے پردے اُٹھاتا ہے یہاں تک کہ اِس دروازے پر جانے سے اِس کو حق الیقین حاصل ہو جاتا ہے اور پردہ اُٹھنے میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

قال ! المناوی فی الشرح ما هذا لفظه ، قال الغزالي ! قد علم الأولون والآخرون ان فهم كتاب الله منحصر الى علم علی ومن جهل ذلک فقد ضل عن الباب الذی من ورائه یرفع الله عن القلوب الحجاب ، حتی یتحقق الیقین الذی لا یتغیر بکشف الغطاء ،

﴿فیض القدیر جلد ۳ صفحہ ۴۶﴾

خدا کی نعمت کا چرچا کرو

علامہ رازی نے ” واما بنعمة ربک فحدث “ کی حدیث

Marfat.com

میں یہ تفسیر بیان کی ہے کہ لوگوں نے حضرت علی علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کی کہ کچھ اپنے بارے میں بیان فرمائیں،

چنانچہ آپ نے تحدیثِ نعمت کے طور پر فرمایا !

میں جب سوال کرتا تھا تو مجھے عطا کیا جاتا تھا اور جب میں خاموش ہوتا تھا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خود ابتداء فرماتے تھے اور میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان علم بھرا ہوا ہے پُوچھو کیا پوچھنا ہے،

فی ذیل تفسیر قوله تعالیٰ ! ﴿ واما بنعمة ربک فحدث ﴾ في سورة والضحی،

فقالوا له ، یعنی لعلی علیه السلام ، فحدثنا عن نفسک ، فقال ! انی احدث ، کنت اذا سئلت اعطیت ، واذا سکت ابتدیت، وبین الجوانح علم جم فاسألونی ،

﴿ الفخر الرازی فی تفسیره الکبیر جلد ۸ صفحه ۲۴۰ ﴾

یہودیوں کو الزامی جواب

محمد بن قیس سے روایت ہے کہ چند یہودیوں نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا! آپ لوگوں نے اپنے نبیؐ کے بعد پچیس سال بھی صبر نہیں کیا اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے ؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! بیشک یہ صبر اور خیر ہے بیشک یہ

Marfat.com

صبر اور خیر ہے،

مگر تمہارے پاؤں ابھی سمندر کے پانی سے خشک بھی نہیں ہوئے تھے کہ تم نے کہنا شروع کر دیا ! اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایسے معبود مقرر کر جیسے اُن کے لئے ہیں۔

وعن محمد بن قیس علی بن ابی طالب علیه السلام فقالوا له ،

ماصبرتم بعد نبیکم الا خمسا وعشرین سنة حتی قتل بعضکم بعضاً،

فقال علی علیه السلام ! قد کان صبر وخیر ، قد کان صبر وخیر و لکنکم ما جفت اقدا کم من النحر حتی قلتم یاموسیٰ اجعل لنا الها کما لهم آلهة ،

﴿اخرجه احمد فی المناقب﴾

﴿الریاض النضرة جلد ۲ صفحه ۱۲۲﴾

سب سے زیادہ علم والے ہیں گواہی ایک مُبشر کی

حضرت قیس بن حازمؓ سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ کہ بازار میں گھومتا ہوا احجارِ زیت پر پہنچا تو ایک گھوڑے کے اسوار کو لوگوں سے گھرا ہوا

Marfat.com

پایا جو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا اور لوگ اُس کے گرد جمع تھے،

اِسی اثناء میں حضرت سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وہاں تشریف لے آئے اور اُن لوگوں کے پاس رُک کر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟

لوگوں نے بتایا کے یہ شخص حضرت علی عیہ السلام کو گالیاں دیتا ہے،

حضرت سعد نے اُسے جا کر کہا! اَے شخص تُو علی ابن ابی طالب کو کیوں بُرا کہتا ہے؟

کیا تو نہیں جانتا کہ وہ اوّل المسلمین ہیں؟

کیا تجھے نہیں معلوم کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے ہیں؟

کیا تُو نہیں جانتا کہ وہ سب سے بڑے عالم ہین ؟

یہاں تک کہ آپ نے فرمایا! کیا تُو نہیں جانتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذاماد ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاجزادی کہ شوہر ہیں،

کیا تُو نہیں جانتا کہ وہ غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پرچم بردار ہیں،

Marfat.com

شاتمِ علی پر گرفتِ خُداوندی

بعدازاں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبلہ رُخ ہوکر دونوں ہاتھ اُٹھا کر بارگاہِ خُداوندی میں عرض کی الٰہی! یہ شخص تیرے ایک ولی کو گالیاں دیتا ہے، اِس مجمع کے منتشر ہونے سے پہلے پہلے اپنی قدرت کا نمونہ دکھادے،

حضرت قیس فرماتے ہیں! خُدا کی قسم ہم لوگ ابھی متفرق نہیں ہوئے تھے کہ اُس شخص کو اُس کے گھوڑے نے زِین سمیت نیچے گرادیا اور اُن پتھروں پر دوڑتے ہوئے اُس کی کھوپڑی پاش پاش کردی پس اُس کا دماغ پھٹ گیا اور وہ وہیں پر واصلِ جہنم ہوگیا،

روی بسنده عن قيس بن ابی حازم قال كنت بالمدينة فبينا انا اطوف في السوق اذبلغت احجار الزبت فرأيت قوم مجتمعينعلى فارس قد ركب دابة وهو يشتم علی بن ابی طالب ، والناس وقوف حواليه ، اذقيل سعد بن ابی وقاص فوقف عليهم فقال ! ما هذا ؟

فقالوا ! رهک يشتم علی ابن ابی طالب فنقدم سعد فاخرجواله حی وقف عليه فقال ! ياهذا علی تشتم علی ابن ابی طالب ؟ الم يكن اول من اسلم؟

Marfat.com

الم یکن اول من صلی مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وآلہ وسلم ؟
الم یکن اعلم الناس ؟ وذکر حتی قال !
الم یکن ختن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ
وسلم علی ابنتہ ؟
الم یکن صاحب رایۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وآلہ وسلم فی غزواتہ ؟
ثم استقبل القبلۃ ورفع یدیہ وقال ! اللھم ان ھذا
یشتم ولیاً من اولیائک فلا تفرق ھذا الجمع حتی
تریھم قدرتک .
قال قیس ! فواللّٰہ ما تفرقنا حتی ساخت بہ دابتہ
فرمتہ علی ھامتہ فی تلک الاحجار فانفلق دماغہ
فمات۔

ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین

﴿مستدرک الصحیحین جلد ۳ صفحہ ۴۹۹﴾

شہیدِ بغاوت کی گواہی

یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دورانِ خطابت ایک شخص نے کھڑے ہو کر سوال کیا!

اے امیر المُومنین ! مجھے بتائیں کہ اہلِ جماعت، اہلِ فرقہ، اہل سُنّت و اہل بدعت کون ہیں ؟

جناب مولائے کائنات نے ارشاد فرمایا! اب تو جو کچھ بھی تُم لوگ مجھ سے پوچھتے ہو میں بتا دیتا ہوں مگر میرے بعد تمہیں تمہارے سوالات کا جواب دینے والا کوئی نہیں ہوگا،

لوگوں نے آپ کا یہ ارشاد سنا تو ہائے وائے کرنے لگے تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا !

اے لوگو ! اگر تم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اِتبّاع و اطاعت کرتے رہے تو یہ اتبّاع و اطاعت تمہیں ایک بال کے برابر بھی تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے طریقے اور راستے سے نہیں ہٹنے دے گی اور یہ کیوں نہ ہو جبکہ حضور رِسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اُنہیں وصایا و منایا اور فصل الخطاب ہارون بن عمرانؑ کی طرح اُس وقت ودیعت فرمائے جب آپ نے فرمایا تھا!

”یا علی! تُو مجھے ایسے ہے جیسے موسیٰ کو ہارونؑ
مگر میرے بعد نبی نہیں،،

حضرت عمارؓ مزید فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُنہیں اپنے

Marfat.com

اُس اکرام کی وجہ سے جو اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے اُنہیں اپنے فضل خاص سے نوازا ہے اور اُنہیں وہ کچھ عطا کیا ہے جو تمام مخلوق میں سے کسی دوسرے کو عطا نہیں کیا۔

عن يحيٰ بن عبد الله بن الحسن عن ابيه قال ! كان على عليه السلام يخطب ، فقام اليه رجل فقال ! ياامير المومنين اخبرني من اهل الجماعة ومن اهل الفرقة ومن اهل السنة ومن اهل البدعة ؟ فقال ! ويحك اما اذاسألتى فافهم عنى ولاعنيك ان تسأل عنها احداً بعدى ،

وتنادى الناس من كل جانب اصبت ياامير المومنين اصاب الله بك الرشاد والسداد،

فقام عمار فقال ! ياايها الناس انكم والله ان اتبعتموه واطعتموه لم يضل بكم عن منهاج نبيكم قيس شعرة وكيف لا يكون ذلك وقد استودعه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المنايا والوصايا وفصل الخطاب . على منهاج هارون بن عمران ، اذقال له رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان منى بمنزله هارون من موسى الا انه لا

Marfat.com

نبـی بـعـدی ، فـضـلاً خـصـه اللّٰه به اکراماً منه لنبیه صـلـی اللّٰه علیه و آله وسلم حیث أعطاه مالم یعطه احدا من خلقه،

﴿کنز العمال جلد ۸ صفحه ۲۱۵﴾

Marfat.com

منقبت کے پھول

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس مقام پہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں آنے والی چند ایسی روایات مُبارکہ نقل کرنے کی سعادت حاصل کرلی جائے،

جن میں آپ کی ہمہ گیر شخصیت کے چند ایسے پہلو نمایاں ہوں جو آپ کو وارثِ علمِ رسول ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے دیگر متعدد قسم کے اعزازت کی بھی نشاندہی کرتے ہوں ملاحظہ ہو !

قل کفیٰ باللّٰہ شھیداً بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب ..

آیتِ کریمہ کے ضمن میں درج ذیل مضمون میں جس امر کی وضاحت مقصود ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح آپ سابقہ اوراق میں مولا مشکل کشا شیرِ خدا حضرت علی علیہ السلام کے اہلِ ذکر اور امامِ مبین ہونے میں قُرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر ملاحظہ فرما چکے ہیں اس طرح آپ پر یہ بھی ظاہر ہو جائے کہ حضرت علی کلمۃ اللہ بھی ہیں،

بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

کو کلمۃ اللہ کے نام سے موسوم کیا ہے مگر اس امر میں شک وریب کی کوئی گنجائش نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی کلماتِ ربّانی سے ایک کلمہ ہیں،

چونکہ ہم نے اِس عنوان کا نام "منقبت کے پھول" رکھا ہے لہٰذا اُن پھولوں میں آپ مختلف قسم کی رنگینیوں اور خوشبوؤں میں خنکیٔ نگاہ اور مشامِ جان کو معطّر کرنے کا سامان بھی پائیں گے اور ضمناً حضرت علی علیہ السلام کے کلمۃ اللہ ہونے کے دلائل کا بھی مشاہدہ کریں گے، ملاحظہ ہو،

آدم کا وسیلہ کون بنا؟

بعض لوگ علمائے سوء کی غیر متوازن اور فرضی عبارات کے پیچ وخم میں اُلجھ کر اِس قسم کے عقیدہ کو راہِ نجات متصوّر کیے ہوئے ہیں کہ اگر ہم نے کسی دُوسرے کو اپنا واسطہ یا وسیلہ بنا کر خُداوندِ قدّوس سے اپنی حاجات طلب کیں تو ہم مشرک ہو جائیں گے۔

حالانکہ یہ تصوّر قطعی طور پر غیر اسلامی اور قرآن وحدیث کی تعلیماتِ مُقدّسہ کے سراسر خلاف ہے یہ لوگ اگر اِس تخیلاتی شرک کو محض اپنی ذات تک محدود رکھتے تو اسلام کے ساتھ شائد اِس قدر سنگین مذاق نہ ہوتا جواب ہو رہا ہے، کیونکہ یہ طائفہ ہر اُس مسلمان پر مُشرک ہونے کا فتویٰ چسپاں کیے بیٹھا ہے جو انبیاء علیہم السلام اور اُولیاء کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خُدا تعالیٰ

Marfat.com

کے حضور میں اپنا وسیلہ و واسطہ بنا کر حاجتیں طلب کرتا ہے۔

اور یہی اِس فرقہء ضالہ کی بد قسمتی ہے کیونکہ اِس فتویٰ سے نہ صرف یہ کہ قرآن و حدیث کی تکذیبِ صریح ہوتی ہے بلکہ یہ اِن لوگوں کے جہنّمی ہونے کی بھی واضح ترین برہان ہے،

کیونکہ بضحوائے حدیثِ مصطفیٰ یہ ایک مُسلّمہ اصول ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مُسلمان کو کافر کہتا ہے اور وہ مُسلمان فی الواقع مرتکبِ کفر نہیں ہوا تو وہ شخص یقیناً کافر ہو جائے گا جس نے اُسے کافر کہا۔

اِس فرمانِ رسولِ انام علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے پیشِ نظر یہ سمجھ لینا قطعاً دُشوار نہیں کہ اگر قائلینِ وسیلہ مشرک نہیں تو جو شخص اُنکو مشرکین کی صف میں شمار کرتا ہے وہ خُود یقیناً مشرک ہو جاتا ہے اور مشرک کی سزا از رُوئے قُرآن و حدیث ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنّمی ہو جانا ہے۔

یہ موضوع چونکہ طویل وضاحت کا مقتضی ہے اِس لئے ہم اِسے باب ''علی مشکلکشا ہیں'' میں ضمناً بیان کریں گے اور یہاں صرف یہ بتائیں گے کہ تمام بنی نوع انسان کے جدِ امجد سیّدنا آدم علیہ السلام باوجود خلیفۃ اللہ اور رفیع الشان پیغمبر ہونے کہ حضور سرورِ کائنات سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ عبا علیہم السلام جن میں تاجدارِ ھَلْ اَتٰے جناب حیدر کرار علیہ السلام بھی شامل ہیں کے وسیلہ سے حاجت طلب کرتے ہیں اور آپ کی توبہ انہیں خمسہ نفوسِ قُدسیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ اور وسیلہ

Marfat.com

سے قبول ہوئی۔

سیّدنا آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ سُنت قیامت تک کے لئے تمام اُمتِ محمد یہ علیٰ صاحبہا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے لازمی قرار دے دی گئی ہے چنانچہ جب تک کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی آلِ پاک پر دُرود نہیں بھیجے گا اُس کی دعا کبھی بابِ اجابت تک نہیں پہنچے گی بلکہ راستہ ہی میں معلق ہو کر رہ جائے گی۔ ''دُرود اور دُعا'' بھی ایک الگ حیثّیت کا حامل مضمون ہے اِس لئے اسکی وضاحت باب ''علیٰ آلِ محمد ہے'' میں کی جائے گی۔ یہاں آپ صرف یہ ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کیسے قبول ہوئی۔

قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے،

فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ

﴿سورۃ بقرہ آئت ۳۷﴾

یعنی پھر آدم ﴿علیہ السلام﴾ نے اپنے پروردگار سے چند کلمات سیکھ لئے ﴿جن کی وجہ سے﴾ اللہ تعالیٰ اُن کے حال پر متوجہ ہو گیا۔

کلمات کیا تھے؟

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کلمات کیا تھے جن کے ادا کرنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص رحمت جناب آدم علیہ السلام کے شریکِ حال ہو گئی

Marfat.com

بعض نے لکھا ہے کہ وہ دُعا تھی جو حضرت آدم علیہ السلام اکثر کیا کرتے تھے یعنی" ربنا ظلمنا انفسنا آخر لآیۃ ،مگر یہ دُعائیہ کلمات تو جناب آدم علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے اُسی وقت ادا کر دیئے تھے جب آپ کو جنت سے باہر بھیج دیا گیا تھا اگر یہی کلمات تھے تو پھر آپ کا مدّتِ مدید تک آہ و زاری کرتے رہنا اور دُعا کا شرفِ قبولیت حاصل نہ کر سکنا کن معنوں میں متصوّر ہوگا،

اِس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی توجہ مُنعطف کرانے کے لئے جو کلمات سکھائے تھے وہ ربّنا ظلمنا کے علاوہ کوئی دوسرے ہی کلمات تھے،

خاتم حفاظِ مصر سیّد المفسّرین ، سند المحدّثین امام اجلّ علّامہ جلال الدّین سیُوطی قُدسّ سرہ العزیز اپنی مشہور زمانہ تفسیر" دُرِّ منثور" میں زیرِ آئت " فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ " روائت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

دیلمی نے مسندِ فردوس میں سند کے ساتھ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے " فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات،، کے متعلّق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدمؑ کو ہندوستان میں اور حوّا کو جدّہ میں اور ابلیس کو بیسان میں اور سانپ کو اصبہان میں پھینکا۔

حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں سو سال تک ٹھہرے اور اپنی

Marfat.com

نادانستہ لغزش پر آنسو بہاتے رہے حتیٰ کے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جبریل کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اے آدم!

کیا میں نے تجھے اپنے ہاتھ سے نہیں بنایا ؟

کیا میں نے تجھ میں اپنی رُوح نہیں پھونکی ؟

کیا میں نے تجھے اپنے فرشتوں سے سجدہ نہیں کروایا ؟

کیا میں نے اپنی کنیز حوّا سے تیرا نکاح نہیں کیا ؟

جناب آدم علیہ السلام نے کہا ! کیوں نہیں

جبریل نے پوچھا ! یہ اگر درست ہے تو پھر یہ رونا کیسا،

جناب آدم علیہ السلام نے کہا کہ میں کیوں نہ روؤں جب کہ مُجھے جوارِ رحمٰن سے دُور کر دیا گیا ہے۔

جبریل نے کہا کہ تُمہاری توبہ کی قبولیّت اور مغفرت کے لئے یہ کلمات ہیں،

کہئے الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بحقّ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم و آلِ محمدؐ تو پاک ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اپنی جان پر ظُلم کیا ہے، میری توبہ قبول فرما بے شک تو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے، پس یہ کلمات تھے جو آدم علیہ السّلام کو سکھائے گئے۔

واخرج الديلمي في مسند الفردوس بسنده رواه

عن علي قال سالت النبي صلى الله عليه وآله

Marfat.com

وسلم عن قول الله ، فتلقىٰ آدم من ربه كلمات
فتاب عليه ،، فقال ان اللّٰه اهبط آدم بالهند وحوا ،
بجدة و ابليس ببسيان والحية باصبهان وكان
للحية قوائم كقوائم البعير ومكث آدم بالهند مائته
سنته باكية على خطيئته حتىٰ بعث اللّٰه اليه جبريل
وقال يا آدم ! ائم اخلقک بيدى ائم انفخ فيک
من روحی ائم اسجد لک ملائكتی ائم ازوجک
حوا امتی ، قال بلیٰ ، قال بما هذا البكا؟ قال وما
يمنعنی من البكاء وقه اخرجت من جوار الرحمن
قال ! فعليک بهولاء والكلمات فان اللّٰه قابل
توبتک وغافر ذنبک قل اللهم انی اسئالک
بحق محمد وآل محمد سبحانک لااله الا انت
عملت سواء وظلمت نفسی فاغفرلی انک انت
الغفور الرحيم ، اللهم انی اسئالک بحق محمد
وآل محمد سبحانک لااله الا اللّٰه انت عملت
سواء وظلمت نفسی فتب علی انک انت التواب
الرحيم فهٰولاء الكلمات التی تلقی آدم،،

﴿تفسير در منثور جلد اول صفحه ٦٠﴾

Marfat.com

امام المحدثین امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ زیرِ آیت دوسری روایت اس طرح بیان کرتے ہیں، کہ ابنِ نجار نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اِن کلمات کے متعلق پوچھا جو انہیں توبہ قبول کرنے کے لئے سکھائے گئے تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا! کہ بحقِ محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ سوال کرو تا کہ تمہاری توبہ قبول کرلی جائے۔

امام جلال الدین سیوطی کے علاوہ سند المحدثین، راس المحققین، شیخ المشائخ، شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب میں توبہ کے ضمن میں فرماتے ہیں،

جیسا کہ قرآن میں ہے" فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ "اور حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائے جانے والے کلمات یہ تھے،

یا اللہ بحرمت محمد وآلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بخش دے،

﴿جذب القلوب مترجم ص ۲۳۵﴾

مفتئ اعظم قسطنطنیہ حضرت علامہ سلیمان حنفی نقشبندی قندوزی رحمۃ اللہ علیہ جگر گوشۂ بتول آلِ رسول امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر مبارکہ کے حوالہ سے روائت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ روائت بیان کی

Marfat.com

سیّد السّاجدین امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے والدِ گرامی شہزادۂ گلگوں قبا حضرت امام حُسین علیہ السلام سے اُنہوں نے اپنے والدِ مُعظّم امیر المومنین حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے کہ امام الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدُہٗ الکریم نے ہماری صُورتیں صُلبِ آدم علیہ السلام میں منتقل فرمائیں تو اُنہوں نے اپنی پُشتِ انور میں ایک شُعلۂ نور جلوہ فگن ہوتا ہوا ملاحظہ فرمایا۔

جناب آدم علیہ السلام نے اُس نُور کی تجلّیات کو مشاہدہ تو فرمالیا لیکن ہماری شکلوں کو نہ پہچان سکے، اور بارگاہِ خُداوندی میں عرض پرداز ہوئے کہ الٰہی یہ نُور کیا ہے؟

خُداوند قُدوس نے فرمایا کہ یہ صُورتوں کے وہ انوار ہیں جنہیں ہم نے عرشِ مُعلیٰ کے بہترین مقامات سے مُنتقل کر کے تُمہاری پُشت میں جاگزیں فرمایا ہے۔

اور انہیں انوار کی بدولت ہم نے ملائکہ کو حُکم فرمایا کہ وہ تُمہیں سجدہ کریں، تُمہاری ذات ان نور ریز صورتوں کے لئے مثل ایک ظرف کے ہے۔

جناب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمانِ خُداوندی سُنا تو عرض کی کہ اے میرے پروردگار یہ مُقدس صُورتیں مجھ پر ظاہر فرمادے۔

خُداوند قُدّوس جلّ مجدُہٗ العلیٰ نے اِلتجائے آدم علیہ السلام کو قبول فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا آدم! عرش کی طرف دیکھو، جب آدم علیہ السلام

Marfat.com

نے نظر اُٹھائی تو ہماری صورتیں دامانِ عرش پر مُتجلّیٰ ہوگئیں،

گویا عرش پر ہماری شکلیں تصویروں کی صورت میں طبع ہوگئیں،

جناب آدم علیہ السلام نے اِن صُورتوں کا مشاہدہ کیا تو بارگاہِ ایزدی

میں معروض ہوئے الٰہی یہ شکلیں کن کی ہیں؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا! اے آدم، یہ صُورتیں میری تمام

مخلوق اور خلقت سے افضل واعلیٰ ہیں،

یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میں اپنے افعال میں محمود ہوں،

میں نے اسمِ محمد کو اپنے اسمِ محمود سے نکالا ہے،

یہ علی ہیں اور میں علی العظیم ہوں اس نام کو بھی میں نے

اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔

یہ فاطمہ ہیں اور میں فاطر السّماوات والارض ہوں

فیصلہ کے دن یعنی قیامت کے روز اپنے دُشمنوں کو اپنی رحمت سے الگ کر

دوں گا اور اُن لوگوں کو اِن لوگوں سے دُور رکھوں گا جو ان پر تبرّا کرتے ہیں

اور ان کو متّہم کرتے ہیں، میں نے ان کے نام کا اشتقاق بھی اپنے نام سے کیا

ہے۔

یہ حَسن وحُسین ہیں اور میں مُحسن ہوں اور احسان کرتا ہوں

ان دونوں کہ اسماء بھی میں نے اپنے نام سے مشتق کیے ہیں، یہ میری مخلوق

کے بہترین لوگ ہیں اور میری خلقت میں کرامت اور بزرگی والے ہیں، ان

Marfat.com

کی دشمنی کی وجہ سے میں لوگوں پر گرفت کروں گا اور ان کی دوستی کی وجہ سے میں عطا کروں گا، انہی کی وجہ سے لوگوں کو معذب کروں گا اور انہی کی وجہ سے لوگوں کو اجر و ثواب عطا فرماؤں گا۔

اے آدم! اگر تمہیں کوئی مشکل درپیش آجائے تو انہی کے ذریعہ سے مجھ سے رابطہ قائم کرنا اور ان کو اپنا شفیع بنانا،

میں نے اپنی ذات کی قسم اٹھا رکھی ہے کہ ان کے وسیلہ سے جو شخص بھی میرے حضور میں کوئی امید لے کر حاضر ہوگا میں اسے مایوس نہیں کروں گا یہی وجہ تھی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے ان پانچوں نفوسِ قدسیہ کے وسیلہ سے خالقِ کائنات کے حضور میں دعا کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول فرمالی۔

کتاب المناقب میں جنابِ مفضل سے روائت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے آئتِ کریمہ "واذ ابتلی ابراھیم ربه بکلمات" کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ کلمات ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حضرت آدم علیہ السلام کو القاء کئے گئے اور انہیں کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی،

حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں اس طرح عرض کیا

Marfat.com

تھا کہ اے میرے پروردگار میں تجھ سے جناب محمد و علی و فاطمہ حسن و حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں میری توبہ قبول فرما چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمالی بیشک اللہ تعالیٰ ربّ الرحیم ہے۔

ینابیع المودّۃ کی روایت

ینابیع المودۃ میں علامہ ابن المغازلی کی مُسند کے حوالہ سے بھی اس ضمن میں روائت موجود ہے چنانچہ لکھا ہے کہ ابن مغازلی اپنی مُسند میں حضرت سعید بن جبیرؓ سے روائت لائے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے پُوچھا کہ وہ کون سے کلمات تھے جنہیں حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سیکھ کر توبہ کی تو توبہ قبول ہوگئی تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے میرے علاوہ علی و فاطمہ حسن و حسین کا واسطہ دے کر دعا کی تھی جسے اللہ تعالیٰ نے شرفِ قُبولیت عطا فرمایا۔

چوتھا حوالہ

آئت کریمہ ”فتلقّیٰ آدم من کلمات ربہ“ کے تحت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بیان فرمودہ طویل حدیث مبارکہ سے ملتی جُلتی روائت حضرت علامہ عبد الرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تالیف نزہتہ

Marfat.com

المجالس میں امام برحق حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام کی سند سے نقل فرمائی ہے جس کا اُردو ترجمہ پیش کرنے پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے کیونکہ تفسیرِ عسکری کی طویل عربی عبارت ہدیہءِ قارئین کی جا چکی ہے ملاحظہ ہو،

امام برحق امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہما السلام جنت الفردوس میں رہائش پذیر تھے کہ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام ان دونوں کو سونے اور چاندی کے بنے ہوئے ایک قصرِ معلیٰ میں لے گئے اُس عظیم الشّان محل میں یاقوتؑ کا تخت بچھا ہوا تھا اور اس تخت پر ایک نور کا قُبّہ رکھا ہوا تھا اُس قُبّہ مبارکہ میں ایک نورانی پیکر جلوہ افروز تھا جس کے فرقِ اقدس پر نور کا تاج تھا اور گوش ہائے مبارکہ میں مروارید کے گوشوارے تھے اور گلوئے انور نور کے گلوبند سے مُزّین تھا،

جناب آدم اور جناب حوا علیہما السلام نے جب اُس پیکرِ نورانی کی زیارت کی تو اس قدر متحیر و متعجب ہوئے کہ عالمِ بےخودی میں ایک دوسرے کو بھول گئے اور پوچھنے لگے کہ اس نورانی صورت کا اسمِ گرامی کیا ہے؟

ارشاد ہوا کہ یہ فاطمہ بنت محمدؐ ہے ﴿علیٰ ابیہا وعلیہا الصلوٰۃ﴾ ان کے سرِ انور پر جو نورانی تاج ہے وہ ان کے والدِ گرامی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ان کا مقدس گلوبند ان کے شوہر معظم جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں اور ان کے گوش ہائے انور میں جو آویزے ہیں وہ ان کے صاحبزادے جناب حسن اور حُسین علیہما السلام ہیں،

Marfat.com

اس وضاحت کے بعد اچانک حضرت آدم علیہ السلام نے اس قبہ مبارک کی طرف نگاہ اُٹھائی تو دیکھا کہ وہاں پر یہ کلمات تحریر ہیں،

میں محمود ہوں، اور یہ محمد ہیں۔

میں اعلیٰ ہوں اور یہ علی ہیں۔

میں بنانے والا فاطر ہوں اور یہ فاطمہ ہیں۔

میں محسن ہوں اور یہ حسن ہیں۔

میں اِحسان کرتا ہوں اور یہ حُسین ہیں، متن ہے۔

انا المحمود و هذا محمد ، انا الا علیٰ وهذا علی، انا الفاطر و هذا الفاطمه ، انا المحسن و هذا الحسن ، احسان المنی و هذا الحسین ،،

حضرت آدم علیہ السلام ان اسماء مقدسہ کا مشاہدہ فرمارہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ان اسماء گرامی کو یاد فرمالیجئے کیونکہ ایک دن آپ کو ان کی ضرورت پیش آنے والی ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے ان اسماء گرامی کو یاد فرمالیا اور پھر جب آپ کو جنت الفردوس کی فضائیں چھوڑ کر زمین پر آنا پڑا تو آپ تین سو سال کے طویل عرصہ تک روتے رہے کہ ان اَسمائے مبارکہ کو وسیلہ بنا کر بارگاہِ خُداوندی میں عرض کیا کہ الٰہی بحقّ محمد وعلی وفاطمہ وحَسن وحُسین مجھ سے

Marfat.com

درگذر فرما، اے اعلیٰ اے فاطر اے محسن، متن ہے،

اَللّٰھُمَّ اغفر بحق مُحمد وَ علی وَ فاطمه وَ

حَسَنْ وَ حُسینْ یا اعلیٰ یا فاطِرَ یا مُحسِنْ ۔

حضرت آدم علیہ السلام کی دعا کا سلسلہ جاری تھا کہ جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر اللہ تبارک وتعالیٰ کا سلام پہنچایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ،اے آدم! اگر تُو نے ان مقدس اسماء کے وسیلہ سے اور واسطہ سے اپنی تمام اولاد کی مغفرت طلب کی ہوتی ہم ضرور بخش دیتے۔

﴿نزھۃ المجالس عزبی مطبوعہ مصر جلد دوم ص ۲۲۸﴾

قارئین مندرجہ بالا عبارت کی روشنی میں جان ہی چکے ہیں حضرت علی صاحب علم الکتاب ہونے کے علاوہ اہلِ ذِکر، اِمام مبین اور کلمۃ اللہ بھی ہیں اِس ضمن میں مزید بھی سینکڑوں حوالے پیش کیے جا سکتے ہیں مگر اس مضمون کو سمیٹتے ہوئے سیّد العارفین حضرت مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار کا ترجمہ مع متن پیش کرنے کیساتھ اس باب کا اختتام کیا جاتا ہے ان اشعار میں کیا ہے خود غور فرمائیں۔

پیرِ رومیِ دَر حضور مرتضیٰ

اگر اخلاصِ عمل سیکھنا ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سیکھ اور دیکھ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ شیر فریب کاری اور حیلہ جوئی سے، کسطرح منزہ ہے۔

Marfat.com

جنابِ شیرِ خدا نے دورانِ جنگ میں ایک پہلوان کو زورِ یدُ اللٰہی سے زمین پر گرا دیا اور جب آپ کی شمشیرِ جواہر دار اُس پہلوان کی گردن پر چلنے ہی والی تھی کہ اُس نے آپ کے چہرۂ انور پر تھوک دیا۔

اُس ذاتِ اقدس کے چہرہ پر جو ہر نبیؑ اور ہر وَلی کے لئے باعثِ افتخار و مباہات ہے۔ اُس چہرۂ انور پر جو آسمان کے چاند کی سجدہ گاہ ہے اور چاند اُس کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے۔

جب آپ کی ذَوالفقار کی زَد میں آئے ہوئے شکار نے یہ گستاخانہ حرکت کی تو آپ نے اُس کی گردن پر پھرنے سے پہلے ہی تلوار کو اُس کی گردن سے اُٹھا لیا اور آپ کی فطرتی برق اندازی تحمل پذیر ہوگئی۔

آپ کے رویہ میں اچانک تبدیلی دیکھی تو آپ کا شکار عرض پرداز ہوا کہ،

یا علی! آپ تو اپنی تیز تلوار سے میری گردن کاٹنے والے تھے، آپ نے کس چیز کا مشاہدہ فرمایا ہے جو کہ مجھے قتل کرنے سے رُک گئے؟

کیا آپ پروردگار کے شیر نہیں ہیں؟ اور اگر ہیں تو پھر شفقت و مروّت کس وجہ سے ہے؟

یا علیؑ آپ تو عقلِ کُل اور بصارت تمام ہیں، ان میں ایک ذرّہ کا ہی اظہار فرما دیجئے کہ آپ نے کیا مشاہدہ فرمایا ہے؟

اے علی المرتضیٰ سلام اللہ علیہ! سوءِ قضا کے بعد اس حسنِ قضاء کا راز تو

Marfat.com

آشکار فرما دیجئے؟

اے شیرِ خدا! آپ جبکہ مدینۃ العلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ ہیں اور آفتابِ حلم و شفقت ہیں تو اے بابِ مدینۃ العلم! مجھ پر بھی تو وہ دروازہ کھول دیجئے تاکہ دروازہ کا مُتلاشی اپنے مطلب و مقصد تک رسائی حاصل کرلے۔

اے مظہر ذاتِ کفواً احد! یعنی اے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بے مثل ذات کے عکسِ جمیل اور اے تاابدالآباد رحمت کے دروازے! مجھ پر بھی یہ راز افشا فرما کہ آپ کیا دیکھ کر مجھے قتل کرتے کرتے رُک گئے؟

اے شہنشاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درسگاہِ عظیم سے اِن اسرار ورموز کے سیکھنے والے! مجھے بھی اِس بھید سے آشنائی عطا فرمائیں۔

اے شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلقۂ دام میں آنے والے شہباز اور بغیر فوج کے فوجوں کو زیروزبر کرنے والے! آپ اکیلے ہی لاکھوں پر بھاری ہیں۔

یاعلیؑ! آپ کی عقابی قُوتوں کا شکار انسان بنتے ہیں مجھے کچھ تو بتا دیجئے کہ مجھے چھوڑ دینے میں کیا راز ہے؟

جنابِ شیرِ خُدا مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ اے شخص! میں نے محض تم پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے تلوار اُٹھائی تھی اس لئے کہ میں اپنے جسم کا بندہ نہیں بلکہ خدا کا بندہ ہوں۔

Marfat.com

میں ہوس کا شیر نہیں بلکہ حق کا شیر ہُوں۔

میرا ہر کام میرے دین کے لئے ہوتا ہے، میں تو چمکتی ہوئی تلوار ہُوں مگر چلانے والا وہ درخشاں آفتاب ہے جس کا ارشاد مارمیت اذ رمیت ہے، یعنی جنگ میں جو تیر تم نے چلایا وہ میں نے چلایا ہے، جب تم نے چلایا

اور پھر میرے حِلم کی تلوار نے میرے غصے کی گردن کو کاٹ دیا اور حق کا غصہ مجھ پر رحمت بن کر وارد ہو گیا۔

میں انوارِ الٰہیہ کی تجلّیات میں گُم ہوں اگرچہ بظاہر میرا جسم پراگندہ ہے،

اگرچہ میں ﴿بوتراب﴾ مٹی کا باپ ہوں مگر روحانیت کا چمنستان بن گیا ہوں،

میرے بخل وعطا محض اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں بلکہ میرا جو کچھ ہے صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے۔

اور میرا اپنا تو کچھ بھی نہیں، یہی وجہ تھی کہ جب میں نے تجھے گرا کر قتل کرنا چاہا تو وہ محض خوشنودی خدا تعالیٰ کے لئے تھا اور جب تم نے مجھے میری ذات کے لئے غصہ دلانا چاہا تو میں نے تجھے چھوڑ دیا۔

از علیؑ آموز اخلاص عمل
شیرِ حق را داں منزہ از دغل

Marfat.com

در غزا بر پہلوانے دست یافت
زود شمشیرے بر آورد و شتافت
او خدو، انداخت بر روئے علی
افتخار ہر نبیؑ و ہر ولی
او خدو ، انداخت بر روئے کہ ماہ
سجدہ آرد پیش اُو در سجدہ گاہ
در زماں انداخت شمشیر آں علیؑ
کرد او اندر غزائش کاہلی
گفت! بر من تیغ تیز افراشتی
از چہ افگندی مرا بگذاشتی
در شجاعت شیرِ ربانیستی
در مروّت خود کہ داند کیستی
اے علیؑ کہ جملہ عقل و دیدہ
شمہ واگو از آں چہ دیدہ
راز بکشا اے علیؑ المرتضٰی
اے پس سوء القضا حسن القضاء
چوں تو بابی آں مدینہ علم را
چوں شعاعے آفتاب حِلم را

Marfat.com

باز باش اَے باب برجو یائے باب
تا رسند از تو قشور اندر لباب
بازِ باش اَے باب رحمتِ تا ابد
بارگاہِ مالہٗ کفواً احد
باز گو اَے باز پر افروختہ
باشاد با ساعدش آموختہ
باز گو اَے باز عنقا گیر شاہ
اے سپاہ اشکن بخود نے با سپاہ
امت وحدی یکے و صد ہزار
باز گو اَے بندہ بازت را شکار
گفت من تیغ از پئے حق میزنم
بندۂ حقم نہ مامورِ تنم
شیرِ حقم ، نیستم ، شیرِ ہوا
فعل من بردین من باشد گوا
من چوں تیغم واں زنندہ آفتاب
مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ در حراب
تیغ حِلم گردن خشم زدست
خشم حق برمن چوں رحمت آمدست

Marfat.com

غرقِ نورم گرچہ سقفم شد خراب
روضۃ گشتم گرچہ ہستم بو تراب
بجل من للہ عطا للہ زِبس
جملہ للہ ام نیم من آن کس

﴿مثنوی شریف جلد اوّل ص ۲۳۰: ۲۳۴﴾

Marfat.com

باب ۸

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ
فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ
مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا
وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ
وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ
لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ

﴿سورۃ آلِ عمران آیت ۶۰۔۶۱﴾

Marfat.com

آیت مباہلہ

قرآن مجید سورۂ آل عمران میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ! محبوب انہیں فرما دیجئے کہ ہم تم بلائیں
اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری
عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ
کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

پیش ازیں بھی ہم آیتِ مباہلہ کی شانِ نزول کے بارے میں اجمالی طور پر اپنی چند ایک تصانیف میں بتا چکے ہیں، مگر بعض احباب نے ہماری توجہ خاص طور پر اس طرف مبذول کروائی کہ یہ واقعہ نہایئت شرح وبسط اور تفصیل کے ساتھ لکھنا چاہیئے تا کہ پڑھتے وقت تشنگی کا احساس باقی نہ رہے

چنانچہ ہم اپنے ان احباب کی فرمائش کو پورا کرتے ہوئے نہائت تفصیل کے ساتھ تمام واقعات ہدیہء قارئین کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اُن شکوک وشبہات کا بھی مکمل طور پر ازالہ کر دیا گیا ہے جو خارجی قسم کے لوگ آئے دن اپنی رسوائے زمانہ کتابوں کے ذریعہ سے عوام الناس کے دلوں

Marfat.com

میں پیدا کرتے رہتے ہیں،

مکتوب بنام اہلِ نجران

نجران ملکِ عرب ہی کی ایک بستی ہے اور مکہّ معظّمہ سے یمن کو جاتے ہوئے سات منزلوں کی مسافت پر واقع ہے۔ ملک عرب میں تاجدارِ انبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تشریف آوری سے قبل اصنام پرستوں کے علاوہ یہُود و نصاریٰ کی خاصی تعداد بھی مُختلف مقامات پر موجود تھی۔

نجران میں آباد لوگوں کی کثیر تعداد نصاریٰ یعنی عیسائیوں پر مشتمل تھی۔

حضور رحمۃ للعٰلمینؐ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان لوگوں کو بھی دعوت اِلیٰ الحق کا فریضہ انجام دینے کے لئے مکتوب لکھا اور صحابہؓ کے ایک وفد کے ذریعہ حقانیّتِ اِسلام سے روشناس کرانا چاہا۔ چنانچہ جب اہلِ اسلام کا وفد اُن لوگوں کے پاس نبی آخرالزّمان کا مکتوب لے کر پہنچا تو انہوں نے جواباً کہلا بھیجا کہ ہم آپ کے پیغام پر غور و فکر کرنے کے بعد خُود حاضرِ خدمت ہو کر گفتگو کریں گے۔

یہ ۱۰ھ کا واقعہ ہے اور اس وقت عرب کے اکثر حصّہ پر اسلام کی عظمت و شوکت پُورے جاہ جلال کے ساتھ نمایاں ہو چکی تھی۔

چنانچہ اہلِ نجران کے لئے سوائے اس کے چارہ کار نہیں تھا کہ وہ

Marfat.com

ایفائے عہد کرتے ہوئے بارگاہِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں حاضر ہوتے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اُن کے دِلوں میں اپنے مذہب کی حقانیّت اور سچّائی پُورے طَور پر سمائی ہوئی تھی اور وہ اپنے مذہب کے مقابلہ میں اسلام کو ہرگز ہرگز بہتر مذہب قبول کرنے کو تیّار نہیں تھے۔

اِسی داعیہ کے تحت اُن لوگوں نے باقاعدہ طور پر ایک جنرل میٹنگ کا اہتمام کیا اور پھر مختلف قبائل کے چودہ سرداروں کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ مناظرہ کے لئے باقاعدہ طور پر منتخب کرلیا۔

بعض روایات کے مطابق ان چودہ سرداروں کے ساتھ عام لوگ بھی اس مناظرہ کا منظر دیکھنے کے لئے مدینہ منوّرہ کو جانے کے لئے تیّار ہوگئے اوران سب کوملا کر کُل تعداد ساٹھ تک پہنچ گئی۔

ساٹھ کی روایت

وو فد علیہ وفد نصاریٰ نجران ایضاً بعد الھجرۃ و کانو ا ستین راکبا ،

﴿سیرت حلبیہ ۲۳۵ : ۳﴾

مگر دیگر کتب مُعتبرہ میں ان لوگوں کی تعداد چودہ ہی بتائی گئی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ صرف گروہ کی نمائندگی کرنے والوں کا ذکر ہی ضروری سمجھا گیا ہو کیونکہ ان چودہ سرداروں کی مزید درجہ بندی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے صاحب تفسیر مظہری ان کے ساتھ باقی جماعت کاذکر کرتے ہوئے فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ ان کی تعداد ساٹھ افراد پر مشتمل تھی۔

علاّمہ بغوی نے کلبی اور ربیع بن انس کا قول بھی یہی لکھا ہے کہ ان آیات کا نزول نجران کے نمائندوں کے متعلّق ہوا جن کی تعداد ساٹھ تھی۔

اس سے پہلے آپ دلائل النّبوۃ بیہقی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ابنِ اسحاق نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے محمد بن سہل بن ابی امامہ نے کہا کہ جب نجران کے نمائندے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کے متعلّق سوال کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو اُن کے متعلق سورۃ آلِ عمران شروع سے اسی 80 آیات آخر تک نازل ہوئیں۔

آگے چل کر لکھا ہے کہ نجران کے عیسائی اُونٹوں پر سوار ہوکر آئے تھے۔ پُوری جماعت کے سردار چودہ اشخاص تھے اور ان میں صرف تین لیڈر تھے۔

﴿۱﴾ ان سب کے امیر اور مشیر اعلیٰ کا نام عاقب تھا جس کے مشورہ کے بغیر اہلِ وفد کوئی کام نہیں کرتے تھے۔

﴿۲﴾ امیرِ سفر کا لقب سیّد اور نام ابہم تھا۔

﴿۳﴾ اہلِ قافلہ کے مذہبی عالم اور پادری کا نام ابوحارثہ بن علقمہ تھا۔

﴿تفسیر مظہری جلد دوم صفحہ ۱۷۰﴾

دیگر کُتبِ کثیرہ میں لکھا ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ

Marfat.com

وسلّم کی خدمت میں جب اہلِ نجران کو مکتوبِ گرامی بھیجا تو اُن میں سے چودہ سردار بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہونے اور اُنہوں نے مسجد نبوی میں مشرق یعنی بیت المقدّس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔

اُن لوگوں نے ریشمی منقّش لباس پہن ہوا تھا اور نہایت فاخرانہ انداز سے چلتے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں شرف ہم کلامی حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے اُن سے اِعراض فرماتے ہوئے رُخ پھیر لیا اور گفتگو نہ کی۔

گفتگو نہ کرنے کی وجہ

معارج النبوّت میں مزید تفصیل ہے کہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نجرانی عیسائیوں کے سرداروں کو شرف ہم کلامی سے محروم کر دیا تو وہ لوگ مسجد سے باہر نکل آئے بیرون مسجد اُن کی ملاقات حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہو گئی اور وہ اُن سے واقف بھی تھے۔

دورانِ ملاقات اُن لوگوں نے اِن دونوں حضرات سے شکائتاً کہا کہ آپ لوگوں نے ہمیں خود مکتوب لکھا اور دعوت دی جس کے جواب میں ہم فوراً حاضر ہو گئے،

مگر نہ تو آپ کے نبی نے ہمارے سلام کا جواب دیا ہے اور نہ ہی

Marfat.com

ہماری طرف اِلتفات فرمایا ہے کیا آپ ہماری راہنمائی کریں گے کہ اندریں حالات ہم لوگ واپس چلے جائیں یا ابھی کچھ دیر ٹھہریں۔

اسی اثناء میں سیّدنا حیدرِ کرّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے سیّدنا عثمانِ غنی ذوالنُّورین اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تمام ماجرا آپ کی خدمت میں عرض کر کے پوچھا یا اباالحسن ! آپ اِس سلسلہ میں کیا مشورہ دیتے ہیں ؟

آپ نے فرمایا ! میرا مشورہ یہ ہے کہ یہ لوگ ریشمی ملبوسات اور طلائی انگوٹھیاں اُتار کر عام کپڑے پہن کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ملاقات کریں تو یقیناً اِن کو پذیرائی حاصل ہو جائے گی۔

چنانچہ ان لوگوں نے آپ کے مشورہ پر عمل کیا تو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے شرفِ ملاقات و ہم کلامی حاصل ہو گیا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ! بخدا جب یہ لوگ پہلے آئے تھے تو اِن کے ساتھ شیطان بھی ہماری مسجد میں در آیا تھا۔

فارسی متن ملاحظہ ہو۔

وچوں از نماز باز پرداختند نزد آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدند ہر چند تکلم نمودند ہیچ جوابے نہ شنیداز مسجد بیرون رفتند امیر المومنین عثمان و عبدالرحمٰن بن عوف درآں جا پیدا شدند، بنابر سبقت معرفتے بایشاں

Marfat.com

داشتند از ایشاں پرسیدند کہ شما مکتوبے از برائے ما نوشتہ مارا دعوت کردہ ایدو ما آمدیم وتحیت وسلام بجا آوردیم جواب نشنیدیم ہر چند سخن کردیم بجز سکوتے چیزے نہ دیدم اکنوں مصلحت شما چیست باز گردانیم دیارِ خود یا توقف کنیم؟

درمجمع امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز حاضر بود، عثمان وعبدالرحمٰن بعلی رضی اللہ عنہم خطاب کردند یا ابا الحسن رائے تو دریں باب چیست ؟ گفت رائے من ایں است کہ ایں جامہائے ابریشمین و انگشتریہائے زریں از خود دور کنند۔

آں قوم بموجب فرمودہ علی عمل نمودہ بمہ بمجلسِ انور آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدندم سلام کردند آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب دادہ فرمودسو گند بآں کس کہ مرا بدرستی بخلق فرستادہ کہ نوبت اول کہ ایں جماعت بمجلس من درآمدند شیطان بایشاں بود بجہت آں جواب ایشاں نہ دادم۔

﴿معارج النبوت جز چہارم صفحہ ۲۵۰﴾

Marfat.com

ایک سوال کا جواب

پیشتر اس کے کہ ہم اِس واقعہ کو مزید آگے بڑھائیں ایک ایسے شُبے کا ازالہ کر دینا ضروری سمجھتے ہیں جو خاص طور پر اُن لوگوں کے اذہان میں ہلچل پیدا کر سکتا ہے جو بجائے اہلِ اسلام کے مُستشرقین کی تصانیف سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور وہ یہاں سے اپنی پراگندہ خیالی کو سہارا دینے کے لئے مُتعصّب مستشرقین کی تائید کا پہلو نکالنے کے وہم میں مُبتلا ہو سکتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے ذہن میں جن منفی اُثرات مرتّب ہونے کا خدشہ ہے وہ یہ ہیں کہ جب یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مجسمۂ مہر و محبّت اور پیکرِ حُسنِ اخلاق تھے، اور آپ کا خُلقِ عظیم آپ کی بہترین صفات میں شامل ہوتا ہے تو آپ نے اُن لوگوں سے گفتگو کرنے اور اُن کے سلام کا جواب دینے سے کیوں اعراض فرمایا، جن کو خود دعوت دے کر بلایا گیا تھا اور یہ بھی مشہور ہے کہ آپ تو دشمنوں کے لئے اپنی چادر بچھا دیتے تھے پھر اُیسے لوگوں کے لئے جو دامنِ اسلام میں آنا چاہتے تھے کیوں ایسا شدید برتاؤ کیا گیا۔

اس قسم کے تمام شکوک و شُبہات کا مختصراً جواب ایک تو یہ ہے کہ وہ لوگ ہرگز ہرگز اسلام قبول کرنے کے ارادہ سے نہیں آئے تھے بلکہ وہ واضح طور پر پُوری تیاری کے ساتھ تاجدارِ انبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ

Marfat.com

بحث ومناظرہ کی غرض سے مسجدِ نبوی میں داخل ہوئے تھے۔

بلکہ وہ بحث ومناظرہ سے ایک قدم آگے بڑھ کر گھر ہی سے یہ ارادہ لے کے آئے تھے کہ ہم مسلمانوں کے رسول سے مباہلہ کریں گے۔

فقر کی لاج رکھنا تھی

آپؐ کے عیسائیوں کے ساتھ اِس روّیہ کی دوسری وجہ یہ سامنے آتی ہے کہ باوجود اسلام کا عرب کے کثیر حصّہ پر سکّہ بیٹھ جانے کے مدینہ طیبہ میں رہنے والے مُسلمانوں کی اکثریت پیوند شدہ کپڑوں میں ملبوس تھی،

خاص طور پر مسجدِ نبوی شریف میں رہنے والے اصحابِ صُفَہ تو فقرِ مصطفائی کا واضح ترین عکسِ جمیلؓ تھے۔ حضور رحمۃً للعالمینؐ، تاجدارِ انبیا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز یہ گوارا نہیں فرما سکتے تھے کہ آپ کے درویش صفت غلام عیسائیوں کے ریشمی ملبوسات اور طلائی زیورات سے مرعُوب ہو کر اپنی تذلیل محسوس کریں۔

کیونکہ اگر حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُن کے اِس فخر و اِستکبار اور نخوت وغُرور کے انداز کو پسند فرما کر اُن کا والہانہ اِستقبال کرتے تو غُربا ومساکین اہلِ اِسلام کے اذہان پر اُس کے مثبت اثرات مرتّب ہونا ہرگز ممکن نہ تھا۔

Marfat.com

مزید حکمتیں

علاوہ ازیں نصاریٰ کے ساتھ آپ کے اِس برتاؤ کے سلسلہ میں تیسری خاص حکمت جو سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ عیسائیوں کے متکبّر سر سربراہوں کے ذہنوں سے یہ خناس نکل جائے کہ ان کا بیش بہا اور فاخرہ لباس ایک بوریہ نشین پیغمبر کو اپنی طرف خاص طور پر متوجہ کر لینے کا باعث بھی بن سکتا ہے۔

علاوہ ازیں حضور رحمۃ للعالمین، سرورِ کائنات، مُختارِ کُلّ، تاجدارِ انبیاء و مُرسلین، مامُور من اللہ بھی تھے اور عالم مَا کَانَ وَمَا یَکُون بھی تھے آپ جانتے تھے کہ یہ لوگ ابھی راہِ راست پر نہیں آئیں گے فی الحال اِن کے غرور وتکبّر کی دِھجیاں اُڑانا ضروری ہے اور اِسی میں اہلِ اسلام کی عزّت اور اسلام کی عظمت کا راز مُضمر ہے اور یہی اللہ تبارکؔ وتعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی کا ذریعہ ہے۔

قارئین ! اندازہ لگائیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعینؔ جو اُن عیسائیوں کی آمد کے وقت مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہتے ہیں کہ۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عصر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے کہ یہ وفد مسجد میں داخل ہوا یہ لوگ منقّش یمنی کپڑے کی عبائیں پہنے ہوئے اور اِنتہائی قیمتی چادریں اوڑھے ہوئے اِس انداز فاخرانہ میں آئے کہ ہم نے

Marfat.com

اِس سے پہلے اِس شان کا کوئی ''ڈیپوٹیشن'' نہیں دیکھا۔

﴿مظہری وغیرہ﴾

بہر حال ! مقصدِ رسالت پُورا ہو کر رہا آپ نے ان لوگوں پر واضح کرنا تھا کہ خدا تعالیٰ کا پیغمبر بوریہ نشین ہو کر بھی تاج وتخت کے مالکوں سے مرعُوب نہیں ہو سکتا اور خُدا کا رسول عالمِ فقر میں بھی شانِ استغناء کا تحفّظ کرنا جانتا ہے اور پھر وہ رسولِ غَیب دان جس کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن غرباء اور مساکین کی جماعت ہی میرے ساتھ محشور ہو گی لہٰذا نصاریٰ کے سرداروں کا سب سے پہلے غرور توڑنا انتہائی ناگزیر تھا جب انہوں نے اپنی ظاہری شوکت کا تارو پُود خُود ہی بکھیر لیا تو پھر انہیں شرف ہم کلامی بھی عطا فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جب تَم پہلے آئے تو تمہارے ساتھ شیطان بھی موجود تھا اور پھر اُن کو اُن کی خواہش کے مطابق بحث ومناظرہ کا وقت بھی دیا اور پھر اُن کی آخری خواہش جو کہ مباہلہ کرنے کی تھی بحکمِ پروردگار وہ بھی پُوری فرمادی یہ الگ بات ہے کہ اُن کے مقدر میں ابھی مزید ذلیل ورُسوا ہونا لکھا تھا جس کی تفصیل ہم ابھی بیان کرنے والے ہیں۔

حق وباطل کا تاریخی مکالمہ

عیسائی سرداروں کے مذہبی پیشوائے آغاز گفتگو کرتے ہوئے بارگاہِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں عرض کیا کہ آپ نے جس مقصد کے لئے ہمیں مکتوب گرامی لکھا ہے وہ بیان فرمائیں۔

Marfat.com

آپ نے قُرآن مجید کی چند آیات تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہم تمہیں دَولتِ اِسلام سے سرفراز کرنا چاہتے ہیں لہٰذا تُم لوگ اِسلام قبول کر کے مُسلمان ہو جاؤ۔

نجرانی! ہم تو اس سے پہلے بھی مُسلمان ہیں۔

سرکارِ دو عالمؐ! تم اس سے قبل ہرگز مُسلمان نہیں بلکہ جُھوٹ کہتے ہو۔

نجرانی! آپ کس وجہ سے ہمیں مُسلمان نہیں مانتے۔

سرکارِ دو عالمؐ! تمہیں یہ تین چیزیں اسلام سے روکتی ہیں۔

اوّل یہ کہ تُم صلیب کی عبادت کرتے ہو،

دوم یہ کہ تم خنزیر کا گوشت کھاتے ہو،

سوم یہ کہ تم جناب مسیح علیہ السلام کو خُدا تعالیٰ کا بیٹا مانتے ہو۔

نجرانی! ہاں یہ بات تو ہے مگر آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلّق کیا عقیدہ رکھتے ہیں کیا وہ بندہ ہے؟

سرکارِ دو عالمؐ! ہم انہیں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اُس کا رسول سمجھتے ہیں نیز انہیں اللہ تعالیٰ کا کلمہ سمجھتے ہیں جو جناب مریم علیہ السلام پر اِلقاء کیا گیا۔

نجرانی! ﴿غضب ناک ہو کر﴾ کیا عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے؟

کیا وہ غیب کی خبریں نہیں بتاتے تھے؟

کیا وہ مُردوں کو زندہ نہیں کرتے تھے؟

Marfat.com

کیا وہ مٹی کے پرندے پیدا نہیں کرتے تھے ؟

اگر یہ درست ہے تو انہیں اللہ تعالیٰ کے بیٹے کے سوا کیا سمجھا جا سکتا ہے اور وہ آپ سے افضل ہیں۔

ابھی سرکارِ دو عالم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اُن کو جواب دینا ہی چاہتے تھے کہ جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر حاضر خدمت ہو گئے۔

آسمانی دلیل

نیز یہ آیتِ کریمہ نازل ہو گئی کہ عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک آدمؑ کی طرح ہے اُسے مٹّی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا، وہ فوراً ہو جاتا ہے۔

اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ.

﴿سورۃ آل عمران آیت ۵۹﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب خُدا تعالیٰ کی نازل فرمودہ آیت اُن کے سامنے پیش کی تو وہ لاجواب ہو گئے، مگر اپنی بات پر اَڑے رہے حالانکہ اگر اُن کی قسمت یاور ہوتی تو وہ یقیناً دولتِ اسلام سے مشرّف ہو جاتے کیونکہ انہیں تو صرف اِس ایک گمان نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ماننے پر مجبور کر دیا تھا کہ آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے حالانکہ اُن کو اُن کی والدہ مکرّمہ نے جنا تھا۔

Marfat.com

اور خداوندِ قدوس کی وحی فرمودہ مثال تو اِس سے کہیں بڑھ کر تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ماں اور باپ دونوں کے بغیر محض لفظ کُن سے پیدا فرما دیا تھا۔

بہرحال ! عیسائی اِس بات کو تسلیم کرتے ہوئے بھی کہ آدم علیہ السلام ماں باپ کے بغیر پیدا ہوئے تھے اپنی ہٹ پر قائم رہے جس کے جواب میں اتمامِ حُجت کے طور پر خالقِ کائنات نے اپنے محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ،

پھر اَے محبوب ! جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حُجت کریں بعد اِس کے کہ تمہیں عِلم آچکا تو اِن سے فرمادو، آؤ ہم بُلائیں اپنے بیٹے اور تُمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تُمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تُمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں گے اور جُھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ڈالیں گے۔

چنانچہ سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نجرانی وفد کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر تم اپنی ضد پر قائم ہی رہنا چاہتے ہو تو پھر ہمارے ساتھ مباہلہ کرو تاکہ فیصلہ ہو جائے کہ کون سچا ہے اگر ہم حق پر ہیں اور سچّی بات کہتے ہیں تو پھر تُمہیں تُمہارے بطلان کی سزا مل جائے گی اور اگر تُم حق پر ہوئے تو نتیجہ اس کے برعکس ہوگا۔

نجرانی عیسائیوں کا دم خم اب ٹوٹ چکا تھا اور سب کے کس بَل نکل چکے تھے لہٰذا فوراً ہی کوئی فیصلہ کُن جواب دینے کی بجائے کہنے لگے کہ ہمیں

Marfat.com

آج شب کی مہلت دی جائے، کل ہم لوگ حتمی بات کریں گے۔

حضور تاجدارِ انبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُن کی اس عرض کو منظور کرتے ہوئے غور وفکر کر لینے کی مہلت مرحمت فرما دی، چنانچہ وہ لوگ مسجدِ نبوی سے اُٹھ آئے اور جہاں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں پہنچ گئے۔

تخلیہ میں آ کر اُن لوگوں نے اپنے رہنما عاقب سے پوچھا کہ عبدالمسیح تمہاری اِس معاملہ میں کیا رائے ہے غور وفکر کے کے بتایئے کہ کیا ہمیں مباہلے کی دعوت کو قبول کر لینا چاہیے؟

عاقب نے کہا کہ مسیحی بھائیو! تُم اچھّی طرح پہچان چکے ہو کہ محمد ﴿صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم﴾ نبی مُرسَل ہیں، خُدا کی قسم کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم نے کسی نبی سے مباہلہ کیا ہو اور پھر اُن میں سے کوئی چھوٹا یا بڑا بچا ہو یا چھوٹے کو بڑھنے کا موقع نصیب ہوا ہو، بہرحال کل صبح دیکھا جائے گا، چنانچہ وہ شب بھر مختلف قسم کے مشوروں میں اُلجھے رہے۔

ارشادِ ربانی کی تعمیل

اِدھر عیسائیوں پر تو یہ اضطرابی کیفیّت طاری تھی اور اُدھر حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ارشادِ ربانی کی تعمیل کے لئے تیّاری مکمل فرما چکے تھے۔

چنانچہ صبح ہوتے ہی آپ اپنی صاحبزادی والا شان سیّدۃ النساء

Marfat.com

العالمین، مخدومۂ کائنات، طیّبہ طاہرہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے دَولت کدہ پر تشریف لے گئے اور تمام حالات سے آگاہ فرما کر مُباہلہ کی تیاریوں کا حکم فرمایا۔

جناب سیّدۃ النساء العالمین سیّدہ فاطمۃ الزّہرا سلام اللہ علیہا نے والدِ گرامی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ارشاد کی فوراً تعمیل کی اور اُسی وقت اپنی مقدّس ردا کو فرقِ ہمایوں سے لے کر مُبارک قدموں تک بُرقعہ کی طرح اوڑھ لیا۔

اسی اثناء میں جناب علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کو بھی ارشادِ مُصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوا کہ علی تم بھی ہمارے ساتھ چلو اور ہمارے جگر گوشوں حسنین کریمین کو بھی ساتھ لے لو۔

چند ہی لمحوں میں جب یہ سب لوگ تیار ہو گئے تو حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اِن چاروں نفوسِ قُدسیہ کی طرف اشارہ کر کے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی !

"یا اللہ ! یہ میرے اہل بیت ہیں "

یہ بہت بڑا اعزاز ہے

جنابِ حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جنابِ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور جنابِ حسنین کریمین علیہما السلام کو جمع فرما کر حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ

Marfat.com

وسلم کا خصوصیّت کے ساتھ بارگاہِ خداوندی میں عرض کرنا کہ "یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں" کوئی معمولی اعزاز نہیں یہ مختصر سا جملہ اپنے دامن میں اِس قدر وسیع تر مضامین سمیٹے ہوئے ہے جن اظہار کے لئے بے شمار دفاتر درکار ہیں۔ بہر حال،

قافلہ ء نُور

بعد ازاں دولت سرائے فاطمہ سے یہ مختصر مگر عظیم تر قافلہ ءنور اِس شان سے جلوہ گر ہوا کہ جنابِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سیّدنا حسین علیہ السّلام کو اپنی آغوشِ رافت میں اُٹھایا ہوا تھا اور سیّدنا حسن علیہ السلام کی اُنگلی تھامی ہوئی تھی،

آپ کے عقب میں جنابِ سیّدۃ النساء العالمین سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے آپ کی مقدّس کملی کا کنارا تھاما ہوا تھا اور جناب سیّدہ کے عقب میں جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان کے جسدِ اطہر سے لپٹی ہوئی ردائے نُور کا آنچل پکڑے ہوئے چل رہے تھے۔

نقشِ قدم کا پردہ

جناب رسول کریم علیہ التحیّۃ والتسلیم کی والا قدر اور عصمت مآب صاحبزادی کے پردے کی عظمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جبکہ آپ کا پُورا جسمِ انور بھی دوہرے پردے میں چھپا ہوا ہے اور آپ کے مقدس پاؤں بھی

Marfat.com

نعلینِ اقدس کے پردے میں مستور ہیں اور اس پر مُستزاد یہ کہ آپ اپنا قدم مُبارک اپنے والدِ گرامی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نقشِ قدم پر رکھتی ہیں اور جنابِ علی کرّم اللہ وجہہُ الکریم آپ کے نقشِ قدم پر اپنا قدم مبارک رکھ دیتے ہیں تا کہ اگر تحت الثریٰ والے اُوپر نظر اُٹھائیں تو انہیں جنابِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نقشِ قدم نظر آئیں اور اگر آسمان والے زمین کی طرف دیکھیں تو وہ صرف جنابِ حیدرِ کرّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشِ قدم کا نظارا کر سکیں۔

زمیں کی حُور کا پردہ تو دیکھو
چھپائے جا رہے ہیں نقش پا کے
نظر نقشِ قدم آئیں نبی کے
اگر دیکھیں مکیں تحت الثّریٰ کے
فلک والے نگاہوں کو جُھکا کر
اگر صائمؔ زمیں کی سمت دیکھیں
نظر بس نقش پا آئیں گے اُن کو
جنابِ مرتضٰی مُشکل کُشا کے

شہزادی مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نقوشِ پا کا بھی یُوں پسِ پردہ کر دیا جانا بظاہر تو جنابِ سیّدہ فاطمۃ الزہرا کے بے مثال پردہ کا ہی آئینہ دار معلوم ہوتا ہے لیکن در حقیقت یہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اُمّت کی

Marfat.com

عورتوں کے لئے وہ عظیم ترین درسِ حیات ہے جس پر عمل کر کے دونوں جہان کی نعمتوں سے مالا مال ہوا جا سکتا ہے اور بقول حضرت اقبال علیہ الرحمۃ ایسی لازوال زندگی کا حصول ہو جاتا ہے جسے کبھی فناء نہیں۔

آپ مُسلمان عورت کو مخاطب کر کے مشورہ دیتے ہیں کہ اگر تُو اس درویش کی نصیحت پر عمل کر لے تو خواہ ہزار قومیں فناہ ہو جائیں مگر تو نہیں مر سکے گی اور وہ مشورہ یہ ہے کہ بنتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ بتول علیہا الصلوٰۃ کے نقشِ قدم پر چلتی ہوئی خود کو زمانے کی نظروں سے پوشیدہ کر لے تاکہ تیری گود میں بھی کوئی عزمِ حسین کا وارث آجائے۔

اگر پندے ز درویشے پذیری
ہزار اُمت بمیرد تُو نہ میری
بتولے باش پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

بناتِ قوم کو یہ مفید مشورہ عرض کرنے کے بعد ہم پھر اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں خاندانِ مصطفےٰ کا یہ مقدس قافلہ چند قدم آگے بڑھتا ہے ''پنجتن پاک'' کی اس نورانی جماعت کے خرامِ ناز کے اس منظر کو احاطہ تحریر میں کون لا سکتا ہے۔

جگر گوشہء بتول جنابِ امام حسن علیہ السلام نانا جان کی انگشت شہادت کو تھامے ہوئے آپ کی ساقِ اقدس کے ساتھ لپٹ لپٹ کر یوں چل

Marfat.com

رہے ہیں، جیسے آفتاب کے گوشہ زیریں سے چاند طلوع ہو کر آفتاب کے ساتھ ہی ساتھ آگے بڑھتا جائے۔

جنابِ امام حسین علیہ السلام اپنے مقدّس نانا جان کی گود میں یوں جلوہ افروز تھے جیسے صدرِ آفتاب سے ایک اور آفتاب طلوع ہو رہا ہو یا پھر اُس منظر کا عکسِ جمیل اِس شعر کو سمجھ لیجیے۔

یُوں جلوہ گر حُسین تھے نانا کی گود میں
قرآں ہو جیسے ہاتھ میں قرآں لئے ہوئے

بہرحال ! الفاظ کی بُوقلمونیاں اُس رنگ و نور اور نکہت و لطافت میں ڈوبے ہوئے لآویز منظر کی عکاسی کرنے سے قطعی طور پر عاجز ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ان چاروں رفقاء کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کی جب ہم اہلِ نجران کے ساتھ مُباہلہ فرماتے وقت دُعا کریں تو تم ہماری دُعا کے ساتھ آمین کہتے رہنا۔ سب نے تعمیل ارشاد کرنے کے لئے سرِ تسلیم خم کر دیا اور پھر یہ قافلۂ نور آہستہ آہستہ چلتا رہا۔

نجرانیوں کا مُباھلے سے فرار

اہلِ نجران نے جب اِن نفوسِ قُدسیہ کو مُباہلے کے لئے تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو کانپ کر رہ گئے اُن کے پادری ﴿عالم﴾ کے چہرے پر خوف کی آندھیاں چلنے لگیں اور وہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے پکار اُٹھا

Marfat.com

کہ

اے گروہ نصاریٰ ان لوگوں سے ہرگز مُباہلہ نہ کرنا

خدا کی قسم ! میں ان میں وہ صورتیں دیکھ رہا ہوں

کہ اگر وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ٹل جانے کے لئے اللہ

سے سوال کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو بھی اُس جگہ سے ہٹا

دے گا۔

اُس کے ساتھیوں کو تو آفتابِ صداقت کی نُور بیز شُعاعیں پہلے ہی یُوں معلوم ہو رہی تھیں جیسے اُن کے سروں پر بجلیاں کوند کوند کر اُن کے خرمنِ حیات کو جلا دینے کے لئے پَر تول رہی ہوں۔

فوراً کہنے لگے کہ تُم سب سے زیادہ عالم اور سمجھ دار ہو جو مناسب سمجھو کرو ہمیں کوئی عذر نہیں ہوگا۔

چنانچہ ان لوگوں نے آگے بڑھ کر عرض کی کہ اے ابوالقاسم ہم آپ سے مُباہلہ نہیں کریں گے۔

آپ نے فرمایا ! ٹھیک ہے اگر تم مُباہلے سے فرار چاہتے ہو تو پھر اسلام قبول کر کے مُسلمان ہو جاؤ جو مُسلمانوں کے حقوق و فرائض ہیں وہی تمہارے ہو جائیں گے۔

اُنہوں نے کہا ! یہ تو نہیں ہوسکتا اور آپ نے فرمایا کہ اگر مُباہلہ بھی نہیں کرتے اور مسلمان بھی نہیں ہونا چاہتے تو پھر جنگ کے لئے تیار ہو

Marfat.com

جاؤ۔ اسقف یعنی عیسائیوں کے سردار "عاقب" نے کہا کہ ہم آپ سے جنگ بھی نہیں کرنا چاہتے کیونکہ ہم میں عربوں کے ساتھ جنگ لڑنے کی طاقت ہی نہیں۔ البتہ آپ ہمارے ساتھ اِس شرط پر صُلح کرلیں کہ نہ تو آپ ہم پر لشکر کشی کریں اور نہ ہی ہمیں خوفزدہ کریں اور نہ ہی ہمیں اپنا مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کریں۔ اس کے عوض میں ہم لوگ آپ کو جزیہ کے طور پر ہر سال دو ہزار جوڑے کپڑوں کے ادا کرتے رہیں گے، ایک ہزار جوڑا کپڑے صفر المظفّر کے مہینہ میں اور ایک ہزار جوڑے رجب المرجب میں،

حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُن کی اِس شرط کو منظور کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ہم ان عیسائیوں پر لعنت فرما دیتے تو اُن کی صورتیں مسخ ہو جاتیں اور یہ لوگ بندر اور سوٗر بن جاتے اِن کا شہر تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا اور تمام شہری جل کر راکھ کا ڈھیر بن جاتے۔

اور اُن پر آگ اِس طرح برستی کہ درختوں پر بیٹھے ہوئے تمام پرندے جل جاتے اور تمام عیسائی ہلاک ہو جاتے۔

قارئین ! پہلے اب تک مُباہلہ کی صُورت میں پیش کیے گئے

Marfat.com

واقعات میں سے انتہائی ضروری حصوں کا عربی متن ملاحظہ فرمائیں۔

فاتوا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم قد احتضن الحسن واخذ البیدالحسین وفاطمة تمشی خلفه وعلی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهم اجمعین یمشی خلفها والنبی صلی اللّٰہ علیه و آلہٖ وسلم نقول لهم اذادعوت فآمنوا فلما راهم اسقف نجران قال یا معشر النصاریٰ انی لاراىٰ وجوها لوشا لوا اللّٰہ ان یزیل جبلا من مکانه لازاله فلا تبتهلوا فتهلکوا ولا یبقی علی الارض نصرانی الی یوم القیامة ، فقالوا یا ابا القاسم قد رائنا ان الانبیاء هلک.

﴿تفسیر کبیر جلد ۲ صفحه ۵۰۰﴾ ﴿نورالابصار صفحه ۱۱۱﴾

﴿خازن جلد ا صفحه ۳۰۲﴾ ﴿معالم التنزیل جلد ا صفحه ۳۰۲﴾

﴿سیرت حلبیه جلد ۳ صفحه ۲۳۶﴾

﴿تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحه ۲۰۰﴾

﴿تفسیر مظهری جلد ۲ صفحه ۲۵۴﴾

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و آلہٖ وسلم والذی نفسی بیده ان العذاب تدلی اهل نجران ولولا عنوا المسخوا قردة وخنازیر ولاضطرم علیهم الوادی ناراً ولاستاصل اللّٰہ نجران واهله

Marfat.com

حتی الطیر علی الشجر ولما حال اطول علی النصاریٰ کلھم حتی ھلکوا۔

﴿تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۰۲﴾

﴿معارج النبوۃ جلد ۴ صفحہ ۲۹۶﴾

﴿اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۶۸۲﴾

﴿تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۳۰۲﴾

﴿معالم التنزیل جلد ۱ صفحہ ۳۰۴﴾

﴿تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۳۵۴﴾

آیتِ مُباہلہ کی شانِ نزول کے متعلق ہم اپنی متعدّد تصانیف میں قبل ازیں بھی بتا چکے ہیں۔ چونکہ پیش ازیں اس واقعہ کا پس منظر اجمالی طور پر پیش کیا جاتا رہا ہے جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ بعض احباب کی فرمائش تھی کہ مزید بھی وضاحت کی جائے چنانچہ یہ واقعہ مناسب حد تک تفصیل سے پیش کر دیا گیا ہے اُمید ہے کہ قارئین کرام اب تشنگی محسوس نہیں کریں گے۔

ان معروضات کے بعد ہم اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر کے چند ایسے پہلو ناظرین کے سامنے لانا ضروری سمجھتے ہیں جو کسی نہ کسی طرح زیرِ بحث آتے ہی رہتے ہیں۔

مُباھلہ نھیں ھوا

پہلی بات تو یہ ہے کہ دورِ حاضر میں خارجیوں کا ایک گروہ اِس بات پر اڑا ہوا ہے کہ آیتِ مُباہلہ کے بارے میں جو واقعات بیان کیے جاتے ہیں

Marfat.com

وہ رافضیوں کے من گھڑت ہیں اور بعض سُنّیوں نے بھی غالی شیعوں کی ہمنوائی میں یہ واقعات بغیر کسی تحقیق کے اپنی تصنیفات میں درج کر رکھے ہیں۔

اِس کے لئے اِس گمراہ کُن اور گمراہ فرقہ کے گُرو گھنٹال عباسی وغیرہ دلائل پیش کرتے ہیں۔

﴿ا﴾ چونکہ مُباہلہ ہوا ہی نہیں تھا۔ اِس لئے جناب حیدرِ کرّار، جنابِ سیّدہ فاطمۃ الزہرا اور جنابِ حَسنین کریمین علیہم السلام کو ساتھ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تشریف لانا محض بے بنیاد بات ہے۔

﴿ب﴾ یہ کہ نجران کے عیسائی اپنے ساتھ اپنی عورتیں اور بیٹے لے کر نہیں آئے تھے اِس لئے اُن کے مقابلہ میں حضور کا کسی کو ساتھ لیکر آنا نا قابلِ فہم امر ہے۔

﴿ج﴾ یہ کہ آیت کریمہ میں نِسَاءَ نَا وَ نِسَاءَ کُمْ کا جملہ اس بات کا متقاضی ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی ازواجِ مطہرات کو ساتھ لاتے نہ کہ بیٹی کو۔

﴿د﴾ کوئی عرب بھی نساء نا سے اپنی بیٹی مراد لینے کی غلطی نہیں کر سکتا کیونکہ اس لفظ کا اطلاق محض بیوی پر ہوتا ہے۔

دُوسری بات یہ ہے کہ اِسی فرقہء ملعونہ نے ایک یہ دلیل ابھی تیار کر رکھی ہے کہ اگر حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم "نِسَاءَ نَا" سے بیٹی یا بیٹیاں

Marfat.com

مُراد لیتے تو پھر یقیناً وہ اپنی ساری صاحبزادیوں کو ساتھ لے کر تشریف لاتے۔

تیسری بات بھی انہی لوگوں سے متعلّق ہے اور وہ ان کا یہ کہنا ہے کہ مُباہلہ ہوا تو نہیں تھا تاہم حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مُباہلہ کی تیاری کے طور پر جن لوگوں کو منتخب فرمایا تھا وہ دیگر حضرات تھے اور ان چاروں میں سے ایک بھی اُن میں شامل نہیں ہے، یہاں تک تو تھا خارجیوں کا وہ شاخسانہ جو محض اور محض بُغضِ اہلبیت کی بناء پر تیار کر رکھا ہے۔

چوتھی بات انتہائی عجیب بھی ہے اور حیرت انگیز بھی اور وہ یہ ہے کہ بعض سُنّی حضرات نے بھی یہ شوشہ چھوڑ رکھا ہے کہ

آیتِ مُباہلہ کے نازل ہونے پر حضور سرورِ کائنات نے فی الحقیقت اِنہی چاروں نفوسِ قُدسیہ کو ساتھ لیا تھا مگر اس میں یہ چیز غلط ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیّدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو " اَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ " کے تحت شامل فرمایا، بلکہ درست یہ ہے کہ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا " اَبْنَاءَ نَا وَاَبْنَاءَ کُمْ " کے زُمرہ میں شامل فرمایا۔

اِس سے پہلے کہ ہم ان تمام تر اعتراضات کا ردِّ بلیغ ہدیۂ قارئین کریں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خارجیوں کی واقعہ مباہلہ کو من گھڑت قرار دینے والی تحریر بلفظہٖ ہدیۂ قارئین کردی جائے۔

خارجیوں کے گُرد گھنٹال نامحمود عباسی نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب

Marfat.com

''خلافتِ معاویہ ویزید'' کے مقدمہ میں جو خرافات درج کی ہے وہ یہ ہے کہ،

رشید رضا نے تفسیر القرآن میں آیتِ مباہلہ کے سلسلہ میں وضعی روایتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اِن روایتوں کا منبع اور مصدر شیعہ ہیں ، ان روایتوں کی اشاعت حتیّ الامکان کی گئی ہے یہاں تک کہ اہلسنّت میں سے کثیر تعداد بھی متاثر ہوئی۔

مگر ان روایتوں کو وضع کرنے والوں نے اِس آیت پر تطبیق عمدگی کے ساتھ نہیں کی کوئی عرب نساء کا لفظ اور کلمہ اپنی زبان پر اس طرح نہیں لاسکتا کہ مُراد اس کی اس لفظ سے بیٹی سے ہو خاص کر جب اُس بیٹی کا شوہر بھی موجود ہو اور نہ اُن کی لُغت سے اِس لفظ کا یہ مفہوم پیدا ہوسکتا ہے اور اس سے بعید بات یہ ہے کہ اَنْفُسَنَا مراد علی کی ذات سے لی جائے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی ہے کہ نجران کے عیسائی وفد کے ساتھ جن کہ بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی نہ اُن کی بیویاں تھیں۔ نہ اُن کے بیٹے اور اولاد نہ مباہلہ ہوا نہ مباہلہ کی شرائط کہ عیسائی جب تک اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو نجران سے نہ بلا لیتے

Marfat.com

پوری ہوتیں۔

اگر پوری ہوتی تو آپ اپنی ازواج مطہرات اوراپنے فرزند ابراہیم کو ساتھ لیتے نہ کہ بیٹی اورنواسوں کو جن پر اِس آیت کے لفظ نساء نا وابناء نا کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا جیسا کہ مفتی محمد عبدہ اور علامہ رشید رضا نے فرمایا ہے نساء کا لفظ کوئی عرب بیٹی کے لئے استعمال نہیں کرسکتا اور ابن کا لفظ نواسہ کے لئے نہیں ہوسکتا۔

﴿مقدمہ خلافت معاویہ ویزید ص ۳۸﴾

لفظ نِساء کا اطلاق بیٹی پر

نامحمود عباسی کی زہریلی تحریر قارئین کرام ملاحظہ فرما چکے ہیں جسے اس نے اپنے ہی ایک ہم جنس کی کتاب سے نقل کر کے بزعمِ خویش میدان مارلیا ہے،

اور نہایت چالاکی سے اپنے مؤقف کو مزید مضبوط کرنے کے لئے آخر پر دو مفسرین کے نام بھی لکھ دیئے۔

حالانکہ رشید رضا اور محمد عبدہٗ دونوں اُستاد شاگرد ہیں اور دونوں نے مل کر قرآنِ مجید کو نشانۂ قلم بنایا ہے اور جگہ جگہ تفسیر بِالرّائے کا اعادہ کرتے ہوئے اپنی خارجیانہ ذہنیّت کو مکمل طور پر اُجاگر کیا ہوا ہے اور دونوں کی ایک

Marfat.com

تفسیر ہے جس کا نام "منارالایمان" ہے ہم نے نامحمود عباسی کی مذکورہ بالا بدیانتی کی وضاحت مجمل طور پر اپنی کتاب "شھید ابنِ شھید حصہ دوم" میں بھی کر دی تھی۔

تاہم اب نہایت تفصیل کے ساتھ اس فراڈ کو بے نقاب کیا جاتا ہے بلکہ اس کا خاتمہ بھی کر دیا ہے ان خارجیوں کا کہنا ہے کہ کوئی عرب اپنی بیٹی پر لفظِ نِساء کا اطلاق کر ہی نہیں کر سکتا اور نہ ہی لُغت عرب نساء کے مفہوم کو بیٹی کے معنوں میں لانا جائز قرار دے سکتی ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ خُدا تعالیٰ جب کسی کو جہنّم کا ایندھن بنانے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو پھر اُسے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ، کے زُمرہ میں مکمل طور پر داخل فرمادیتا ہے اور اس زُمرہ میں داخل ہونے والے کی قلبی بیماری میں زیادتی تو ہو سکتی ہے کمی نہیں آتی۔

ہم ان لوگوں کے لئے ہدایت کی دُعا تو نہیں کر سکتے تاہم اتنا ضرور کہیں گے کہ آخر انکے مُتبعین کی عقلیں کیوں خبط ہو کر رہ گئیں ہیں۔ جبکہ وہ خود کو کبھی اہلحدیث اور کبھی اہل سنّت والجماعت کے نمائندوں کی صُورت میں پیش کرتے ہیں۔

ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کے عباسی کا ناپاک قلم اَب اُسے جہنم کے اُس مقام پر پہنچا چکا ہے جہاں سے اس کی واپسی قطعی طور پر ناممکن اور امرِ محال ہے۔ اس کو جہاں جانا تھا جا چکا لہٰذا اُسے واپس لانے کی

Marfat.com

کوشش بے کار ہے۔

کم از کم اُس کی اندھی تقلید کرنے والوں کو تو کچھ عقل سے کام لینا چاہیئے۔ کیا یہ لوگ بھی اس مقامِ وحشت تک رسائی حاصل کرنے کا پورا پورا ارادہ کر چکے ہیں۔ جسے عباسی نے اپنا ایمان اور اپنی غیرت بیچ کر حاصل کیا ہے۔

کیا ان کو معلوم نہیں کہ شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی بھی امر کو خاص فرما سکتے ہیں۔

جبکہ ان کی مزعومہ صحاحِ ستہ ہی کی معتبر کتابوں مُسلم شریف اور ترمذی شریف میں باسناد صحیحہ یہ روایت موجود ہے کہ حضور سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خُدا تعالیٰ کے فرمانِ عالیشان کی تعمیل کرتے وقت نِسَاءَ نَا کے لئے صرف اور صرف جناب سیّدۃ نساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا کو ہی مخصوص فرمایا۔

اب جبکہ سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عملی طور لفظِ نساء کی تفسیر فرماتے ہوئے اپنی عالی قدر صاجزادی کو خاص طور پر مُنتخب فرماتے ہیں تو پھر اس سے بڑھ کر عربوں کی اور کس لُغت کی ضرورت ہے جس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جائے کہ لفظِ نساء کا اطلاق بیٹی پر ہوسکتا ہے یا نہیں۔

تاجدارِ انبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بڑھ کر دُنیا کا کون عربی دان اور لُغتِ عرب سے واقف ہوسکتا ہے کیا قرآن مجید کی آیتِ مُقدسہ اور

Marfat.com

محبوبِ کبریا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اَحادیثِ مُبارکہ کسی لُغت کی محتاج ہیں۔

ارے، نادانو! قرآن واحادیث کی تلمیحات نے ہی تو لُغتِ عرب کے دامن کو وسیع تر کیا ہے، اور تم یہ گمان کئے بیٹھے ہو کہ قُرآن و حدیث لُغاتوں کے ماتحت ہیں۔

یہاں پر ایک نئی بحث چھڑ جانے کا امکان ہے اس لئے ہم اس بحرِ ذخّار میں اُترنے سے دانستہ گریز کرتے ہیں ورنہ ہم تمہیں بتاتے کہ قرآن و حدیث لُغات کے محتاج نہیں بلکہ لُغات قرآن و حدیث کی محتاج ہے۔ اور تمہاری لُغت دانیوں نے تُمہیں جن سرابوں میں دھکیل رکھا ہے وہ تمہیں کبھی منزل سے ہمکنار نہیں ہونے دیں گے۔

بہر حال حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا نِساءَنا کے ارشادِ ربّانی کی تعمیل میں اپنی بیٹی کو خاص فرما دینا بھی بجائے خود ایک زبردست دلیل ہے کہ لفظِ نِساء کا اطلاق بیٹی پر ہو سکتا ہے۔

اب ہم پھر عباسی کو مخاطب کرتے ہوئے پُوچھتے ہیں کہ ارے فاتر العقل، نادان بُڈھے تم نے جبکہ اپنی تصنیفی خرافات کی بنیاد خاندانِ نبوّت کے سب سے بڑے معاند ابنِ تیمیہ کی کتاب نام نہاد منہاج السنۃ پر رکھی ہے تو اس مقام پر اُسے کیوں نظر انداز کر کے رشید رضا اور محمد عبدہٗ کے پیچھے دوڑ پڑے ہو کیا تمہارے مُطلق العنان اور بے حیا قلم کو کہیں قرار بھی ہے یا نہیں؟

تمہیں یقیناً معلوم ہے کہ ابنِ تیمیہ اُس بُغضِ اہلبیت کے پیشِ نظر

Marfat.com

جو اس کے قلبِ مبغوض میں ہوا ہے شانِ اہلبیت میں آنے والی سینکڑوں روایتوں کو موضوعات کا پلندہ قرار دینے کے باوجود اس حدیث سے انحراف نہیں کر سکا۔

بلکہ تصدیق کرتا ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مباہلہ کے وقت جناب حیدر کرّار جناب فاطمۃ الزہرا جناب حسنین کریمین کو ہی منتخب فرمایا تھا، اور ان چاروں کو جمع فرما کر بارگاہِ ایزدی میں عرض کی تھی! یا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں، اور اب وہ اس حدیث پاک کو اس لئے مُسترد نہیں کر سکا کہ یہ مُسلم شریف اور ترمذی شریف میں بھی موجود ہے۔ ورنہ اگر یہ اس قسم کی چھ کتابوں کے علاوہ خواہ کسی بھی ثِقہ کتاب میں موجود ہوتی تو وہ اسے واہی اور موضوع قرار دینے میں ذرّہ برابر بھی جھجک محسوس نہ کرتا،

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں ابنِ تیمیہ کا بھی باوا جان ثابت کرنے کے لئے ابنِ تیمیہ ہی کی کتاب سے اس روایت کی ثقاہت کو بیان کر دیا جائے۔

ابنِ تیمیہ کیا کھتا ھے؟

ابنِ تیمیہ نے لکھا ہے کہ اور جو یہ کہتے ہیں کہ آپؐ نے علی اور حسن و حُسین کو مباہلہ کے وقت ساتھ لیا تو یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ مُسلم میں سعد بن ابی وقاص کی طویل روائت موجود ہے کہ جب آیتِ مباہلہ نازل ہوئی تو رسول

Marfat.com

اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وسلّم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حُسین کو بُلایا اور فرمایا کہ یا اللہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ مگر یہ روائت اہلِ بیت کی امامت اور فضیلت پر دلالت نہیں کرتی۔ متن یہ ہے۔

ان یقال اما اخذعلیا والحسن و الحسین فی المباھلة فحدیث صحیح رواہ مُسلم عن سعد بن ابی وقاص قال فی حدیث طویل لما نزلت ھذہ لآئت . فقل تعالو اندع ابناکم و نساء نا ونساء کم وانفسنا و وسلم علیا و فاطمة و حسنا و حسینا فقال اللھم ھولاءِ اھلی .ولکن لادلالة فی ذالک علی الأمامة ولا عن الفضیلة .

﴿منھاج السُنة ابن تیمیہ ۲: ۳۴﴾

ابنِ تیمیہ نے اگرچہ اپنی شقاوتِ قلبی کا اظہار آخر پر کر ہی لیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہونے کے باوجود بھی جناب حیدر کرّار کی اِمامت اور فضیلت پر دلالت نہیں کرتی۔

حالانکہ اس حدیث کو بیان فرمانے والے جناب سَعد بن ابی وقاص عشرہ مبشّرہ میں سے ہونے کہ باوجود جناب حیدر کرّار کا مباہلہ کے دن منتخب ہونا عظیم ترین وجہ فضیلت قرار دیتے ہیں جس کی تفصیل انشاء اللہ العزیز آئندہ اوراق میں پیش کی جائے گی۔

اب جبکہ ابن تیمیہ جیسا غالی اور متشدّد ترین شخص بھی یہ تسلیم کرتا ہے

Marfat.com

کہ تاجدارِ انبیاء سیّد المرسلین شارح علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے نِساء نا کی تعمیل کے لئے محض اپنی بیٹی کو ہی خاص فرمایا۔ اگرچہ اس میں بقول اُس کے عظمت کا کوئی پہلو نہیں نکلتا تو کم از کم تمہیں اس قسم کی تاویلات کا سہارا نہیں لینا چاہئیے جس سے تمہارے معنوی والدِ گرامی ابنِ تیمیہ کا بھی رافضیوں میں شامل ہونے کا گمان پیدا ہونے لگے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے لفظِ نساء کا اطلاق اپنی عالی قدر بیٹی پر فرما کر قطعی طور پر فیصلہ فرمایا ہے کہ لفظ نِساء کا اطلاق بیٹی پر ہوسکتا ہے اور یہ لفظ صرف بیویوں پر ہی حصر نہیں اور پھر قُرآن وحدیث میں تو سینکڑوں ایسے شواہد موجود ہیں کہ بیویوں کے علاوہ بھی دیگر سب عورتوں کے لئے مجموعی طور پر لفظ نِساء ہی استعمال ہوتا ہے اور بیوی کے لئے خاص طور پر لفظ اِمراۃ، آتا ہے یا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیویوں کو ازواج النبی کہا گیا ہے۔

خُدا تعالیٰ اور لُغتِ عرب

اب ہم تمہاری فوت شدہ عقلوں کے تابُوت میں آخری کیل کی صورت میں قُرآن مجید کی ایک واضح ترین ایسی آئت کریمہ پیش کرتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ نِساء کا اطلاق بیٹی پر ہوسکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تمہاری فرسودہ عقلیں خداوند قدّوس جلّ وعلا کو بھی لُغتِ عرب

Marfat.com

سے ناواقف قرار دیں اور تُم مزید تاویلات میں اُلجھ کر مزید اُلٹی سیدھی ہانکنا شروع کردو۔ مگر تمہاری یہ حماقت مآبیاں قیامت تک بھی قُرآن مجید کے واضح ارشادات کو تبدیل کرنے سے قطعی طور پر قاصر رہیں گی۔

ہم سے پہلے بھی اس آئتِ کریمہ کو علمائے حقّہ نے معترضین کا منہ بند کرنے کے لئے یقیناً متعدّد بار پیش کیا ہوگا مگر ہم اسے خصوصی اِہتمام سے تمہارے سامنے لارہے ہیں تاکہ آئندہ تُمہیں کبھی یہ جسارت نہ ہوسکے کہ اس قسم کی شاطرانہ چالوں کو بروئے کار لاسکو۔

اور وہ اِہتمام یُوں کیا ہے: کہ تمہارے نزدیک بھی اگر کوئی ثِقہ مُفسّر یا مترجم ہے تو اُس کی تفسیر اور ترجمہ بھی تمہارے سامنے آجائے اور تمہارے متبعین اچھّی طرح جان جائیں کہ تم لوگ محض اور محض کُھلا ہُوا فراڈ ہونے کے ساتھ ساتھ حدودِ اسلام سے اس قدر دور ہو۔ ممکن ہے ہماری اس کوشش سے تمہارا کوئی نیا شکار تمہارے دامِ فریب میں پُوری طرح آنے سے پہلے ہی اپنا بچاؤ کرسکے اور خود کو جہنّم کی دہکتی ہوئی آگ میں چھلانگ لگانے سے باز رکھ سکے۔

قُرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا ہوتے ہی قتل کردینے کے جنون میں فرعون نے یہ طریقہ کار اختیار کیا کہ بنی اسرائیل کے گھروں میں جب بھی کوئی لڑکا پیدا ہوتا تو اُسے اُسی وقت قتل کروادیتا اور جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تو اُسے زِندہ چھوڑ

Marfat.com

دیتا، اور اس مقام پر خود خالقِ کائنات جَل مجدہٗ الکریم نے بیٹوں کے لئے لفظ ابناء کم اور بیٹیوں کے لئے لفظ نساء کم استعمال فرمایا ہے۔ پہلے تم وہ آیت پڑھ لو تو پھر اس کی مزید وضاحت کی جائے گی۔

وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ
الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَ کُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَ کُمْ ،

ترجمہ:

اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات
بخشی کہ تم پر عذاب کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح
کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے۔

﴿سورۃ البقرہ آیت ۴۹﴾

اس سے پہلے کہ ہم اس آیتِ کریمہ کے دیگر تراجم وتفاسیر کی طرف رجوع کریں تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ فرعون کے سپاہی بنو اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کر کے اُن کی بیویوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے یا پھر اُنکی عورتوں کے ہاں بیٹوں کے علاوہ بیویاں پیدا ہوتی تھیں۔

حیرت ہے کہ خُداوند قدوس جَلّ شانہٗ کو بھی لُغتِ عرب کا پتہ نہ چل سکا۔ اور ابناء کم کے ساتھ بجائے بناتکم کے نساء کم فرمادیا اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ تُمہاری غیرت کا جنازہ نکل چکا ہے تاہم تُمھیں کم ازکم اس قدر تو شرم آنی چاہیئے کہ تمہاری لُغت دانیوں کے فریب سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات

Marfat.com

اقدس ہی محفوظ رہ سکے۔ کیا اب تم اپنی اتباع کرنے والوں کے ساتھ ساتھ خداوندِ قدّوس کو بھی لغتِ عرب کے قاعدے پڑھانا شروع کردو گے؟

احناف کے مقتدر مفسّر امام نسفیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں نِساء کم سے مراد بناتکم یعنی بیٹیاں ہیں جنہیں فرعون کے سپاہی اس لئے زندہ رہنے دیتے تھے کہ اُنہیں کنیزیں بنا کر خدمت کروایا کریں گے۔ متن ہے۔

تفسیر نسفیؒ مدارک، یستحیون نِساء کم یترکون بناتکم احیاء للخدمة.

﴿مدارک علی الخازن ۴۹: ۱﴾

خاتم حفّاظ مصر جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ زیرِ آیت فرماتے ہیں کہ زنانِ بنو اسرائیل کے ہاں جب کوئی لڑکا پیدا ہوتا تو فرعونیے اس کو قتل کر دیتے اور لڑکی پیدا ہوتی تو اسے زندہ رہنے دیتے۔

تفسیر دُرِ منثور! زیرِ آیت،

فاذا ولدت امرأة غلاما أتی به فرعون فقتله ویستحیی الجواری،

﴿در منثور ۶۹۔ ۱﴾

تفسیر مواهب الرّحمٰن

یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَ کُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَ کُمْ، تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ چھوڑتے یعنی فرعون کے حکم سے اگر

Marfat.com

بنی اسرائیل کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا تو وہ قتل کر دیا جاتا اور اگر لڑکی پیدا ہوتی تو وہ چھوڑ دی جاتی تھی۔

﴿تفسیر مواہب الرحمٰن جلد اوّل ص ۱۸۵﴾

دیو بندیوں کے شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے واضح طور پر لکھتے ہیں کہ فرعونیے بیٹوں کو قتل کرتے اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تاکہ جب وہ بڑی ہو جائیں تو ان کی کنیزیں بنا کر خدمت لی جائے،

تفسیرِ عثمانی

فرعون نے خواب میں دیکھا تھا نجومیوں نے اس کی تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہوگا جو تیرے دین اور سلطنت کو غارت کر دے گا فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو بیٹا پیدا ہو اس کو مار ڈالو اور جو بیٹی ہو اس کو خدمت کے لئے زندہ رہنے دو۔

﴿تفسیر عثمانی ص ۱۲﴾

اگر چہ ان حوالہ جات کو مزید وُسعت دی جا سکتی ہے تاہم اہلِ فکر و دانش کے لئے یہی کیا کم ہیں اور پھر سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اگر یہاں کوئی ایک حوالہ بھی نہ دیا جاتا تو جب بھی آئتِ کریمہ کا مطلب صاف طور پر واضح ہے کہ یہاں لفظ نساء کم سے خالقِ کائنات کی مراد قطعی طور پر بنا تکم ہے، اور اگر نساء کم سے خالقِ کائنات کی مراد بنی اسرائیل کی ازواج ہوتیں تو پھر

Marfat.com

آئت کے الفاظ یہ ہوتے کہ فرعونیے لڑکوں کو قتل کر کے اُن کی ماؤں کو زندہ رہنے دیتے اور بجائے نساءکم لفظ کے اُمّھاتکم استعمال ہوتا۔

بہر حال یہ بات اپنے مقام پر قطعی طور پر اٹل حقیقت کی حیثیت رکھتی ہے کہ بنی اسرائیل کی عورتیں یا تو بیٹے جنتی تھیں یا بیٹیاں یہ تو ممکن ہی نہیں کہ وہ لڑکوں کی صورت میں بیٹے جنتی تھیں اور لڑکیوں کی صورت میں بیویاں جنتی تھیں۔

عباسی اور اس کے پیش رو رشید رضا وغیرہ کو چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کی کوشش کرنی چاہیئے، جو خداوند قدوس اَجل وعلا کے واضح ترین فرمان کی موجودگی میں اس واہیات جسارت کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں کہ لُغتِ عرب کے لحاظ سے لفظ نساء کا اطلاق بیٹی پر ہو ہی نہیں سکتا۔ بلکہ کوئی عرب یہ گوارا ہی نہیں کر سکتا کہ وہ لفظ نساء سے مُراد اپنی بیٹی لے۔

اس وضاحت کے بعد ہم چاہتے تھے کہ ان متعدد تفاسیر کے حوالے بھی یہاں پیش کر دیئے جاتے جن میں صاف طور پر آتا ہے کہ سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مباہلہ کے دن جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو ہی نساءنا میں شامل فرمایا۔

مگر بخوفِ طوالت اس لئے قلم انداز کر رہے ہیں کہ وہ تمام حوالے جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نفسِ رسولؐ ہونے کی بحث میں آرہے ہیں اور جن مُفسرین نے " انفسنا " سے مُراد حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور

Marfat.com

جناب حیدر کرار علیہ السلام کی پاک جانوں کو لیا ہے وہ سب کے سب قطعی طور پر متفق ہیں کہ حضورؐ نے "نِسَاءَ نَا" میں صرف جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو ہی داخل فرمایا تھا۔

حسنین کریمین بیٹے نہیں

عباسی اور اس کے ہمنواؤں کا یہ توجیہہ پیدا کرنا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ابناء نا میں اپنے نواسوں کو کس طرح شامل فرما سکتے تھے جبکہ وہ ابناء نا کا صاف مطلب ہمارے بیٹے ہے چونکہ نواسے بیٹے نہیں ہو سکتے اس لئے یہ بالکل فرضی افسانہ ہے کہ آپؐ نے مباہلہ میں شمولیت کے لئے جناب حسنین کریمین کا انتخاب فرمایا۔

چونکہ یہ سب باتیں خلاف واقعہ ہیں اس لئے مباہلہ ہوا ہی نہیں اور ہاں البتہ اگر مباہلہ ہوتا تو حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ابناء نا کی تعمیل میں اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیتے نہ کہ اپنی بیٹی کے بیٹوں جناب حسن وحسین علیہما السلام کو لیتے۔ خارجیوں کے اس فرضی شاخسانہ کے جواب میں نہایت اِختصار سے کام لیتے ہوئے چند دلائل ہدیہ قارئین ہیں۔

اوّل یہ کہ نبی المختار حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قطعی طور پر صاحب اختیار اور مختارِ کُل ہیں آپ ماُمورِ من اللہ اور ماذون من اللہ

Marfat.com

ہیں آپ کو کُلی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اختیار حاصل ہے کہ جس کے لئے بھی چاہیں کوئی بات مخصوص کر دیں مثلاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جناب سلمان فارسی اور جناب اسامہ بن زید کو فرمانا کہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ ہم اس کے علاوہ سینکڑوں ایسے اُمور یہاں بیان کر سکتے ہیں جن میں حضور سرورِ کونین ؐ نے متعدد لوگوں کے لئے مختلف تخصیصات فرمائی ہیں لیکن طوالت سے بچنے کے لئے صرف وہی ایک دلیل پیش کی ہے جو بالعموم خارجی لوگ ''اہلِ بیتِ مصطفیٰ'' کا دائرہ وسیع کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اُمید ہے کہ اس دلیل سے یہ لوگ منحرف ہونے کی ہرگز کوشش نہیں کریں گے اور تسلیم کریں گے کہ ایسے ہی سرکارِ دو عالم ؐ نے اپنے نواسوں کو ابناءنا میں شامل فرمالیا تھا۔

دوم یہ کہ اگر مباہلہ ہوتا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کو ساتھ لیتے نہ کہ نواسوں کو، تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ جب اہلِ نجران مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو بعض روایات کے مطابق اُس وقت حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حسرت آیات ہو چکی تھی۔ ثقہ روایات کے مطابق آپ نے ۱۶ ماہ کی عمر مبارک میں ہی ربیع الثانی ۱۰ھ میں انتقال فرمایا جب کہ نجرانی عیسائی اِسی سال رجب المرجب کے مہینہ میں مدینہ منورہ پہنچے۔

بعض روایات کے مطابق نجرانی عیسائی اُسی ماہ میں آئے تھے جس

Marfat.com

مہینے میں جناب ابراہیم ابنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وصال مبارک ہوا۔

ایک روایت کے مطابق وہ جناب ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک سے دو مہینے پہلے یعنی صفر المظفر میں آئے تھے اور اگر اس روایت کو ہی درست تسلیم کرلیا جائے تو رسولِ غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فراستِ رسالت کو خراجِ عقیدت پیش کرنا پڑے گا کہ آپ نے محض اس وجہ سے انہیں شامل نہیں کیا ہوگا کہ اگلے چند روز میں ان کا انتقال ہونے والا ہے اور اگر مباہلہ کے فوراً بعد جناب ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارِ خُداوندی میں پہنچ جاتے تو عیسائیوں کے علاوہ یہودیوں اور مشرکین وغیرہ پر اس کا ردِ عمل کیا ہوتا۔

قرینِ قیاس یہی ہے کہ یا تو نجرانی عیسائی رجب المرجب سنہ ۱۰ھ میں آئے تھے یا پھر صفر المظفر سنہ ۱۰ھ میں یہ واقعہ پیش آیا تھا کیونکہ عیسائیوں کے صلح نامہ میں ہر سال دو ہزار جوڑے کپڑے جزیہ کی صورت میں ادا کرنے کے لئے جو دو قسطیں مقرر ہوئیں ان میں انہیں دو مہینوں کا نام لکھا گیا تھا یعنی عیسائی کپڑوں کا ایک ہزار جوڑا رجب میں اور ایک ہزار جوڑا صفر کے مہینہ میں ادا کرتے رہیں گے۔

علاوہ ازیں ثقہ روایات کے مطابق جناب ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرورش دولت کدہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے ایک لوہار کی

Marfat.com

بیوی کے سپرد تھی جو دایہ کے فرائض سرانجام دیتی تھی اور اس کا گھر آپ کے گھر سے کافی دور تھا تاہم اگر جناب ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت بقیدِ حیات ہوتے اور آپ انہیں شامل فرمانے کا ارادہ رکھتے تو انہیں گھر میں منگوالینا اتنا مشکل بھی نہیں تھا مگر فراستِ نبوّت کو چیلنج کرنا بذاتِ خُود ایک شرمناک جسارت اور رزالت وضلالت کی انتہا ہے۔

سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اِنتخاب پر جرح قدح کرنا سوائے اسلام سے رُوگردانی کے اور کچھ بھی نہیں۔ اس قسم کی خرافات کہ ایسا تھا تو ایسا ہونا چاہئیے تھا یہ کیوں ہوا۔ اگر ایسے ہوتا تو حضور کو ویسا کرنا چاہئیے تھا وغیرہ وغیرہ سب کی سب شیطنت اور کُفر وضلالت ہے۔

سوم یہ کہ محض مباہلہ کے دن پر ہی یہ امر موقوف نہیں کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جناب حسنین کریمین کو اپنے بیٹے فرمایا بلکہ آپؐ اکثر طور پر اپنے بیٹے ہی فرمایا کرتے تھے اور آپ کا یہ ارشاد خارجیوں کے نزدیک بھی ثِقہ ترین کُتب احادیث میں موجود ہے کہ تمام پیغمبروں کی نسل اُن کی پُشت سے چلی اور میری نسل صُلب علیؑ سے چلی ہے۔

علاوہ ازیں یہ حدیث تو خوارج کو بار بار پیش کرنا پڑتی ہے کہ امیر معاویہ اور حسن علیہ السلام کے درمیان صُلح کی پیش گوئی فرماتے ہوئے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ، میرا یہ بیٹا دو مسلمان گروہوں کے مابین صُلح کرائے گا۔

Marfat.com

کیا یہ مقامِ حیرت نہیں کہ اُس حدیث میں تو بڑے دھڑلے کے ساتھ جناب امام حسن علیہ السلام کو ابنِ رسول اللہ تسلیم کیا جاتا ہے اور آیتِ مباہلہ کے وقت اس قسم کی تاویلیں کی جاتی ہیں کہ امام حسن و حسین تو آپ کے نواسے تھے آپ نواسوں کو بیٹے کیسے قرار دے سکتے تھے لہٰذا ابناء نا میں جناب حسنین کریمین آ ہی نہیں سکتے وغیرہ وغیرہ اگرچہ ہماری خواہش ہے کہ مسئلہ میں انتہائی اختصار سے کام لیا جائے لیکن وضاحت طلب امور بغیر تفصیل میں جانے کے تشنۂ تکمیل رہتے ہیں۔

حالانکہ ابناء نا کی بحث اب بھی مزید تشریح کی متقاضی ہے لیکن اُسے یہاں اس لئے قلم انداز کر دیا گیا ہے کہ وہ نہایت لطیف واضح اور بے شمار حوالہ جات سے مُزّین پوری کی پوری بحث ہماری کتاب " شہید ابنِ شہید " جلد دوم میں موجود ہے قارئین اگر اس مسئلہ کی وضاحت کا مزید اشتیاق رکھتے ہوں تو کتاب مذکورہ بالا کا مطالعہ فرمائیں۔

علاوہ ازیں جن مفسّرین کرام نے انتہائی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ آیتِ مباہلہ میں ابنـاء نـا سے مراد جناب حسنین کریمین علیہما السلام ہی ہیں۔ اُن کی تفصیل بھی لفظ انفسنا کی بحث میں ملاحظہ کریں کیونکہ جن مفسرین نے انفسنـا سے حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مراد لیا ہے وہ سب کہ سب نساء نا سے جناب سیّدۃ نساء العلمین سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ

Marfat.com

علیہا اور ابناءنا سے جناب حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذواتِ مبارکہ کو ہی مراد لیتے ہیں۔

انہی الفاظ پر اس بحث کا اختتام کیا جاتا ہے تاہم آئندہ اوراق میں ہم کئی ایک معروف ثقہ کتابوں کے حوالہ جات آیتِ مباہلہ کے ضمن میں پیش کر رہے ہیں۔ جن میں قطعیت کے ساتھ ثابت ہے کہ آیتِ مباہلہ کی تفسیر بننے والے پنجتن پاکؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔

علی نفس رسول نہیں؟

جیسا کہ ہم سابقہ اوراق میں بتا چکے ہیں کہ خوارج کی ہمنوائی میں بعض سُنّی العقیدۃ حضرات بھی جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو نفسِ رسول ماننے سے گریز کرتے ہیں حالانکہ ایسا گمان کرنا قطعی طور پر خلاف واقعہ اور غیر حقیقی بات کو درست مان لینے کے مترادف ہے۔

اس سے پہلے کہ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے نفسِ رسول اور جانِ مصطفیٰ ہونے کے تفصیلی شواہد پیش کئے جائیں اختصار کے ساتھ ان چند احادیث کے ترجمہ کو اجمالی خاکہ کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے جن کی تصویر سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک مصرع میں اس طرح کھینچی ہے۔

لحمکَ لحمی جسمکَ جسمی فرق نہیں مابین پیا

Marfat.com

حضور امام الانبیاء تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی تمام اُمت کو مخاطب کر کے یہ اعلان فرما رکھا ہے کہ:

علی سے محبّت کرنا ہم سے محبّت کرنا ہے اور ہم سے محبّت کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرنا ہے۔

علی سے عداوت اور بُغض رکھنا ہم سے بُغض و عداوت رکھنا ہے اور ہم سے بغض و عداوت رکھنا اللہ عزّ وجل سے دشمنی اور بغض رکھنا ہے۔

علی سے دوستی رکھنا ہمیں دوست بنانا ہے اور ہمارے ساتھ دوستی رکھنا اللہ تبارک وتعالیٰ کو دوست بنانا ہے۔

علی کو تکلیف و ایذا دینا، ہمیں تکلیف و اذیّت دینا ہے اور ہمیں اذیّت دینا خُدا تعالیٰ کو اذیّت دینا ہے۔

علی سے محبّت کرو ہماری وجہ سے اور ہم سے محبّت کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی وجہ سے۔

علی کا اِکرام ہماری وجہ سے کرو اور ہمارا اکرام اللہ تبارک وتعالیٰ کی وجہ سے کرو۔

علی کا گوشت ہمارا گوشت ہے اور علی کا خُون ہمارا خُون ہے۔

Marfat.com

علی کا جسم ہمارا جسم ہے اور علی کی رُوح ہماری رُوح ہے۔

علی کا تعلّق ہم سے ایسے ہے جیسے سر اور جسم۔

علی کا تعلّق ہم سے ایسے ہے جیسے جسم اور رُوح۔

علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔

علی کا نُور اور ہمارا نُور ایک ہے۔

علی اور ہم ایک نُور سے ہیں۔

علی اور ہم ایک درخت سے ہیں۔

علی ہمیں ایسے ہے جیسے ہماری جان۔

علی ہمارے بعد تمام مُومنوں کے ولی ہیں اور جس کے ہم ولی ہیں اُس کے علی ولی ہیں۔

علی تمام مومنوں کے مولا ہیں جس کے ہم مولا ہیں اس کے علی مولا ہیں۔

جس نے علی سے صُلح رکھی اُس نے ہم سے صُلح رکھی اور جس نے علی سے جنگ کی اُس نے ہمارے ساتھ جنگ کی۔

ہر نبی کا وارث و وصی ہوتا ہے اور ہمارا وارث وصی علی ہے۔

ہمارا پیغام سوائے علی کے کوئی دُوسرا نہیں پہنچا سکتا۔ اپنا پیغام یا ہم خود پہنچائیں گے یا علی پہنچائیں گے۔

سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں۔

Marfat.com

یا اللہ! علی سے محبت کرنے والوں کو اپنا دوست بنا اور علی سے دُشمنی رکھنے والوں کو اپنا دُشمن بنا۔

جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے حضور تاجدارِ انبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

یا علی جس نے تمہاری اطاعت کی اُس نے ہماری اطاعت کی اور جس نے ہماری فرمانبرداری کی اُس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی اور جس نے تمہاری نافرمانی کی اُس نے ہماری نافرمانی کی اور جس نے ہماری نافرمانی کی اُس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی اور سرکشی کی۔

یا علی تمہاری محبت ہماری محبت ہے اور تمہارا دوست اللہ تعالیٰ کا حبیب ہے۔ تمہارا دشمن ہمارا دشمن ہے۔ اور ہمارا دشمن اللہ تبارک وتعالیٰ کا دشمن ہے۔

یا علی ہمارا فارق اللہ تبارک وتعالیٰ میں فرق کرنے والا ہے اور جس نے تُم میں فرق کیا اُس نے ہم میں فرق کیا۔

تُو اور نہیں مَیں اور نہیں

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چند ارشاداتِ عالیہ کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد ہم اہلِ انصاف حضرات سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ

Marfat.com

اگر کوئی شخص کسی ایک روایت کو مختلف تاویلوں کی نظر بھی کر دے تو اسے حاصل کیا ہوا اور اُس نے اس بے جا کوشش سے اہلِ سُنّت و جماعت کی کون سی خدمت سرانجام دی۔

تاجدارِ انبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے تعلقات کو جن جن صُورتوں میں واضح فرمایا ہے، وہ کسی دوسری دلیل کے محتاج نہیں اور نہ ہی وہ کسی تاویل کا سہارا طلب کرتے ہیں۔ بلکہ قطعی طور پر اِس امر کی نشاندہی کرتے ہیں۔

تا کس نہ گوید بعد ازیں
مَن دِیگرم تُو دِیگری

آیتِ مباہلہ کے ضمن میں ہم قدما مفسّرین کی متعدّد تفاسیر کی روشنی میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ واضح کر چکے ہیں کے رسول ہاشمی علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے ارشادِ ربانی کی تعمیل کرتے ہوئے نِساءَنا میں جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اور ابناءَ نا میں جناب حسنین کریمین علیہا السلام کو اور اَنفُسَنا میں اپنی ذات سُتودہ صفات کو اور جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو شامل فرمایا تھا۔

اگر اِن تمام روایات کی تشریحات اور متن کو جو ہم اب تک آپ کے سامنے پیش کر چکے ہیں رکھ کر تجزیہ کیا جائے تو جناب علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کو جانِ رسول مان لینے اور اَنفُسَنا میں شامل کر لینے میں عقلی طور پر بھی

Marfat.com

کوئی امرِ مانع نظر نہیں آتا۔

جان نہیں داماد

بایں ہمہ جو صحت مند لوگ ،ٹھوس اور درست مسلک کے پیرو کار ہونے کے باوجود محض ایک گروہ کی مخالفت کے پیشِ نظر 'اَنْفُسَنَا' میں حیدر کرارؓ کو شامل کرنے سے گریز کرتے ہیں اُن کی بات کیسے تسلیم کی جا سکتی ہے۔

حالانکہ وہ نہ تو خارجیوں کی طرح آیتِ مباہلہ میں پنجتن پاک کی شمولیّت کا انکار کرتے ہیں اور نہ ہی اُن کے دل میں بظاہر بُغضِ اہلِ بیت کا کوئی شائبہ موجود ہے۔

اِن حالات میں اُن کی مَن گھڑت تاویل کا سختی سے نوٹس لینا کس قدر مشکل کام ہے کہ حضرت علی اَنْفُسَنَا میں نہیں اَبنَاءَ نَا میں شامل تھے کیونکہ آپ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے داماد تھے اور داماد بیٹے کی جگہ ہوتا ہے۔

ہم اُن کی اس خود ساختہ دلیل کو مُسترد کر دینے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں جبکہ ہمارا واسطہ تو اُن لوگوں سے پڑا ہوا ہے۔ جو اہلِ بیتِ مصطفٰی کی شان میں آنے والی ہر روایت کو صفحۂ ہستی سے مِٹا دینے کے مذمُوم عزائم لے کر میدانِ عمل میں آ چکے ہیں۔

بہر حال قارئین کرام کو اتنا ضرور بتائیں گے کہ اگر کوئی شخص حضرت

Marfat.com

علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کو اَنفُسَنَا کی بجائے ابنآءنا میں شمار کرتا ہے یہ تو اس کی اپنی رائے اور ذاتی خیال ہے بلکہ فی الحقیقت یہ تفسیر بالرّائے ہے، کیونکہ جمہورِ مفسّرین اس امر پر متفق ہیں کہ اَنفُسَنا سے مراد حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کی ذواتِ مبارکہ ہیں۔

اس سے پہلے کہ ہم ضمن میں متعدّد تفاسیر کے حوالے ہدیہء قارئین کریں۔ اس امر کی نشاندہی کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ آخر اس قسم کی تفسیر بالرائے کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور وہ کون سی مصلحت ایسی تھی جس کی بناء پر ایک سیدھی سی بات کو چیستان بنانا پڑا۔

مصلحت یہ تھی

ایک مسلّمہ حقیقت سے اِنحراف کی وجہ وہ خود ہی اپنے الفاظ میں اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ،

ایک گروہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کو جانِ رسول ہونے کی حیثیت سے خلیفۂ رسولؐ بلافصل ثابت کرتا ہے۔

یہ تھی وہ وجہ جو تفسیر بالرّائے کرانے کا موجب بنی، حالانکہ یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ کسی گروہ کی تردید میں حقیقت کو تبدیل کرنے کی کوشش کر ڈالی جائے،

ہم کہتے ہیں کہ روافض کے اِس خیال کی تردید کرنے کے لئے

Marfat.com

تھوڑی سی محنت کر لی جاتی تو روایت کو غلط تاویل کی نذر کرنے کے بغیر بھی کام چلایا جا سکتا تھا۔

مَن گھڑت تفسیر کرنے کی بجائے خارجیوں کے باوا آدم "ابن تیمیہ" کا اس قسم کا قول دہرا دینا ہی کافی تھا کہ اگرچہ یہ روایت پنجتن پاک کے حق میں ہے اور اَنْفُسَنَا سے مراد بھی حضور سرورِ کونینؐ اور حضرت علیؓ ہیں مگر اس سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت بلا فصل ثابت نہیں ہوتی۔

ابنِ تیمیہ کیوں ؟

ہمارا یہاں یہ مقصد نہیں کہ لازمی طور پر ابنِ تیمیہ کا ذکر یہاں کیا جائے یہ ذکر اِس لئے کیا گیا ہے کہ ایک تو خارجیوں پر ایک بار پھر واضح ہو جائے کہ وہ آیتِ مُباہلہ کو پنجتن پاک کے ہی حق میں مانتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ تفسیر بالرّائے کرنے سے بہتر ہے کہ مخالفین کے غلط استدلال کو تحکم سے مسترد کر دیا جائے۔

صاحبِ تفسیرِ مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ آیتِ مُباہلہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو نفسِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیم کر لینے کے بعد پوری قوّت سے تحریر فرماتے ہیں کہ "ان احادیث سے جنہیں ایک گروہ اپنے جواز میں پیش کرتا ہے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنابِ حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بلا فصل ہیں۔

Marfat.com

علاوہ ازیں دیگر مُتقدّمین مفسّرین کی سینکڑوں ایسی تحریریں مل سکتی تھیں جنہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت بِلافصل کے ثبوت میں پیش کیا سکتا ہے۔

اگر چہ اس میں قدرے مشقّت تو ضرور ہوتی، تاہم ایک تو تفسیر بالرّائے کرنے سے نجات حاصل ہو جاتی اور دوسرے اہلسنّت و جماعت کے لئے اِنتہائی کارآمد ذخیرہ جمع ہو جاتا۔

بہر حال قارئین کرام ! پہلے تو چند مُعتبر کُتبِ تفاسیر کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں جن سے واضح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مولائے کائنات سیّدنا حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "ابناء نا" میں نہیں بلکہ "اَنفُسَنَا" میں شامل فرمایا تھا لہٰذا علی نفسِ رسول اور جانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

﴿ ا ﴾ عن شعبی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه

انفسنا وانفسکم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآلهٖ وسلم وعلی کرم اللّٰه وجهه الکریم .

ابنآء نا وابنآء کم الحسنا والحسین.

نساء نا ونساء کم فاطمه رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم.

﴿دلائل النبوة صفحه ۲۹۸﴾

﴿۲﴾ ﴿ انفسنا وانفسکم ﴾ رسول اللّٰه

Marfat.com

صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم وعلی ابن ابی طالب.

﴿ ابنِ کثیر ص ۳۷۱﴾

﴿۳﴾ ﴿ انفسنا وانفسکم ﴾ رسول اللّٰہ

صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم وعلی ابن ابی طالب.

﴿ تفسیر کبیر جلد ۲ صفحه ۴۹۹﴾

﴿۴﴾ ﴿ انفسنا وانفسکم ﴾ رسول اللّٰہ

صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم وعلی.

﴿ در منثور جلد ۲ صفحه۳۸﴾

﴿۵﴾ ﴿ وانفسنا ﴾ عن نفسهٖ وعلیا.

﴿ خازن جلد ۱ صفحه ۱۲۳﴾

﴿۶﴾ ﴿وانفسنا﴾ عن نفسهٖ وعلیا.

﴿ معالم التنزیل جلد ۱ صفحه ۱۲۳﴾

﴿۷﴾ ﴿ انفسنا وانفسکم ﴾ رسول اللّٰہ

صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم وعلی ابن ابی طالب.

﴿ عرائس البیان جلد ۲ صفحه ۳۵۱﴾

﴿۸﴾ ﴿ انفسنا وانفسکم ﴾ رسول اللّٰہ

صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم وعلی.

﴿ تفسیر مدارک جلدا صفحه ۱۲۱﴾

﴿۹﴾ ﴿ انفسنا وانفسکم ﴾ رسول اللّٰہ

صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم وعلی.

﴿ تفسیر ابی سعود جلد۲ صفحه ۲۹۸﴾

Marfat.com

﴿۱۰﴾ ﴿ انفسنا وانفسکم ﴾ رسول اللّٰه

صلی اللّٰه علیه وآلہ وسلم وعلی ابن ابی طالب۔

﴿ الاتقان جلد ۲ صفحه ۲۰۰﴾

﴿۱۱﴾ ﴿ انفسنا وانفسکم ﴾ رسول اللّٰه

صلی اللّٰه علیه وآلہ وسلم وعلی ابن ابی طالب۔

﴿ تاریخ الخلفاء صفحه ۱۱۵﴾

﴿۱۲﴾ ﴿ انفسنا وانفسکم ﴾ رسول

اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآلہ وسلم وعلی کرم اللّٰه

وجهه۔

﴿ زاد المعاد صفحه ۲۹۱﴾

﴿۱۳﴾ ﴿ انفسنا وانفسکم ﴾ رسول

اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم وعلی رضی اللّٰه

تعالی عنه۔

﴿ فتح الباری ﴾

Marfat.com

تاویل بیکار ہے

اگرچہ اِس ضمن میں دیگر بے شمار حوالہ جات بھی پیش کئے جا سکتے ہیں تاہم اہل علم و دانش کے لئے یہی کیا کم ہیں۔

ہماری مخلصانہ تحقیق کے مطابق یہ قطعی اور آخری بات ہے کہ جنابِ حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے " اَنفُسَنا " میں شامل فرمایا ہے لہٰذا اس کے خلاف جو کچھ بھی بیان کیا جائے گا وہ محض ایک ایسا مفروضہ ہوگا جو حقیقت سے کوسوں دُور ہو۔

بایں ہمہ اگر کوئی شخص من گھڑت تاویلوں میں اُلجھنا چاہتا ہے تو یہ اُس کا اپنا ذوق ہے ہم اُسے کیا کہہ سکتے ہیں۔

البتہ اتنا ضرور ہم بتائیں گے کہ اگر آیتِ مُباہلہ میں پیش کردہ ان تمام حقائق سے رُوگردانی کرتے ہوئے ان تمام حوالہ جات سے صرفِ نظر

Marfat.com

بھی کرلیا جائے تو جب بھی ایسی بے شمار احادیثِ مصطفےٰ موجود ہیں جن سے جنابِ علی علیہ السلام کا جانِ رسول ہونا قطعی طور پر ثابت ہے اس لئے صرف ایک اس روایت میں تاویلیں پیش کرنا بے کار محض ہے۔

گذشتہ اوراق میں قارئین متعدّد ایسی احادیث کا ترجمہ ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم سے اپنے مخصوص ربط و تعلق کی کھلی وضاحت فرما رکھی ہے آخر پر اسی ضمن میں دو روایتوں کا ترجمہ مزید ملاحظہ فرمائیں۔

علی جانِ رسول ہیں

حضرتِ عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے لوگوں کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے ارض جذام جسے السلاسل بھی کہتے ہیں روانہ فرمایا۔

﴿کامل ابنِ اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۵۶﴾

وہاں سے کامیاب ہو کر لوٹنے کے بعد میرے دِل میں خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے بڑھ کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو کوئی عزیز نہیں ہوگا۔ چنانچہ میں نے اپنا یہ خیال بارگاہِ مصطفوی میں پیش کر دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! فِداکَ امّی وابی آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو سب سے زیادہ عزیز کون ہے؟

Marfat.com

حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ! عائشہ

میں نے عرض کیا ! میں نے عورتوں کے متعلق سوال نہیں کیا، تو

آپ نے فرمایا ! عائشہ کا باپ

میں نے عرض کی ! ابوبکر صدیقؓ کے بعد کون پیارا ہے ؟

آپ نے فرمایا ! حفصہ

میں نے پھر عرض کی کہ میں نے عورتوں کے متعلّق نہیں پُوچھا تو

آپؐ نے فرمایا ! حفصہ کا باپ

میں نے عرض کی یارسول اللہ ! میرے ماں باپ آپ پر قُربان

ہوں علی کہاں گئے ؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو

مخاطب کر کے فرمایا اس کو دیکھو یہ میری جان کے متعلق سوال کرتا ہے۔"

﴿اسد اللہ صفحہ ۲۷﴾

درج ذیل روایات کی تفصیل قارئین غزوۂ طائف اور بنوثقیف کے

اسلام قبول کرنے کے ضمن میں مع حوالہ جات ملاحظہ فرما ہی چکے ہیں اِس

لئے محض ترجمہ نقل کرنے پر اکتفاء کیا گیا۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ

جب فتح مکہ کے بعد طائف میں پہنچے تو سترہ یا اُنیس راتوں کا محاصرہ کے بعد

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

اُس خطبہ میں آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد ارشاد

Marfat.com

فرمایا کہ میں تمہیں اپنی عزّت کے ساتھی بھلائی کی وصیّت کرتا ہوں اور ﴿اس کے عوض﴾ حوضِ کوثر کا وعدہ کرتا ہوں اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہء قُدرت میں میری جان ہے اگر تُم نے نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں تساہل سے کام لیا تو تُمہاری طرف ہماری جانب سے ایک ایسا شخص آئے گا جو تمہاری گردنیں اُڑا دے گا اور وہ شخص مجھے ایسے ہے جیسے کہ میری جان اور پھر آپ نے جنابِ حیدرِ کرار کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ وہ شخص یہ ہے۔

اور یہی خطبہ آپ نے بنو ثقیف کے وفد کے سامنے ارشاد فرمایا جو بغرضِ صُلح مدینہ منورہ آیا تھا۔ آپ نے انہیں واضح طور پر فرمایا کہ اگر تم نے احکاماتِ خُداوندی میں فروگذاشت کرنا چاہی تو وہ شخص جو مجھے میری جان کی طرح ہے تمہاری گردنیں اُڑا دے گا اور وہ شخص علی ابن ابی طالبؑ ہے۔

Marfat.com

حوالہ جات

اب آپ آیتِ مباہلہ کے ضمن میں حوالہ کی ان کتابوں کے نام ملاحظہ فرمائیں جن میں شرکائے پنجتن پاک ہی کو بتایا گیا ہے۔

﴿۱﴾ مسلم شریف جلد۲ صفحہ ۲۷۸

﴿۲﴾ ترمذی شریف جلد۲ صفحہ ۲۳۶

﴿۳﴾ المستدرک للحاکم جلد۲ صفحہ ۵۹۴

﴿۴﴾ تلخیص ذہبی جلد۲ صفحہ ۵۹۲

﴿۵﴾ مُسند احمد جلد۴ صفحہ ۴۲۴

﴿۶﴾ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی جلد۴ صفحہ ۱۲۲

﴿۷﴾ فتح الباری شرح بخاری جلد۶ صفحہ ۵۳

﴿۸﴾ مشکوٰۃ المصابیح جلد۲ صفحہ ۳۶۲

﴿۹﴾ مرقات شرح مشکوٰۃ جلد۱۰ صفحہ ۱۳۷

﴿۱۰﴾ اشعات اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد۴ صفحہ ۶۸۲

﴿۱۱﴾ مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد۴ صفحہ ۱۴۶

Marfat.com

۞۱۲۞ لمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۸ صفحہ ۳۳۹

۞۱۳۞ مرأۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ صفحہ ۲۳۲

۞۱۴۞ دلائل النبوۃ صفحہ ۲۹۸

۞۱۵۞ البدایہ والنہایہ ۸/ ۳۵

۞۱۶۞ زادالمعاد ۞ابن قیم۞ جلد ۱ صفحہ ۴۹۱

۞۱۷۞ الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۲

۞۱۸۞ الاستعیاب

۞۱۹۞ اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۱۴

۞۲۰۞ مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲۳۴

۞۲۱۞ نسیم الریاض شرح شفاء جلد ۳ صفحہ ۲۶۷

۞۲۲۞ ریاض النضرۃ فی مناقب عشرۃ مبشرہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۴

۞۲۳۞ صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۷

۞۲۴۞ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۵

۞۲۵۞ معارج النبوۃ جلد ۴ صفحہ ۳۰۶

۞۲۶۞ طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۳۰۱

۞۲۷۞ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۴

۞۲۸۞ نور الابصار صفحہ ۱۲۴

۞۲۹۞ اسعاف الراغبین صفحہ ۱۰۶

Marfat.com

﴿۳۰﴾ سیرت حلبیہ جلد۳ صفحہ۵۴۴

﴿۳۱﴾ سیرت رسول عربی صفحہ۳۶۱

﴿۳۲﴾ الشّرف المؤبد صفحہ۱۰۶

﴿۳۳﴾ الکوکب الدری صفحہ۱۴۵

﴿۳۴﴾ مرعاۃ شرح مشکوٰۃ جلد۴ صفحہ۲۳۴

﴿۳۵﴾ کنزالاعمال جلد۵ صفحہ۱۱۲

﴿۳۶﴾ تاریخ اسلام جلد۲ صفحہ۱۱۹

﴿۳۷﴾ تفسیر ابن جریر جلد۳ صفحہ۳۰۱

﴿۳۸﴾ تفسیر رُوح المعانی جلد۳ صفحہ۳۱

﴿۳۹﴾ تفسیر رُوح البیان جلد۱ صفحہ۱۱۴

﴿۴۰﴾ تفسیر بحرالحیط جلد۲ صفحہ۴۴۵

﴿۴۱﴾ تفسیر قرطبی جلد۴ صفحہ۱۰۵

﴿۴۲﴾ نہایہ ابن اثیر جلد۴ صفحہ۱۷

﴿۴۳﴾ تاریخ کامل ابن اثیر جلد۳ صفحہ۲۴

﴿۴۴﴾ خصائص نسائی صفحہ۱۴

﴿۴۵﴾ ینابیع المودۃ صفحہ۱۰۵

﴿۴۶﴾ مودۃ فی القربیٰ صفحہ۱۴

﴿۴۷﴾ مکتوبات مجدد

Marfat.com

﴿۴۸﴾ تفسیر مظہری جلد۲ صفحہ ۱۷۰

﴿۴۹﴾ تفسیر جامع البیان جلد ا صفحہ ۲۳۱

﴿۵۰﴾ تفسیر مواہب الرحمٰن جلد ا صفحہ ۴۲۶

﴿۵۱﴾ تفسیر فتح البیان جلد ا صفحہ ۴۰۵

﴿۵۲﴾ تفسیر کشاف جلد ا صفحہ ۳۶۹

﴿۵۳﴾ تفسیر جمل علی الجلالین جلد ا صفحہ ۲۸۳

﴿۵۴﴾ تفسیر صاوی علی الجلالین جلد ۴ صفحہ ۱۰۵

﴿۵۵﴾ تفسیر دُرِ منثور جلد۲ صفحہ ۶۱

﴿۵۶﴾ زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۳۷

﴿۵۷﴾ ارشاد الساری شرح بخاری

﴿۵۸﴾ فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۳۲۲

﴿۵۹﴾ تحفہ اثناء عشریہ صفحہ ۱۲۳

﴿۶۰﴾ تفسیر مجمع البیان جلد ا صفحہ ۱۴۷

﴿۶۱﴾ تفسیر کبیر جلد۲ صفحہ ۴۹۹

﴿۶۲﴾ فتوحات مکیہ

﴿۶۳﴾ تفسیر نیشاپوری حاشیہ جلد۲ صفحہ ۳۰۱

﴿۶۴﴾ تاریخ ابن خلدون

﴿۶۵﴾ تفسیر خازن جلد ا صفحہ ۳۰۲

Marfat.com

﴿۶۶﴾ تفسیر معالم التنزیلؒ جلد ا صفحہ ۳۰۲

﴿۶۷﴾ تفسیر جلالین جلد ا صفحہ ۱۵۰

﴿۶۸﴾ تفسیر عرائس البیان جلد ۲ صفحہ ۳۵۱

﴿۶۹﴾ تفسیر ابوسعود جلد ۲ صفحہ ۶۹۸

﴿۷۰﴾ تفسیر مدارک نسفی جلد ا صفحہ ۱۴۱

﴿۷۱﴾ تاریخ طبری

﴿۷۲﴾ تفسیر حقانی جلد ا صفحہ ۱۵۳

﴿۷۳﴾ تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۳۷۱

﴿۷۴﴾ تفسیر عدۃ الابرار جلد ا صفحہ ۴۲۸

﴿۷۵﴾ تفسیر مراح لبید صفحہ ۱۴۶

﴿۷۶﴾ تفسیر نعیمی جلد ۲ صفحہ ۶۳۷

﴿۷۷﴾ تفسیر بیضاوی جلد ا صفحہ ۱۱۲

Marfat.com

بَاب

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّاَسِيرًا

﴿سورۃ الدھر آیت ۸﴾

Marfat.com

اعتذار

ناظرین ہمیں افسوس ہے کہ باوجود کوشش کے منتخب مضامین کو اُس صورت میں نہیں پیش کر سکے جو ہمارا منشا تھا، ہم چاہتے تھے کہ علی فی القرآن کے زیرِ عنوان مولائے کائنات سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں آنے والی تین صد آیات کو یکے بعد دیگرے نقل کر کے حوالوں سے مُزیّن کرتے مگر ہماری یہ کوشش اِس لئے ثمر بار نہ ہوسکی اور نہ ہوسکتی ہے کہ جس ہولناک دور سے ہم گذر رہے ہیں اُس میں ایسا ہونا ممکن ہی نہیں، خوارج کی شورشوں میں دِن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور فیصلہ شُدہ اُمور از سرِ نو نام نہاد ریسرچ کی زد میں آتے جا رہے ہیں حالانکہ یہ تحقیق سرے سے تحقیق کہلانے کی مُستحق ہی نہیں بلکہ تحقیقِ جدید کے نام پر قرار واقعی حقائق کو مسخ کر دینے کی ایک گستاخانہ جرأت اور مذموم کوشش ہے۔

اندریں صورت اُس ترتیب کو قائم رکھنا نہایت مُشکل امر ہو کر رہ گیا ہے ہر ثقہ روایت اعتراضات کے بوجھ تلے دبائی جا رہی ہے اور اِن خوارج کے اعتراضات کو رفع کرتے وقت کسی بھی بحث کا طویل ہو جانا لازم ہے۔ علاوہ ازیں ایسی کربناک صورت سے بھی گذرنا پڑتا ہے جو ہمیں ہرگز پسند

Marfat.com

نہیں اور وہ صورت یہ ہے کہ کچھ ایسے لوگ بھی بحث میں شامل کرنا پڑتے ہیں
جو الگ ہی رہتے تو اچھا تھا۔

بہرکیف ! اپنا ذوق پورا کرنے کے لئے آئندہ جلد میں زیادہ سے
زیادہ آیات کو زینت بنانے کی کوشش کی جائے گی فی الحال آپ جنابِ شیرِ
خدا علیہ السلام کی شان میں دو آیات مزید ملاحظہ فرمائیں،

Marfat.com

تاجدارِ ھَلْ اَتٰی

امام المتقین، اشجع الاشجعین، امیر المومنین، تاجدارِ ہل اتٰی مرتضٰی، مشکلشا، شیرِ خدا، امام الاوصیاء سیدنا و مرشدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حیاتِ طیبہ طاہرہ اور مبارکہ اور معظمہ کا ہر گوشہ اِس قدر منوّر، اس قدر تابندہ اور اس قدر درخشندہ ہے کہ اس کی آفتابی شعاعوں اور ماہتابی کرنوں کا راستہ روکنے والے تعصّب و عناد کے ہزاروں ابرِ سیاہ کے ٹکڑے اُمڈ اُمڈ کر آتے رہے مگر خود ہی پاش پاش ہو کر وادیٔ فنا میں گم ہوتے گئے۔

درج ذیل واقعہ اور اس کے ضمن میں آنے والی آیتِ کریمہ جنابِ حیدرِ کرّار علیہ السلام کی عظمت و رفعت کی وہ اَنمٹ تصویر ہے جسے کسی بھی طرح دُھندلایا نہیں جا سکتا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ با ایں ہمہ یہ واقعہ بھی عقل کے دامِ فریب میں جکڑے ہوئے لوگوں کی دست برد سے محفوظ نہیں رہ سکا۔

ہم آئندہ اوراق میں اس واقعہ کی اہمیت کم کرنے والے حضرات کے عقلی دلائل کا شاخسانہ پیش کرنے کے بعد انشاء اللہ العزیز اس کا ردّ بلیغ بھی ہدیۂ قارئین کریں گے۔ فی الحال آپ وہ واقعہ تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں جس کی وجہ سے جنابِ علی شیرِ خدا علیہ السلام کو تاجدارِ ہل اتٰی کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

تفسیر عزیزی میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی زیر آیت وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْناً وَّيَتِيْماً وَّاَسِيْرًا " نقل فرماتے ہیں،

بیماری میں منت ماننا

تفسیرِ واحدی اور دوسری تفسیروں میں لکھا ہے کہ حضرت امامین حسنین کریمین علیہما السلام ایک دفعہ بیمار ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صاحبزادگان والا شان کی عیادت کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کثیر جماعت کے ساتھ تشریف لائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایک شخص نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں مشورۃً عرض کیا ! آپ اپنے صاحبزادگان علیہم السلام کی مرض سے رہائی کے لئے نذر مقرر فرمالیں اور منّت مان لیں "

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس مشورہ کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ میں خداوندِ قدوس جلّ وعلا کے لئے تین روزے نذر کرتا ہوں،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے یہ نذر مقرر کی تو سیّدۃ النساء العالمین، بضعۃ الرسول خاتُونِ جنّت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور آپ کی کنیز جناب فِضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اپنے اپنے لئے یہی نذر مقرر کرلی، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ صاحبزادگان کو صحت بخشے تو ہم بھی تین

Marfat.com

تین روزے رکھیں گی۔

روزوں کی منت مانی گئی تو خُداوندِ قدوس جلّ مجدہ الکریم نے فضل فرمایا اور امامین کریمین علیہما السلام شفایاب ہو گئے، چنانچہ تینوں بزرگواروں نے ایفائے نذر کرتے ہوئے پہلا روزہ رکھ لیا۔

خاندانِ رسالت کا فقیر

روزہ تو رکھ لیا گیا مگر اس روز افطاری کے لئے دَولت کدہ بتول میں کھانے کی کوئی چیز بھی موجود نہیں تھی، جنابِ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے یہ حال دیکھا تو آپ ایک خیبری یہودی شمعون نامی غلہ فروش کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے قرض کی صورت میں اناج طلب فرمایا۔

یہودی پھر یہودی تھا عداوتِ اسلام تو ان لوگوں کے سینوں میں کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی ہے اس نے اُدھار غلّہ دینے سے پہلے تو صاف انکار کر دیا اور پھر کافی ردّوکد کے بعد بارہ آثار جو دینے پر رضامند ہو گیا۔

جنابِ شیرِ خُدا حضرت علی علیہ السلام وہ جو لے کر گھر تشریف لے آئے تو جنابِ سیّدۃ النساء العالمین بنتِ رسول سیّدہ زہرا بتول صلوٰۃ اللہ علیہا نے اُن میں سے ایک تہائی جو خود اپنے مقدس ہاتھوں سے چکّی میں پیس کر آٹا فِضّہ کنیز کے حوالے فرما دیا اور فِضّہ نے پانچ روٹیاں اہلِ خانہ کے اعداد کے

Marfat.com

مطابق پکالیں، چنانچہ جب افطاری کا وقت ہوا تو وہ روٹیاں سامنے رکھ کر ابھی کھانے کی تیاری کر ہی رہے تھے کہ اچانک دروازہ پر کسی سائل نے آواز دی یا اہلبیت محمد ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو، میں گدایانِ اسلام میں سے ایک گدا ہوں اور آپ کے دروازے پر آیا ہوں کہ مجھے کچھ کھانے کے لئے عطا کیا جائے میرے اہل وعیال پانچ افراد پر مشتمل ہیں آپ ہمیں کھانا کھلائیں اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو جنت الفردوس کے خوانہائے نعمت سے کھانا کھلائے۔

عطائے اہلِ بیت

حضراتِ اہلبیت کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے مسکین کی صدا سُنی تو پانچوں روٹیاں اُٹھا کر اس کے حوالے کر دیں اور خود پانی سے روزہ افطار فرما لیا اور سوائے پانی کے کچھ بھی نہ کھایا پیا۔

صبح ہوئی پھر روزہ رکھ لیا گیا اور روزِ اوّل کی طرح ایک تہائی جو پیس کر پانچ روٹیاں تیار کر کے اسی طرح افطاری کے وقت کھانے کے لئے جمع ہوئے تو اچانک دروازے پر ایک یتیم کی صدا اُٹھی کہ ﴿ اے اہل بیت محمد یتیم ہوں کھانا عطا کیجئے ﴾

چنانچہ اہلبیتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پانچوں روٹیاں یتیم کے حوالے کر دیں اور خود پہلے دن کی طرح پانی سے روزہ افطار کر لینے پر

Marfat.com

ہی اکتفا فرمایا،

تیسرے دن پھر آخری روزہ رکھ لیا گیا اور باقی ماندہ جو پیس کر پانچ روٹیاں پکائی گئیں، افطاری کے وقت جمع ہوئے تو دروازہ پر ایک اسیر کی آواز آئی کہ اے اہلبیت محمد اسیر ہوں بھوکا ہوں کھانا کھلائیں تو خانوادۂ رسول نے اس روز بھی سب روٹیاں اُٹھا کر سائل کر حوالے کر دیں اور خُود پانی کے چند گھونٹ پینے پر اِکتفا فرمایا۔

جب چوتھی صبح طلوع ہوئی تو سب لوگوں پر بُھوک کی وجہ سے ضعف و نقاہت کا یہ عالم تھا کہ حرکت کرنے کی طاقت بھی نظر نہیں آتی تھی اور بچے بھوک سے یَوں نڈھال تھے جیسے کسی پرندہ کے ننھے ننھے بچے لرز رہے ہوں۔

بیتابیٔ مصطفےٰ

اُسی روز سرورِ کائنات حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صاحبزادگان والا شان امامین کریمین کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے، تو بچوں کی کمزوری اور نقاہت کو دیکھ کر بیتاب ہو گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا کہ میری بیٹی کہاں ہے ؟

جنابِ حیدرِ کرّار نے عرض کی ! یارسول اللہ وہ تو اپنی محراب میں نماز پڑھنے میں مشغول ہیں۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے اور اپنی مقدّس بیٹی کا

Marfat.com

حال دیکھا۔

حضوز پرنور، تاجدارِ انبیاء والمرسلین حضور رحمۃ لِلعالمین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پیکرِ صبر ورضا بیٹی جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اس حالت میں نماز پڑھتے دیکھا کہ جناب سیّدہ کا شکمِ اطہر کمر مُبارک کے ساتھ لگا ہوا ہے اور نقاہت کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے ہیں، سرکارِ دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حال دیکھا تو آبدیدہ ہوگئے۔

تاجدارِ انبیاء کی چشمانِ مُبارک کو آنسوؤں سے تر دیکھا تو اُسی وقت جبریل امین علیہ السلام پیغامِ خداوندی لیکر حاضرِ دربار ہوگئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ سورۂ مبارکہ ''الدھر شریف'' آپ کو اور آپ کی اہلبیت کو مبارک ہو اور یہ آیات پڑھیں،

وَيُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسۡكِيۡنًا وَّيَتِيۡمًا وَّاَسِيۡرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطۡعِمُكُمۡ لِوَجۡهِ اللّٰهِ لَا نُرِيۡدُ مِنۡكُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُكُوۡرًا ﴿۹﴾

ترجمہ ! اور کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبّت میں مسکینوں کو اور یتیموں کو اور اسیروں کو ﴿ اس ارادے سے کہ ﴾ ہم تو تم کو بس اللہ ہی کی خوشنودی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں۔

﴿ سورۃ الدھر آیت ۸،۹ ﴾

Marfat.com

متن ملاحظہ ہو۔

در واحدی و دیگر تفاسیر مذکورہ است کہ حضرت امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار شدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برائے عیادت ایشاں تشریف آوردند وہمراہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ بسیار آمدندم ﴿رضی اللہ عنہم﴾ شخصے از آں جماعت بحضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ گفت کہ مرض فرزندان شما صعب اس بائید کہ نذرے مقرر کنید، ایشاں گفتند کہ من سہ روزہ برائے خدا نذر کردم۔

حضرت خاتونِ جنت نیز ہمیں نذر برخود مقرر کردند و کنیزک ایشاں کہ فِضّہ نام داشت نیز ہمیں نذر مقرر کد، حق تعالیٰ فضلِ خود فرمود کہ حضرت امامین رضی اللہ عنہما شفا یافتند وہ ہر کسہ موافق نذر خود روزہ دار شدند و در آں روز از اسباب خوردنی ہیچ موجود نہ بود۔

حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ پیش شمعون خیبری یہودی کہ غلہ فروش بود تشریف بردو قرض خواہ شدند واو بنا بر عداوتِ اسلام در دادن قرض استادگی کرد آخرِ بعد کدو کاوش بیسار دو آزہ آثار جو با

Marfat.com

ایشاں داد بخانہ آوردند، حضرت خاتونِ جنت چہار آثار جو درآسیہ انداختند آس کردند کنیز یک ایشاں پنج نان را آوردہ پیشِ حضرات گذاشت می خواستند کہ ازآں نان ہا تناول فرمانید ناگاہ بر دروازہ گدائے آمدہ ایستادہ گفت کہ سلامِ خدائے تعالیٰ برشما بادا اے اہلبیتِ محمد گدائے از گدایانِ اسلام بر دروازۂ شما آمدہ است چیزے بخورانید و پنج کس در عیال دار و شمارا حق تعالیٰ از خوان ہان ہائے جنت خواہد خورانید۔

ایں صاحبان ہر پنج نان را باآں گدا حوالہ کردند وغیر از آب آں شب چیزے نخوردو صبح روزہ دار برخاستند چوں شام وقتِ افطار طعامِ معلوم تیار کردہ بر دستار خوان نہادند ناگاہ یتیمے پیدا شُد آں روز طعامِ معلوم را بہ یتیم دادند۔

و روزے سوم اسیرے پیدا شد طعام آں روز باسیر دادند چوں روز چہارم صبح خواستند مانند چوزہ جانورے می لرزیدند و از شدت گرسنگی اصلا طاقتِ حرکت نماندہ بود، آں حضرت درآں روز برائے دیدن حضرت امامین تشریف آورند ، ایں حالت

Marfat.com

رادیدہ بیتاب شدند وفرمودند کہ دختر من کجا است؟ حضرت مرتضٰی کرم اللہ وجہہ عرض کردند یارسول اللہ درمحرابِ خود مشغول بہ نماز است ۔آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشِ آں خاتونِ جنت تشریف بُردند۔

دیدندِشکم ایشاں باپشت چسپیدہ است و ہردو چشم ایشاں فرورفتہ بہ سبب دیدن ایں حالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشک ریز شُدند، درہمیں اثناء حضرت جبرائیل نزول فرمودد گفت کہ بگیرا ے پیغمبرایں سورہ رامبارک شدتُرا ادر اہلِ بیتِ تو وایں آیات خواندند بعدازاں حق تعالیٰ فتوحِ ظاہری می فرمودد بازبایں شدّتِ فقر مبتلا نہ شدند، گوئند کہ دریں ہر سہ شب جبرائیل بصورتِ گداو یتیم واسیر شدہ برائے اِمتحان صبرِ اہلبیّت علیہ السلام تشریف آورد بودند۔"

﴿تفسیر فتح العزیز مطبوعہ دھلی پارہ ۲۹ صفحہ ۲۶۷﴾

﴿مؤلفہ شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی﴾

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اِس واقعہ کے بعد اللہ

Marfat.com

تبارک وتعالیٰ نے خاندانِ مصطفےٰ پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے اور اس کے بعد پھر کبھی یہ لوگ اِس قسم کی شدّتِ فقر میں مبتلا نہیں ہوئے۔''

مفسّرین فرماتے ہیں کہ ہر سہ شب جبرائیل علیہ السلام سوالی کی صُورت میں مسکین، یتیم اور اسیر بن کر اہلبیتِ کرام کے صبر کا اِمتحان لینے کے لئے بحکمِ خُداوندِ قدوس حاضر ہوتے رہے۔

اگرچہ تفسیرِ عزیزی کی اِس واضح ترین عبارت کے بعد اس ضمن میں کوئی حوالہ بھی نہ پیش کیا جائے تو جب بھی مقصد حاصل ہو جاتا ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ شانِ اہلبیت میں آنیوالی ہر آیت اور ہر روایت کا رُخ کسی نہ کسی طرح کسی دُوسری طرف پھیر دینے کا فریضہ پُوری قوّت سے سرانجام دیتے رہے ہیں اور دے رہے ہیں، اِس لئے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے تو اِس واقعہ کی صحت پر مزید استدلال کی صُورت میں چند دیگر معتبر تفاسیر کے حوالے پیش کر دیئے جائیں اور پھر بعض لوگوں کے ان مضطرب اور منتشر خیالات کو غلط محض ثابت کر دیا جائے جو اس کے برعکس متصوّر کئے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

تفسیر خازن
تفسیر معالم التنزیل
تفسیر فتح البیان

علامہ خازنؒ تفسیرِ خازن میں اور علامہ بغویؒ تفسیرِ معالم التنزیل میں اور نواب صدیق حسن بھوپالی تفسیر فتح البیان میں روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیاتِ کریمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شانِ اقدس میں نازل ہوئی ہیں اور اس کی تفصیل یہ ہے۔

کہ آپ کسی یہودی سے کچھ جَو لائے اور اُن میں سے ایک تہائی کو پیس کر روٹیاں پکائیں۔ ابھی آپ نے کھانا بھی نہیں شروع کیا تھا کہ ایک مسکین نے روٹی کا سوال کیا آپ نے وہ تمام روٹیاں اُٹھا کر اُسے عطا فرمادیں۔ پھر دُوسری تہائی کی بروٹیاں پکائی گئیں اور ابھی آپ نے کھانا شروع بھی نہیں فرمایا تھا کہ ایک یتیم نے سوال کیا تو آپ نے وہ سب کی سب روٹیاں اُٹھا کر اس یتیم کے حوالے کردیں۔

تیسری دفعہ باقی ماندہ آٹا یعنی آخری تہائی کی روٹیاں پکائی گئیں اور

Marfat.com

ابھی آپ نے کھانا بھی شروع نہیں کیا تھا کہ مُشرکین میں سے ایک قیدی نے روٹی کا سوال کر دیا تو آپ نے وہ تمام روٹیاں اُٹھا کر اُس کو عطا فرما دیں تو یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی،

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾

متن ملاحظہ فرمائیں !

روی ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما انها نزلت فی علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنه وذالک انه عمل لیهودی بشئ من شعیر فقبض ذالک الشعیر فطحن منه ثلثه واصلحوا منه شیئا یا کلونه فلما فرغ اتی مسکین فسائل فاعطوه ذالک ثم عمل الثلث الثانی فلما فرغ اتی یتیم فسائل فاعطوه ذالک ثم عمل الثلث الباقی فلما تم نفجه آتی اسیر من المشکرین فسئال فاعطوه ذالک وطو و ایونهم ولیلتهم فنزلت هٰذا الآیة ویطعمون الطعام علیٰ حبه الیٰ آخر الآ یة .

﴿تفسیر خازن ج چهارم ص۱۸۶ ﴾

﴿ تفسیر معالم التنزیل ج۴ص۱۸۶﴾

﴿تفسیر فتح البیان جزوهم ۱۰ ص۱۳۶﴾

Marfat.com

تفسیرِ کبیر

امام فخر الدین رازیؒ زیرِ آئت تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

مزید فرمایا کہ ہمارے اصحاب میں سے علاّمہ واحدی نے اپنی تصنیف کتاب البسیط میں نقل کیا ہے کہ یہ آیتِ کریمہ حضرت اِمام حسن اور حضرت امام حسین علیہماؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے اس کے بعد یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن و حسین علیہما السلام بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ان کی عیادت کو مع صحابہ کے تشریف لائے۔ الخ، آگے چل کر لکھا ہے۔

جناب فاطمۃ الزہرا نے پانچ روٹیاں پکائیں تو مساکین میں سے ایک مسکین نے کہا اے اہلِ بیت محمد علیہم الصّلوٰۃ والسّلام مجھے کھانا کھلایئے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو کھانا کھلائے گا۔

پھر لکھتا ہے کہ،

جناب علی علیہ السلام نے حضرت حسن اور حسین علیہما السلام کو ساتھ لیا اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ جناب فاطمۃ الزہرا محراب میں مصروفِ عبادت ہیں۔

دیگر متعدد تفاسیر میں مندرجہ بالا واقعات کی تفصیل اس طرح ہے کہ

Marfat.com

یہ آیتِ کریمہ جناب علی کرّم اللہ وجہہ الکریم' جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور جناب فضّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اس وقت نازل ہوئی جب حضرت حسنین کریمین علیہما السلام بیمار ہوئے تو ان تینوں نے نذر مانی کہ ہم تین روزے رکھیں گے، چنانچہ جب حضرات حسنین کریمین کو اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی تو جناب علی علیہ السلام ایک یہودی سے تین صاع جو لائے ان میں سے ایک صاع جو حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے پیس کر روٹیاں پکائیں اور اسی اثناء میں ایک مسکین نے کھانے کا سوال کیا۔

تو تمام روٹیاں سائل کو عطا کر دیں۔ اور اہلِ بیت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانی سے روزہ افطار کیا۔

دوسرے دن جناب فاطمۃ الزہراؑ نے پھر ایک صاع جو پیس کر روٹیاں پکائیں تو ایک یتیم نے روٹی کا سوال کیا تو اہلِ بیت کرام نے تمام روٹیاں یتیم کو عطا فرما دیں اور پہلے دن کی طرح پانی سے روزہ افطار فرمایا۔

تیسرے روز حسبِ معمول جب پھر روٹیاں پکائیں گئیں تو ایک اسیر نے سوال کر دیا کہ یا اہلِ بیتِ محمدؐ بھوکا ہوں کھانا کھلائیں تو خاندانِ مصطفیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام نے تمام روٹیاں اُٹھا کر اس کے حوالے کر دیں اور خود پانی سے روزہ افطار فرمایا۔

ان هذا الآية نزلت فی علی بن ابی طالب
علیہ السلام والواحدی من اصحابنا ذکر فی

Marfat.com

كتاب البسيط انها نزلت فى حق الحسن
والحسين عليهما السلام .
فروى عن ابن عباس رضى الله عنهما ان الحسن
والحسين عليهما والسلام مرضا فعادهما رسول
الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم .الخ
فى اناس من شعير فطحنت فاطمه صاعا
واختبزت خمسة اقراص على عدهم فقال
السلام عليكم مسكين من مساكين المسلمين
اطعمونى اطمعكم الله اخذ على عليه السلام
الحسن والحسين ودخل على رسول الله عليه
والصلوٰة والسلام معهم فرائى فاطمة فى
مهرابها .
﴿تفسير كبير جلد ۸ص۲۷۶﴾

دیگر تفاسیر میں ہے !

نزلت فى على وفاطمة وفضه جارية لهما
مرض الحسن والحسين رضى الله عنهما نذر و
اصوم ثلثة ايام فاسقرض على رضى الله عنه عن
يهودى ثلاثة اصوع من الشعير فطحنت فاطمة
رضى الله تعالىٰ عنهما كل يوم صاعا وخبزت
ثلاثه عشايا على انفسهم مسكيناً ويتيماً واسيرا

Marfat.com

ولم یذوقوا الا الماء فی وقت الفطار .

﴿تفسیر مدارک ج ۲ ص ۲۱۸﴾

﴿تفسیر نیشا پوری مع ابن جریر ج ۲۹ ص ۱۱۲﴾

﴿تفسیر مهامی ج ۱ ص ۳۷۹﴾ ﴿تفسیر کشاف ج ۴ ص ۲۳۲﴾

﴿تفسیر در منثور ج ۶ ص ۲۹۹﴾ ﴿ریاض النضرہ ج ۲ ص ۲۷۴﴾

اعتراض

اِس واقعہ پر بعض لوگوں نے جو اعتراض کیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ چونکہ سُورۃ الدّہر شریف مکّی ہے اور یہ واقعہ مدینہ منوّرہ کا ہے اس لئے یہ آیات خاندانِ اہلِ بیت کی شان میں نازل ہونا قرینِ قیاس نہیں بلکہ واضح طور پر خلافِ واقعہ ہے۔

جواب

اس انتہائی معمولی سے اعتراض کا جواب ایک تو یہ ہے کہ اصولِ تفسیر کی کُتب کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ بعض مکّی سورتوں میں مدنی آیات بھی موجود ہیں اور ایسے ہی مدینہ منورہ میں نازل ہونے والی بعض سورتوں میں مکّی آیات موجود ہیں جیسا کہ سورۃ توبہ شریف پوری کی پوری مدنی ہے لیکن اس کی آخری دو آیات مکّی ہیں یہی نہیں بلکہ اس قسم کی بیسویں مثالیں کتب تفاسیر میں موجود ہیں جن سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

Marfat.com

دوسری خاص بات یہ ہے کہ اس آیتِ کریمہ میں مسکین اور یتیم کے ساتھ اسیر کا بھی ذکر آیا ہے۔ جب کہ سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مکّی زندگی میں اسیر کا تصور ہی موجود نہیں چنانچہ مفسّرین کرام نے بالوضاحت لکھا ہے کہ یہ اسیر مشرکین میں سے تھا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں کسی مسلمان کو قیدی بنایا ہی نہیں جاتا تھا۔

اب جبکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدینہ طیبہ کی حیاتِ طیبہ میں بھی کسی مسلمان کے قیدی ہونے کا تصور موجود نہیں تو مکّہ معظّمہ میں کسی مسلمان کے اسیر ہونے کا گمان کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ مفسّرین قیدی کو مشرکین میں سے بتاتے ہیں جبکہ مکّہ معظّمہ میں مسلمانوں میں بظاہر وہ قوّت ہی موجود نہ تھی، جس کے بل بوتے پر کسی کافر و مشرک کو قیدی بنا سکتے۔

مکّی بھی اور مدنی بھی

چنانچہ تفسیر دُرِ منشور میں خاتم حفاظِ مصر علاّمہ جلال الدّین سیُوطی رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ بالا دونوں اقسام کی روایات اس طرح نقل فرماتے ہیں۔

اوّل:

نحاس سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ سورۃ الانسان ﴿الدھر﴾ مکہ معظّمہ میں نازل ہوئی اور ابن

Marfat.com

مردویہ، ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت بیان کرتے ہیں فرمایا کہ سورۃ ھل اتیٰ علی الانسان مکہ معظّمہ میں نازل ہوئی۔ متن ہے،

اخرج النحاس عن ابن عباس قال نزلت سورة الانسان بمكة واخرج ابن مردويه عن ابن الزبير قال أنزلت بمكة سورة هل اتىٰ على الانسان .

﴿تفسیر دُرِ منثور جلد ششم ص ۲۹۷﴾

دوم :

ابن غریس وابن مردویہ اور بیہقی حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ سورۃ الانسان مدینہ منورہ ﴿زاداللہ شرفہا﴾ میں نازل ہوئی ہے متن ہے۔

واخرج ابن الغريس و ابن مردويه والبهيقي عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنه' قال نزلت سورة الانسان با لمدينة .

﴿تفسیر دُرِ منثور جلد ششم ۲۹۷﴾

اس ضمن میں دیگر بھی بے شمار آثار واقوال اور اصول وشواہد پیش کئے جاسکتے ہیں مگر خواہ مخواہ طوالت سے گریز کرتے ہوئے اس بحث کو انہیں الفاظ پر ختم کیا جاتا ہے۔ البتہ اگر کبھی ضرورت محسوس ہوئی تو تیسری جلد میں مزید حوالے بھی پیش کردیئے جائیں گے۔

Marfat.com

مسکین کو کھانا کھلانے کے لئے جناب سیّدہ سے خطاب

اگر چہ تفاسیر واحادیث اور تواریخ وسیر کی متعدّد کتابوں کے حوالہ جات اس ضمن میں پیش کیے جا چکے ہیں تاہم مسکین، یتیم، اور قیدی کو کھانا کھلانے کا واقعہ خود جناب حیدرِ کرار علیہ السلام نے اپنے اشعار میں بھی قلمبند کیا ہے جسے قارئین کی دلچسپی کے لئے نقل کیا جارہا ہے جب مسکین نے آپ کے دروازہ پر روٹی کا سوال کیا تو آپ نے سیّدۃ نساء العالمین سلام اللہ علیہا سے فرمایا!

اے بزرگی کی مالک اور یقین کرنے والی فاطمہؑ اور اے تمام لوگوں سے بہتر باپ کی بیٹی آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ آپ کے دروازہ پر ایک مسکین فریاد کر رہا ہے۔

اور وہ نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں دعا کر رہا ہے اور نہایت غمزدہ ہو کر ہم سے بھوک کی شکایت کرتا ہے۔

ہر شخص اپنے کیے ہوئے کام کا ذمہ دار ہے اور نیکی کرنے والا وہی ہے جو قرض دیتا ہے۔

فاطمة ذات الجد والیقین

یا بنت خیر الناس اجمعین

Marfat.com

اما تـريـن ألبآئـس المسكين

قـد قـام بـالبـاب لـه حـنيـن

يـدعـوا الـى الـلـه ويستـكين

يشـكـوا اليـنا جـائع حـزيـن

كُـلّ اِمـرءٍ بـكـبـه رهـيـن

وفـاعـل الـخيـرات مـن يدين

﴿ديوان علی عليه السلام ص١٨٥﴾

جناب سیّدہ سلام اللہ علیہا نے جواب میں عرض فرمایا،

اے ابنِ عمّ! میں نے آپ کا حکم سُنا بھی اور تسلیم بھی کیا میں ابھی اسے کھانا کھلاتی ہوں اور مجھے بھوکے رہنے کی ہرگز کوئی پرواہ نہیں۔

امـرک سـمـع یاابن عم وطاطة

اطـعـمـه ولا اُبـالـی السـاعة

﴿ديوان علی عليه السلام صفحه ١٨٥﴾

یتیم کو کھانا کھلانے کے لئے سیّدہ سے خِطاب

اے سرورِ کونین اور بزرگ و کریم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا خدا آج اس یتیم کو آپ کے دروازے

Marfat.com

پرلایا ہے تو جو شخص اس پر رحم فرمائے گا وہ رحیم ومہربان ہوگا۔اور اس کے لئے اُس جنّتِ نعیم کا وعدہ ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کمینوں پر حرام کر رکھا ہے۔

فاطمة بنت سيّد الكريم
بنت نبی ليس بالزنيم
قد جاء نا للّٰه بذاليتيم
من يرحم اليوم فهو رحيم
موعده فی جنة النعيم
حرمها اللّٰه علی اللئيم

جناب سیّدہؑ کا جواب

اے میرے سرتاج میں اس یتیم کو کھانا ضرور عطا کروں گی۔اور اپنی بھوک کی ہرگز پرواہ نہ کروں گی اور اپنے بچّوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حُکم کو ترجیح دوں گی۔میرے ان بچوں نے بھوکے رہ کر صبح سے شام کی ہے اور اُن میں سے میرا چھوٹا بچہ اچانک شہید کر دیا جائے گا۔اور اس کے قاتل پر تباہی اور وبال آئے گا۔

انی اعطيه ولا اُبالی
واوثر اللّٰه علی عيالی

Marfat.com

وامسوا جیاعاً وھم شیالی

اصغر ھم یقتل باغتیالی

للقاتل الویل مع الوبال

﴿دیوانِ علی السلام ص ۱۶۴﴾

قیدی کو کھانا کھلانے کے لئے جناب سیّدۂ کو فرمایا

یا فاطمہ بنتِ احمد مجتبیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور اے اس رسول اکرم کی صاحبزادی جو دونوں جہان کی سردار ہیں،

اس ﴿اسیر کو﴾ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازک گردن سے مزّین کر کے نبیءمہتدیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا قیدی بنایا ہے۔

یہ زنجیر میں بندھا ہوا اور طوق میں مقیّد ہوکر ہمارے پاس حد سے بڑھی ہوئی بھوک کی شکایت لے کر حاضر ہوا ہے۔

آج جو کچھ بھی اس کو کوئی کھلائے گا، خُداوند اعلیٰ و بالا اور واحد و یکتا کے پاس اس کا صلہ پائے گا۔

زراعت پیشہ نے جو بویا ہے وہی کاٹے گا۔لہٰذا آپ بغیر کسی قسم کا احساس جتائے اسکو کھانا کھلائیں، حتیٰ کہ اس کا وہ بدلہ عطا فرمایا جائے جس کے لئے نہ زوال ہے نہ فنا۔

Marfat.com

فاطمه یا بنت النبی احمد

بنت نبیٍ سید مستردا

قد زنه اللّٰه بجبیرا غیدا

هذا اسیر للنبی المهتدی

مُکبلٌ فی غلةٍ متید

یشکوا الینا الجوع قد تمددا

من یطعم الیوم یجده فی غدِ

عند العلی الواجد الموحد ا

مازرع الزارع سوف یحصد

فاطمعی من غیر من انکداء

حتیٰ تجازی بالذی لا ینقد

جنابِ سیّدہ کا جواب

جنابِ سیّدہ سلام اللہ علیہا نے جواب دیا اے سرتاج! جو کچھ آپ لائے تھے ان میں سوائے اس ایک صاع جَو کے کچھ بھی باقی نہیں بچا اور میرا ہاتھ بھی پیمانہ کے ساتھ جاتا رہا یعنی تھک گیا ہے۔

خُدا کی قسم میرے بچے بھوکے ہیں اور ان کا باپؑ نیکی اور خیرات کرنے والا ہے اور طرح طرح سے نیکی کرتا ہے۔

Marfat.com

لم يبق مما جئت غير صاعٍ

قد ذهبت كفى مع الذراع

ابناى والله من الجياع

ابوهما للخير ذو اصطناع

يصطنع المعروف باعتراع

﴿ديوان على كرم الله وجهه الكريم ص ٥٩﴾

Marfat.com

فصل دوم

محبّت حیدر کرّار

محبوبِ مومنین

تاجدارِ ہل اتیٰ امیر المومنین سیّدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھنا مومن ہونے کی سب سے بڑی نشانی ہے۔

محبت حیدرِ کرار علیہ السلام ایک ایسا معیار ہے جس کے پیشِ نظر ہر شخص آسانی سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ ایماندار ہے یا نہیں قارئین حیران ہونگے کہ یہی ایک بات بار بار کیوں کرتے ہیں جبکہ کسی ایک بات کو ایک ہی بار کہہ دینا کافی ہوتا تو اس کے جواب میں ہم آپکو یقین دلاتے ہیں کہ اس تکرار کی ذمہ داری ہم پر ہرگز عائد نہیں ہوتی بلکہ خُداوند قدوس جل وعلیٰ اور جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والثناء نے مُحبتِ حیدر کرار کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے بار بار اس امر کا تذکرہ فرمایا ہے اور اگر وہ تمام فرامین خُدا اور رسول جو محبتِ علی کے بارے میں وارد ہیں ایک جگہ جمع کر دئے جائیں تو سینکڑوں صفحات پر مشتمل ایک علیحدہ کتاب معرضِ وجود میں آ سکتی ہے اس لئے بغیر

Marfat.com

تحیر کی وادیوں میں گُم ہونے کے بعد آپ یوں سمجھ لیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قُرآن مجید فرقانِ حمید میں نماز پڑھنے کے لئے مُسلسل سات سو بار اپنے ایک ہی حُکم کا اِعادہ کیا ہے۔

حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کسی ایک بات کو ایک ہی مرتبہ اِرشاد فرما دینا بہرصورت کافی ہے مگر اس بار بار کی تاکید میں نُکتہ یہ ہے کہ اللہ تبارکِ وتعالیٰ اپنی مخلوق کا حال بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ خالقِ حقیقی اور قادرِ مطلق کے عِلمِ ازلی میں یہ بات موجود تھی کہ لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد نمازوں سے جی چُرائیں گے۔

اور ان کا یہ تساہل ان کے لئے مصائب اور تباہیوں کا پیش خیمہ ہوگا اس لئے بار بار ایک ہی اَمر کا اِعادہ کر کے واضح کر دیا گیا کہ اِنسان اپنی فطرت کے مطابق بار بار یاد دلانے پر ہی راہِ راست پر آ سکے تو یہ غیر ممکن نہیں بلاتشبیہ یہی حال جناب علی علیہ السلام کی محبّت کا ہے۔

حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بحکمِ ایزدی اہلِ اسلام کو بار بار متنبّہ کیا کہ علی سے محبّت رکھنا ہی مومن ہونے کی دلیل ہے۔ چونکہ امام الانبیاء رسولِ غیب دان صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اچھی طرح جانتے تھے کہ کچھ لوگ اسلام قبول کر لینے کے باوجود حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کی محبّت سے تہی دامن ہوں گے۔

ان کے دلوں پر بُغض ونفاق کی تہیں جم جائیں گی۔ اس لئے بار بار

Marfat.com

اس امر کا اعادہ کیا گیا تا کہ جو لوگ ازلی شقاوت سے بچے ہوئے ہیں وہ راہِ راست پر آ جائیں اور منافق ہونے سے بچ جائیں،

ہم آئندہ اوراق میں اس کے متعلّق مزید وضاحت بھی پیش کریں گے۔ فی الحال آپ قُرآن مجید کی ایک ایسی آیت ملاحظہ فرمائیں جس میں جناب حیدرِ کرار شیرِ خُدا حضرت علی علیہ السلام کی محبّت کو مومنوں کے دلوں میں اُتار دینے کی ذمہ داری خُود خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ الکریم نے قبول کی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ☆

﴿ سورۃ مریم آیت ۹۶ ﴾

ترجمہ: بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام بھی کئے تو خُدائے رحمٰن اُن کے لئے محبت پیدا کر دے گا۔

مفسّرین و محدثین کرام نے لکھا ہے کہ آیتِ مذکور تاجدارِ ہل اتی مرتضٰی، مُشکل کُشا، شیرِ خُدا، اَمیر المُومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ خُداوندِ قُدوس جلّ وعلا کی طرف سے لوگوں کے محبوب کئے گئے ہیں۔ چنانچہ امام جلال الدّین سیُوطی رحمۃ اللہ علیہ زیرِ آیت رقمطراز ہیں۔

Marfat.com

تفسیر دُر منثور

ابن مردویہ اور دیلمی اپنی اپنی کتاب میں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کو ارشاد فرمایا یا علی! اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ دُعا کرو الٰہی مجھے اپنا وعدہ کیا گیا بنا اور مجھے اپنا محبوب بنا، اور مومنین کے دلوں میں میری محبت جاگزین فرما، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا .

فرمایا کہ یہ آیت مولا علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

واخرج ابن مردويه والديلمى عن البراء قال قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وآلهٖ وسلم لعلى قل اللّٰهم اجعل لى عندك عهدا واجعل لى عندك ودا واجعل لى فى صدور المومنين مودّة.

فانزل اللّٰه اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا . قال فنزلت على .

﴿ در منثور جلد چهارم صفحه ۲۸۷﴾

تفسیر کی اِسی کتاب میں دوسری روایت اس طرح ہے: طبرانی اور

Marfat.com

ابن مردویہ نے اپنی کتابوں میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے فرمایا کہ مومنوں کے دلوں میں علی کی محبت ہے۔

واخرج الطبرانی وابن مردویه عن ابن عباس قال فنزلت فی علی ابن ابی طالب ان الذین آمنوا ، الی آخر الآية قال محبة فی قلوب المومنین .

﴿در منثور جلد۴ صفحه ۲۸۷﴾

تیسری روایت امام جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ حکیم ترمذی اور ابن مردویہ نے اپنی کتابوں میں یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا . کا مطلب کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ محبّت جو مومنین اور ملائکۃ المقرّبین کے دلوں میں ہے اور پھر فرمایا ، یاعلی اللہ تعالیٰ مومن کو تین چیزیں عطا فرماتا ہے۔

منّت ومحبت اور حلاوت وہیبت صالحین کے سینوں میں ہے۔

واخرج الحکیم الترمذی وابن مردویه عن علی

Marfat.com

قال سئالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم
عن قولہ " سیجعل لھم الرحمن ودا ما ھو ؟ قال
المحبۃ فی قلوب المومنین والملائکۃ المقربین
یاعلی ان اللہ اعطی المومن ثلاثہ المنۃ والمحبۃ
والحلاوۃ والھابۃ فی صدور المومنین .

﴿در منثور جلد ۴ صفحہ ۲۸۷﴾

انوار محمدیہ من مواھب الدنیہ
ریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ

سیرت کی مشہور کتاب مواہب الدنیہ میں علامہ نبہانیؒ اور مناقب کی عظیم کتاب ریاض النضرہ میں محبّ طبریؒ رقمطراز ہیں کہ نقاشؒ نے ذکر کیا ہے کہ،

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ
الرَّحۡمٰنُ وُدًّا .

حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے اور حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے کوئی ایسا مومن نہیں دیکھا جو علی علیہ السلام اور اہلِ بیت کرامؑ سے محبت نہ کرتا ہو۔

﴿ گویا جس کے دل میں سیّدنا حیدرِ کرار کی محبت نہیں وہ مومنین کے زمرہ سے ہی خارج ہے ﴾

Marfat.com

وقد ذکر النقاش ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَھُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا .﴾ نزلت فی علیٍ وقال محمد بن الحنفیه لا تجد مومنا الا وھو یکب علیا والبیة.

﴿انوارِ محمد من مواھب اللدنیه مطبوعه مصر صفحه ۴۳۶﴾

ریاض النضرہ کی عبارت میں ہے۔کوئی مومن باقی نہیں مگراس کے دل میں علی اوراہلِ بیت کی محبت ہے۔

لا یبقی مومن الا وفی قلبه ودلعلی واهل بیته

﴿الریاض النضرة فی مناقب العشره جلددوم صفحه ۲۸۷ للمحب طبری مطبوعه مصر﴾

تفسیرِ کشاف

زیرِ آیت علامہ زمخشری اپنی مشہور کتاب تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں:

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کوفرمایا: یاعلی کہئے یا اللہ تو میرے لئے وعدہ فرمااور مومنوں کے سینوں میں میری موذت قائم فرما۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی،

کہ بیشک جوایمان لائے اور نیک عمل بھی کیۓ تو رحمٰن ﴿لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کردے گا﴾

وروی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

قال لعلی رضی اللہ عنہ یاعلی ! قل اللهم اجعل لی عند عهد واجعل لی فی صدور المومنین مودة فانزل اللہ هذه الآیة.

﴿تفسیر کشاف مطبوعہ مصر جلدسوم صفحہ ۱۸﴾

﴿للعلامة الزمخشری﴾

الصواعق المحرقہ

طبرانی حسن سند کے ساتھ اُم المومنین حضرت اُم سلمہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے ﴿علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے محبت رکھی اُس نے مجھ سے محبت رکھی﴾ اور جس نے مجھے محبوب بنایا اُس نے اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھا اور جس نے علی سے بُغض رکھا اُس نے مجھ سے عناد رکھا اور جس نے مجھ سے عناد رکھا اُس نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے بُغض رکھا۔

اخرج الطبرانی بسند حسن عن ام سلمة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن البغض علیا فقد البغضی ومن البغضنی فقد ابغض اللہ.

﴿الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۲۳﴾

جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ جناب شیرِ خُدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

Marfat.com

باب محبت کا یہ مختصر ترین حصہ ہے جسے ہم نے یہاں ضرورتاً نقل کیا ہے ورنہ یہ
تو ایک ایسا بحرِ بیکنار ہے جسے ایک پوری جلد میں بھی نہیں سمویا جا سکتا۔

اس مقام پر چند اوراق پیش کرنے کی غایت یہ ہے کہ جو لوگ محض
چند عقائد میں مقید ہو کر محبانِ علی ہونے کے دعوے دار ہیں وہ حضرت علی علیہ
السلام سے ہی پوچھ لیں کہ اُن کا شیعہ اور اُن کا حبدار کون ہے چنانچہ اس
سلسلہ میں ایک ثقہ روایت پیشِ خدمت ہے۔

محبّتِ علی کا جُھوٹا دعوے دار

اصبغ بن نباتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب علی
ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا، اسی اثناء میں ایک
شخص بارگاہِ مُرتضوی میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوا کہ اے اَمیر المومنین! میں
آپ سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوں۔

مولائے کائنات تاجدارِ ہل اتے شیرِ خُدا امیر المومنین، امام المُتقین
حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُس کا یہ زبانی دعویٰ سُنا تو ارشاد فرمایا۔

اَے مُجھ سے دعویٰ ءمحبت کرنے والے سن! مجھے حضور رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہزار نصیحت کی تعلیم ارشاد فرمائی ہے جن میں
سے ہر ایک حدیث کا ایک ایک ہزار باب ہے۔

تمام لوگوں کی عالمِ ارواح میں ایک دوسرے سے باہم ملاقات

Marfat.com

ہوئی تھی جس شخص کو وہاں کسی دوسرے کا تعارف حاصل ہو گیا وہ اس جہان میں بھی اس کے ساتھ خاص طور پر مانوس ہے اور ان میں اپنائیت اور یگانگت پائی جاتی ہے، اور جس شخص نے عالمِ ارواح میں کسی دوسرے کا انکار کیا اور اس کے لئے اپنے دِل میں مغائرت کا جذبہ محسوس کیا تو وہ یقینی طور پر اس دنیا میں بھی اس سے اختلاف رکھتا ہے اور ذہنی طور پر اُس کا مُنکر ہے۔

خُدا کی قسم! تم میرے ساتھ دعوئ محبّت میں ہرگز مُخلص نہیں ہو بلکہ واضح طور پر کذب سرائی اور افتراء سے کام لے رہے ہو، اور میں دیکھ رہا ہوں کے تُمہارا چہرہ مجُھ سے محبّت کرنے والوں کے چہروں جیسا نہیں ہے اور تُمہارا نام میرے محبّین کی فہرست میں شامل نہیں ہے۔

محبّتِ علی کا سچّا دعویدار

جناب شیرِ خدا مرتضٰی مُشکل کشا علیہ السلام نے ابھی اپنی گفتگو ختم فرمائی کہ ایک اور شخص آپ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر کہنے لگا یا امیر المومنین علیہ السلام میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کی خاطر آپ کو اپنا دوست رکھتا ہوں۔

حضور مولائے کائنات علیہ السلام نے ارشاد فرمایا یقیناً تم اپنے دعوئ محبّت میں سچّے ہو، پھر فرمایا کہ ہماری طِینت اور ہمارے حُبداروں کی طِینت خُداوندِ قدوس کے علمِ مقدس میں خزانہ کی صورت میں موجود ہے

Marfat.com

چنانچہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پُشتِ انور میں اِس سے وعدہ لیا گیا تھا کہ نہ تو اِس طینت کے لوگ ایک دُوسرے کو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ہی اِس سے الگ طینت کے لوگ اِن میں داخل ہو سکتے ہیں۔

اے میرے مُحبّ! تو اپنے لئے فقر کی ردا تیار کر لے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ،

خُدا کی قسم! فَقر ہمارے دوستوں کی طرف ڈھلوان کی طرف دوڑنے والے سیلاب سے بھی زیادہ قوّت اور تیزی سے دوڑے گا۔

﴿ماخوذ ازینا بیع المودۃ جلد اوّل ص ۴۷﴾

شیعانِ علی کون ھیں

عصرِ حاضر میں چندوضعی عقائد کی بناء فرقہ خود کو شیعانِ علی متصوّر کئے ہوئے ہے اس لئے خاص طور پر مندرجہ ذیل فرامین حیدر کرار علیہ السلام لمحہٗ فکریہ کی حیثیت رکھتے ہیں کاش یہ فرقہ اپنے اَفعال وکردار کا موازنہ ان لوگوں کے ساتھ کرتا جن کو جنابِ شیرِ خدا علیہ السلام نے اپنے حُبدار ہونے کی سند عطا فرمارکھی ہے۔

اِس حقیقت سے شاید کوئی شوریدہ سَر انکار کرے کہ "شیعانِ علی" کی اصطلاح جنگِ صفین کے موقع پر ہی ظہور پذیر ہوئی تھی، اگرچہ بعض لوگ بزعمِ خویش اِس اصطلاح کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے وقت سے ہی فرض کئے ہوئے ہیں، مگر اِس مفروضہ کو نہ تو تاریخی شواہد کی

Marfat.com

روشنی میں ہی ثابت کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی نصِ قطعی پیش کی جا سکتی ہے۔

ہاں! اگر اس لفظ کے حقیقی معنی و مطالب کو سامنے رکھا جائے تو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنا دوست، اپنا مولا اور اپنا ولی سمجھتے تھے، چونکہ درج ذیل مضمون اس قسم کی مباحث کا متحمل نہیں ہے لہٰذا جناب شیرِ خدا حضرت علی علیہ السلام کا قائم کردہ وہ معیار ہدیہء قارئین جو آپ نے اپنے شیعوں یعنی دوستوں اور حُب داروں کے لئے قائم فرمایا ہے۔

مولا علی سے پُوچھ لیتے ہیں

ایک جماعت کا گذر حضرت علی علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو وہ لوگ جلدی سے آپ کی طرف ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ کس قوم سے تعلق رکھتے ہو؟

انہوں نے کہا یا امیر المومنین ہم لوگ آپ کے شیعہ ہیں۔

آپ نے فرمایا بہت خوب! پھر اس کے بعد اُن کو مخاطب کر کے فرمایا۔

میں تم میں اپنے شیعوں کی کوئی علامت نہیں دیکھتا اور نہ ہی اپنے دوستوں کے لباس میں تمہیں ملبوس دیکھتا ہوں۔

Marfat.com

آپ کا یہ ارشاد سُنا تو وہ لوگ مارے شرم کے جواب دینے سے رُک گئے۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ایک شخص موجود تھا نے آپ کی خدمت میں عرض کیا، میں آپ سے اُس ذات کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے آپ اہلِ بیت کو مکرّم بنایا اور آپ کو مخصوص کیا اور آپ کو نوازا ہمیں اپنے شیعوں ﴿دوستوں﴾ کی علامت سے آگاہ فرمایئے۔

جناب شیرِ خدا، تاجدارِ ہَل اتیٰ، مولائے کائنات، غالِب علیٰ کُلِّ غالب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، ہمارے شیعہ یعنی دوست ﴿۱﴾ عارف باللہ ہوتے ہیں

﴿۲﴾ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔

﴿۳﴾ فضائل کے مالک ہوتے ہیں اور ٹھیک بات کہتے ہیں۔

﴿۴﴾ اُن کی خوراک قوُت لایموت ہوتی ہے یعنی خوردن برائے زیستن۔

﴿۵﴾ اُن کا لباس چھوٹا موٹا ہوتا ہے۔

﴿۶﴾ اُن کا چلنا تواضع ہوتا ہے۔

﴿۷﴾ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کرتے وقت اُس سے ڈرتے رہتے ہیں۔

﴿۸﴾ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرتے وقت خشوع وخضوع

Marfat.com

ظاہر کرتے ہیں۔

﴿۹﴾ چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو دیکھنے کی بجائے نگاہیں نیچی کر کے چلتے ہیں۔

﴿۱۰﴾ اپنے کان اپنے ربّ کے علم پر لگائے رہتے ہیں۔

﴿۱۱﴾ اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی ہو جاتے ہیں۔

﴿۱۲﴾ اگر اللہ تعالیٰ نے اُن کی زندگیاں مقررہ وقت تک متعیّن نہ کی ہوتیں تو اُن کی روحیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ملاقات اور ثواب کے شوق کے جسموں میں قرار نہ پکڑتیں۔

﴿۱۳﴾ دردناک عذاب کے خوف کی وجہ سے اپنے پیدا کرنے والے کو اپنے دلوں میں بڑا سمجھتے ہیں اور اس کے سوا ہر چیز کو چھوٹا تصوّر کرتے ہیں۔

﴿۱۴﴾ جنّت اُن کے نزدیک ایسی ہے گویا انہوں نے جنّت کو دیکھا ہوا ہے۔

﴿۱۵﴾ دوزخ اُن کے نزدیک ایسے ہے گویا اُنہوں نے اسے دیکھا ہوا ہے اور اس میں انہیں عذاب دیا گیا ہے۔

﴿۱۶﴾ انہوں نے تھوڑے دنوں تک صبر کیا ہے۔ مگر ان کا انجام کار بہت لمبی راحت ہے۔

﴿۱۷﴾ دُنیا نے اُن کو چاہا مگر اُنہوں نے دُنیا کو نہ چاہا۔

Marfat.com

﴿۱۸﴾ دُنیا نے اُن کو طلب کیا لیکن وہ دُنیا کے قابو سے باہر رہے۔

﴿۱۹﴾ میرے دوست رات کے وقت صفیں باندھ کر اپنے قدموں پر قائم رہتے ہیں۔

﴿۲۰﴾ ترتیل کے ساتھ اجزائے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور اُس کی مثالوں کی اپنے دِلوں میں عزت کرتے ہیں۔

﴿۲۱﴾ کبھی اس کی دوا سے اپنے دکھوں کا علاج کرتے ہیں۔

﴿۲۲﴾ کبھی اپنے چہروں، ہتھیلیوں، گھٹنوں، اور اپنے قدموں کو زمین پر بچھاتے ہیں۔

﴿۲۳﴾ اُن کے آنسو اُن کے رُخساروں پر بہتے ہیں۔

﴿۲۴﴾ جبارِ عظیم کی بزرگی بیان کرتے ہیں۔

﴿۲۵﴾ اپنی گردنوں کو چھڑانے کے لئے اُس سے التجاء کرتے ہیں یہ ان کی رات ہے اور یہ ان کا دن ہے۔

﴿۲۶﴾ یہ لوگ عُلماء دانا، نیک اور پرہیز گار ہیں۔

﴿۲۷﴾ پاکیزہ اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتے ہیں تھوڑے اعمال کے ساتھ راضی نہیں ہوتے اور بڑے اعمال کو بہت زیادہ خیال نہیں کرتے۔

﴿۲۸﴾ وہ اپنے نفسوں کو اتہام لگاتے ہیں۔ اور اپنے اعمال سے ڈرتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

﴿۲۹﴾ ہمارا دوست دین کے بارے میں قوی اور نرمی میں اِحتیاط والا ہوتا ہے۔

﴿۳۰﴾ ہمارا دوست اِیمان میں یقین والا، علم میں حریص۔ فِقہ میں فہم والا اور صبر میں علم والا ہوتا ہے۔

﴿۳۱﴾ ہمارا دوست اِرادہ میں غنی، تنگ دستی میں صاحبِ تحمّل، تکلیف میں صابر اور عبادت کے وقت تواضع والا ہوتا ہے۔

﴿۳۲﴾ ہمارا شیعہ! لوگوں پر رحم کرنے والا، لوگوں کا حق دینے والا، کمانے میں نرمی برتنے والا اور حلال چیز کا طالب ہوتا ہے۔

﴿۳۳﴾ ہمارا شیعہ ہدیہ دینے میں خُوش ہونے والا، خواہش ﴿نفسانی﴾ سے رُکنے دلا ہوتا ہے۔

﴿۳۴﴾ ان لوگوں کا کام اللہ کا ذکر ہے، ان کا فکر اللہ کا شکر ادا کرنا ہے۔

﴿۳۵﴾ وہ رات اس حالت میں بسر کرتا ہے کہ غفلت کی اونگھ سے ڈرتا رہتا ہے۔

﴿۳۶﴾ جو کچھ اللہ کا فضل اور رحمت حاصل ہو جاتی ہے، اس کی وجہ سے صبح خوشی کی حالت میں بسر کرتا ہے۔

﴿۳۷﴾ رحمتِ خُداوندی سے جو چیز باقی رہ جائے اُس کی رغبت رکھتا ہے۔

Marfat.com

﴿۳۸﴾ جو چیز فنا ہو جائے اُس سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے۔

﴿۳۹﴾ اُس نے علم کو عمل سے ملا دینا ہے۔ اور علم کو دائمی بردباری سے مقرون کر رکھا ہے۔

﴿۴۰﴾ اُس کی خوشی دُور ہے اور اسکی سستی قریب ہے۔

﴿۴۱﴾ اُس کی آرزو تھوڑی ہے اور وہ منکسر المزاج زاہد ہے۔

﴿۴۲﴾ اُسکا دل اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرنے والا ہے۔

﴿۴۳﴾ اُس کا ربّ اُس کو بُری باتوں سے منع کرتا یعنی بچائے رکھتا۔

﴿۴۴﴾ اُس کا نفس بچنے والا اور اس کا دین غصہ پی جانے والا ہے

﴿۴۵﴾ اُس کا غصہ اُس سے امن میں ہے۔

﴿۴۶﴾ اُس کا ہمسایہ اُس سے آرام میں ہے۔

﴿۴۷﴾ اُس کا حکم منقود ہے اور اُسکا صبر بہت زیادہ ہے۔

﴿۴۸﴾ نیکی کا کوئی کام ریا کاری کی وجہ سے نہیں کرتا اور نہ ہی اسے حیا کی وجہ سے چھوڑتا ہے۔

بات سُن کر جان دے دی

اور پھر فرمایا ان صفات کے حامل لوگ ہمارے شیعہ اور ہمارے

Marfat.com

دوست ہیں اور ہم لوگوں میں سے ہیں۔ اور ہمارے ساتھ ہونگے۔ ان کے ملنے کا ہمیں کتنا شوق ہے۔ آپ کے یہ ارشادات آپ کے ایک ساتھی نے سُنے تو چیخ بُلند کی اور غش کھا کر گر پڑا جب اُسے ہلایا گیا تو وہ دُنیا چھوڑ چکا تھا اُس شخص کا نام ہمام بن عباد بن خشیم تھا اور یہ عبادت گُذار لوگوں میں سے تھا اُس کو غسل دیا گیا تو جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے اُن لوگوں کے ساتھ اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی۔

دوست کی یہ صفات

امیر المومنین، امام المتقین، تاجدارِ ہل اتیٰ، مُرتضیٰ شیرِ خُدا، مُشکل کشا اسد اللہ غالب جناب علی ابنِ ابی طالب علیہما السلام نے اپنے حُبداروں کی جو مندرجہ بالا نشانیاں ارشاد فرمائیں ہیں ان کے پیشِ نظر محبتِ علی کا دعویٰ کرنے والا ہر شخص نہایت آسانی سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ اپنے مولا کے قائم فرمودہ معیار میں کہاں تک پورا اُتر سکتا ہے۔

زیب عنوان روایت امام ابنِ حجر مکی ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کی لاجواب کتاب الصواعق المحرقہ میں بھی ہے اور دیگر کُتب معتبرہ میں بھی موجود ہے جسے متن سمیت کسی دوسرے مقام پر متعدّد اضافوں کے ساتھ بیان کیا جائے گا تاہم متذکرہ بالا ترجمہ شدہ اردو عبارت ہم نے دانستہ طور پر ایک ترجمہ نگاری شیعی عالم ملک محمد شریف کی ترجمہ شدہ کتاب ینابیع المودّۃ شریف کے

Marfat.com

باب نمبر ۷ سے پیش کی ہے۔ اُمید ہے کہ شیعانِ علی کہلانے والے حضرات اس عبارت پر ہمدردی سے غور فرما کر مخلصانہ تجزیہ فرمائیں گے اور کوشش کریں گے کہ حق وانصاف کے قریب تر آیا جاسکے۔

مولائے کائنات حیدرِ کرّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دوستوں کو جونشانیاں بیان کی ہیں اُنہیں تلاش کریں ہمیں یقین ہے کہ وہ آپ کو قطب الواصلین داتا گنج بخش علی ہجویری غوث العالمین سیّدنا عبد القادر جیلانی، خواجہء خواجگان خواجہ مُعین الدین چشتی اجمیری اور فردِ فرید حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے طائفہ میں کامل طور پر نظر آجائیں گی۔

Marfat.com

بَابٌ

نماز میں خیرات

Marfat.com

آیتِ کریمہ

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ
آمَنُوْا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ
الزَّکٰوةَ وَهُمْ رَاکِعُوْنَ .

﴿سورة المائده آیت ۵۵﴾

ترجمہ

تمہارے ولی نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان
والے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

تفسیر

روی انها نزلت فی علی کرم الله وجهه
الکریم حسین سئاله سائل وهو فی الصلوٰة فنزع
خاتمه وأعطاه له .

﴿صاوی علی الجلالین ۲۵۳ ـ ۱﴾

Marfat.com

یہ آیت

یہ آیتِ کریمہ قرونِ اُولیٰ میں متنازعہ فیہ نہ بھی رہی تو کم ازکم سات آٹھ صدیوں سے دو متحارب گروہوں کے لئے شدید دلچسپی کا باعث رہی ہے حالانکہ ان دونوں گروہوں کے مابین مفسّرین و مُحدّثین کا ایک ایسا غیر متُعصّب گروہ بھی موجود ہے جس نے دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی صاف طور پر علیحدہ علیحدہ کر رکھا ہے۔ اور یہ گروہ قرونِ اُولیٰ بھی موجود تھا اور اب بھی ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ متذکرہ بالا ہر دو گروہ کسی بھی صورت میں ان کی حقیقت پسندانہ تحقیق سے مستفید ہونے کو پسند نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ اس آیت کے ضمن میں اب تک ہزاروں صفحات سیاہ کئے جا چکے ہیں اور کئے جا رہے ہیں لیکن معاملہ بجائے سلجھنے کے مزید پیچ و خم کا شکار ہو رہا ہے۔

ہماری دلی خواہش تو یہ ہے کہ یہ معاملہ کسی طرح سُلجھ جائے لیکن اس اَمر کا بہت کم امکان ہے کیونکہ جو لوگ جدل و مناظرہ کے ذریعے گروہ بندی کو قائم رکھنے میں ہی اپنی عافیت سمجھتے ہیں ہماری گذارشات سے نہ تو خود خاطر خواہ فائدہ حاصل کر سکیں گے اور نہ ہی دوسروں کو کرنے دیں گے۔ البتہ اس بات کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ لوگ جو حقیقت پسندانہ

Marfat.com

طرزِ عمل کو اپنانا ہی نجاتِ اُخروی کا باعث خیال کرتے ہیں ہماری بے لاگ اور کھری کھری باتوں سے یقینی طور مُستفید ہو سکیں گے۔

اِسی امکان کے پیشِ نظر ہم اس آیتِ مقدّسہ کے متعلّق ہر دو متحارب اور متصادم گروہوں کے ذہنی تصوّرات کا وسیع تر جائزہ پیشِ خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ اُن لوگوں کی تحریریں بھی ہدیہ ءقارئین کریں گے جن کا مقصد محض اور محض پوری دیانت داری کے ساتھ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے فرامین لوگوں تک پہنچا دینا ہے۔ اور وہ ان فرامین مقدسہ میں ذاتی طور پر کسی قسم کا تصرف کرنا پسند نہیں کرتے۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد اب ہم جانبین کے دلائل کا خُلاصہ پیشِ خدمت کرتے ہیں۔ اور پھر جانبین کی مختلف تحریریں جن میں بعض کافی طویل بھی ہیں ہدیہ ءناظرین کرنے کے بعد پُوری دیانت داری کے ساتھ اصل حقائق سامنے لانے کی کوشش کریں گے، ممکن ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقہ سے ہماری اس سعی وکاوش بعض حقیقت پسند حضرات کے لئے مشعلِ راہ بنا کر ہمارے لئے بھی نجاتِ اُخروی کا باعث بنائے۔

پہلے آپ اس آیتِ کریمہ کا ظاہری مفہوم اپنے ذہن میں اچھّی طرح محفوظ فرما لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔

بے شک تمہارے ولی بس اللہ اور اس کا رسول اور مومنین میں وہ

Marfat.com

مومنین جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع کرتے ہیں۔

تین راستے

ایک گروہ کا خیال ہے کہ اس آیتِ کریمہ میں مومنوں کے ولی سے مراد "اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں"، اس کی تفصیل آئندہ اوراق میں آ رہی ہے۔ یہاں تو یہ بتانا ہے کہ اس گروہ کا تصوّر یہ ہے کہ چونکہ یہاں اللہ تعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد بالتخصیص حضرت علی کُرم اللہ وجہہ الکریم کو ولی فرمایا گیا ہے، لہٰذا حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد آپ کی مَسندِ خلافت، پر اگر کوئی متمکّن ہوسکتا ہے تو وہ صرف اور صرف حضرت علی علیہ السلام ہی کی ذاتِ والا صفات ہے۔ چنانچہ یہ گروہ یہاں ولی کے معنی حاکم خلیفہ والی قسم کے لیتا ہے اور ان معنی کی رو سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت بلافصل ثابت کرنا چاہتا ہے۔

دُوسرے گروہ نے پورا زور اس بات پر صَرف کر رکھا ہے کہ سرے سے یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں ہے ہی نہیں، لہٰذا ولی کے معنی حاکم وغیرہ کرنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ اس گروہ میں بعض افراد ایسے بھی ہیں جو اس آیتِ کریمہ تفسیر کرتے وقت بے شمار من گھڑت تاویلیں بھی پیش کرتے ہیں۔ جس کا تذکرہ ابھی ہوگا۔

Marfat.com

ان دو متحارب اور متصادم گروہوں کے بَین بَین ایک حقیقت پسند گروہ ایسا بھی ہے جو اس آیتِ کریمہ کا نزول حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں تسلیم کرتا ہے، اور ان نصوصِ حدیث کی نشاندہی کرتا ہے جن سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے نہ یہ آیتِ کریمہ فی الواقع حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں اس وقت نازل ہوئی جب آپ نے رکوع کی حالت میں سائل کو انگوٹھی عطا فرمائی۔ اور بلا شک و رَیب حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام مومنوں کے ولی ہیں۔ اور اگر یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نہ بھی ہوتی تو جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر بے شمار فرامین ایسے موجود ہیں جن سے قطعی طور پر وضاحت ہو جاتی ہے کہ حضور مولائے کائنات تاجدارِ ہل اتی حیدر کرار جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام مومنوں کے والی، ولی اور مولا ہیں، لیکن آپ کے ان اعزازات میں آپ کی اس خلافت بلافصل کا کوئی واضح ارشاد موجود نہیں جو مابہ انتزاع ہے۔

پہلے گروہ کے لئے ہم نہایت شرح وبسط کے ساتھ مشکل کشا کی پہلی جلد میں وضاحت کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ملنے والی خلافت کس نوعیت کی تھی۔ تاہم آئندہ اوراق میں ان کے پیش کردہ استدلال کو حقائق کی روشنی میں لانے کی

Marfat.com

مزید کوشش کی جائے گی۔ اگرچہ ہمیں یقین ہے کہ تعصّب کو ہوا دینے والے حضرات ہماری گذارشات پر قطعی طور پر غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کریں گے۔ کیونکہ اپنی انا کو محض حق کی خاطر قُربان کردینا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔

دوسرا گروہ

مقابل میں دوسرا متعصّب گروہ خوارج کا ہے۔ اور اس گروہ کا واحد مقصد یہ ہے کہ ہر اس آیت اور حدیث کو جو جناب علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے یا تو دُوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف منتقل کردیا جائے یا پھر اُن روایات کو واہی اور باطل قرار دے دیا جائے جو حضرت علی علیہ السلام کے حق میں آنے والی آیات و احادیث کی جانب نشاندہی کرتی ہیں۔

اس گروہ میں اگرچہ بڑے بڑے جغادری قسم کے لوگ ہو گُذرے ہیں اور اب بھی اپنی تمام خبث باطنیوں سمیت پورے کرّوفَر سے اپنے مکروہ عقائد کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں، تاہم اس گروہ کو جس قدر کثیر مگر باطل مواد ابنِ تیمیہ نے اپنی کتاب "منہاج السنۃ" کے ذریعے فراہم کیا ہے اس کی مثال شائد کہیں بھی موجود نہ ہو۔

ابنِ تیمیہ نے اگرچہ یہ ضخیم کتاب ایک رافضی کی چھوٹی سی کتاب کی تردید میں ترتیب دی ہے تاہم اس میں اہلِ سُنّت کے مسلمہ اصول وضوابط

Marfat.com

اور افعال و عقائد کی جس طرح دھجیاں بکھری گئیں ہیں اور صحت مند روایات کی تکذیب کی گئی ہے اُس کی نظیر نہیں ملتی۔

منقولہ بالا کتاب کے مطالعہ سے واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ ابنِ تیمیہ نے یہ تمام تر کاوشِ باطلہ اور سعیٔ ضالہ تردیدِ روافض کے لئے نہیں بلکہ تذلیل و تنقیصِ اہلِ بیتِ مُصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے کرتا رہتا ہے۔

مگر افسوس ھے

ابنِ تیمیہ کی یہ گمراہ کن تصنیف جب اُس وقت کے عُلمائے اہلسنّت کے سامنے آئی تو انہوں نے حسبِ حیثیت پُوری کوشش کے ساتھ اِس کی تکذیب و تردید بھی کی اور عوام النّاس کو اس گمراہ کُن اور شر انگیز کتاب کے مطالعہ سے روکنے کے لئے بھی پُوری پُوری قوت صرف کردی جس کی تفصیل آیندہ اوراق میں آئے گی، مگر افسوس اِس اَمر کا ہے کہ بعد میں آنے والے بعض عُلمائے اہلِ سُنّت روافض کے دلائل کا جواب دینے کے لئے اس رُسوائے زمانہ کتاب سے استدلال کرنے لگے اور اس توازن کو برقرار نہ رکھ سکے جو اہلِ سُنّت کے مسلّمہ اصول و ضوابط سے قائم تھا۔

اور اس سے بھی افسوسناک پہلو یہ ہے کہ بعض مُقتدر علماءِ اہلِ سُنّت نے ابنِ تیمیہ کے استدلال کو براہِ راست اپنے نام سے پیش کرنا شروع کردیا جس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا ہوتا کہ سوادِ اعظم کے کچھ لوگ ان گمراہ کن

Marfat.com

دلائل کو اہلِ سُنت کے عقیدے کا ہی ایک جُز قرار دینے لگے۔

اگر ایسا نہ ہوتا

ابنِ تیمیہ کے پیش کردہ دلائل اگر اُس کی کتاب منہاج السُّنّۃ کے حوالہ سے ہی پیش کئے جاتے تو یہ اَمر یقینی تھا کہ وہ لوگ جن پر مُصنف و تصنیف کی حقیقت پُورے طور پر واضح ہے کسی بھی دلیل کو اخذ کرتے وقت یقینی طور پر احتیاط کرتے مگر جب وہی استدلال باطلہ اہلسنّت والجماعت کے بڑے بڑے عُلماء کے نام سے عُلمائے متاخرین کے سامنے آیا تو اُن کا اُن سے متاثر ہو جانا بدیہی اَمر تھا جبکہ مقابل میں فِتنہء رافضیت بھی اپنی پوری حشر سامانیوں کے ساتھ موجود ہو۔

یہ تحریریں

عُلمائے اہلِ سُنّت کا ابنِ تیمیہ کی زہر آلودہ تحریروں کو بغیر اُس کا حوالہ دے اپنی کتابوں میں نقل کر دینا ایک طرف تو عصرِ حاضر کے عُلمائے حقّہ کے ٹھوس اور صحت مند عقائد کو متزلزل کر دینے کا ذریعہ ثابت ہو رہا ہے اور دُوسری طرف موجودہ دَور کے خوارج کو بھی مزید کُھل کھیلنے کا موقع فراہم ہو گیا۔ اور یہ لوگ ان عبارتوں کو مزید کانٹ چھانٹ اور تراش خراش کے ساتھ عوامُ النّاس کے سامنے پیش کر کے خاندانِ مصطفیٰ سے ازلی عداوت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

Marfat.com

متذکرہ بالا جن بعض عُلماء نے ابن تیمیہ کے معاندانہ اذکار سے متاثر ہوکر تردید وتکذیب روافض میں اپنا زورِ قلم صرف کیا ہے ان میں مشہور محدّث شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا نام پیش پیش ہے۔

آپ نے رافضیوں کی مزعومہ خلافت بلا فصل جو وہ حضرت علی علیہ السلام کے لئے ثابت کرتے ہیں کی تردید میں اکثر اُنہی دلائل کا سہارا لیا ہے۔ جنہیں ابنِ تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج السنۃ میں پیش کیا ہے اور چند دلیلیں ایسی بھی بیان فرمائی ہیں جو امام فخرالدین رازی نے معتزلہ کے جواب میں فلسفہ کے زور پر پیدا کی ہیں۔

بہر حال یہ ایک ایسی خطرناک صورتحال ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہمیں یہ مضمون وسیع سے وسیع تر کرنا پڑے گا۔ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی طویل ترین بحث کا معتد بہ حصّہ ہدیہء قارئین کر کے اُن مقامات کی نشاندہی کرنا پڑے گی جن سے سوادِ اعظم اہلِ سُنّت و جماعت جن میں صوفیاء کرام کی کثیر جماعت شامل ہے کے عقائد کی تکذیب ہونے کا واضح ترین احتمال موجود ہے۔ مگر اس طویل تر اور صبر آزما بحث کے آغاز سے پہلے ہم گروہِ اوّل کے حقیقت پسند حضرات کے سامنے خلافت بلا فصل کے متعلق چند ایسے عقلی دلائل پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں جن کی روشنی میں حقیقت کے قریب تر آیا جاسکتا ہے مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ چند لمحوں کے لئے تعصب کا دامن چھوڑ کر اور خالی الذہن ہو کر حقائق کا تجزیہ کرنا پڑے

Marfat.com

گا۔

اور اگر ذہن پر نفرت و حقارت اور تعصّب و شدائد کے تہہ بر تہہ دبیز پردے پڑے ہُوئے ہوں تو پھر ہماری یہ گُذارشات قطعی بے سُود اور بے اثر ثابت ہوں گی۔ تاہم ہمیں اس موقع ملا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے والہانہ محبت رکھنے کے باوجود ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے بیزاری کا اظہار نہیں کرتے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ چند متنازعہ فیہ مسائل کا قابلِ قبول حل بھی چاہتے ہیں۔

خلافت بلا فصل کیا ہے

بہر حال ہمارا کام نہایت دیانتداری اور خلوص سے ان حقائق سے قارئین کو روشناس کرانا ہے جو جانبین کی فرقہ وارانہ شدّت وحِدّت سے قطعی طور پر بالاتر ہوں اور عقلِ سلیم اُنہیں قبول کرنے کے لئے ازخود مائل ہو۔

تاجدارِ ہل اتیٰ مُولا حیدرِ کرّار علیہ السلام کی خلافت بلافصل کے اثبات میں جو منتہی دلائل پیش کئے جاتے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔

﴿۱﴾ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے قرآنِ مجید میں جناب مولا مشکل کشا شیرِ خُدا علی المرتضےٰ علیہ السلام کو تمام مومنین کا ولی فرمایا ہے۔

اور ولی کے معنی حاکم ہوتے ہیں اس لئے آپ خلیفۂ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلافصل ہیں۔

Marfat.com

﴿۲﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد مقامات پر جناب علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ، وصی، وارث، ولی، بھائی اور اپنی جان کہا ہے اس لئے آپ خلیفۂ رسولؐ بلافصل ہیں۔

﴿۳﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے فرمایا ہے جس کا میں مولےٰ ہوں اُس کا علی مولا ہے۔ لہٰذا آپ خلیفۂ رسولؐ بلافصل ہیں۔

﴿۴﴾ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اپنے بے شمار ایسے فرامین کُتبِ احادیث وسِیَر میں موجود ہیں جن میں آپ نے اپنی خلافت کا تذکرہ فرمایا، اس لئے آپ خلیفۂ رسولؐ بلافصل ہیں۔

ان تمام تر امور کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم نے مشکل کشا جلد اوّل میں جناب امیر علیہ السلام کی خلافت کے متعلق بالوضاحت بتایا تھا کہ ان تمام شواہد کی روشنی میں آپ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوحانی خلیفہ بلافصل اور جانشینِ اوّل ہیں۔ لہٰذا اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافتِ حکومت آپ کی خلافتِ بلافصل کی ضِد اور نقیض نہیں۔

بہر حال یہ بات تو ہو ہی چکی ہے اب آپ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اُس خلافت بلافصل کے متعلق معلومات حاصل کریں جو بعض حضرات کے نزدیک غَصب کر لی گئی اور اُس کا شاخسانہ یوں بیان کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

نمبر ایک

حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نائبِ اوّل اور خلیفہ بلافصل ہیں۔

نمبر دو

حضرت علی علیہ السّلام کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مُسلمانوں پر اپنے بعد حاکم مقرر فرمایا تھا لیکن آپ کی خلافت سیاست کے ذریعہ سے بزور چھین لی گئی۔

ایک سوال

دیکھنا یہ ہے کہ تاجدارِ ہل اتیٰ اُمیر المُومنین، اِمام المُتّقین جناب علی ابنِ ابی طالب کرّم اللہ وجہہ الکریم رسولِ ہاشمی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خلیفہ بلافصل تھے یا خلیفہ بلافصل ہیں ؟

اگر یہ ذرا سی بات سمجھ میں آجائے تو تمام تر اُلجھنیں خود بخود ختم ہوجاتیں ہیں۔ اگر آپ کا یہ گُمان ہو کہ جناب شیرِ خُدا نبی اکرمؐ کے خلیفہ بلا فصل تھے، مگر آپ کی خلافت غصب کر لی گئی یا بزور چھین لی گئی اور آپ کی اس بلافصل خلافت پر مُسلسل تین حضرات نے ڈاکہ زنی کرتے ہوئے آپ کو اس منصب سے محروم کر دیا تھا، تو اس تخیّل سے صاف طور پر واضح ہوجاتا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُنہیں براہِ راست اپنا خلیفہ، وصی اور

Marfat.com

جانشین بنایا تھا مگر کچھ لوگوں نے سازش کے ذریعہ سے یہ منصب آپؑ سے چھین لیا اور جو مسند حضور سرورِ کائنات نے آپ کے لئے مخصوص کی تھی اس پر دُوسرے لوگ قابض ہو گئے۔

یہ مفروضہ

یہ مفروضہ درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر صاف صاف مطلب یہ ہو گا کہ جناب مُولا مرتضیٰ کی خلافت کھجوروں کے باغ کی طرح وراثت میں دی گئی تھی لیکن دوسروں نے اِس پر قبضہ کر کے یا تو بیت المال کے کھاتہ میں ڈال دی یا پھر مروانی بادشاہوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ حالانکہ وہ حضرت علی علیہ السلام کا حق تھا مگر اس سے دوسرے لوگ فائدہ اُٹھاتے رہے۔

اب اگر اذہان میں کسی ایسی ہی خلافت کا تصوّر ہو تو مشکل یہ سامنے آئے گی کہ آپ اُس خلافتِ کُبریٰ سے جو حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُنہیں تفویض فرمائی تھی کچھ فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ اور جب آپ کا ذاتی طور پر کچھ نفع حاصل نہ کرنا ثابت ہے تو آپ دوسروں کو اس سے کیا فائدہ پہنچا سکتے تھے۔ چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پورے اہتمام سے عطا فرمائی ہوئی خلافت جسے تا قیامِ قیامت جاری وساری رہنا تھا اُس کا سلسلہ وصالِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد پہلے ہی مرحلہ پر یا خود منقطع ہو گیا۔ اور ہمارے سامنے صرف یہ تصوّر رہ گیا کہ حضرت

Marfat.com

علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ضرور تھے مگر خلافت آپ کو نہ ملی۔

تاجدارِ ہل اتیٰ شیرِ خدا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے جانشینِ اوّل تھے! مگر مسند کسی اور نے سنبھال لی۔

فاتحِ خیبر واحزاب رسول اللہ کے وارث تو ضرور تھے! مگر آپ سے وہ وراثت چھین لی گئی۔

خُدارا ذرا خیال تو کریں کہ اس تصوّر کے ساتھ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ امیر المومنین، امام المتقین جناب علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ، جانشین، وصی اور وارث تھے یا ہیں؟

ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا استحقاقِ خلافت چھیننے کا تصوّر قائم کر لیا جائے تو فلسفہ کا تمام زور اور منطق کی تمام قوّتیں مجتمع ہو کر بھی یہ ثابت نہیں کر سکتیں کہ آپ کو اب بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانشین، خلیفہ، وصی، وارث اور نائب کہا جا سکتا ہے۔

اس لئے کہ یہ سب کچھ اسی صورت میں تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اگر حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے آپ کو اپنا خلیفہ بنایا ہے تو آپ کی خلافت چھینی نہیں جا سکتی البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی ابلیس صفت انسان اس خلافت کا انکار کر دے، لیکن کسی ایک کے انکار کے باوجود بھی اس خلافت میں نقص لازم نہیں آتا۔

Marfat.com

اِسی طرح اگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آپؑ کو اپنا وصی فرمایا ہے تو آپ سے یہ منصب تمام دنیا بھی مل کر نہیں چھین سکتی۔

ایسے ہی اگر سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جناب مولا مشکل کشا کو اپنا وارث قرار دیا ہے تو بخدا قیامت تک آپ ہی اس منصب پر قائم رہیں گے، کسی دُوسرے کی مداخلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد وَمَا یَنطِقُ عَنِ الھَوٰی کی تفسیر اور عین فرمانِ خُداوندی ہے۔اور کسی کو خُدا اور رسولؐ کی طرف سے دیۓ گیۓ اعزازات کوئی دوسرا چھین سکتا ہے۔

اور اگر اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب شیرِ خُدا علیہ السلام کو تمام مومنوں کا ولی اور مولا بنایا ہے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کا یہ حقِ ولایت کوئی دوسرا چھین لے۔

ہم حقائق پسند حضرات کو اس مقام پر پھر دعوتِ غور وفکر دیتے ہیں کہ اگر علی علیہ السلام کو خلیفہ بلافصل ماننا ہے تو اُسی طرح تسلیم کرو جس طرح تاجدارِ مدینہؐ نے آپ کو خلافتِ کُبریٰ تفویض کی تھی ،اور یہ وہی خلافتِ کُبریٰ ہے جو جناب شیرِ خُدا علیہ السلام کی اُولادِ طاہرہ کی طرف یکے بعد دیگرے منتقل ہوتی رہی اور گیارہ اماموں کے بعد اب یہ نعمتِ عظیمہ اور غیر مترقبہ جناب امام مہدی آخرالزّمان علیہ السلام کو تفویض ہوگی۔

آخر پر ایک بار پھر سمجھ لیں کہ اگر حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم

Marfat.com

خلیفہء بلافصل تھے تو پھر یقیناً آپ سے خلافت چھن گئی ہوگی اور ماننا پڑے گا کہ آپ اُس نعمت سے اُسی وقت محروم ہو گئے۔

اور اگر جناب حیدر کرار علیہ السّلام خلیفہ بلافصل ہیں تو آپ کی خلافت چھن جانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔

اِنہی الفاظ پر اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے دوسرے گروہ کی سُنیئے۔

علیؑ کے لئے امامتِ کُبریٰ نہیں

جب دو فریقوں کی آپس میں ٹھن جاتی ہے تو ایسی کئی گفتنی اور ناگفتنی باتیں ہو جایا کرتی ہیں، جن کو معیار بنا لینے سے حقیقتوں کا وجود تک چھپ جاتا ہے۔

فنِ مناظرہ سے واقفیّت رکھنے والا طالب علم جانتا ہے کے مناظرے کی ہار جیت کا انحصار اکثر طور پر منطقی دلائل اور مناظرہ کی قوّتِ بیانیہ پر ہوتا ہے۔

اگر مناظر حقائق کے کوہسار و ابحار کو سینے میں بند کر لینے کے بعد منطقی اِستدلال اور قُوّتِ بیانیہ سے محروم ہو تو اس کا میدانِ جدَل سے سُرخرو ہو کر آنا کسی مُعجزہ کا آئینہ دار ہی ہو سکتا ہے ورنہ اکثر طور پر نتیجہ اس کے برعکس ہی ہوتا ہے۔

بہر حال! اس پیش منظر کی عکاسی کا مقصد محض یہ ہے کہ حضور رسالت

Marfat.com

مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا تمام تر مقدّس و مطّہر خاندان بالعموم اور سیّد نا حیدرِ کرار علیہ السلام کی ذاتِ اقدس بالخصوص چودہ صدیوں سے جانبین کی گفتنیوں اور ناگفتنیوں کا ہدف بنے ہوئے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ علی مع الحقّ اور حقّ مَعَ العلیِّ ہے اور بلاشُبہ سیّدنا حیدرِ کرار علیہ السلام سراپا حق اور حق کے امام ہیں۔ اور آپ کا حق ہونا نہ ہونا تو حق ثابت کرنے والوں کا محتاج ہے اور نہ ہی وہ باطل کے نام کے ساتھ موسوم ہونے سے متاثر ہوتا ہے۔

تاجدارِ مُملکتِ رُوحانیت، شہریارِ سلطنتِ طریقت، اَمیر المومنین، امام المتقین، قائد الغر المحجلین، خلیفۃ المسلمین وارث ووصیِّ رسول، نائبِ رسول جانشین رسول، اخیِ رسول، سیّدنا و مُرشدنا حضور ولائت مآب غالبِ علیٰ کلِ غالب علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی اِمامت و خلافتِ کُبریٰ کے اثبات پر اہلِ طریقت حضرات نے جو کچھ اب تک تحریر کیا ہے اگر ایک جگہ پر مجتمع ہو جائے تو ہزاروں صفحات سے بھی متجاوز کر جائے، مگر جانبین کے جدل و مناظرہ کا نتیجہ جو ہمارے سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک فرقہ کے کچھ لوگوں کے آپ کی خلافت و امامتِ کُبریٰ کو ایک مخصوص قسم کا لبادہ اوڑھانے کی کوشش میں دوسرے فرقہ کے کچھ لوگ سرے سے ہی آپکی خلافت و امامتِ کُبریٰ کا انکار کر بیٹھے۔

Marfat.com

تعجّب خیز اور حیرت انگیز

سیّدنا حیدرِ کرار علیہ السلام کی خلافتِ علیہ اور امامتِ کُبریٰ کا انکار کر دینے سے زیادہ سے زیادہ یہی حاصل کیا جا سکتا ہے جو اُس شخص نے حاصل کیا تھا جو آفتابِ عالمتاب کو نصف النہار پر دیکھ کر پہلے تو کمرے میں بند ہو گیا اور پھر آنکھیں بند کر کے چلانے لگا کہ آفتاب یا تو طلوع ہی نہیں ہوا یا غروب ہو گیا ہے۔

بہر کیف! حضرت علی علیہ السلام کی خلافت و امامتِ روحانیہ کو دُنیوی رنگ آمیزی سے پیش کرنے والے حضرات کو بھی تعصّب سے بالاتر نہیں کیا جا سکتا تاہم اِس تعصّب یا ناحق آشنائی کا یہ توڑ انتہائی تعجب انگیز اور حیرت انگیز ہے کہ سرے سے آپ کی خلافت و امامتِ کُبریٰ کا انکار کر دیا جائے اور اس انکار کے لئے اُن لوگوں کی منفی تحریریں پیش کی جائیں جنہوں نے اس کے اقرار و اثبات میں سینکڑوں صفحات تحریر کر رکھے ہوں۔

خطرناک صُورت

جدل و مناظرہ ایک ایسا بھیانک اور ہولناک راستہ ہے جو کبھی منزل آشنا نہیں ہونے دیتا اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس فن کو بلندیوں سے ہمکنار کرنے والے بزرگوں کی تحریریں نہ صرف اجتماع الضّدین ہو کر رہ جاتی ہیں بلکہ اُن کی بزرگی کا بھی بھرم کھول دیتی ہیں۔

Marfat.com

آئندہ صفحات میں ہم شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی متعدد صفحات پر پھیلی ہوئی ایک ایسی طویل تحریر پیش کررہے ہیں جو اگرچہ اُنہوں نے مولا مرتضیٰ شیرِ خُدا سیّدنا علی علیہ السلام کی امامت و خلافتِ کُبریٰ کو لُٹوا بیٹھنے والوں کے ردِّ عمل کی صورت میں زینتِ قرطاس کی ہے مگر فی الحقیقت آپ کی اس تحریر کا ایک ایک لفظ چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ ردِّ عمل کا طریق عالمانہ ہوتے ہوئے بھی مناظرانہ ہوگیا ہے۔ اور مناظرہ کی صورت میں شاہ صاحبؒ ہرگز ہرگز اپنے قلم پر قابو نہیں رکھ سکے، اور کچھ ایسی باتیں تحریر کر گئے ہیں جن کا اُن کے نام منسوب ہونا ایک نہایت ہی خطرناک ترین صورت اختیار کر چکا ہے۔

اس لئے کہ ایسے خود ساختہ دلائل کی تکذیب کے لئے تین ایسے مضبوط ذرائع موجود ہیں جو ایک دُوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔

پہلا ذریعہ! شاہ صاحب کی اپنی ہی وہ بے شمار تحریریں جو تصوّر بالا کے برعکس ہیں۔

دُوسرا ذریعہ! آپکے والد شاہ عبدالرحیم صاحب کے بے شمار لطائفِ طریقت و شریعت۔

تیسرا ذریعہ! آپکے بیٹے شاہ عبدالعزیز صاحب کی مضبوط تر تحقیقِ انیق۔ بہرکیف! ہم اپنے موقف کو قوت دینے کیلئے یقیناً ان ذرائع سے بھی افادہ کرینگے، تاہم پہلے شاہ ولی اللہ صاحب کی تصوّراتی نگارشات ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

یہ آیت
حضرت علیؓ کے حقّ میں نہیں

آیتِ کریمہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ کے ضمن میں درج ذیل طویل ترین عبارت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی مشہور کتاب ''اِزالۃ الخفاء'' سے متناً وترجمتاً بلفظہٖ نقل کی جارہی ہے، ترجمہ مولانا اشتیاق احمد دیوبندی کا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد !

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۔

﴿۵۔۵۵﴾

جس کو شیعہ حضرات نے حضرت علی المرتضیٰ کے حق میں بیان کیا اس آیت کا سیاق مُرتدین کا ذکر اور اُن کے ساتھ جہاد ہے

قولہ تعالیٰ '' اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ '' سیاق آیت ذکر مرتدین است وجہاد بایشاں ایں معنی باتفاق مفسرین درحق حضرت ابوبکر صدیق است، قالہ قتادہ

Marfat.com

مُحقّقین کے حقّ میں ہے

مؤرّخین میں سے کون ہے جو یہ یاد رکھتا ہے کہ اس لمبی اور دراز مُدّت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سوا کوئی اور بھی تھا جو یہ وصف رکھتا تھا کہ اُس نے لوگوں کو جمع کر کے مرتدین کے ساتھ قتال کیا۔ اور لفظِ اِنَّما کلام عرب میں جملہ سابقہ کی دلیل اور اس کی تحقیق وتثبیت کے لئے آتا ہے۔

معنٰے یہ ہوئے کہ اے مُسلمانو! عرب کے اِرتداد اور ان کے اِجتماع سے تُم کیوں ڈرتے ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کے تُمہارا کارساز درحقیقت خُدا ہے جو کہ اِلہام کرتا ہے اور اِلہام کے ذریعہ سے تدبیرِ اَمور فرماتا ہے اور اس کا رسول کہ جہاد پر ترغیب کا سلسلہ عالم میں اُسی کی ذات سے وابستہ ہے۔ اور وہ دُعائے خَیر سے اپنی اُمّت کی مدد کرتا ہے۔ اور ظاہر ﴿ واسباب کے درجہ ﴾ میں مُحقّقین اہلِ ایمان ہیں جو کہ اقامت وصلوٰۃ اور ایتاءِ زکوٰۃ اور

والضحاک والحسن بصری وحوادثے کے دو عالم پیدا شد اول دلیل است براں از میان ازیں مورخین کیست یاو دارد کہ کسے دریں مدت متطادلہ بوصف جمع رجال نصب قتال با مرتدین نمودہ باشد سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوم آنکہ یوتون صیغہ مضارع است دلالت می کند بر استمرار تجددی

Marfat.com

اس کی حمد وثناء کرنے کے اوصاف اور خشوع سے مُتصّف ہیں اور داعیہ الٰہیہ کے تحمّل کی اہلیّت رکھتے ہیں۔ اور خُدا تعالیٰ ان کے ہاتھ پر اصلاحِ عالم کی تکمیل فرماتا ہے۔

حاصِل یا لاَ حاصِل

الحاصل آیت مذکورہ اِنما ولیکم سیاق وسباق کی شہادت سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور اُن کی اور اُن کے متابعین کی طرف تعریضیں کرتی ہے۔ اور اگر صیغہ کے عموم سے ہم دلیل پکڑیں تو تمام محققین کو ﴿یعنی اِن سب کو جنہوں نے اس سلسلہ میں مساعی محقق ہوئیں﴾ شامل ہے اور اسی بناء پر ابوجعفر محمدؒ بن علی الباقر علیہ السلام نے جب اُن سے کہا گیا کہ یہ آیت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو فرمایا کہ وہ بھی ان مومنین میں سے ہیں۔ اخذ کیا اس کو بغوی نے اور جابر بن عبداللہ کا یہ قول ہے کہ یہ عبداللہ بن سلام کے حقّ میں نازل ہوئی جب کے اُن کو اُن کی

پس اگر مفید فتحیا شیص شود بحال می باید کہ چندیں دفعہ ایتاز کوٰۃ در حن رکوع بعمل آمدہ باشد و یک بار کفائت کند و الا قائل بہ،

ولفظ انمّا کلام عرب برائے دلیل جملہ سابقہ و تحقیق وتثبیت او می آید یعنی اے مسلمان از ارتداد عرب وجموع متجمعہ چرا می ترسید غیر ازیں نیست کہ کارساز

Marfat.com

قوم نے چھوڑ دیا تھا۔ اب مبتدعین کی کج روی کا تماشا دیکھو کہ اس سیاق و سباق کو چھوڑ کر اپنی ہوائے باطل کی ترویج کے کس طرح پیچھے پڑے ہیں، زیدی نے اساس میں کہا قول باری تعالیٰ والذین آمنوا سے تنہا علی علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ اس پر مفسرین واہلِ تواریخ کا تواتر واقع ہوا ہے۔ صیغہ جمع سے آیت کا ورود ہوا یہ اطلاق العام علی الخاص کی قسم میں سے ہیں اور اس کی نظیر یہ ارشاد ہے۔

هم الذين يقولون

تواتر کہاں ہے

یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہیں اُن پر کچھ مت خرچ کرو۔ اور مراد اس سے تنہا ابن اُبی ، ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ شخص جس تواتر کو منہ سے نکال رہا ہے وہ یہاں نہیں ہوسکتا، تواتر

شما در حقیقت خدا است کہ الہام می کند و تدبیر امور ہارا الہام می فرماند و رسول او کہ سر رشتہ ترغیب بر جہاد و در عالم آوردہ است و بدعائے خیر دستگیر خود است و در ظاہر محققین اہل ایمان کہ باقامت صلوۃ و ایتاء زکوۃ بوصف نیائش وخشوع متصف اند و اہلذ داعیہ الہیہ دارند و خدائے تعالیٰ بر دست ایشاں اصلاح عالم ای فرمائد۔

Marfat.com

کے معنے یہ ہیں کہ ایک جماعتِ عظیم کو اتنے لوگوں کا عادۃً کذب پر جمع ہونا محال ہو وہ کسی چیز کو حس سے ادراک کر لیں اور اُس اپنے ادراک کی خبر لیں۔

یہاں پر حس کوئی نہیں ہو سکتی بجز سمع کے صادق و مُصدق علیہ السلام سے۔ اور اس بارے میں کوئی مرفوع بھی ثابت نہیں تو اتر کہاں سے آ جائے گا۔ اور تواتر کے اصطلاحی معنے مردانہ لئے جائیں۔ تو یہ منع کی حد میں داخل ہے۔ جیسا کہ حضرت جابرؓ اور حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت گذر چکی ہے۔ بلکہ یہ تاویل خود ایک امر مختلف فیہ ہے۔ اس میں تامل کرنا چاہیئے۔ اگر قاعدے کے مطابق ہو تو ہم لے لیں اور خلاف قاعدہ ہو تو ردّ کریں۔

پس انما ولیکم بشھادۃ سیاق وسباق نازل است در باب ابوبکر صدیق وتعریض است باؤ و متابعان اؤ واگر بعموم صیغہ متمسک شویم جمیع محققین را شامل است، قال ابو جعفر محمد بن علی الباقر حین قیل لہ انہا نزلت فی علی قال ہو من المومنین اخرجہ البغوی وقال جابر بن عبداللہ نزلت فی عبداللہ بن سلام لما ہجرہ قومہ حالا زلیغ این مبتدعان را تماشا کن کہ ایں سیاق وسباق را گذشتہ در پے ترویج ہوائے باطل خدا افتادہ اند،،

Marfat.com

پھر ہم کہتے ہیں کہ کونسی ضرورت پیش آئی کہ لفظ عام کے معنی خاص مُراد لینے چاہئیں، بالخصوص جب کے لفظ جمع کو مُفرد مراد لینا ہو تو اس قسم کی تاویل بعید کے لئے قرینہ قویہ ہونا چاہیئے اور ایسا قرینہ کہاں ہے؟

قال الزبیدی فی الاساس المعنی لقولہ "والذین آمنوا علی وحدہ لوقوع التواتر بذالک من المفسرین بلفظ الجمع من باب الطلاق العام علی الخالص ونظیرہ قولہ تعالیٰ "لھم الذین یقولون لاتنفقوا علی من عندہ رسول اللہ" والمعنی بہا ابن ابی وحدہ اما تواترے کہ بآں تفوۃ می کند ممنوع است، معنی تواتر آں است کہ جماعۃ عظیمہ کہ تواطور ایشاں عادۃ بر کذب ممتنع باشد بحس ادراک کردہ باشند چیزے را و خبر دہند از اں ادراک خویش ایں جا حس غیر سمع از صادق مصدوق نمی تواند بود ہیچ حدیث مرفوع ثابت نیست چہ جائے تواتر۔

واگر بجماعہ از لفظ تواتر اتفاق ارادہ کردہ شود آن در حیز منع است لما مر جابرؓ والباقرؒ بلکہ ایں تاویل امریست مختلف فیہ تامل می باید کرد در آں اگر بر قاعدہ باشد اخذ کنیم و اگر خلاف قاعدہ است رد نمائیم،

باز می گوئم کہ کدام ضرورت پیش آمدہ کہ از لفظِ عام معنی خاص ارادہ می باید کرد بتخصیص آں کہ از جملہ جمع مفرد را مراد باید گرفت ایں قسم تاویل بعید را قرینہ قویہ می بائد و آں قرینہ کجا است،

Marfat.com

اختراعی قِصّہ

فقیر کا ظن جو کچھ کام کر سکا ہے وہ یہ ہے کہ بعض لوگ بطریقِ تعریض اس لفظ سے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو سمجھے ہوں اور تعریض ایک جُدا امر ہے۔ تخصیص عام سے، اس جگہ عام اپنے عموم پر باقی رہتا ہے اس کے باوجود قرائن دلالت کرتے ہیں۔ عام میں صرف فردِ واحد کے داخل ہونے پر بلکہ اس بات پر کہ بات کا یہ اندازِ بیاں اسی کے لئے تھا۔ جیسا کہ تعریضات کی فصل میں، ہم نے مفصل لکھا ہے۔ لیکن یہ شخص اپنی قلت معلومات کے سبب اس معنے کا آشنا نہیں ہے۔ اس لئے تخصیص پر محمول کر رہا ہے ہم پھر کہتے ہیں کہ یہاں تعریض اُس وقت صادق آئے گی جب کہ وَهُمْ رَاكِعُونَ حال واقع ہو نہ یؤتون الزکوٰۃ سے۔

آنچہ ظن فقیر کاری کمند آں است کہ بعض مردم بطریقِ تعریض حضرت مرتضیٰؑ را ازیں لفظ فہمیدہ باشند و تعریض امر جدائی است غیر تخصیص عام ایں جا عام بر معنی عموم خود باقی است معہذا قرائن دلالت می نمایند بر دخول فردِ واحد در عام بلکہ بر آنکہ سوق کلام برائے او بودہ است چنانچہ در فصل تعریضات بسط نموریم لیکن ایں شخص بسبب قلت معلومات خود بآں معنی آشنا نیست بر تخصیص فرد می آرد۔

Marfat.com

بار بار انگوٹھی دیتے

اور وہ قصہ مخترعہ حضرت علی سے مکرر واقع ہوا ہو اور دونوں باتیں ممنوع ہیں تین وجہ سے نمبرایک وَھُم رَاکِعُونَ حال واقع ہوا ہے بعد ایسے دو جملوں کے جو ایک ہی نسق پر ارشاد ہوئے ﴿یعنی یقیمون الصلوٰۃ اور یؤتون الزکوٰۃ﴾ جو صلہ ﴿الذین﴾ کے احاطہ میں داخل ہیں اور مبتنی ہیں ضمیر جمع پر جو کہ اُن دونوں کی فاعل ہے تو ظاہر یہ ہے کہ دونوں جملوں سے حال واقع ہوا ہو اور اس صورت میں معنی مربوط نہیں ہوتے۔ کہ یہ صورت ہوگی کہ یقیمون الصلوٰۃ وھم راکعون، بخلاف اس کے یوں کہا جائے کہ! خاشعون اللہ فی اقامۃ الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ اللہ کے لئے

بازمی گوئم کہ ایں جا تعریض دقتے راست بیاید کہ وہم راکعون حال واقع شود از یوتون الزکوٰۃ تنہا و آں قصہ مخترعہ مکرر از مرتضیٰ واقع شدہ و کلاہما ممنوعانِ بسہ وجہ یکے آں کہ وہم راکعون حال واقع شدہ بعد دو جملہ متناسقہ داخلہ در حیز صلہ در مبتنی بر ضمیر جمع کہ از ہر دو جملہ حال واقع باشد و حسنیذ معنی مربوط نہ گردد کہ یقیمون الصلوٰۃ وہم راکعون بخلاف آنکہ گوئم وہم خاشعون اللہ فی اقامتہ الصلوٰۃ وایتا الزکوٰۃ یا گوئم یقیمون الصلوٰۃ المفروضۃ ویوتون الزکوٰۃ الکتوبتہ وہم راکعون مواظبون علی النوافل،

Marfat.com

عاجزی کرنے والے ہیں، نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے میں یا یوں کہیں "یقیمون الصلوٰۃ المفروضۃ ویؤتون الزکوٰۃ المکتوبۃ وھم راکعون مواظبون علی النوافل"، فرض نمازیں قائم رکھتے ہیں اور فرض زکوٰۃ ادا کرتے ہیں دراں حالیکہ وہ رکوع کرنے والے ہیں، یعنی نوافل پر مواظبت رکھنے والے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ یؤتون صیغہ مضارع ہے جو دلالت کرتا ہے استمرار تجددی پر، تو اگر یہ حال سے مقید ہوگا تو چاہیئے کہ بار بار زکوٰۃ دینا رکوع کے وقت عمل میں آیا ہو اور ایک بار کا عمل استمرار تجددی کے لئے کافی نہیں ہوتا اور کوئی اس کا قائل نہیں۔

یہ بھی کوئی اِعزاز ھے

تیسری وجہ یہ ہے کہ جو توجیہہ ہم نے اختیار کی ہے وہ تہذیب نفس

دوم آنکہ یؤتون صیغہ مضارع است دلالت می کند بر استمرار تجددی پس اگر مقید شود بحال می باید کہ چندیں دفعہ ایتاز کوٰۃ درحین رکوع بعمل آمدہ باشد و یک بارلم آیت نمی کند ولا قائل بہ

سوئم آنکہ توجیے کہ ما اختیار کردیم ادخل است در تہذیب نفس و اوفق است بکتاب وسنت زیرا کہ خشوع در وقت صلوٰۃ وصدقہ مطلوب شرعی است و

Marfat.com

میں بڑا دخل رکھتی ہے۔ اور کتاب وسُنّت کے ساتھ پُوری موافقت رکھتی ہے اس لئے خشوع نماز کے وقت میں اور صدقہ دونوں مطلوبِ شرعی ہیں اور ہزاروں دلائل شرعیہ اُن کے مطلوب ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اِسی طرح فرائض کو قائم رکھنا اور نوافل پر مواظبت شریعت میں ممدوح ہے اور افرادو بشر کی فضیلت واکملیت کا ان پر مدار واقع ہوا ہے۔ بخلاف رکوع کے وقت صدقہ دینے کہ کوئی مناسب الاصدِ شرعیہ کے ساتھ اس میں واضح نہیں ہے بجز اس کے کہ صدقات میں مسارعت پر فی الجملہ دلالت اور اِس صورت میں حُسنِ عبارت یہ ہوگی کہ یُوں کہیں گے وھم یسارعون فی الصدقہ خصوصیّتِ رکوع کا اس میں کوئی دخل نہیں کہ مدح اس پر دائر ہو۔

ہزاراں دلیلِ شرعی بر مطلب آں دلالت می نماید وہمچناں اقامت بر فرائض یا مواظبت بر نوافل ممدوح است در شریعت سو مار افضیلت واکملیت اِفراد بشر واقع شدہ بخلاف صدقہ دادن در وقت رکوع کہ ہیچ مناسبت مقاصد شریعہ پیدا نمی کند الا آنکہ فی الجملہ دلالت دارد بر مسارعت در صدقات وحینئذٍ حسن عبارت آں باشد کہ گویند وھم یسارعون فی الصدقۃ خصوصیت رکوع ودا خلے ودر حکایت ایں ماجرا دست بر مشرکان عرب بابلغ و جود کہ می گفتند لولا انزل ہذاالقرآن علیٰ رجل من القریتین عظیم چوں معنی آیت . انستہ شدمی گوئم ایں جا

Marfat.com

مت تسلیم کریں

پھر اگر ہم تسلیم کرلیں کہ یہ آیت حضرت مرتضیٰؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے تو زیادہ سے زیادہ دلالت اس بات پر ہوگی کہ حضرت علی المرتضیٰؓ مسلمانوں کو مدد دینے والے ہیں اور یہ بات حسبِ واقعہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے مرتضیٰ ﴿علیہ السلام﴾ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مواقع قتال میں توفیقِ عظیم عطا فرمائی تھی یہاں تک کہ ان سے امورِ عجیبہ کا ظہور ہوا جیسا کہ روزِ بدر اور غزوۂ اُحد میں آپ کا معاملہ کرنا اور عمرو بن عبدود کو قتل کرنا غزوۂ خندق میں اور واقعہ خیبر میں قلعہ کا فتح کرنا اور اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں۔ اور یہ نصر مُسلمین ﴿یعنی مسلمانوں کی مدد﴾ تھی خلافت کہاں سے مفہوم ہوگئی اور دوسرا تحقیقی امر یہ ہے،

کہ قُرآن میں جس جگہ لفظِ ولایت آیا ہے اُس کے معنی نصرت یعنی

اصلاً ذکر خلافت نیس و مدلول آیت با مسئلہ ما مسا سے نہ دارد و ذکر نبوت و وحی است وعلی التسلیم لفظ ظالم حقیقتا بر شخصے مطلق است کہ در وقت وقوع مضمون جملہ باشد نہ ہر شخصے کہ در زمانے کہ قبل اُوست یا بعدِ اوست ظالم بود اطلاق عصیر بر خمر یا خمر بر عصیر مجاز است بالاتفاق وابوبکر صدیق در وقت نیل خلافت ظالم نہ بود،

Marfat.com

مدد لئے گئے ہیں۔سورۃ انفال میں ہے اِنَّ الَّذِینَ آمَنُوا وَھَا جرو اء الخ ﴿۸۔۷۲﴾ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے ہجرت کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے راستہ میں جہاد بھی کیا اور جن لوگوں نے رہنے کو جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دُوسرے کے رفیق ہیں اور جو ایمان لائے اور گھر نہیں چھوڑا تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں جب تک کہ وہ گھر نہ چھوڑ آئیں اور اگر وہ تُم سے مدد چاہیں دین میں تو تم کو لازم ہے اُن کی مدد کرنی۔

اور سورۃ مائدہ میں ہے،

لا تتخذو ا الیھود ، الخ ﴿۵،۵۱﴾

اے ایمان والو! مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو دوست وہ آپس میں یارو مددگار ہیں ایک دوسرے کے ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔خصوصاً اس آیت میں سیاق وسباق نُصرت کے معنے پر صاف صاف دلالت کر رہا ہے۔کیونکہ اوّل یہ فرما کر پھر آگے یہ فرماتے ہیں۔

یاایھا الذین آمنوا من یرتد ، الخ ﴿۵،۵۴﴾

اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم پیدا کر دے گا جن کو اللہ تعالیٰ سے محبّت ہو گی اور اللہ تعالیٰ کو اُن سے محبّت ہو گی۔الخ اور یہ نصرت کی طرف ہی اشارہ ہے اس کے بعد فرماتے ہیں،

ومن یتول اللہ ، الخ ﴿۵۔۵۶﴾

Marfat.com

اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھے گا اور اس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بے شک غالب ہے،

اور یہ نُصرت کے معنی صریح ہے۔ انصاف کرو کے یہ دلیل فی نفسہٖ حضرت مرتضیٰؑ کی خلافت کے وجوب پر دلالت کرتی ہے؟ یا ہوائے نفس کی بیماری سے اپنے سینے کو ہلکا کرنے کے لئے دُور دراز سے کھینچ کر اپنے مدّعا پر آیت کو ڈال دیا ہے۔

مفکرّ اسلام شاہ ولی اللہ صاحب کی فکر انگیزیوں کا سلسلہ ابھی جارہی ہے۔

زیبِ عُنوان آیت کے ضمن میں مخالفین کی پیش کردہ یہ حدیثِ رسول کہ اَے علی کیا تُم اِس پر خُوش نہیں کہ تُم مجھے اَیسے ہو جیسے موسیٰ کو ہارون، اب شاہ صاحب کے زیرِ تبصرہ ہے مُلاحظہ فرمائیں۔

جیسے موسیٰؑ کو ھارونؑ

اصل قصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم غزوۂ تبوک کی طرف متوجّہ ہوئے اور حضرت علی اَلمرتضیٰ ﴿علیہ السلام﴾ کو اپنی خانگی

قولہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی اصل قصہ آں است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

مصلحتوں کی وجہ سے گھر میں چھوڑا۔ اس کی وجہ سے ایک گُونہ ملال حضرت مُرتضیٰؑ کے دل میں پیدا ہوا کہ جنگ کے وقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ نہ ہونگے۔

تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کیا تُم اس سے خُوش نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ وہ ہو جو ہارونؑ کا مرتبہ تھا موسیٰؑ کے ساتھ

متوجہ شد بغزوۂ تبوک وحضرت مرتضیٰ را در خانہ گذاشت بجہت مسلحت خانہ خود ازیں وجہ گونہ ملالے بخاطر حضرت مرتضیٰؑ بہم رسید کہ وقتِ جنگ چرا ہمراہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ باشد۔

آنحضرت فرمود والا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلتہ ہارون من موسیٰ اخرج الترمذی والحاکم من حدیث سعد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یقول لعلی وخلفہ فی بعض مغازیہ فقال لہ علی یارسول اللہ تخلفنی مع النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلتہ ہارون من موسیٰ الا انہ لانبوۃ اجدی حاصل آں است کہ حضرت موسیٰ دروقت غیبت خود از بنی اسرائیل بسوئے طور حضرت ہارون خلیفہ ساخت پس حضرت ہارون جمع کرد درمیان سہ خصلت از اہل بیت حضرت موسیٰ بود و خلیفہ او بود بعد غیبت بنی بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چوں مرتضیٰ را خلیفہ ساخت در غزوۂ تبوک حضرت مرتضیٰؑ،

Marfat.com

اخذ کیا ترمذی اور حاکم نے سعد کی حدیث سے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمارہے تھے اور بعض غزوات میں آپ نے اُن کو نائب بنا کر چھوڑ دیا تھا تو حضرت علی ﴿علیہ السلام﴾ نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں کے پاس چھوڑ رہے ہیں تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ وہ رہا جو ہارونؑ کا مرتبہ تھا موسیٰؑ کے ساتھ بجز اس کے کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔

امامت بھی گئی

حاصل یہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے طور کی طرف جاتے ہوئے اپنی

تشبہ پیدا کرد بحضرت ہارون در دو خصلت ثالثہ کہ نبوت است ایں معنی بخلافت کبریٰ کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باشد ہیچ ربطے نہ دارد،

زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در ہر غزوہ شخصے را امیر مدینہ مقرر می ساخت خلافت کبریٰ دیگر است وخلافت صغریٰ در وقت غیبت از مدینہ واگر دلالت کند بر آنکہ مرتضیٰ حقیق است بانکہ تفویض امور باو فرمانید،

Marfat.com

غیر حاضری تک بنی اسرائیل پر حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ تو حضرت ہارون میں یہ تین خوبیاں جمع ہو گئیں تھیں۔

﴿۱﴾ یہ کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اہلِ بیت میں سے تھے۔

﴿۲﴾ اُن کی عدم موجودگی میں اُن کے خلیفہ ہوئے۔

﴿۳﴾ یہ کہ نبی تھے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب حضرت علی المرتضیٰ ﴿علیہ السلام﴾ کو خلیفہ بنایا غزوۂ تبوک میں تو حضرت علی المرتضیٰ ﴿علیہ السلام﴾ نے حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ دو خوبیوں میں مشابہت حاصل کر لی۔

اوّل نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی غیبت کے وقت اُن کی خلافت دوسری اہلِ بیتِ نبوت میں سے ہونا۔

تیسری خوبی جو نبوّت تھی اُس میں مشابہت نہ ہوئی۔ یہ مفہوم خلافتِ کبریٰ کے ساتھ جو آنحضرتؐ کی وفات کے بعد ہو گی کوئی ربط نہیں رکھتا کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہر غزوے میں کسی شخص کو امیرِ مدینہ مقرر کرتے تھے۔

خلافتِ کُبریٰ

خلافتِ کُبریٰ اور بات ہے اور خلافتِ صُغریٰ مدینہ سے غیر حاضری

Marfat.com

کے وقت میں اور بات ہے۔ اور اگر یہ ارشادِ نبوی اس بات پر دلالت کرے کہ حضرت علی المرتضیٰ ﴿علیہ السلام﴾ اس بات کے حق دار ہیں کہ اُمورِ مُہمّہ اُن کے سپرد فرمائیں تو اِس خیال کا ہمارے مذہب سے کوئی اختلاف نہیں اور اگر آں حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مُراد خلافت کبریٰ ہوتی تو آپ حضرت یوشع کے ساتھ تشبیہ دیتے جو حضرت مُوسیٰ کے خلیفہ ہوئے ان کی وفات کے بعد کیونکہ حضرت ہارُون حضرت مُوسیٰ کی بجانب طُور غیبت کے وقت ان کے خلیفہ ہوئے تھے نہ ان کی وفات کے بعد حضرتؑ ہارون کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چند سال قبل ہوئی۔

اب شیعوں کی ہٹ دھرمی دیکھنے کے قابل ہے کہ اس دلیل کو صحیح

این معنی با مذہب ما خلافت ندارد و اگر مُراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلافتِ کبریٰ می بود تشبیہ می داد بیوشع کہ خلیفہ حضرت موسیٰؑ بجانب طور خلیفہ او بود نہ بعد وفات او موت حضرت ہارون قبل حضرت موسیٰ است بچند سال حال تعنت شیعہ،

باید دید کہ برائے تصحیح این دلیل گفتہ اند ہذا یدل علیٰ ان جمیع المنازل الثابتۃ لہارون من موسیٰ ثابتۃ لعلی من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا صح الا ستثناء ومن المنازل الثابتۃ بہارون من موسیٰ استحقاقہ للقیام مقامہ بعد وفاتہ لو عاش لانہ لو عزلہ کان منفرا وذلک غیر جائز علی الانبیاء۔

Marfat.com

بنانے کے لئے کہتے ہیں کہ یہ کلام دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ تمام منازل ﴿مراتب﴾ جو ہارُون کے لئے ثابت ہیں مُوسیٰ کی جانب سے وہ تمام علی ﴿علیہ السلام﴾ کے لئے ثابت ہیں نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف سے اگر ایسا نہ ہوگا تو استثنا صحیح نہ ہوگا اور ان منازل میں سے جو ہارونؑ کے لئے موسیٰؑ کے لئے کی جانب سے ثابت ہیں وہ ان کا استحقاق ہے مُوسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اُن کا قائم مقام بننے کا اگر زندہ رہیں۔ کیونکہ مُوسیٰ علیہ السلام نے اگر اُن کو برخاست کر دیا ہوتا تو اس سے نفرت دلانے والے ہوتے اور انبیاء کے حق میں یہ جائز نہیں۔

اور نیز کہا ہے کہ ان منازل میں سے جو ہارُونؑ کے لئے مُوسیٰؑ کی جانب سے ثابت ہیں۔ یہ کہ وہ ان کے شریک تھے رسالت میں اور اس کے لوازم میں سے ہے استحقاق طاعت کا مُوسیٰؑ کی وفات کے بعد اگر وہ باقی رہیں تو ضروری ہوا کہ یہ سب اُوصاف ثابت کئے جائیں حضرت علی ﴿علیہ السلام﴾ کے لئے بھی سوائے اس کے کہ رسالت میں ان کی شرکت ممتنع ہوگئی تو واجب ہوا کہ بغیر رسالت کے اُن کو اُمّت پر اس حیثیت کے ساتھ اُن کی اطاعت واجب ہو باقی رکھا جائے۔ اور یہی معنے امامت کے ہیں۔ ہم جواب میں کہتے ہیں کہ ہارونؑ کے مرتبہ میں ہونا بہ نسبت موسیٰؑ کے تشبیہ کی ایک نوع ہے اور تشبیہ میں وہی اُوصاف معتبر ہوتے ہیں جو مشہور ہوتے ہیں اور زُبانوں پر اُن کا ذکر آتا رہتا ہے نہ کہ دُور دراز کے اوصاف، یہ ایسی ہی

Marfat.com

بات ہے کہ کوئی شخص " زید بمنزلة الاسد " زید شیر کے مرتبہ میں ہے زید کے شیر جیسے دانت اور لمبے بال بھی سمجھ بیٹھے، یا بیعت میں زید کی شرکت کا اِدراک کرے۔ حضرت ہارُون کی مشہور خوبیوں میں سے وہی تین خُوبیاں ہیں ﴿جو ہم نے ذِکر کی ہیں﴾ کوئی ذی عقل اِس قسم کے کلام سے بعد وفات خلافت کے استحقاق کے معنے نہیں سمجھ سکتا، خصوصاً اِس جوڑ کے لگا دینے کی وجہ سے۔

ٹھہرئیے اور دیکھئے

قارئین کرام کو یہ اندازہ تو ہو ہی چکا ہو گا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ زیبِ عنوان آیتِ کریمہ " انما ولیکم اللّٰہ و رسوله " کو کسی بھی صورت میں سیّدنا حیدرِ کرار علیہ السلام کے حق میں ماننے کے لئے تیار نہیں اور تردیدِ روافض کا فریضہ انجام دینے کے ساتھ ساتھ سیّدنا حیدرِ کرار علیہ السلام کا یہ عظیم اعزاز بہر صُورت دُوسروں کی جھولی میں ڈال دینے کا فرض بھی ادا کر رہے ہیں۔

چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکمل طور پر اِس امرِ خاص کا تہیّہ کر چکے ہیں اِس لئے ہر اُس روایت کا بھی پوری شد و مد کے ساتھ محاکمہ اور محاسبہ فرمانے کی قسم کھا چکے ہیں جس سے اِس آیتِ کریمہ کے حضرت علی علیہ السلام کے حق ثابت ہونے کی توثیق و تائید ہوتی ہے۔

Marfat.com

چنانچہ آپ ایسی تمام روایات کو پُورے اِہتمام کے ساتھ پہلے تو نقل فرماتے ہیں اور پھر بزورِ عقل اُس کو اِس قسم کے معنی پہنانے کی کوشش کرتے ہیں جو اُن کے مشن کی تکمیل میں کل پُرزوں کا کام دے سکیں، اور امیر المومنین، امام المتقّین سیّدنا حیدرِ کرّار علیہ السلام کی خلافتِ کبریٰ کی ناقابلِ تردید حقیقت کو سبوتاژ کرنے میں مددگار ثابت ہوسکیں۔

بہرکیف ! مولائے کائنات جنابِ حیدرِ کرّار علیہ السلام کے حق میں آنے والی زیرِ بحث آیتِ کریمہ کی توثیق و تائید سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا یہ فرمانِ اقدس بھی پورے طور پر فرماتا ہے کہ

"من کنت مولاہ فعلی هذا مولاہ"

یعنی جس کے ہم مولا ہیں، اُس کے علی مولا ہیں، لہٰذا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے مختلف اسناد سے آنے والی اُن روایات کا کثیر حصّہ نقل فرما رکھا ہے جن میں "من کنت مولاہ فعلی هذا مولاہ" کا فرمانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہے۔

شاہ صاحب قبلہ چاہتے تو اِس سلسلہ کی ایک روایت نقل کرنے کے بعد اپنے مقصد کو عملی جامہ پہنا سکتے تھے مگر شائد آپ نے اِس خیال سے تمام روایات یکجا کردی ہیں تاکہ بعد میں دُوسروں کو اِن میں سے کوئی دُوسری روایت پیش کرنے کی ہمت باقی نہ رہے۔

اگرچہ ہم نے بھی یہ تمام روایات باب "غدیرخم" میں نقل کررکھی ہیں

Marfat.com

اور اُنہیں بے شمار ثِقہ کتابوں کے حوالوں سے بھی مزّین کر رکھا ہے تاہم یہاں پر بھی یہ روایات شاہ صاحب کی تالیف "ازالۃ الخفاء" کی وساطت سے اِس ضرورت کے تحت نقل کی جارہی ہیں کہ شاہ صاحب کی موجودگی میں ذُرّیت کو کم از کم یہ تو باور کرایا جاسکے کہ شاہ صاحب اِن روایات کو تمہاری طرح واہی اور باطل نہیں سمجھتے، بلکہ اِن سب روایتوں کو صحت مند مان کر غیر صحت مند تبصرے کی نذر کرتے ہیں اور پھر مترجم صاحب نے خطوطِ وحدانی کا سہارا لے کر جن خطوط پر کام کیا ہے وہ شائد شاہ صاحب کے بس میں بھی نہیں تھا۔

بہر نوع ! اِنہی الفاظ پر اِس وضاحتی مضمون کو ختم کیا جاتا ہے اور شاہ صاحب کی کتاب سے وہ تمام تر روایات نقل کی جاتی ہیں جن سے مولا مُشکل کُشا، شیرِ خُدا کے ہر اُس مومن کا مُولا ہونا ثابت ہوتا ہے جس کے حضور رسالت مآب التحیّات والتسلیمات مولا ہیں۔

دوستی کا حُکم دیا تھا

اصل قصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو یمن کی جانب بھیجا، وہاں اُن کے اور ان کے لشکر والوں کے درمیان کچھ ناگواری واقع ہوگئی۔ جب حجّۃ الوداع میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حضرت علی الُمرتضیٰ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب حاضری سے مشرف ہوئے تو آپ کے لشکر والوں نے آنحضرت صلّی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سامنے شکایت پیش کی،

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے چند روز توقف فرمایا اور حضرت علی المرتضٰی علیہ السّلام سے حقیقتِ حال دریافت کی ۔ جب اصل قصّہ آپ کے خیالِ مبارک میں منقح ہو گیا تو آپ کو لشکر والوں کی آپ کے ساتھ سرکشی معلوم ہوگئی۔

حجۃّ الوداع سے واپسی کے دَوران میں آپ نے اہلِ بیت کے ساتھ حُسنِ سلوک کے بارے میں ایک خطبہ پڑھا اور آخرِ خطبہ میں مَروی ہے کہ آپ نے حضرت علی المرتضٰی کے ساتھ تُند کلامی پر لوگوں کو جھڑکا اور اُن کے ساتھ دوستی رکھنے کا حُکم دیا۔

لیکن دَر حقیقت

اخذ کیا مُسلم نے بروایت اسماعیل بن ابراہیم از ابی حبان از زید بن حبان ، اُنہوں نے بیان کیا کہ میں حصین بن سبرہ اور عمر بن مُسلم زید بن ارقم کے پاس گئے، جب ہم اُن کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے کہا کہ اَے زید ! آپ کو خیرِ کثیر نصیب ہوئی کہ آپ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھا اور آپ کا کلام سنا اور آپ کے ساتھ جہاد کیا اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی بیشک اے زید ! آپ کو خیرِ کثیر نصیب ہوئی،

اے زید ! آپ ہم سے کوئی ایسی بات بیان کیجئے جو آپ نے

Marfat.com

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنی۔

زید نے فرمایا اے بھتیجے ! واللہ میری عمر بڑی ہوگئی اور میرا زمانہ پرانا ہوگیا اور بعض وہ باتیں جو میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُن کر یاد کی تھیں بُھول گیا ہوں تو جو کچھ میں نے تُم سے بیان کی ہیں اُن کو قبول کرو اور جو نہیں کیں اُن پر مجھے تکلیف نہ دو۔ پھر کہا کہ ایک دِن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارے سامنے خُطبہ دینے کے لئے اُس مقام پر کھڑے ہوئے جس کو خم کہا جاتا ہے جو مکّہ اور مدینہ کے درمیاں ہے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور وعظ ونصیحت کی، پھر فرمایا ! اما بعد، یادرکھو اے لوگو ! میں ایک بشر ہوں وُہ وقت قریب ہے کہ میرے ربّ کا قاصد

یازید خیرا کثیر رائت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یا ابن اخی واللہ لقد کبرت منی وقدم عہدی ونسیت بعض الذی کنت اعی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فما حدثنکم فاقبلوا ومالا فلا تکلفونیہ ثم قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ محمد اللہ دے واثنے علیہ دوعظ وذکر ثم قال اما بعد الا یا ایہا الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول وے فاجیب وانا تارک فیکم ثقلین اولہما کتب اللہ فیہ الہدیٰ والنور فتخذ وا بکتاب اللہ واستمسکو بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واہل بیتی ذکرکم اللہ فے اہل بیتے،

Marfat.com

آ جائے اور میں اُس کی دعوت قبول کروں اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں، اُن میں سے پہلی کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نُور ہے تو کتاب اللہ کو پکڑ واور اس کو سنبھالے رہو تو آپ نے کتاب اللہ پر لوگوں کو اُبھارا اور اُس کی طرف رغبت دلائی۔

کِس کِس کیلئے

پھر فرمایا ! اور ﴿دوسری چیز﴾ میرے اہلِ بیت ہیں، میں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں تُمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں ﴿کہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے﴾ میرے اہلِ بیت کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، تو اُن میں سے حصین نے کہا کہ اے زید ! اہلِ بیتِ نبی کون ہیں، کیا آپ کی بیبیاں اہلِ

فقال حصین ومن اہل بیتہ یا زید الیس نساءہ من اہل بیتہ قال نساء من اہل بیتہ ولکن اہل بیتہ من حرم الصدقۃ بعدہ قال ومن ہم قال ہم آل علی وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس قال کل ہولا وحرم الصدقۃ قال نعم ومن طریق محمد ابن فضیل وجریر عن ابی حبان نحو حدیث اسماعیل ومن طریق سعید بن مسروق عن یزید بن حبان نحوہ ایں قدر خود صحیح است مذکور در صحیح مسلم در زیادۃ قصہ امر ناس بموالاۃ مرتضیٰ ایں جانذکور نیست واہل حدیث داران زیادۃ مختلف اند طائفۃ صحیح دانند وطائفہ غریب مطلق ومیل بندہ ضعیف بآں است لیکن نہ بدرجہ حدیث مسلم اخرج الحاکم من طریق سلیمان الاعمش من حبیب بن ابی ثابت لمن زید بن ارقم۔

Marfat.com

بیت میں سے ہیں ؟ لیکن ﴿ درحقیقت ﴾ آپ کے اہلِ بیت وہ ہیں کہ آپ کے بعد جن پر صدقہ لینا حرام کیا گیا،

حصین نے کہا ! وہ کون ہیں ؟

زید نے فرمایا کہ وہ آلِ علی، آلِ عقیل وآلِ جعفر ہیں اور آلِ عباس ہیں۔

حصین نے کہا کہ کیا اِن سب پر صدقہ لینا حرام ہے ؟

زَید نے کہا ! ہاں

یہ اضافہ بھی ٹھیک ہے

اور بروایت محمد بن فضیل اور جریر از ابی حبان مثل حدیث اسماعیل ﴿ مذکورہ بالا ﴾ اور بروایت سعید بن مسروق از یزید بن حبان اُس طرح اتنی بات بلاشُبہ صحیح ہے جو صحیح مُسلم میں مذکور ہے اور حضرت علی المُرتضٰی کی موالاۃ کے قِصّہ کا اضافہ یہاں مذکور نہیں اور اِس اضافہ کے بارے میں اہلِ حدیث مختلف الرائے ہیں ایک جماعت نے صحیح قرار دیا اور ایک جماعت نے غریب مُطلق اور بندۂ ضعیف کا رجحان یہ ہے کہ یہ اضافہ بھی صحیح ہے لیکن حدیث مسلم کے درجہ میں نہیں، اخذ کیا حاکم نے بروایت سلیمان بن الاعمش من حبیب بن ابی ثابت از ابی الطفیل، زید بن ارقم،

Marfat.com

قریبی دوست

حاکم نے اور ترمذی نے بھی اُسی طرح مروی ہے عمران بن حصین سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک سَریہ بھیجا اور اُس پر امیر بنایا علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام کو اور علی سَریہ میں بڑھے جا رہے تھے کہ اُنھوں نے ایک جاریہ پر اپنا قبضہ کر لیا اُن کی یہ بات لوگوں کو ناگوار ہوئی، اِس کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ملنے کے لئے چار نے باہم یہ طے کر لیا کہ جو کچھ علی ﴿علیہ السلام﴾ نے کہا ہے اُس کی ہم آپ کو خبر دیں گے۔

ذوالحاکم والترمذی نحوہ عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سریۃ واستعمل علیہم علی ابن ابی طالب علیہ السلام خمض علی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا ذالک علیہ فتعا قد اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اذ القینا النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اخبرناہ بما صنع علی قال عمران وکان المسلمون اذا قدموا من سفر برادا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فنظر والیہ سلموا علیہ ثم ینصرفون الے رجالہم فلما قدمت السریۃ سلموا علےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقام احد الاربعۃ فقال یارسول اللہ الم تران علیا صنع کذا فاعرض عنہ ثم قام الثانے فقال مثل ذلک فاعرض عنہ ثم قام الثالث

Marfat.com

عمران کہتے ہیں کہ مُسلمانوں کا یہ مَعمول تھا کہ جب سفر سے آیا کرتے تو ملاقات رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے شروع کرتے اور آپ کی طرف دیکھتے اور آپ کو سلام کرتے پھر اپنے کجاووں کی طرف واپس ہوتے۔

تو جب سریہ آیا لوگوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو سلام کیا تو اِن چاروں میں سے ایک کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کیا آپ کو علم نہیں کہ علی علیہ السلام نے ایسا کیا، تو آپ نے منہ پھیر لیا،
پھر دوسرا کھڑا ہوا تو اس نے بھی ایسا ہی کہا تو آپؐ نے اس سے بھی منہ پھیر لیا۔

فقال ذلک فاعرض عنہ ثم قام الرابع فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الم تر ان علیا صنع کذا وکذا ان قیل علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم والغضب فی وجہہ فقال یا تریدون من علے ان علیا منی وانا منہ وانا ولی کل مومن واخرج الحاکم عن عمرو شاش الاسلمے وکان من اصحاب الحدیبیہ قال خرجنا مع علے علیہ السلام الیمن فجفائے فی سفرہ ذلک حتے وجدت فی نفسے فلما قدمت اظہرت شکایتہ فے المسجد حتے بلغ ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال ذرخلت المسجد۔

Marfat.com

پھر تیسرا کھڑا ہوا اُس نے بھی ایسا ہی کہا، آپ نے اُس سے بھی منہ پھیر لیا،

پھر چوتھا کھڑا ہوا اور اُس نے کہا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم علی علیہ السلام نے ایسا اور ایسا کیا تو اُس کی طرف رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم متوجہ ہوئے تو آپ کے چہرہ پر غضب کے آثار تھے اور آپ نے فرمایا کہ تم لوگ علی ﴿علیہ السلام﴾ کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہو؟

بے شک علی مجھ سے ہے اور میں اُس سے، یعنی نہ میں علی کو چھوڑ سکتا ہوں اور نہ علیؑ مجھے چھوڑ سکتا ہے اور ہر مومن کا قریبی دوست ہوں۔

اور اخذ کیا حاکم نے، روایت ہے عمرو شاش الاسلمی اور وہ اصحابِ حدیبیہ میں سے تھے۔ کہا کہ ہم علیؑ کے ساتھ یمن کی طرف نکلے تو انہوں نے اِس سفر میں مجھے تکلیف پہنچائی یہاں تک کے میرے دِل میں رَنج پیدا ہو گیا جب میں مدینہ آیا تو میں نے مسجد میں لوگوں کے سامنے ان سے جو شکایت کی تھی اس کا اظہار کیا یہاں تک کہ یہ بات رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تک پہنچ گئی عمرو نے کہا کہ میں اگلے دن صبح کو مسجد میں داخل ہوا۔

کہا کہ جب واپس ہوئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حجۃ الوداع سے اور اُترے غدیرِ خُم میں۔ تو آپ نے حکم دیا سیڑھیوں کے متعلق تو اُن کو صاف کر دیا گیا جن پر آپ نے مع اصحاب کے آرام فرمایا۔ پھر آپ

Marfat.com

نے ایک خُطبہ دیا جس کے دَوران میں آپ نے فرمایا گویا کہ میں پکار لیا گیا ہوں اور جواب قبول بھی دے چکا ہوں۔

میں تُم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے ایک دُوسرے سے بڑی ہے کتاب اللہ اور میرے اہلِ بیت، تو دیکھو کہ ان دونوں

قال لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم امر بدرجات فقممن قال اکنی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فی کم الثقلین احدھما اکبر ان آلاخر کتاب اللہ تعالیٰ وعترتی فانظروا کیف تخلفو نے فیہا فانہا لن یتفرق حتے یردا علے الحوض ثم قال ان اللہ عزوجل مولای وانا ولی کل مومن ثم اخذ بید علے علیہ السلام فقال من کنت ولیہ فہذا ولیہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وذکر الحدیث بطولہ واخرج الحاکم من طریق سلمۃ بن کہیل عن ابیہ عن ابی الطفیل انہ سمع زید ابن ارقم یقول نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بین مکۃ والمدینہ عند سمرات خمس درجات عظام فلنس الناس ماتحت السمر ات ثم راح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشیۃ فصلے ثم قال خطیب محمد اللہ والمنے علیہ وذکر ووعظ فقال ماشا اللہ ان یقول ثم قال ایہ الناس انی تارک فیکم امرین لن تقلوا ان اتبعتو ھما وھما کتاب اللہ واہل بیتی عترتی ثم قال العملون انی اولیٰ بالمومنین من انفسہم ثلاث مرات قالوا نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کنت مولا فعلی مولا۔

Marfat.com

کے ساتھ میرے بعد تمہیں کیا معاملہ کرنا ہے۔ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جُدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہونگے۔

پھر آپ نے فرمایا! بے شک اللہ عزّوجل میرا مُولا ﴿محبوب﴾ ہے اور میں دوست قریبی ہوں ہر مومن کا، پھر آپ نے علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس کا دوست میں ہوں یہ بھی اُس کا دوست ہے اے اللہ آپ اُس سے محبت کیجئے جو علیؑ سے محبّت کرے اور اس سے دشمنی کا معاملہ کیجئے جو علیؑ سے دُشمنی کرے۔

اور کیا چاھتے ھو

اور ذکر کیا زید بن ارقم نے حدیث کو اس کی تفصیل کے ساتھ اور اخذ کیا حاکم نے بروایت سلمہ بن کہیل از کہیل از ابی الطفیل کہ انہوں نے زید بن ارقم سے سُنا وہ کہتے تھے کہ اُترے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مکہ اور مدینہ کے درمیان نزدیک سمرہ کے درختوں کے پانچ بڑے درجات میں، تو لوگوں نے سمرات کے نزدیک زمین پر جھاڑو دے دیا، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آرام فرمایا عشاء تک پھر نماز پڑھی پھر آپ نے کھڑے ہو کر خُطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد وثناء کی اور اللہ کا ذِکر اور وعظ کہا اور جو اللہ کو منظور تھا کہ آپ کہیں، وہ آپ نے کہنے کے بعد فرمایا اے لوگو! میں تُم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر تم نے ان دونوں کا اتباع کیا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ

Marfat.com

دونوں کتاب اللہ اور میرے اہلِ بیت اور عترت یعنی خاص اُقربا ہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں مومنین کے ساتھ اُن کے نفسوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتا ہوں یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا ﴿ہر مرتبہ﴾ لوگوں نے کہا ''نعم'' یعنی بے شک پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں علیؑ بھی اس کا مولا ہے ﴿یعنی ولی ومحبوب﴾

اخذ کیا حاکم نے بریدہ اسلمی سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے یمن کی طرف علی علیہ السلام کی معیت میں جہاد کیا وہاں میں نے اُن میں لغزش دیکھی۔

پھر جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں آیا تو میں نے علیؑ کا ذکر کیا اور اُن کی برائی بیان کی تو میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چہرۂ مبارک کو متغیر ہوتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے فرمایا اے بریدۃ! کیا میں مومنوں کے ساتھ ان کے نفسوں سے زیادہ تعلق والا نہیں ہوں؟

واخرج الحاکم عن بریدۃ الاسلمے قال غزوت مع علیٰ الی الیمن فرایت منہ جفوۃ فقدمت علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فذکرت علیا فتنقصتہ فرایت وجہ رسول اللہ صلی اللہ بتغیر فقال یا بریدۃ الست اولیٰ بالمومنین من انفسہم قلت بلیٰ یا رسول اللہ فقال من کنت مولا فعلی مولا واخرج۔

Marfat.com

میں نے جواب دیا بے شک یارسول اللہؐ۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں جس کا مولا ہوں علیؑ بھی اسکا مولا ہے۔

اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھے تو جب آپ نے مجھے دیکھا تو اپنی دونوں آنکھوں کو مجھ پر جما دیا۔ راوی نے کہا کہ ان کا یہ کہنا تھا کہ آپ نے میری طرف تیز نظر سے دیکھا یہاں تک کہ جب میں بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا کے اے عمرو ! خبردار بخدا تو نے مجھے اذیّت پہنچائی،

میں نے کہا ! کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، اِس بات کی کہ میں آپ کو اذیّت پہنچاؤں یارسول اللہ۔

آپ نے فرمایا ! کیوں نہیں جس نے علی کو اذیّت پہنچائی اُس نے مجھے اذیّت پہنچائی۔

ذات عذاۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لی ناس من اصحابہ فلمارآنے ابدنی عینیہ قال یقول حدد الی النظر حتیٰ اذا جلست قال یا عمرو اماواللہ لقد آذیتنی فقلت اعوذ اللہ ان اوذیک یارسول اللہ قال بلیٰ من اذی علیاً فقد اذانی واخرج الحاکم عن ابی سعید الخدری شکے الناس علی ابن ابی طالب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقامافینا خطیباً فسمعۃ یقول ایہا الناس لاتشکو علیاً فواللہ انہ لاخیش فی ذات اللہ او فی سبیل اللہ

Marfat.com

اخذ کیا حاکم نے روایت کی ابو سعید خذری نے کہ لوگوں نے علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے شکایت کی تو آپ نے ہمارے سامنے بحیثیت خطیب کھڑے ہوئے تو میں نے سُنا آپ فرمارہے تھے کہ لوگو ! علی کی شکایت نہ کرو، واللہ وہ اللہ کی ذات، یا فرمایا کہ وہ اللہ کی راہ کے بارے میں کچھ متشدد ہے۔

علی کی نافرمانی نبی کی نافرمانی ہے

اخذ کیا ترمذی نے مروی ہے براء سے کہا کہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دو لشکر بھیجے اور اُن میں سے ایک پر امیر بنایا علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کو اور دوسرے پر خالد بن ولیدؓ کو اور فرمایا کہ جب قتال ہو تو علی پُورے لشکر کے امیر ہوں گے ﴿ براء نے ﴾ کہا کہ پھر علی علیہ السلام نے ایک قلعہ فتح کیا اور ﴿ غنیمت میں سے ﴾ ایک جاریہ لے لی، اِس کے بعد خالد بن ولید نے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں خط لکھ کر میری معرفت بھیجا جس میں علی علیہ السلام کی مخبری کی تھی۔

اخرجہ الحاکم من حدیث ام سلمہ وازاں جملہ خطاب فرمود بحضرتِ مرتضٰی من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاعک فقد اطاعنی ومن عصاک فقد عصانی اخرجہ الحاکم من حدیث ابی ذر وازاں جملہ حب علی آیۃ الایمان وبغض علی آیۃ النفاق۔

Marfat.com

براء نے کہا کہ میں نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں جب ﴿وہ خط لے کر﴾ پہنچا جب آپ نے وہ خط پڑھا تو آپ کا رنگ بدل گیا، پھر فرمایا کہ !

"تُو اس شخص کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہے جو محبّت کرتا ہے اللہ اور اُس کے رسول سے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبّت کرتے ہیں میں نے کہا ! میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اُس کے رسول کے غضب سے میں تو صرف ایک ایلچی ہوں تو آپ خاموش ہو گئے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اِس لاعلاج بیماری کے معالجہ کی بڑی کوشش فرمائی ہے اور سخت تنبیہات بھی کی ہیں اُن میں سے یہ ہے کہ فرمایا ! جس نے علی ﴿علیہ السلام﴾ کو گالی دی اُس نے مجھے گالی دی۔"

اس کو اخذ کیا حاکم نے حدیث اُمِ سلمہؓ سے اور اُن میں سے یہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو خطاب فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے تیری اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے تیری نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

اس کو حاکم نے اخذ کیا حدیث ابوذرؓ سے اور ان میں سے یہ ہے کہ

Marfat.com

علی علیہ السلام کی محبت ایمان کی علامت ہے۔اور علیؑ سے بغض نفاق کی علامت ہے۔

اِس کو بخاری نے اخذ کیا۔اور فرمایا، یا علیؑ مبارک ہے وہ شخص جس نے تجھ سے محبّت کی اور بَدانجام ہے وہ شخص جس نے تجُھ سے بغض رکھّا اور تجھ پر جھوٹ بولا اور یہ تمام الفاظ قریب قریب معنی کے ہیں اور ان کے فرمانے کے اوقات بھی قریب قریب تھے۔ جب یہ حدیث اور اس کا سبب وردو منقح ہو گیا تو اب ہم اصل بات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

کانٹا بدل دیا

اہلِ بیت کے حق کے بارے میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ بہت بڑی نیکی ہے نیک برتاؤ کرنا اپنے باپ سے محبّت کرنے والوں کے ساتھ۔

اِس کو اخذ کیا مُسلم نے حدیث ابن عمرؓ سے اور اس میں شک نہیں کہ جب باپ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ نیک برتاؤ مطلوب شرعی ہے تو حضرت پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ بدرجہء اُولیٰ مطلوب ہے۔اور یہ بات قرینِ عقل ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ ارشاد فرمائیں اور حضرت عباسؓ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُولاد اور ازواجِ طاہرات سب اس امر میں داخل ہیں۔

Marfat.com

عبد المطلب ابنِ ربیع سے مَروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عباسؓ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں غصّہ میں بھرے ہوئے آئے اور میں آپ کے پاس موجود تھا، آپ نے فرمایا کہ آپ کو کس بات پر غصّہ آرہا ہے ؟

انہوں نے کہا! یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارے ساتھ قریش کا یہ کیا معاملہ ہے، کہ جب یہ لوگ باہم ایک دُوسرے سے ملتے تو بخندہ پیشانی ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو اِن کا حال بدل جاتا ہے۔ تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو غصّہ آگیا یہاں تک کے آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا پھر فرمایا !

قسم سے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کسی شخص کے قلب میں ایمان داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول

احمر وجہ ثم قال والذی نفس لا یدخل قلب رجل الایمان حتی تحبکم اللہ و رسولہ ثم قال ایھا الناس من آذن فقد آذانے فانما عم الرجل صنوابیہ اخرجہ الترمذی وعن عائشہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یقول نسآئہ ان امرکن فما ہمنی من بعدی ولن نبصر علیکن الا الصابرون الصدیقون قالت عائشہ یعنی المتصد قین ثم قالت عائشہ ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن سقے اللہ اباک من سلسبیل الجنہ وکان ابن عوف نذ تصدق علیٰ امہات المومنین بحدیقۃ بیعت باربعین الفا

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے محبت کرے۔

پھر آپ نے عوام سے فرمایا اے لوگو! جس نے میرے چچا کو اذیت پہنچائی اُس نے مجھے اذیت پہنچائی کیونکہ کسی شخص کا چچا باپ کی ایک شاخ یعنی باپ کے مرتبہ میں ہے۔

اِس کو اخذ کیا ترمذی نے اور مروی ہے حضرت عائشہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ﴿ایک مرتبہ﴾ اپنی بیبیوں سے فرمار ہے تھے کہ تُمہارا معاملہ میرے بعد میرے لئے اہم امور میں سے ہے، تمہاری خُدمت پر کمر بستہ ہرگز کوئی نہ ہوگا بجز صابروں اور صدیقوں کے، حضرت عائشہؓ نے کہا کہ آپ کی مراد ﴿لوجہ اللہ﴾ دینے والوں سے تھی۔

پھر فرمایا عائشہؓ نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف سے کہ اللہ نے تیرے باپ کو جنّت کی نہر سلسبیل سے سیراب کیا اور ابنِ عوف نے اُمہّاتِ مومنین پر ایک بہت بڑا باغ صدقہ کیا تھا جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا تھا۔

اخذ کیا اس کو ترمذی نے اور سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رَسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا آپ اپنی اَزواج سے فرمار ہے تھے کہ جو

اخرجہ الترمذی وعن ام سلمتہ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ازواجہ ان الذی یحثو اعلیکن بعدی ہو الصادق البار اللہم اسق عبد الرحمٰن ان عوف من سلسبیل الجنۃ۔

Marfat.com

شخص میرے بعد تم سے سخاوت کا معاملہ کرے گا وہ صادق اور نیک کردار ہوگا اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوف کو سلسبیلِ جنت سے سیراب کر۔

روایت کیا اس کو احمد نے اور کتاب اللہ اور اسکے ساتھ دوسروں کو جمع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ جب تک کتاب اللہ پر ایمان لانا واجب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کے اقارب وازواج کے ساتھ حُسنِ سلوک بھی واجب ہے اور اِس کلام کا سیاق اِس حدیث کے سیاق کے قریب ہے کہ جو شخص تم سے اللہ اور یومِ قیامت پر ایمان لاتا ہے، اُس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ یہ معنی زید بن ارقم کی حدیث میں مسلم کے الفاظ سے جو اِس کے سب سے زیادہ صحیح الفاظ ہیں ظاہر ہیں۔ اس میں کوئی خفا نہیں ہے۔ رہا حضرت مرتضیٰؑ کے لئے آپ کا غصہ کرنا اور ان کو ایذا سے باز رہنے کی تاکید کرنا سب قرینِ عقل ہے،

رواہ احمد ومعنی جمع در کتاب وغیرہ آں است تا وقتے کہ ایمان بکتاب اللہ واجب است صلہ اقارب وازواج آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نیز واجب است و سیاق ایں کلمہ قریب بسیاق ایں حدیث است

من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیکرم صیغہ وایں معنی از لفظ مسلم در حدیث زید بن ارقم کہ اصح الفاظ اوست ظاہر است لاخفا لہ واما غضب برائے مرتضٰی

Marfat.com

اور کیا چارہ تھا

جب حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام کا حق پر ہونا ظاہر ہوگیا اور ان کے حق میں بدگوئی کرنے والوں کا جھوٹا ہونا واضح ہوگیا تو حق کا اِتباع کرنے والے یعنی ﴿آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم﴾ کے لئے بغیر تاکیدات کے اور کیا چارۂ کار ہوتا اور خارجہء عدلِ الٰہی سے اِس سختی کے علاوہ اور کیا ظاہر ہوتا۔ ملکوت کا جوش میں آ جانا حضرت عائشہ پر تُہمت لگائے جانے کے وقت تمُہیں معلوم ہی ہو چکا اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمانا جب کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے مابین ایک گونہ رنجش پیدا ہوئی تھی کیا۔ تم میرے رفیق کا میری خاطر پیچھا نہ چھوڑو گے۔ الخ

تم پڑھ ہی چکے ہو ﴿اِسی طرح آپ نے﴾ دوستیءعلی المرتضٰی علیہ السلام کے لئے اِس کلمہ سے وصیت کی "الست اولیٰ بکم" کیا میں تُم

وتاکید در نہی ایذاء او نیز معقول المعنی است چوں حق مرتضٰی ظاہر شد ونعت بدگویاں در حق او واضح گردید از متبع حق بغیر ایں تاکیدات چہ بروز نماید جوشید ن ملکوت ہنگام افک حضرت عائشہ دانستہ،

وقول آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقتے کہ ملالے درمیان ابوبکر صدیق وحضرت عمر رفت ہلا نتم تارکون لے صاحبے الحدیث خواندہ

Marfat.com

سے تُمہاری جانوں کی بہ نسبت قریب تر نہیں ہوں سب نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا کہ فمن کنت مولیٰ" الخ تو میں جس کا مولا ہوں علیؑ بھی اس کا مولا ہے اے اللہ جو علیؑ سے محبّت کرے اُس سے آپ محبّت کیجئے اور جو علی سے عداوت کرے اُس سے آپ عداوت کیجئے۔

اور اِس کلمہ " الست اولیٰ بکم " سے ابتداء کے یہ معنیٰ ہاں کے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا حقّ اُمّت پر یہ ہے کہ اپنی تمام مصالح کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مصالح کے سپرد کردیں۔

سپردم بتو مایہء خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را

اور اُن کو پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے کوئی اختیار

وصیت دوستی مرتضیٰ را بایں کلمہ نمود الست اولیٰ بکم من انفسکم قالوا بلیٰ قال فمن کنت مولا فعلی مولا اللھم وال من والاہ وعاد من عداہ ومعنیٰ ابتداء ایں کلمہ آں است کہ حق پیغامبر صلوٰت اللہ وسلامہ برامت آں است کہ جمیع مصالح خور را تفویض بحساب وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمایند وایشاں را با پیغامبر حیرتے واستقلال۔ لے نباشند مانند طفل در دایہ یا مانند اعمے در دست قائد بے اختیار بائد بور پس آنانکہ با مرتضیٰ عداوت داشتہ باشند و وجوہ شکایت او تقریر کنند بر نفس و عقل خود اعتماد نہ نمانید

Marfat.com

نہیں اور استقلال نہ رہے گا جس طرح بچہ دایہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ یا اندھا رہبر کے ہاتھ میں، اس طرح خُود بے اختیار ہو جانا چاہیے تو جو لوگ حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام کے ساتھ عداوت رکھتے ہوں اُن سے شکایت کی وجوہ بیان کریں وہ اپنے نفس و عقل پر اعتماد نہ کریں اور پیغمبر کے حُکم کے تابع نہ رہیں۔

اور مولٰی کے معنی ہیں دوست، اس کو قرینہ ہے "اللھم وال من والاہ "الخ اور بہت سی احادیث اس کا قرینہ ہیں جن کا بیان ہم کر چکے ہیں مثلاً و تبغض ولا تشکوا یعنی نہ بُغض رکھ نہ شکائت کر۔

علیؑ کی محبت ایمان کی علامت ہے جس نے علیؑ کو گالی دی اُس نے

و تابع حکم پیغمبر باشند و معنی مولٰی دوست است بقرینہ اللھم وال من والاہ و عاد من اعاداہ و بقرینہ احادیث بسیار کہ مذکور کردیم

لا تبغض ولا تشکوا حت علی آیت الایمان من حب علیا فقد سبی الٰی غیر ذلک چوں ایں معنی واضح شد باید دانست کہ ایں حدیث با مسئلہ ایجاب استخلاف مسا سے ندارد ایں جا تعظیم صلۂ اہل بیت مراد است و امر بدوستی حضرت مرتضٰی و نہی از دشمنی او است و ایں نوع در حق مرتضٰی تنہا نہ فرمودہ اند بلکہ در حق عباس و اولاد او در حق ازواج طاہرات نیز وارد شدہ و در حق ابوبکر صدیق نیز ہل انتم تارکون لی ابا بکر الحدیث

Marfat.com

مجھے گالی دی ۔ وغیر ذلک جب یہ معنے واضح ہو گئے تو جاننا چاہیے کہ اس حدیث کا مسئلہ ایجاب واستخلاف سے کوئی دُور کا علاقہ بھی نہیں ۔ یہاں صرف اہلِ بیت کے ساتھ حُسنِ سلوک کی عظمت کا بیان کرنا مقصود ہے اور حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام کی دوستی کا حکم اور اس سے دشمنی رکھنے کی ممانعت مراد ہے اور اس قسم کی گفتگو آپ نے تنہا حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام ہی کے حق میں نہیں فرمائی بلکہ حضرت عباسؓ اور اُن کی اولاد اور ازواجِ طاہرات کے حق میں بھی فرمائی ہے اور ابو بکر صدیقؓ کے حق میں بھی" ھل انتم تارکون لی ابابکر"

تعنت شیعہ را تماشا کن چوں دریں حدیث ہم جائے ناخن بودند ندیدند گفتند مولیٰ بمعنی اولیٰ است و اولیٰ متصرف در حق تمام امت می گیرم و اولیٰ بتصرف در حق جمیع امت امام است پس حضرت مرتضٰی امام باشد گویم مولیٰ بمعنی محبوب است از جہت قرینہ اسباب متقدمہ واز جہت احادیث کہ قریب بمضمون ایں حدیث ونزدیک بزمان او وارد شدہ واز جہت قرینہ اللھم وال من والاہ وعاد من عادہ واز میگوئم مولیٰ بمعنی معتق و معتق مشہور است و بمعنی ناصر و مالک نیز امدہ لیکن بمعنی ولی امر نیامدہ ہیچ افعل بمعنی فعیل نخواندہ ایم باز میگوئم اگر مولیٰ بمعنی اولیٰ باشد یا در لفظ ذکر اولیٰ آمدہ باشد ہنوز دار دگیر جاری است از کجا کہ ولایت در تصرف امور ملکیہ مراد است،

Marfat.com

علی امام نہیں معاذ اللہ

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں! شیعوں کی دروغ بیانی کا تماشا دیکھو جن اُن کو اس حدیث پر ناخن رکھنے کی جگہ نہ ملی تو کہنے لگے بمعنیٰ اولیٰ ہے اور اولیٰ کو ہم تمام اُمّت کے حق میں تصرّف کرنے والے کے معنی میں لیتے ہیں الایة النبی اولیٰ بِالمومنین الخ اور جو تمام اُمّت کے حق میں اولیٰ بنصرف ہے وہ امام ہے پس حضرت مرتضیٰؑ امام ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ مولےٰ ع کے معنی ہیں محبوبِ اُن اسباب کے قرینت جو بیان ہو چکے اور اُن احادیث کے قرینہ سے جو اِس حدیث کے مضمون سے قریب ہیں اور اِس حدیث کے زمانہ کے نزدیک ہی وارد ہوئی ہیں اور ان کلمات کے قرینہ سے 'اللھم وال من والاہ الخ" ہم پھر کہتے ہیں کہ مولا معتق ﴿آزاد کرنے والے﴾ اور معتق ﴿آزاد کردہ غلام﴾ کے معنی میں مشہور ہے اور ناصر و مالک کے معنی میں بھی آیا ہے۔

﴿ان اللہ مولاہ الذین آمنوا وان لکفرین لا مولےٰ لھم﴾
ولی امر کے معنے میں نہیں آیا اور کوئی افعل بمعنی فعیل ہم نے نہیں پڑھا۔

یعنی یہ لوگ اولےٰ کے جو بروزن افعل ہے اور ولی کے جو بروزن فعیل ہے ایک معنے بنا رہے ہیں﴾ ہم پھر کہتے ہیں کہ ﴿بالفرض﴾ اگر

Marfat.com

مولےٰ بمعنی اولیٰ ہو یا ﴿کسی حدیث کے﴾ لفظ میں ذکر ولی کا آ بھی گیا ہو تو پھر بھی یہ گرفت کرنے کا موقع موجود رہے گا کہ ولایت کو امورِ ملکیہ میں تصرّف کرنے کے معنے میں مراد کہاں سے لے لیا گیا۔

یہ تھا فلسفہ

شاہ ولی اللہ صاحب کی طویل ترین عبارت مع ترجمہ بلفظہٖ پیشِ خدمت کردی گئی، مترجم صاحب کی ترجمہ بازیوں کی تفصیل بھی کافی طویل ہے، تاہم ناگزیر مقامات پر اُن کی وضاحت کردی جائے گی۔ اب اس طویل عبارت کے بعض حصوں کو زیرِ بحث لاکر قارئین پر حقیقتِ حال واضح کرنے کی مخلصانہ کوشش کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ متلاشیانِ حق کے لئے اس بحث کو یقیناً کار آمد بنائے گا۔

بہر کیف! سب سے پہلے اس طویل تر بحث کا اِختصار بارہ نکات کی صورت میں ملاحظہ فرمائیں۔

بارہ نکات

﴿۱﴾ انما ولیکم اللہ جس کو شیعہ نے حضرت مرتضیٰؑ کے حق میں بیان کیا ہے۔ اس آیت کا سیاق مُرتدّین کا ذکر اور اُن کے ساتھ جہاد ہے اور یہ معنی باتفاق مفسّرین حضرت ابوبکر صدیق کے حق میں ہیں۔

﴿۲﴾ اس کے قائل قتادہ، ضحاک اور حسن بصری ہیں۔

Marfat.com

﴿۳﴾ مورّخین کے نزدیک اور کون ہے جس نے صدیقِ اکبر کے سوا طویل اور دراز مدت تک لوگوں کو جمع کر کے مُرتدّین سے قتال کیا۔

﴿۴﴾ لفظ، اِنَّما کلام عرب میں جملہ سابقہ کی دلیل اور اس کی تحقیق وتثبیت کے لئے آتا ہے، معنے یہ ہوئے،

'' مُسلمانوں تم عرب کے اِرتداد سے کیوں ڈرتے ہو، سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمہارا کارساز درحقیقت خُدا ہے جو الہام کرتا ہے اور اُس کا رسول جہاد پر ترغیب کا سلسلہ عالم میں اُسی کی ذات سے وابستہ ہے اور وہ دُعائے خیر سے اپنی اُمّت کی مدد کرتا ہے اور محقّقین اہلِ ایمان ہیں جو کہ اقامتِ صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ اور اُس کی حمد وثناء کرنے کے اوصاف اور خشوع سے مُتصّف ہیں۔''

﴿۵﴾ الحاصل آیت مذکورہ '' انما ولیکم '' سیاق وسباق کی شہادت سے حضرت صدّیقِ اکبر کے بارے میں نازل ہوئی۔

﴿۶﴾ اگر صیغہ کے عموم سے دلیل پکڑیں تو تمام محقّقین شامل ہیں۔

﴿۷﴾ ابو جعفر محمد بن علی الباقر سے جب کہا گیا کہ یہ آیت حضرت علی کے حق میں ہے تو انہوں نے کہا کہ علی مومنین میں سے ہیں۔

﴿۸﴾ بغوی نے کہا کہ جابر بن عبداللہ کا قول یہ ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی جب کہ اُن کی قوم نے اُن کو چھوڑ دیا تھا۔

Marfat.com

﴿۹﴾ اَب مبتدعین کی کج روی کا تماشہ دیکھو کہ اِس سیاق وسباق کو چھوڑ کر اپنی ہوائے باطل کی ترویج کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

﴿۱۰﴾ زیدی نے کہا کہ یہ آیت تواتر سے حضرت علیؑ کے حق میں ہے یہ شخص جس تواتر کو منہ سے نکال رہا ہے وہ یہاں نہیں ہوسکتا اور اس بارے میں کوئی مرفوُع حدیث بھی ثابت نہیں تواتر کہاں سے آجائے گا۔ جیسا کہ جابرؓ اور باقرؒ۔

﴿۱۰﴾ ہم کہتے ہیں کہ کون سی ضرورت پیش آئی کہ لفظ عام سے معنی خاص مراد لئے جائیں بِالخصوص جب کہ لفظ جمع کو مُفرد مراد لینا ہو تو اس قسم کی تاویل بعید کے لئے قرینۂ قویہ ہونا چاہیے اور ایسا قرینہ کہاں ہے۔

﴿۱۱﴾ فقیر کا ظنّ جو کچھ کام کرسکا ہے وہ یہ ہے کہ بعض لوگ بطریق تعریض اِس لفظ سے حضرت مُرتضٰی کو سمجھے ہوں اور تعریض ایک جُدا اَمر ہے تخصیص عام سے اس جگہ عام اپنے عموم پر باقی رہتا ہے۔اس کے باوجود قرائن دلالت کرتے ہیں عام میں صرف فردِ واحد کے داخل ہونے میں۔

ہم پھر کہتے ہیں کہ یہاں تعَریض اس وقت صادق آئے گی جبکہ وھم راکعون حال واقع ہوتنہا" یؤتون الزکوٰۃ" سے اور وہ قصۂ مخترعہ حضرت مرتضٰی سے مکرّر واقع ہوا ہو۔اور دونوں باتیں ممنوع ہیں۔تین وجہ سے ایک یہ کہ "وھم راکعون" حال واقع ہوا ہے بعد دوایسے جملوں کے جو ایک ہی نسق پرارشاد ہوئے یقیمون الصلوٰۃ اور یوتون الزکوٰۃ جو

Marfat.com

صلہ الذین کے احاطہ میں داخل ہیں اور متبنی ہیں ضمیر جمع پر جو کہ اُن دونوں کی فاعل ہے تو ظاہر یہ ہے کہ دونوں جُملوں سے حال واقع ہوا ہو اور اس صُورت میں معنی مربوط نہیں ہوتے، بخلاف اس کے یوں کہا جائے۔ ''خاشعون اللّٰہ فی اقامۃ الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ و ھم راکعون مواظبون علی النوافل'' یعنی اللہ سے ڈرتے ہیں، نماز قائم کرنے میں اور ادائے زکوٰۃ میں اور رکوع کرتے ہیں اور نوافل پر مواظبت رکھنے والے ہیں۔

﴿مترجم صاحب﴾ فرض نمازیں قائم رکھتے ہیں اور فرض زکوٰۃ ادا کرتے ہیں درآں حالیکہ وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ یُؤتُون صیغہ مضارع ہے جو دلالت کرتا ہے استمرارِ تجددی پر تو چاہیے کہ رکوع میں بار بار زکوٰۃ دینا عمل میں آیا ہو،

تیسری وجہ یہ ہے کہ جو توجیہہ ہم نے اختیار کی ہے وہ تہذیب نفس میں بڑا دخل رکھتی ہے۔ اور کتاب وسُنّت کے ساتھ پوری موافقت رکھتی ہے

﴿۱۲﴾ پھر اگر ہم تسلیم کرلیں کہ آیت حضرت مُرتضیٰؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے تو زیادہ سے زیادہ دلالت اس بات پر ہوگی کہ حضرت مرتضیٰؓ مسلمانوں کو مدد دینے والے ہیں اور یہ بات حسب واقعہ ہے، کیونکہ خُدا تعالیٰ نے حضرت مرتضیٰ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مواقع قتال میں توفیقِ عظیم عطا فرمائی تھی یہاں تک کہ اُن سے امورِ عجیبہ کا ظہور ہوا جیسا کہ بدر واُحد میں آپ کا جنگ کرنا اور غزوۂ خندق میں عمرو بن عبدود کو قتل کرنا

Marfat.com

اور خیبر کا قلعہ فتح کرنا اور اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں کہ آپ نے مُسلمانوں کی امداد کی مگر اس سے خلافت کہاں مفہوم ہوگئی۔

ایک تعارف

اس میں شک نہیں کہ شاہ ولی اللہ مُحدّث دہلوی گُونا گُوں خوبیوں کے مالک اور علم وفضل کے بحرِ ناپیدا کنار ہیں۔ مگر اس اَمر سے بھی اِنکار نہیں کیا جاسکتا کہ آپ اپنی تالیفات میں نہ صرف ہر رَطب و یابس جمع کر دینے کی کوشش میں مصروف رہے ہیں بلکہ کثرت سے تضادیات کا بھی شکار ہوتے رہے ہیں۔ ممکن ہے اس کی وجہ آپ کا بہت سے عُلوم پر دسترس رکھنا اور اُن سب باتوں کو کتابوں کی صورت میں محفوظ کر لینا ہو جو کسی نہ کسی طرح آپ کے علم میں آجاتی ہوں۔

علاوہ ازیں آپ کا فلسفیانہ اندازِ فکر بھی آپ کو کسی ایک بات پر جمنے نہیں دیتا شائد یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصانیف پُوری کی پُوری ایک دوسری سے متصادم اور متخالف نظر آتی ہیں۔

بعض محققین کے نزدیک آپ کی علمی زندگی دو اَدوار میں منقسم ہے، آپ کی علمی زندگی کے پہلے دَور پر بھی اگرچہ فلسفے کی گہری چھاپ ہے تاہم آپ مسلکِ طریقت کو شریعتِ مطّہرہ سے متصادم خیال نہیں فرماتے بلکہ اس دَور کی آپ کی اکثر تصانیف سلوکِ شریعت وطریقت کا حسین امتزاج ہیں۔

Marfat.com

جبکہ آپ کے دُوسرے دَور کی تصانیف اُن کے پہلے افکار کی تردید و تکذیب پر مشتمل ہیں۔ ہم اس مضمون کے اختتام پر آپ کی چند ایسی متضاد تحریریں ہدیہء قارئین کرنے کی سعادت حاصل کریں گے جو ایک دُوسرے کی نقیض ہونے کے ساتھ ساتھ اس امر پر بھی شاہدِ عدل ہوں گی کہ آپ جب فلسفہ کے زیرِ اثر ہو کر استدلال کرتے ہیں تو نصُوص صریحہ و قطعیہ کو بھی اپنی تاویلات پر قُربان کردینے میں باک نہیں سمجھتے۔

پہلا نکتہ

زیبِ عنوان آیت کی تفسیر میں اگرچہ آپ بنُیادی طور پر ابنِ تیمیہ کے افکار سے ہی متاثر نظر آتے ہیں تاہم اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ آپ نے اپنے طور پر بھی متعدّد مُوشگافیاں فرمائی ہیں۔ بلکہ آپ اپنی بات منوانے کے لئے دانستہ طور پر انحرافِ صداقت کی حدود تک جا پہنچے ہیں۔

مثلاً گُذشتہ اوراق میں نقل کردہ "بارہ نکات" پر مشتمل تاویلات میں پہلا نُکتہ آپ نے یہ بیان فرمایا ہے۔ اِس آیت سے پہلی آیت میں چُونکہ مرتدّین کا ذکر ہے۔ اس لئے یہ معنی باتفاقِ مفسّرین حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں ہیں۔

اگرچہ آپ کے اس ارشاد سے قبل مترجم نے یہ دُم چھلّا بھی اپنی

Marfat.com

طرف سے لگا رکھا ہے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ آیتِ کریمہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہ حضرت علیؑ کے حق میں ہے۔ چونکہ مترجم صاحب نے اپنے نام کیساتھ اپنی انفرادیت بیان کرنے کے لئے لفظ ''دیوبندی'' کا بھی اضافہ کر رکھا ہے اِس لئے وہ قابلِ اصلاح دکھائی نہیں دیتا۔ اور اگر اُس کی اس معمولی خیانت کو اُچھالا بھی جائے تو اس کی صحت پر کچھ اثر نہیں پڑے گا سوائے اس کے کہ یہ وضاحت ہو جائے کہ شاہ ولی اللہ سے اگر کوئی کسر رہ گئی تھی تو وہ اس نے پُوری کردی۔

اور پھر جب کہ ہمیں معلوم ہے کہ وہ اس طائفہ کی گھسی پِٹی نشانی ہے جس کی کذّابیت کے سامنے لفظِ کِذب بھی ندامت سے سر جُھکا لیتا ہے۔ تو اس معمولی سی بات پر گرفت کرنا نامناسب ہی کہنا پڑے گا۔

علاوہ ازیں اُس کی اس حرکت کو نظر انداز کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اُس نے اپنے ہی بزرگ کی عبارت میں جُرمِ خیانت کا اِرتکاب کیا ہے ہمیں ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ البتہ اتنا ضرور بتائیں گے کہ اُن شیعوں کے نام کیا ہیں جو اِس آیت کو حضرت علی علیہ السلام کے حق میں مانتے ہیں۔

بہر حال یہاں تو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جناب شاہ صاحب نے کس خوبصورتی سے آیتِ سیاق کا سہارا لے کر اس آیت کا رُخ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف موڑ دیا ہے۔

Marfat.com

اگرچہ امام فخر الدّین رازی نے بھی اس مقام کا ہلکا سا تاثر دینا چاہا ہے تاہم اُن کے فلسفہ میں اِس قدر تمازت نہیں کہ حقائق ہی پگھلنے لگیں۔

شاہ صاحب کا یہ فرمان محض اس حد تک درست ہے کہ انما ولیکم اللہ سے پہلی آیت میں مُرتدّین کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہے اور جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں مرتدّین کی سرکوبی کے لئے عساکرِ اسلامی کو بھیجا لہٰذا بلاشک وریب اس آیت میں وہ بھی شامل ہیں۔

مگر یہ قطعی طور پر امرِ باطل ہے کہ مذکورہ آیت کے ساتھ ساتھ آیتِ کریمہ " انما ولیکمُ اللہ "بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں ہے حقیقت یہ ہے کہ جس آیتِ کریمہ میں مرتدّین سے جہاد کے متعلّق فرما کر جہاد کرنے والوں کو اعزاز دیا گیا ہے اُس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے علاوہ دیگر متعدّد حضرات بھی شامل ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ مفسّرین کا اِجماع ہے کہ سیاق آیت کی وجہ سے آیتِ کریمہ " انما ولیکم اللہ "بھی سیّدنا ابوبکر صدیقؓ کے حق میں ہے قطعی طور پر غلط اور مُفسّرینِ کرام پر کذب و افتراء باندھنے کی بدترین مثال ہے۔

بارہ نکاتی پروگرام میں شاہ صاحب نے اس تصوّراتی اِجماع کو تقویّت دینے کے لئے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اس امر کے قائل قتادہ، ضحاک اور حسن بصری ہیں۔ لیکن آپ نے یہ ارشاد فرما دینا مناسب نہیں سمجھا

Marfat.com

کہ یہ اجماع کب ہوا۔

پہلے پہلی آیت کا فیصلہ کر لیں

بہر حال! اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آیتِ کریمہ " انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ " کی تفسیر بیان کرنے سے پہلے اس کے سیاق کی آیت کی تفسیر بیان کر دی جائے تا کہ شاہ ولی اللہ کی فلاسفری کا زور کچھ تو کم ہو اس کے لئے ہم پہلے شاہ صاحب اور آپ کے کاسہ لیسوں کے نزدیک ثِقہ مُفسّر حافظ ابنِ کثیر کی تفسیر کی عبارت پیش کرتے ہیں اور بعد میں مزید چند تفاسیر کے حوالہ جات ہدیہء قارئین کریں گے تا کہ شاہ صاحب کے مزعُومہ اِجماع کی وضاحت میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔ پہلے آیت ملاحظہ فرمائیں۔

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ ،

اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ اللہ اُن سے محبّت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبّت کرتے ہونگے۔

﴿ سورۃ المائدہ آیت ۵۴ ﴾

Marfat.com

تفسیر ابن کثیر

زیرِ آیت حافظ ابنِ کثیر نے لکھا ہے۔

﴿۱﴾ حضرت محمد بن کعبؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت قُریش سے دوستی کے متعلّق نازل ہوئی ہے۔

﴿۲﴾ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ایّامِ ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں اِرتداد کرنے والوں کے متعلّق نازل ہوئی ہے

﴿۳﴾ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ ﴿پھر اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے گا جس سے اللہ تعالیٰ محبّت کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبّت کرتے ہیں﴾ اہلِ قادسیہ کے حق میں ہے

﴿۴﴾ لیث بن ابی سلیم حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ یہ قوم سبا کے لوگوں کے حق میں ہے۔

﴿۵﴾ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان "فسوف یاتی اللہ یحبھم ویحبونہ" فرمایا کہ یمن والوں میں سے کچھ لوگوں کے لئے ہے۔ پھر کندہ والوں میں سے پھر سکون والوں میں سے

﴿۶﴾ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اللہ تعالیٰ کے فرمان " فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم ویحبونہ " کے متعلّق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ قوم اہلِ یمن

Marfat.com

سے پھر کندہ پھر سکون میں سے، اور یہ حدیث غریب ہے۔

﴿۷﴾ حضرت اَبُو مُوسیٰ اَشعریؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت "فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہ" نازل ہوئی تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ وہ قوم یہ ہے کہ ﴿یعنی ابوموسیٰ اشعری کی قوم﴾

اور ایسی ہی حدیث امام ابنِ جریر نے شعبہؒ نے بیان کی ہے۔

قال محمد بن كعب نزلت فی الو لا ته من قریش وقال الحسن بصری نزلت فی اهل الردة ایام ابی بكر وقال ابن عباس فسوف یا تی اللّٰه بقوم یحبهم و یحبو نه هم القاد سیة.

وقال لیث بن ابی سلیم عن مجاهد هم قوم من سبا.

عن ابن عباس قوله فسوف یا تی اللّٰه بقوم یحبهم و یحبو نه قال ناس من اهل الیمن ثم من كنده ثم من الكون.

عن جا بر بن عبد اللّٰه قال سئل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و آلهٖ وسلم عن قوله فسوف یا تی اللّٰه بقوم یحبهم و یحبو نه قال یٰؤ لاء قوم من اهل الیمن ثم كنده ثم من السكون و هذا حدیث

Marfat.com

غریب.

عن ابی موسیٰ الاشعری قال لما نزلت فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم ویحبو نہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم ھم قوم ھذا ور واہ ابن جریر من حدیث شعبہ بنحوہ انتھیٰ.

﴿تفسیر ابن کثیر مع فتح البیان مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۳۲۶﴾

تفسیر صاوی

علامہ صاوی زیرِ آیت رقم طراز ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانہ میں تین فرقے مُرتد ہُوئے جب کہ آپ کے بعد سات فرقے ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں مُرتد ہوئے اور ایک فرقہ نے عمر ابنِ الخطابؓ کے زمانہ میں اِرتداد کیا۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانہ میں جب اسود عنسی جو کہ گدھے کے نام سے مشہور تھا اور کاہن تھا" نے یمن میں نبوّت کا دعویٰ کیا تو بنومدلج اور اُس کے سردار دینِ اسلام کو چھوڑ کر اُس کی اتّباع کرنے لگے حتیٰ کہ ان لوگوں نے شہروں سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مقرّر کردہ گورنروں کو نکال دیا اور خُود متولّی بن بیٹھے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اِس صورتِ حال کے پیشِ نظر گورنر یمن حضرت معاذ بن جبلؓ اور یمن کے دوسرے سرداروں کو اُن کی

Marfat.com

سرکوبی کے لئے والا نامہ لکھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسود عنسی کو فیروز دیلمی کے ہاتھوں ہلاک کروادیا، جس رات اسود عنسی ملعون قتل ہوا اُسی رات مدینہ منورہ میں رسولِ غیب دان صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مُسلمانوں کو اس کے قتل کی خوشخبری سُنادی، جسے سُن کر مُسلمانوں نے اظہارِ مسرت کیا، چنانچہ اس کے اگلے روز اُس کے قتل کی اور فتنہء ارتداد ختم ہونے کی اطلاع آ گئی۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانہء مبارک میں بنو حنیفہ اور ان کی قوم نے اس وقت اِرتداد کیا جب مسیلمہ کذّاب نے نبوّت کا دعویٰ کیا تو وہ لوگ اسلام کا انکار کر کے اُس کی اتبّاع کرنے لگے۔

مسیلمہ کذاب نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو خط لکھا کہ میں بھی اللہ کا رسول ہوں اس لئے آدھی زمین میری ہے۔ اور آدھی زمین آپ کی ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جواب میں لکھا ''محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف'' اما بعد، بیشک زمین اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور وہ جسے چاہے اس کا وارث بناتا ہے اپنے بندوں سے اور آخرت پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

مسیلمہ کذّاب خلافت ابو بکرؓ کے زمانہ میں وحشی کے ہاتھوں مارا گیا۔

وقد ارتد جماعة بعد موت النبی ای و هم

ثمان فرق سبعة فی خلافته ابی بکر و فرقة من

Marfat.com

زمن عمر وار تدت ثلاث فرق ايضاً فی زمن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلم نبو مدلج ور یسهم ذِو الحمار لقب به لا ته کان له حما ر یاعرا مر و نیتهی بنتیه و هوا لا سود الغسی بفتح العین و سکون النون و کان کا هنا متنبا بالیمن و استو لی علیٰ بلا وه و اخرج عمال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلم .

فکتب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلم الی معاذ بن جبل و سادات الیهمن فا هلکه اللّٰه تعاولیٰ علیٰ یدٔ فیر وز الدیلمی.

فاخبر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلم بقتله لیلة قتله فسر المسلمون و قبض رسول اللّٰه من الغدو اتی خبر قتله.

و بنو حنیفة و هم قوم مسلیمة الکذب تنبائو کتب الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلم من مسلیمة رسول اللّٰه اما بعد فان الا رض نصفها نی و نصفها لک فکتب الیه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلم من محمد رسول اللّٰه الی مسلیمة الکذاب اما بعد فان الارض للّٰه یورثها من یشاء من عباده و العاقبة للمتقین و

Marfat.com

هالک فی خلافة ابی ابکر علی بدو حشی

﴿تفسیر صاوی ج ا ص ۲۵۲﴾

زیرِ آیت نواب صدّیق حسن بُھوپالی نہایت وضاحت کے ساتھ تفسیر فتح البیان میں رقمطراز ہیں، کہ!

مُسلمانوں کو کفّار سے مُوالات ترک کرنے کے بعد احکام المرتدین کا بیان شروع ہوتا ہے۔ کشّاف نے اِرتداد کرنے والوں کے متعلّق بتایا ہے کہ یہ عرب میں گیارہ فرقے تھے۔

ان میں تین فرقوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانہ میں ہی ارتداد کیا اور یہ بنومدلج اور اُس کے سردار تھے اور دوسرا فرقہ بنوحنیفہ تھا اور وہ مسیلمہ کذاب کی قوم تھی تیسرا فرقہ بنواسد اور وہ طلحہ بن خویلد کی قوم تھی۔

اور سات فرقوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں ارتداد کیا۔

اور وہ تھے۔

﴿۱﴾ فرارہ قوم عینیہ بن حصق فزاری۔

﴿۲﴾ غطفان قوم قرتہ بن سلمہ قشیری۔

﴿۳﴾ بنوسلیم قوم فجاءۃ بن عبد۔

﴿۴﴾ بعضے تمم قوم سجاح بن منذر۔

﴿۵﴾ کندہ قوم اشعث بن قیس کندی۔

﴿۶﴾ بنوبکر بن وائل۔

Marfat.com

ان کے علاوہ دیگر محدثین حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے یہ آیت تلاوت کی گئی تو آپ نے مجھے فرمایا اے ابوموسیٰ! یہ تمہاری قوم کے لوگ ہیں اہلِ یمن سے

﴿۲﴾ اور ابنِ ابی حاتم اور ابوشیخ جابر بن عبداللہؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے فسوف یاتی اللّٰہ بقوم ،، کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ قوم ہے اہلِ یمن میں سے پھر فرمایا کندہ میں سے پھر فرمایا سکون میں سے پھر فرمایا تجیب میں سے۔

اور حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ قوم اہلِ قادسیہ ہیں۔

اور وہ انصار تھے

اور سُدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیتِ کریمہ انصار کہ حق میں نازل ہوئی کیونکہ وہ لوگ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نُصرت و اِعانت کیا کرتے تھے۔ دِین کو ظاہر کرنے میں اوّل اُولیٰ ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اوصافِ عظیم پر مشتمل ان کی انتہائی تعریف وتوصیف فرمائی۔

وقال السدی نزلت فی الا لضار لا منهم
هم الذین لفرز ارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله
وسلم ودر عا نوه علی اظهار الدین والا ول اولیٰ

Marfat.com

﴿۷﴾ قوم خطمی ابنِ یزید۔

پس ان ساتوں فرقوں نے مرتد ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھوں پر کفائت فرمائی۔

اور ایک فرقہ حضرت عُمر ابن الخطابؓ کے زمانہ میں مُرتّد ہُوا اور وہ عنان تھا قوم جبلہ بن اہیم سے، پس اللہ تعالیٰ حضرت عُمر فاروقؓ کے ہاتھ پر انہیں کفائت فرمائی۔

فسوف یاتی اللہ بقوم ،،کی تفسیر کرتے ہوئے مزید لکھا ہے،

اِس سے مُراد وہ قوم ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔ اِن میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا لشکر جن میں وہ صحابہ اور تابعین بھی ہیں جنہوں نے مرتدین کو قتل کیا۔ کیونکہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مرتّدین سے قتال کا اِرادہ ظاہر فرمایا تو بعض صحابہ کرام نے آپکے اس خیال سے اتفاق نہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ لوگ اہلِ قبلہ ہیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تلوار میان سے باہر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ان لوگوں سے اکیلا جنگ کرونگا۔

حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں کہ پہلے تو ہم آپ کے اس کام پر ناخوش ہوئے لیکن بعد میں اس کی تعریف کرتے تھے۔

حضور نے کیا فرمایا

﴿۱﴾ اور امام ابوعبداللہ حاکم صاحبِ مُستدرک و اِمام بیہقی اور

Marfat.com

ان کے علاوہ دیگر محدثین حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے یہ آیت تلاوت کی گئی تو آپ نے مجھے فرمایا اے ابو موسیٰ! یہ تمہاری قوم کے لوگ ہیں اہلِ یمن سے

﴿۲﴾ اور ابنِ ابی حاتم اور ابو شیخ جابر بن عبد اللہؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے فسوف یاتی اللہ بقوم ،، کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ قوم ہے اہلِ یمن میں سے پھر فرمایا کندہ میں سے پھر فرمایا سکون میں سے پھر فرمایا تجیب میں سے۔

اور حضرت عبد اللہ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ قوم اہلِ قادسیہ ہیں۔

اور وہ انصار تھے

اور سُدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیتِ کریمہ انصار کہ حق میں نازل ہوئی کیونکہ وہ لوگ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نُصرت و اِعانت کیا کرتے تھے۔ دِین کو ظاہر کرنے میں اوّل اَولیٰ ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اوصافِ عظیم پر مشتمل ان کی انتہائی تعریف و توصیف فرمائی۔

وقال السدی نزلت فی الا لضار لا منهم هم الذین لفرز ارسول اللہ صلی اللہ علیه و آله وسلم ودر عا نوه علی اظهار الدین والا ول اولیٰ

Marfat.com

ثم وصف اللّٰہ سبحانه هٰؤلاء القوم بالا وصاف
العظیمة المشتمة علی غائته المدح و نهایت
الثناء فقلا یحبهم و یحبو نه ۔انتهیٰ۔

﴿تفسیر فتح البیان مطبوعه مصر جلد دوم ص ۷۸ تا ۷۹﴾

﴿از نواب صدیق حسن بھوپالی﴾

تفسیر دُرّ منثور

ابن جریر اور ابنِ ابی حاتم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبهم و یحبه کے متعلق نقل کیا کہ ضحاک کا قول یہ ہے کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اصحاب ہیں۔ کیونکہ جب بعض عرب قبائل اسلام چھوڑ کر مرتدّ ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور ان کے ساتھیوں نے اُن سے جہاد کیا حتّیٰ کہ وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے۔

واخرج ابن الجریر و ابن ابی حاتم عن
الضحاک في قوله فسوف یاتی اللّٰه بقوم یحبهم
ویحبونه قال هو ابوبکر و اصحابه لما ارتد من
العرب عن الاسلام جاهد هم ابوبکر و اصحابه
حتی ردهم الی الاسلام ،

اور روائت نقل کی عبد بن حمید نے اور ابنِ جریر نے اور ابنِ المنذر نے اور ابنِ ابی حاتم نے اور ابو شیخ نے خیثمہ ترابلسی نے کتاب فضائل صحابہ

Marfat.com

میں اور بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ میں حسن بصریؒ سے کہ آیتِ کریمہ "فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ" سے وہ لوگ مُراد ہیں جو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور آپکے وہ ساتھی جنہوں نے بعض عرب کے مُرتد ہونے پر اُن سے قتال کیا۔

واخرج عبدبن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ و خثیمته الاترابلسی فی فضائل الصحابہ والبیھقی فی الدلائل عن الحسن فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ قال ھم الذین قاتلوا اھل الروۃ من العرب بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابوبکر صحابہ،

اور روائت نقل کی ابنِ جریر نے صریح بن عبید سے کہ جب آئتِ کریمہ "یا ایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینھہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ" تو حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ! کیا اس سے مُراد میری قوم ہے؟

تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس سے مُراد ابوموسیٰ اشعری اور اس کی قوم ہے۔

Marfat.com

اور نقل کیا ابنِ سعد نے طبقات میں اور ابنِ ابی شیبہ نے اپنی مُسند میں اور عبد بن حمید نے اور حکیم ترمذی نے اور ابنِ جریر نے اور ابنِ منذر نے اور ابنِ ابی حاتم نے اور ابو شیخ اور طبرانی اور ابنِ مردویہ نے اور حاکم نے صحیح میں اور بیہقی نے دلائل میں کہ حضرت عیاض اشعری فرماتے ہیں کہ جب آئتِ کریمہ ''فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم و یحبونہ ،، نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس سے مراد اسکی قوم ہے۔

واخرج ابن الجریر عن صریح بن عبید قال لما انزل اللّٰہ یا ایھا الذین آمنوا امن یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم ویحبونہ قال عمر انا وقومی ھم یارسول اللّٰہ قال بل ھذا وقومہ یعنی ابا موسیٰ لا شعری.

اور روائت نقل کی ابو شیخ نے اور ابنِ مردویہ نے اور حاکم نے شعبہ کی حدیثوں کی جامع میں اور بیہقی نے کہ ''فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم و یحبونہ ،، آئتِ کریمہ کے متعلق حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا، اُے مُوسیٰ اس سے مراد تمہاری قوم اہلِ یمن سے ہے۔

اور روائت نقل کی ابنِ حاتم نے اور حاکم نے کتاب ''الکنیٰ'' میں اور

Marfat.com

ابو شیخ نے اور طبرانی نے اوسط میں اور ابنِ مردویہ نے اچھی سند کے ساتھ کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے آئتِ کریمہ "فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم و یحبونه" کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مُراد اہلِ یمن سے، کندہ، سکون، اور تجیب قبائل کے لوگ ہیں۔

اور روایت نقل کی ابن ابی شیبہ نے کہ حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ آئتِ کریمہ " فسوف یاتی اللّٰہ بقوم " سے مُراد اہلِ قادسیہ ہیں۔

اور بخاری نے اپنی تاریخ میں قاسم بن مخیمرہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ تشریف لائے اور میرے لئے مرحبا فرمایا اور پھر آپ نے آئتِ کریمہ "من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم و یحبونه" تلاوت فرمائی اور پھر میرے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ خُدا کی قسم یہ لوگ اہلِ یمن میں سے تین قبائل ہیں۔

اور روائت نقل کی ابو شیخ نے حضرت مجاہد سے کہ آئتِ کریمہ فسوف یاتی اللّٰہ بقوم سے مراد قومِ سبا ہے۔

واخرج ابن سعد وابن ابی شیبة فی مسند ته عبد بن حمید والحکیم ترمذی وابن جریروابن المنذرو ابن ابی حاتم وابو الشیخ

Marfat.com

والبطرانی وابن سویہ والحاکم وصحیحہ
والبیھقی فی الدلائل عن عیاض الاشعری قال
لما نزلت فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم ویحبونہ
قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم ھم قوم
ھذا و اشاراتی ابی موسیٰ الاشعری ،

واخرج ابوالشیخ وابن مردویہ والحاکم
فی جمعہ الحدیث شعبۃ والبیھقی فسوف یاتی
اللّٰہ بقوم یحبھم ویحبونہ فقال النبی صلی اللّٰہ
علیہ وآلہٖ وسلم قومک یا ابا موسیٰ اھل الیمن ،

واخرج ابن ابی حاتم والحاکم فی الکنی
وابوالشیخ والطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ
بسند حسن عن جابر بن عبداللّٰہ قال سئل رسول
اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم عن قولہ فسوف
یاتیٰ اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ قال ھولا قوم من
اھل الیمن من کندۃ ثم من السکون ثم من
التجیب ،

واخرج البخاری فی تاریخہ وابن ابی
حاتم وابوالشیخ عن ابن عباس فسوف یاتی اللّٰہ
بقوم یحبھم ویحبونہ قال ھم قوم من اھل الیمن
ثم کندہ من السکون واخرج ابن ابی شیبۃ عن

Marfat.com

ابن عباس فسوف یاتی اللّٰہ بقوم قال ھم اھل القادسیہ ،

واخرج البخاری فی تاریخہ عن القاسم بن مخیمرہ قال اتیت ابن عمر فرحب بی ثم تلا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم ویحبونہ ثم ضرب علی منکبی وقال احلف باللّٰہ انھم لمنکم اھل الیمن ثلاثہ واخرج ابو شیخ عن مجاھد فسوف یاتی اللّٰہ بقوم قال ھم قوم سبا ،

﴿تفسیر درمنثور ج۲ ص۲۵۲﴾

ایک آیت بھی پوری نہیں

اگرچہ اِس ضمن میں مزید متعدّد کُتبِ مُعتبرہ سے سینکڑوں حوالہ جات پیش کیے جا سکتے ہیں تاہم اسناد کے ساتھ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی احادیث اور اقوالِ صحابہ کرام کی روشنی میں یہ پتہ چلا لینا مشکل امر نہیں ہے کہ یہ آیت اگرچہ سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُن ساتھیوں کے حق میں بھی یقیناً بیان کی گئی تاہم اِس میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانہء مبارک میں مرتدّین سے جہاد کرنے والے لوگ بدرجہء اولیٰ شامل ہیں ۔ اب یہ کہ ایک آیت پُوری کی پُوری محض حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں ثابت نہیں کی جا سکتی تو تسلیم کرنا ہوگا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا یہ

Marfat.com

تصور غلط محض ہے کہ اِس آیت کے بعد آنے والی آیات بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔

تفسیرِ قرآن کرتے وقت رسول اللہ صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہ وَسلّم کی احادیث اور اقوالِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اِعراض کرتے ہوئے محض ذاتی اَنا کی تسکین کے لئے غلط سلط تاویلیں کرنا کسی مُحدّث کی شایانِ شان ہرگز نہیں ہوسکتا۔

ہم آئندہ اوراق میں مُعتمد ثقہ کُتب سے بِالوضاحتؒ اِس قسم کی روایات نقل کریں گے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلِ اِرتداد سے جنگ کرنے والے لوگوں کے حق میں آنے والی آیت کے مابعد کی آیت بلا شک و رَیب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

بارہ نکاتی فارمولہ کا جواب

علاوہ ازیں اگر شاہ صاحب ''انما'' کا سہارا لیکر سیاق و سباق کو صرف فردِ واحد کے حق میں بیان کرنے پر مُصر ہیں تو ایک اِنتہائی عجیب و غریب صورت حالات سامنے آنے کے امکانات ہیں۔ اس لئے فی الحال اِس بحث کو دانستہ قلم انداز کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ بحث اس لئے بھی غیر ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اہلِ علم حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ قبلہ شاہ صاحب کا یہ تصوّر قرآن مجید کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ

Marfat.com

''انما'' کا سیاق وسباق آپس میں ملا دینے سے ہرگز یہ معنی نہیں دے سکتا کہ یہ اور ہر دو آیات ایک ہی معنی ومفہوم پر مشتمل ہیں اور یہ کہ یہ دونوں کسی ایک ہی شخص کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔

اِس سے پہلے کہ ہم شاہ صاحب کے باقی نکات کو زیرِ بحث لائیں عظیم فقیہہ اور مُفسّر حضرت مُلا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیراتِ احمدیہ کا ایک حوالہ نقل کرتے ہیں جو آپ نے نماز میں عملِ قلیل سے نماز کے فاسد نہ ہونے کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ اِس لئے کے کسی فقیہہ کا کسی روایت کو مسئلہ کی صورت میں بیان کرنا، بہرصُورت اُس روایت کی ثقاہت پر حرفِ آخر کی حیثیّت رکھتا ہے۔

حضرت مُلا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ آیت '' انما ولیکم اللہ ورسولہ کے ضمن میں رقمطراز ہیں۔

تفسیراتِ احمدیہ

وھم راکعون ، کا معنی امام زاہد کے نزدیک متطوّ ن نوافل ادا کرنے والے، یعنی فرض نماز اور فرض زکوٰۃ ادا کرنے کے ساتھ نفل نماز پڑھتے ہیں اور نفلی طور پر صدقہ کرتے ہیں۔

دیگر مفسّرین لکھتے ہیں کہ '' راکعون ''صلوٰۃ وزکوٰۃ دونوں کا حال ہے اوراس کے معنی خشوع کرنے والے یعنی خشوع کے ساتھ نماز ادا کرتے

Marfat.com

ہیں اور خشوع کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

کشّاف و مدارک میں ہے کہ یہ صرف "یُؤتُونَ" سے حال ہے مطلب یہ کہ نماز کے دوران حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں اس معنی کے لحاظ سے یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی اور اس معنی کے لحاظ سے ہم نے اسے اپنے عنوانوں کے لئے بطور دلیل پیش کیا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نماز کے دووان حالتِ رکوع میں تھے کہ کسی سائل نے سوال کیا۔ آپ نے اپنی انگوٹھی اس کی طرف پھینک دی چونکہ انگوٹھی انگلی میں کُھلی اور ڈھیلی تھی اس لئے اُسے اُتارنے میں عملِ کثیر کی ضرورت نہ تھی۔

اِسی بنا پر انہوں نے دورانِ نماز ہی انگوٹھی اِس کی طرف پھینک دی اِس کے بعد صاحب کشّاف و مدارک لکھتے ہیں کہ آیت سے معلوم ہوا کہ دورانِ نماز صدقہ جائز ہے۔ اور یہ کہ عملِ قلیل سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

﴿تفسیرات احمدیہ جلد اوّل ص ۲۱۶﴾

﴿از حضرت ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ﴾

دُوسرا نکتہ

شاہ صاحب کا نکتہ نمبر ۲ ہے کہ یہ ہر سہ آیات سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے حق میں ہیں اور اِس پر مُفسّرین کا اجماع ہے۔ اور اس

Marfat.com

کے قائل، قتادہ، ضحاک اور حسن بصری ہیں یہ نکتہ ایسا نقطہ ہے جو غلطی سے بے نقاط حروف پر لگ جائے اور اچھے بھلے با معنیٰ لفظوں کو مہمل بنا کر رکھ دے

اہلِ علم حضرات نے متعدّد تفسیروں کے حوالہ جات ملاحظہ فرما لئے ہیں کہ نہ صرف ہر سہ آیات میں بلکہ پہلی آیتِ کریمہ میں بھی حضور سرورِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مرفوع حدیث اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وغیرہما متعدّد صحابہ کرام کے اقوال اِس فرضی اجماعِ مفسّرین کے سَراسَر مخالف ہیں۔

حیرت ہے کہ شاہ ولی اللہ جیسے پڑھے لکھے لوگ بھی اس قسم کے ذہنی مفروضوں کو حقیقت کی صورت میں لوگوں پر مسلّط کرنے میں اپنی قابلیّت خیال کرتے ہیں۔

تیسرا نکتہ

اندریں حالات تیسرا نکتہ بالکل ہی بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے تا دیر مرتدین سے قتال کیا جبکہ یہ تسلیم شدہ بات ہے کہ پہلی آئت دیگر متعدّد لوگوں کے علاوہ ابوبکر صدیقؓ کے جیوش کو بھی شامل ہے۔

چوتھا نکتہ

نکتہ نمبر ۴ تھوڑی سی وضاحت کا مقتضی ہے اور اس نکتہ آفرینی میں

Marfat.com

شاہ صاحب نے اپنی نکتہ رس طبیعت کو بھی اضمحلال کی نذر کر دیا ہے۔

یعنی لفظ (انما) کلامِ عرب میں جُملہ سابقہ کی دلیل اور اس کی تحقیق و تبثیت کے لئے آتا ہے۔ اور معنی یہ ہوئے کہ مسلمانوں تُم ارتداد سے نہ ڈرو کیونکہ تمہارا کارساز اللہ ہے اور اس کا رسول تمہیں جہاد کی ترغیب دیتا ہے اور محققین اہلِ ایمان ہیں، جو نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

شاہ صاحب کی اس نکتہ آفرینی نے تو آپ کی نکتہ شناس طبیعت کا بھرم ہی کھول کر رکھ دیا اور ثابت کر دیا ہے کہ انسان خواہ کتنا ہی بڑا عالم و فاضل کیوں نہ ہو جب جدل و مناظرہ کے اسٹیج پر آ جائے تو پھر اپنی اَنا کو تحفظ دینے کے لئے وہ قرآن وحدیث کی نُصوص کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔

آئندہ اَوراق میں مُعتبر تفاسیر اور دیگر ثقہ کُتب کے حوالہ جات محض اس ضمن میں پیشِ خدمت کیئے جائیں گے کہ اہلِ اِرتداد اور اُن سے جہاد کرنے والوں کے حق میں آنے والی آئتِ جمہور مُفسّرین کے نزدیک اگلی آئت سے الگ تھلگ ہے اور اُس کا شانِ نزول واضح طور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں ہے۔ نیز یہ کہ جن تین تابعین کا ذکر شاہ ولی اللہ نے مندرجہ بالا تحریر میں کرتے ہوئے مُفسّرین کا اجماع اپنے حق میں ثابت کرنا چاہا ہے، اُن کے اقوال بھی شاہ صاحب کے اس فلسفیانہ خیال کی واضح طور پر تردید کرتے ہیں۔

Marfat.com

پانچواں نکتہ

نکتہ نمبر ۵ میں شاہ صاحب نے بہت ہی اونچی اُڑان لی ہے جس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا کہ اتنی ہی بُلندی سے آپ کو سر کے بل آنا پڑے کیونکہ شاہ صاحب کا '' انما ولیکم '' کے متعلق مزعُومہ شانِ نزول سیاق وسباق کی روشنی میں کسی بھی صورت میں پہلی آیت کے مخاطبین پر منحصر نہیں کیا جا سکتا اور ہمارے اِس دعویٰ کی دلیل شاہ صاحب نے اپنے اسی بارہ نکاتی فارمولہ میں چُھپا رکھی ہے جس کا ابھی ذکر ہو گا۔ افسوس تو یہ ہے کہ شاہ صاحب کی جلالت علمی کے تحت ہم یہ مقولہ بھی نہیں دہرا سکتے کہ دروغ گورا حافظہ نہ باشد۔

چھٹا نکتہ

بہر حال نکتہ نمبر ۶ میں شاہ صاحب ہمارے دعویٰ کی دلیل بن کر پورے جاہ وجلال کے ساتھ رقمطراز ہیں کے صیغہ کے عُموم سے دلیل پکڑیں تو یہ آیاتِ مذکورہ خاص طور انما ولیکم اللّٰہ ورسولہٗ، تمام محقّقین کو شامل ہے، شائد کسی نے ایسے ہی کسی موقعہ پر کہا ہو کہ جادو وہ جو سر چڑھ بولے۔

ساتواں نکتہ

اور نکتہ نمبر ۷ تو شاہ صاحب کے نکتہ رَس، نکتہ دَان، نکتہ بِین نکتہ چِین، نکتہ آفرین اور نکتہ ءراز ہونے پر حرفِ آخر کی حیثیّت رکھتا ہے یعنی

Marfat.com

اَب تک جس قدر نکتہ بازیاں ہوئیں تھیں سب کی سب اپنے ہاتھوں صُورتِ مَعکُوس ہوگئیں،

آپ بھی اِس نکتہ سے محظوظ ہوں جو انتہائی بے خیالی کے عالم میں قلم سے سیاہی چھڑکتے وقت پہلے تو اچھی بھلی تحریر کے ایک حصّہ پر سیاہ نقطہ کی صورت میں گر جائے اور پھر بے خیالی ہی میں اُسے صاف کرتے وقت ایک بڑے دھبے کی صُورت میں پُوری تحریر کو ہی معدوم کر دے۔ اور وہ نکتہ یہ ہے کہ جب امام برحقّ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے یہ کہا گیا کہ یہ آیتِ کریمہ حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ علی علیہ السلام مومنین میں سے ہیں۔ یعنی یہ آیت سب مومنین کے حق میں ہے۔ اور علیؑ بھی مومنوں میں سے ہیں۔

اگرچہ یہ قول دیگر مُفسّرین کرام نے بھی نقل کیا ہے لیکن اس سے پہلے وہ مرفوع احادیث اور اقوالِ صحابہ سے اس آیت کا حضرت علیؑ کے حق میں ہونا ثابت کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں حیرت تو اس امر کی ہے کہ جب بقول شاہ صاحب یہ آئت انما کی وجہ سے آیت سیاق سے وابستہ ہے اور قطعیّت کے ساتھ ابوبکر صدیقؓ کے لئے ہے۔

اور اگر اسے عموم میں بھی شامل کرلیا جائے تو ان تمام محقّقین کے لئے ہوگی جنہوں نے اہلِ ارتداد سے جنگ کی۔

Marfat.com

مگر طرفہ تماشا یہ ہے کہ اگر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پیش کردہ قول کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عام مومنین کی صفات میں شامل کر کے عمومیّت کی صورت میں اس کا اطلاق آپ پر کیا جائے تو اِس سے شاہ صاحب کے وہ تمام تانے بانے تارِ عنکبوت کی صورت میں منتشر ہو جائیں گے جو آپ نے اب تک بزورِ فلسفہ بُنے تھے اور آپ کی اَب تک کی تمام کارکردگی هباء منثورا ثابت ہوگی کیونکہ آیتِ سیاق میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُن جیوش میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہرگز ہرگز شامل نہیں تھے جِنہوں نے اہلِ ارتداد سے جنگیں لڑیں۔

لہٰذا واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آئیتِ کریمہ انما ولیکم اللہ میں ایک عام مُسلمان کی حیثیت میں بھی شامل نہیں ہو سکتے حالانکہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مَنسُوب قول کم از کم مَولائے کائناتؑ کے لئے اِس قدر رعائت تو فراہم کرتا ہے کہ اِنفرادی طور پر نہ سہی اِجتماعی طور پر آپ عام مُسلمانوں کے ساتھ اِس اِعزاز کے ضرور مستحق ہیں۔

آٹھواں نکتہ

بہر حال شاہ صاحب کے پیدا کردہ پہلے چھ نکات اُن کے اپنے ہی بیان کردہ ساتویں نکتے کی زد میں آ کر مکمّل طور پر سخت مجروح ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

اور اگر ان میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی بھی تو آپ کے آٹھویں نکتے نے ان سب کو باقاعدہ طور پر فنا کی وادیوں میں دھکیل دیا ہے۔ کیونکہ شاہ صاحب کا آٹھوں نکتہ جسے آٹھواں عُجُوبہ کہنا زیادہ درست ہوگا یہ ہے کہ،

بغویؒ نے کہا ہے کہ جابر بن عبداللہؓ کا قول یہ ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جبکہ اُن کی قوم نے اُن کو چھوڑ دیا تھا۔

اگرچہ شاہ صاحب جلدی میں بغویؒ کی پوری عبارت نقل نہ کر سکے ورنہ علامہ بغویؒ نے صاف طور پر وضاحت فرمارکھی ہے کہ آیتِ کریمہ انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ متعیّن شدہ فردِ واحد کے حق میں نازل ہوئی ہے اور وہ فردِ واحد اور وہ فردِ فرید شیرِ خُدا انکا جدارِ ہل اتیٰ مُشکل کُشا حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

بہر حال یہ آٹھواں نکتہ شاہ صاحب کے ساتویں نکتہ سے پہلے چھ نکاتی پروگرام کی قطعی طور پر تغلیظ وتکذیب اور تردیدو بطلان کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے اس واہی طرزِ استدلال کی بھی دھجیاں اُڑا دیتا ہے۔ حالانکہ شاہ صاحب اپنے ان دلائل کو انتہائی قوی اور زوردار سمجھتے ہوئے دُوسروں کی تذلیل اِن الفاظ میں کرتے ہیں کہ "مبتدعین کی کج روی کا تماشا دیکھو کہ اس سیاق وسباق کو چھوڑ کر اپنی ہوائے باطل کی ترویج کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔"

آپ کے اِس جارحانہ انداز کے متعلق ہم کیا کہہ سکتے ہیں قارئین خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ آپ نے خود تو حقائق کو مسخ کرنے میں پوری قوّت

Marfat.com

صرف کر دی ہے اور اپنی عقلِ نا تمام پر نصوصِ صریحہ وقطعیہ کو قربان کر دیا ہے اور غُصّہ دوسروں پر نکال رہے ہیں۔ دانستہ طور پر صراطِ مستقیم سے اِعراض خود کرتے ہیں اور کج رو دوسروں کو کہتے ہیں۔ ریسرچ کے نام پر نئی نئی بدعات کو خود جنم دیتے ہیں اور مبتدعین کے خطاب سے دُوسروں کو نواز رہے ہیں۔

بہر حال شاہ صاحب نے اس مسئلہ میں قرآن وحدیث کی نصُوص کو نظر انداز کرنے میں جس جرأت وجسارت سے کام لیا ہے یا تو آپ کی شان کے ہرگز لائق نہیں تھا یا پھر یہ آپ ہی کا کام تھا ورنہ عام مُسلمان تو اس تصوّر سے ہی کانپ اُٹھتا ہے کہ تفسیر بالرّائے کرنے والوں میں اِس کا شمار ہو جب کہ یہ حقیقت بھی اظہر من الشّمس ہو کہ، من فسر القرآن برائه فقد کفر .

بعض حضرات کے لئے یقیناً یہ امر خالی از اِستعجاب نہیں کہ شاہ صاحب قبلہ اصولِ تفسیر سے کافی حد تک واقف ہونے اور فقیہا نہ طرزِ اِستدلال کو جاننے کے باوجود اِس مقام پر اس قدر گھسے پِٹے دلائل دینے پر کیوں مجبور ہو کر رہ گئے،

لیکن یہ تحیرّ وتعجب اُس وقت بالکل ختم ہو جاتا ہے جب یہ بات پایہ ءثبوت کو پہنچ جائے کہ حقائق کو مسخ کرنے کے لئے آپ نے دانستہ طور پر پیچیدگیاں پیدا کی ہیں۔

Marfat.com

نواں نکتہ

اب آپ کا نکتہ نمبر ۹ ہی لیجئے آپ فرماتے ہیں کہ آیتِ کریمہ انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ (الخ) کا حضرت علیؑ کے حق میں ہونا تواتر سے ثابت نہیں بلکہ اِس بارے میں کوئی مرفوع حدیث بھی ثابت نہیں پھر تواتر کہاں سے آجائے گا۔اور اِس کے ساتھ ہی اِس تواتر کی نفی میں جو جواز پیش کیا ہے وہ حضرت جابرؓ اور حضرت امام باقر علیہ السلام کے یہ دو قول ہیں

(۱) یہ آیت عبداللہ بن سلام کے حق میں ہے،

(۲) یہ آیت عام مومنین کے لئے ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی مومن ہیں لہٰذا اِس آیت میں آپ شامل ہیں۔

شاہ صاحب کے نزدیک کسی ایک روایت کو تواتر کے درجے سے گرا دینے کے لئے یہی کافی ہے کہ متعدد مختلف اسناد سے آنے والی روایات کے ساتھ دو قول ایسے بھی ہیں کہ ایک قول اُن میں بِالواسطہ اُسی روایت کی تاکید کرتا ہے۔یعنی حضرت اِمام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ آیت حضرت علیؑ کے حق میں ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں بحیثیت مومن اِس آیت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم شامل ہیں۔حالانکہ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سائل جانتا تھا کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں ہے اور حضرت جابر بن عبداللہ کے قول میں صرف یہ

Marfat.com

بات ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نہیں۔ جبکہ اس کے ساتھ ساتھ مفسّرین صحابہ میں سے عبداللہ ابنِ عباسؓ کی روایت سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ یہ آیت حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی۔

علاوہ ازیں اِس آیت کے ضمن میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مرفوَع حدیث بھی موجود ہے جس میں آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایثار سے خوش ہوکر بارگاہِ خُداوندی میں ان کو اپنا وزیر بنانے کی اِستدعا کی اور یہی نہیں بلکہ دیگر متعدّد صحابہ کرام، تابعین، تبعَ تابعین نے اِس روایت کو حضرت علی علیہ السلام کے حق میں بیان کیا ہے جسے ثِقہ مفسّرین کے علاوہ فقہا کرام نے بھی پُورے صِدقِ دِل سے قبول کیا اور نماز میں عملِ قلیل کے بارے میں جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے انگوٹھی اُتروانے کے فعل کو حُجّت قرار دیا۔

اور یہ معاملہ کسی ایک خاص زمانہ کے لئے محدود نہیں بلکہ طوعاً وکرہاً تقریباً سبھی مفسرینِ کرام کو کسی نہ کسی طریقہ سے اِس آیت کو حضرت علی علیہ السّلام کے حق میں ماننا ہی پڑا ہے۔ اب خُدا جانے شاہ صاحب کے نزدیک تواتر کے خاص معنی اور کیا ہیں، بہرحال آئندہ اوراق میں آپ متعدّد ثقہ کُتب کی ایسی تحریریں مُلاحظہ فرمائیں گے جن میں اقوالِ صحابہ کے ساتھ

Marfat.com

حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مرفوع حدیث بھی شامل ہوگی۔

ہمیں یقین ہے کہ اُن عبارات کی موجودگی میں قارئین کو شاہ صاحب کا اِستدلال واضح طور پر ایک تخیلاتی مفروضہ نظر آئے گا۔

علاوہ ازیں شاہ صاحب سے یہ پوچھنا تو بھول ہی گئے کہ جنابِ والا! یہ تو فرمایئے کے آپ نے آیتِ سباق کے مفہوم کو آئندہ آنے والی آیات کے مفہوم میں جو زبردستی گڈمڈ کرنے کی کوشش فرمائی ہے، اس کے لئے شرطِ تواتر قائم فرمانے میں پہلوتہی کا کیا نام رکھا جائے۔

دسواں نکتہ

نکتہ نمبر۱۰ میں شاہ صاحب کی نکتہ شناس طبیعت کی داد دینا پڑتی ہے آپ کا ارشاد ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ لفظ عام سے خاص معنیٰ مُراد لینے کی کیا ضرورت پیش آئی جب کہ لفظ جمع کو مُفرد مُراد لینا ہو تو ایسی تاویل کے لئے قرینہ قوی ہونا چاہیے لیکن ایسا قرینہ کہاں ہے؟

سُبحان اللہ اور پھر سُبحان اللہ! شاہ صاحب ذرا یہ تو فرمایئے کہ آپ نے تو اِس سے پہلی آیت کی بدولت اِس آیتِ کریمہ کو بھی جناب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے حق میں فرما رکھا ہے، پھر اِس سے بڑھ کر آپ کو کس قرینہ قویہ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

غور تو فرمائیں کہ قرآنِ مجید کے الفاظ ہیں کہ ''پھر ہم ایسی قوم

Marfat.com

لائیں گے جو اللہ کو پیارے ہونگے اور اللہ اُن کو پیارا ہوگا۔

اور اُس آنے والی قوم کو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ذاتِ گرامی بنا کر رکھ دیا۔ زیرِ بحث آیت کو بھی آپ جناب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شان میں بیان فرما چکے ہیں۔ اِن حالات میں آپ کو کیسے بتائیں کہ قرینہءقویہ کی تلاش میں تو کوہِ ندا پر ہی جانا پڑے گا، اور یہ کام کوئی حاتم طائی ہی کر سکتا ہے۔

حضورِ والا! اگرچہ اس سے پہلی آیتِ کریمہ اہلِ یمن وغیرہ کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے جیوش کے حق میں ہی ثابت ہو سکتی ہے مگر وہ اِس لئے جناب ابوبکر صدیقؓ کے حق میں بھی بیان کی جاتی ہے کہ اُن جیوش کو مُرتدین کی سرکوبی کے لئے تیار آپ نے کیا تھا۔ اسی طرح اگرچہ یہ آیت جمع کے صیغہ کو متضمّن ہے لیکن پہلی آیت سے بدرجہ اولیٰ قرینہ قویہ اِس کا مُفرد کے حق میں ہونے کا یہ ہے کہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے نماز میں خیرات کرنے کے موقعہ پر نازل ہوئی تھی۔

اور پھر اِن سب سے قوی تر ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ حضرت علیؑ کے ایثار پر خوش ہو کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دُعا فرمائی تو اللہ تبارکؐ وتعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی اور اِس پر مختلف اَسناد سے آنے والی روایات شاہدِ عدل ہیں۔

Marfat.com

گیارھواں نکتہ

نُکتہ نمبر گیارہ چونکہ کئی نُکتوں پر مُشتمل ہے، اس لئے نُکتہ در نُکتہ میں اُلجھنے کی بجائے اِسے چند شقوں میں تقسیم کر دینا ہی مناسب ہے۔

چنانچہ اس کی شقِ اوّل شاہ صاحب کے اِس فرمان پر مشتمل ہے کہ،

فقیر کا ظنّ جو کچھ کام کر سکا ہے وہ یہ ہے کہ بعض لوگ بطریقِ تعریض اِس لفظ سے حضرت مُرتضٰی کو سمجھے ہوں اور تعریض تخصیصِ عام سے ایک جُدا امر ہے، اِس جگہ اپنے عموم پر باقی رہتا ہے۔ اِس کے باوجود قرائن عام میں صرف فردِ واحد کے داخل ہونے میں دلالت ہے۔

شاہ صاحب کا مرنجان مرنج شخصیّت کے مالک ہونا آخر آپ کے اِس فقرہ نے ظاہر کر ہی دیا کہ ''فقیر کا ظن جو کام کر سکا ہے،، بہر حال فقیر کے ظن وگمان کا نتیجہ تو زیرِ بحث آ ہی جائے گا، اس مقام پر شاعرِ مشرق کا مصرعہ شدّت سے یاد آ رہا ہے کہ!

رہبر ہوں ظن و تخمیں تو زبوں کارِ حیات

شائد ظن وتخمیں کی اس زبوں کاری کا ہی یہ اثر ہے کہ زیبِ عنوان آیتِ کریمہ کو کسی بھی صُورت میں حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نہ ماننے کے باوجود یہ فرما دیا کہ بعض لوگ جو اِس کو حضرت علی المرتضٰی کے حق میں مانتے ہیں۔

Marfat.com

حالانکہ اِس سے پہلے آپ پُوری قُوّت سے اِسی داعیہ پر جمے ہوئے تھے کہ اِس آیت کو حضرت علی علیہ السلام کے حق میں کوئی مانتا ہی نہیں، اگر قارئین کو یقین نہ آئے تو بصد شوق شاہ صاحب کی سابقہ عبارت کا مطالعہ فرما لیں آپ پر ثابت ہو جائے گا کہ آپ نے محض اور محض وہی اقوال و آراء بیان کرنے پر اکتفاء فرمایا ہے جن سے یہ تاثّر ملے کہ اِس آیت کو متقدّمین و متاخرین اہلسنّت سے کوئی بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نہیں مانتا۔

بہرکیف ! شاہ صاحب کا احادیثِ مصطفٰےؐ اور اقوالِ صحابہ سے اپنے ظن و گمان کے مطابق نتائج اخذ کرنا اُنہی کا حصہ ہے ورنہ ایسی جرأت کوئی عام آدمی تو کرنہیں سکتا کہ ایک تو صحابہ کرام کو "بعض لوگ" کہے اور پھر اُن کے ارشادات کو اپنے ظن و گمان کے معیار پر پرکھنے کا دعویدار بھی ہو۔

شاہ صاحب کے اِس گیارہویں نکتہ کی شق نمبر دو (۲) دَرحقیقت شق نمبر (۱) ہی کا جزوِ خاص ہے کیونکہ شاہ صاحب یہ اقرار کرنے کے باوجود کہ "بعض لوگوں" نے اِس آیت کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں سمجھ رکھا ہے، تخصیص و تعمیم کے ہیر پھیر میں پڑے ہوئے ہیں۔

اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ جو کچھ بیان کر رہے ہیں اُن کا اپنا گمان ہے اور گمان کسی بھی صورت میں قطعیّت کے درجہ میں نہیں آسکتا، خواہ

Marfat.com

مخواہ بات بڑھانے پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں، حالانکہ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ جب بات بڑھ جاتی ہے تو پھر اُسے سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے بلکہ جب بات بڑھتی ہے تو اکثر بگڑ جاتی ہے اور جب بات بگڑ جاتی ہے تو پھر مشکل ہی سے بنتی ہے، یہی وجہ ہے کہ شاہ صاحب کی بات جس قدر بڑھتی جارہی ہے اُسی قدر زیادہ بِگڑتی جارہی ہے اور حال یہ ہے کہ اَب یہ بگڑی ہوئی بات بنتی نظر نہیں آتی۔

آپ کا ظن ہے کہ لوگوں نے کنائۃً یعنی بطور تعریض اِس آیت کو حضرت علی المرتضٰی کے حق میں سمجھ لیا، چونکہ تعریض و تخصیصِ عام دو الگ الگ اُمور ہیں اِس لئے اِس عموم کو کسی بھی صُورت میں خاص نہیں کیا جا سکتا اور تعریض بھی اُس وقت صادق آئے گی جب حضرت علی (علیہ السلام) کے متعلق یہ لوگوں کا من گھڑت واقعہ بار بار واقع ہو۔

یعنی لوگوں نے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سائل کو انگوٹھی عطا کرنے کی اِختراع کر رکھی ہے اِس کا بار بار ظہور ہوا ہو اور حضرت علی بار بار سائل کو انگوٹھی عطا فرمائیں۔

کاش ! شاہ صاحب ظنّیات کے چکّر میں پڑنے کی بجائے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے فرامین کو اپنی عقل پر ترجیح دیتے تو یقیناً اُن کی بات بھی بنی رہتی مگر آپ تو بہرطور اپنے ظن کے تابع ہو کر رہنا چاہتے ہیں اِس لئے قرآنی نصُوص پر بھی گرائمر کے تجربے کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ کی درج ذیل تفسیر وتاویل جو قطعی طور پر آپ کے اپنے ظن وگمان کی پیداوار ہے اور قرآن وحدیث ک نصوص سے اسے قطعی کوئی سروکار نہیں درست تسلیم کر لی جائے تو اِس آیتِ کریمہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن سلام کے حق میں کس طریقہ سے ثابت کیا جا سکے گا جب کہ اُن کے لئے مکرّر تو کیا ایک بار بھی حالت رکوع میں خیرات کرنا ثابت نہیں۔

بہرکیف ! قارئین اِس تھکا دینے والی بحث کے ضمن میں نئے باب کا آغاز کریں اور وہ کثیر حوالے دیکھیں جن میں اِس آیت کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں ہونا ثابت ہوتا ہے۔

Marfat.com

باب

آیت

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ

تفاسیر کی روشنی میں

Marfat.com

اپنوں کو کیا کھیں

تفسیر وحدیث اور فقہ وسیرت کی مُعتبر کتابوں میں یہ روایت تواتر سے منقول ہے کہ ایک روز مسجدِ نبوی شریف میں ایک سائل کے سوال کرنے پر تاجدارِ ہل اتی ، مُرتضیٰ ، مُشکلشاء سیّدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے سوالی کو نماز پڑھتے وقت انگشتری عطا فرمائی حالانکہ آپ اس وقت رکوع کی حالت میں تھے۔

چنانچہ آپ کے اِس ایثار اور ذوقِ سخاوت پر مشیّت جُھوم گئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی۔

آیت

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ.

یعنی نہیں ہیں تمہارے مددگار مگر اللہ ورسول اور مومن اور وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اوز کوٰۃ دیتے ہیں اور رکوع میں ہیں۔

﴿سورة المائده آیت ۵۵﴾

Marfat.com

موجودہ دَور کے خوارج اور نواصب بالخصوص اور چند پیش رو بالعموم اس بات پر پُوری قوّت صرف کرر ہے ہیں اور کرتے رہے ہیں کہ جس طرح بھی ہو سکے اِس آیت کو حضرت علی علیہ السلام کی شان میں داخل نہ ہونے دیا جائے لیکن باوجود سعیِ پیہم کے وہ اپنے اِن مذموم عزائم کو عملی جامہ پہنانے میں بُری طرح ناکام ہوئے ہیں۔ کیونکہ ان کے معتمد مفسرین بڑی وضاحت سے نقل کر چکے ہیں کہ یہ آیتِ کریمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں ہی نازل ہوئی ہے۔

اِس سے پہلے کہ ہم ان لوگوں کے ذہنی واختراعی استدلال کو موضوعِ سُخن بنائیں، کچھ اپنے اِن بزرگوں کے تخیّلات ہدیۂ قارئین کرتے ہیں جو اپنے طور پر تردیدِ روافض کا فریضہ سرانجام دیتے رہے ہیں مگر نادانستگی میں خارجیوں کی ریشہ دوانیوں کے لئے راہ ہموار کر گئے۔

اس صورتِ حال پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے اِس لئے کہ جنابِ سیّدنا حیدرِ کرار علیہ السلام کی محبّت و مودّت شیعوں کے لئے ہی مخصوص نہیں بلکہ ہر مومن پر واجب ہے اور محبوب کی شان میں پہلوتہی کرنا محبّت کے تقاضوں کو یقیناً مجروح کرتا ہے۔

بہر حال ! ہمارے ایک بزرگ متذکرہ بالا آیتِ کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

" بعض کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت علی

Marfat.com

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے کہ آپ نے نماز میں سائل کو انگشتری صدقہ دی تھی وہ انگشتری انگشت مبارک میں ڈھیلی تھی اور بے عمل کثیر کے نکل گئی، لیکن امام فخر الدین رازی نے تفسیرِ کبیر میں اس کا بہت شدّ و مدّ سے ردّ کیا ہے اور اِس کے بطلان پر بہت وجوہ قائم کئے ہیں۔"

تفسیرِ رازی

اگر چہ درج ذیل روایات دیگر بے شمار ثقہ کتبِ تفاسیر وسیَر میں بھی موجود ہیں اور ہم ان کی قدرے تفصیل بھی ہدیہ قارئین کریں گے مگر سب سے پہلے تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی کی وہ عبارت نقل کریں گے جس میں پُوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیتِ کریمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں اُسوقت نازل ہوئی جب آپ نے نماز پڑھتے ہوئے رکوع کی حالت میں سائل کو انگوٹھی عطا فرمائی۔

روایت نمبر ۱

روی عطا عن ابن عباس انها نزلت فی علی ابن ابی طالب علیه السلام.

حضرت عطا حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی

Marfat.com

اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

﴿تفسیر کبیر ۲، ۶۱۸﴾

روایت نمبر۲

روی عن عبداللّٰہ بن سلام قال لما نزلت هذا الآیته قلت یارسول اللّٰه انا رائت علیا تصدق بخاتیمة علی محتاج وهو راکع فنحن نتولا.

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا ! " میں نے دیکھا ہے کہ علی نے رکوع کی حالت میں محتاج کو انگوٹھی عطا فرمائی ہے پس ہم ان سے دوستی رکھتے ہیں۔"

﴿تفسیر کبیر ۲، ۶۱۸﴾

روایت نمبر۳

وروی ابو ذر رضی اللّٰہ عنه انه قال صلیت مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یو م

Marfat.com

صلاۃ الظهر فسأل سائل فی المسجد فلم یعطیه احد فرفع السائل یده الی السماء وقال ! اللهم اشهد انی سٔالت فی مسجد الرسول (صلی اللّٰه علیه وسلم)

فلم یعطنی احد شیًا وعلی علیه السلام کان راکعا فاء و الیه بخنصره الیمنی وکان فیها خاتم فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم بمرائ النبی صلی اللّٰه علیه وسلم.

فقال ! اللّٰهم انٔ انی موسیٰ سالک فقال ! ربی شرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدة من لسانی یفقهو قولی ، وجعل لی وزیرا من اهلی هارون اخی اشدد به ازری واشرکه فی امری ، فانزلت علیه قرآنا" سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما."(القصص آیت ۳۵)

اللّٰهم وانا محمد نبیک وصفیک فاشرح لی صدری ویسرلی امری واجعل لی وزیرا من اهلی علیا اشدد به ظهری ،

قال ابو ذر مأاتم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم هذه الکلمة حتی نزل جبریل فقال یا

Marfat.com

محمد اقراءً انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ .... الخ

﴿ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۱۸ ﴾

﴿ لامام الفخرالدین الرازی مطبوعہ مصر ﴾

حضرت ابُوذَر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک روز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی معیّت میں ظہر کی نماز ادا کی، اِتنے میں مسجدِ نبوی میں ایک سوالی نے سوال کیا مگر کسی نے اسے کچھ نہ دیا تو اُس نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی اِلٰہی تُو جانتا ہے کہ میں نے رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی مسجد میں سوال کیا ہے مگر مجھے کسی نے بھی کوئی چیز عطا نہیں کی۔"

حضرت علی علیہ السّلام اُسوقت نماز ادا کر رہے تھے اور رکوع کی حالت میں تھے اسی عالم میں آپ کے دائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی تھی جو سائل کو اُتار کر دے دی حتّیٰ کہ سائل نے وہ انگوٹھی لے لی اور رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا۔

آرزوئے مُصطفٰے

حضور نے یہ واقعہ سماعت فرما کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی !

"الٰہی جب تجھ سے میرے بھائی مُوسیٰ (علیہ السلام) نے سوال کیا تھا کہ اے میرے ربّ میرے سینے کو کھول دے اور میرے اُمور کو آسان فرما دے اور میری زبان سے بستگی دور فرما دے تا کہ لوگ میری بات کو خوب سمجھ لیں اور میرے گھر والوں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے

Marfat.com

اور میری اس قوّت کو اس کے ذریعہ سے مضبوط بنادے اور اسے میرے کام میں شرک فرمادے تو تُو نے موسیٰ علیہ السلام کی دُعا کو شرفِ قبولیّت سے نواز کر قرآن میں فرمایا ہم تمہارے بھائی کو بھی تُمہاری قوّتِ بازو بنائے دیتے ہیں اور ہم تم دونوں کو خاص شوکت عطا فرماتے ہیں۔''

یااللہ ! میں تیرا نبی محمّد ہُوں اور تیرا پسندیدہ ہُوں تو میرے سینے کو کھول دے اور میرے اُمور کو آسان فرمادے اور میرے لئے میرے گھر والوں میں سے میرا وزیر علی کو بنادے اور اس کے ذریعہ سے مجھے قوّت عطا فرما۔

حضرت ابُوذر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا یہ جملہ ختم ہی فرمایا تھا کہ جبریل علیہ السلام نے حاضرِ خدمت ہوکر عرض کیا یا محمد (صلّی اللہ عَلَیہِ وَآلہٖ وسلّم) پڑھیئے !

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ
یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ.

﴿ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ٦١٨ ﴾

﴿ لامام الفخرالدین الرازی مطبوعہ مصر ﴾

کیسے اوجھل ہوگئی

قارئین ! اندازہ فرمائیں کہ تفسیر کبیر کے حوالہ سے ہمارے بزرگ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ علی کے رکوع میں خیرات کرنے والی روایت کا

Marfat.com

امام رازی نے بڑی شدّومدّ سے رد کیا ہے اور اس کے بطلان پر متعدّد وجوہ قائم کیے ہیں۔

حالانکہ تفسیر کبیر میں نہ صرف یہ کہ انگوٹھی خیرات کرنے کی روایت موجود ہے بلکہ آیتِ کریمہ "انما ولیکم اللّٰہ" کی واضح طور پر شانِ نزول بتائی گئی ہے کہ حیدرِ کرار علیہ السلام کے اس ایثار پر اظہارِ مسرّت فرماتے ہوئے تاجدارِ انبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تبارکؑ وتعالیٰ کے حضور میں دُعا کرتے ہیں کہ یا اللہ جس طرح تُو نے موسیٰ علیہ السلام کی دُعا کو قبول فرما کر اُن کے بھائی ہارُون کو ان کا وزیر اور مددگار بنایا تھا اُسی طرح میرے اہلِ خانہ سے میرے بھائی علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کو میرا وزیر مقرّر فرمادے اور اس کے ذریعہ سے مجھے قوّت وشوکت عطا فرما۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو مذکورہ بالا آیتِ کریمہ تلاوت فرمانے کا اشارہ بذریعہ جبریل کیا۔

حیرت ہے کہ ہمارے محترم بزرگ کی نگاہوں سے تفسیر کبیر کی اتنی طویل عبارت کیسے اوجھل رہ گئی جب کہ اِس روایت کو قطعی طور پر درست تسلیم کرنے اور اس آیت کریمہ کو حضرت علی علیہ السلام کی شان میں بیان کرنے کے بعد روافض کے نظریہ کی تردید کرتے ہیں جو انہوں نے اس آیت کے متعلق قائم کر رکھا ہے کہ اس آیتِ کریمہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت بلافصل ثابت ہوتی ہے۔

Marfat.com

تردید و بطلان

چنانچہ امام فخر الدّین رازی نے جس امر کی تردید اور جس نظریہ کا بطلان کیا ہے اس کی تفصیل تفسیر کبیر میں اس طرح ہے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ یہ آیتِ کریمہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد جس شخص کی اِمامت پر دلالت کرتی ہے وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔

قالت الشیعة هذه لآیة دالت ان الامام بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم هو علی ابن ابی طالب.

﴿تفسیر کبیر جلد۱ صفحه ۲۲۰﴾

علاوہ ازیں اِمام رازی نے مُختلف طرائق سے حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی خلافت بِلافصل کے بارے میں دلائل پیش کئے ہیں اور آیات و روایات سے اِستنباط کرنے کے ساتھ ساتھ فلسفیانہ انداز میں بھی اپنے مؤقف کے بارے میں اِستدلال پیش کیا ہے لیکن کسی مقام پر اشارہ کِنایہ کے طور پر بھی یہ نہیں لکھا کہ یہ آیت حضرت علیؓ کی شان میں نازل نہیں ہوئی چہ جائیکہ بڑی شدّومد سے اس کی تردید و بطلان کرنے سے متہّم کئے جائیں۔ بہرحال جس امر کا ردّ اور بطلان امامِ رازیؒ نے کیا ہے۔ نمونہ کے طور پر اس کے دو وجوہ ہدیہء قارئین ہیں۔

(۱) قولہ "یا ایها الذین آمنوا من یرتدمنکم عن دینه (الیٰ

Marfat.com

آخرالآیۃ)

ابوبکر صدیقؓ کی امامت پر مضبوط دلائل میں سے ہے۔

پس اگر یہ آیت (انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کی صحتِ امامت پر دلالت کرتی ہو تو ضروری ہے کہ ہر دو آیات کے مابین تناقض پایا جائے اور یہ اَمر باطل ہے جس کا قطع کرنا ضروری ہے لہٰذا یہ آیت اس پر دلالت نہیں کرتی کہ حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد امام ہیں۔

فَلسفہ اور حَدِیث

اس سے پہلے کہ ہم امام فخر الدّین رازی کے پیدا کردہ ان نکات کی مزید تفصیل ہدیہء قارئین کریں جن کے مطابق وہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافتِ بلافصل کے نظریہ کی تردید کرتے ہیں یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ فلسفہ کے زور پر پیدا کردہ اِستدلال آیات واحادیث کی حقیقی روح کو متاثر کرسکتا ہے یا نہیں،

اس مقام پر محدّثین کی آراء نقل کرنے کی مہم شروع کردی جائے تو یقینی اَمر ہے کہ یہ مضمون سینکڑوں صفحات پر پھیل جائے گا۔ اس لئے ہم یہاں منطقی طور پر ہی ایک واضح ترین دلیل قائم کریں گے اور ایک اَمرِ واقعہ حقیقت کی طرف توجہ مبذول کرائیں گے۔

Marfat.com

اور وہ یہ ہے کہ امام فخر الدّین رازیؒ کو قرآنِ مجید کی جو اتنی ضخیم تفسیر مرتّب کرنا پڑی اس کی محرّک وہی فلسفیانہ سوچ تھی جو آیات و احادیث کے متعلّق اختیار کر کے اہلِ اِسلام میں سے ایک نہایت فہیم اور دانشور طبقہ حقیقت سے دُور ہوتا گیا اور بِالآخر مُعتزلہ کے نام سے دُنیا میں مَعرُوف ہوا۔

امام فخر الدّین رازی نے اسی فلاسفر فرقہ کے سرخیل علامہ زمخشری کے فلسفہ کے زور پر پیدا کردہ تخیّلات کی بیخ کنی کے لئے تفسیر کبیر تالیف فرمائی ہے۔

چونکہ مشہور ضرب المثل کے مطابق کہ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے، اِمام رازی کو بھی وہی راستہ اختیار کرنا پڑا جسے اپنا کر مُعتزلہ فرُوعات کے علاوہ اسلام کے بیشتر بنیادی عقائد سے انحراف کرنے سے بھی مُتّہم ہُوئے۔

مُعتزلہ کی خرابی کا باعث یہ ہوا کہ اوّل اوّل تو وہ فلسفہ کو قرآن و حدیث کے تابع رکھ کر غیر مذاہب کے فلاسفروں کو مناظروں اور مباحثوں میں شکستِ فاش دیا کرتے تھے اور پھر بتدریج فلسفہ اُن پر سوار ہوتا گیا اور وہ پُورے طور پر اسی کے غلام ہو کر رہ گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنہوں نے قرآن وحدیث کو فلسفے کے تابع رکھ کر سوچنا شروع کر دیا اور بالآخر فرقہ ضالہ سے موسوم ہوئے۔

تفسیر کبیر فی الحقیقت اسی گمراہ فرقہ کے ردّ میں لکھی گئی ہے اور امام رازی جگہ جگہ زمخشری کو مخاطب کر کے اس کے فلسفیانہ استدلال کو فلسفہ کے

Marfat.com

زور سے توڑتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے ان بزرگوں کو امام رازیؒ کے فلسفہ کی آغوش میں پناہ لینے کی ضرورت محسوس ہوئی جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں ورنہ قدماء مُفسّرین اہلسنّت کی کتابوں میں مختلف اُسناد کے ساتھ تواتر کے ساتھ روایت موجود ہے علاوہ ازیں حق یہ تھا کہ تفسیر کبیر کی وہ روایات بھی نقل کرتے جو انہوں نے زیرِ بحث آیت کے ضمن میں پیش کی ہیں اور اُن پر اصولِ حدیث کے مطابق راویوں وغیرہ پر قطعاً کوئی جرح نہیں کی بلکہ محض فلسفیانہ اِستدلال پیش کر کے معتزلہ اور شیعوں کے مختلف اَقوال کی تردید کی ہے اور روایتِ حدیث کے مقابلہ میں کسی شخص کا منطقی استدلال اور فلسفیانہ نکتہ آفرینیاں کچھ اہمیت نہیں رکھتے۔

علاوہ بریں ہمارا دعویٰ ہے کہ امام رازیؒ نے فنِ حدیث کے مسلّمہ اصولوں کے مطابق ہرگز ہرگز ان روایات کا ردّ و بطلان نہیں کیا بلکہ جس قدر بھی بحث کی ہے وہ محض تخیّلات اور فلسفہ کی مرہُونِ منت ہے۔

مُشتے نمونہ از خروارے

﴿۱﴾ ولی کے معنی لغات میں یقیناً مددگار اور محبت کے آئے ہیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اور مومن مرد اور مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

Marfat.com

ان الولی فی اللغة قدجاء بمعنی الناصر و المحب
کما فی قوله " والمؤ منون والمؤمنات بعضهم
اولیاء بعض."

﴿تفسیر کبیر ۲۱۹﴾

﴿۲﴾ اور لفظ ولی انہی دو معنوں میں آیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن سے کوئی ایک معنیٰ مراد مقرّر نہیں فرمائی اور نہ ہی یہ دونوں معنے ایک دوسرے کہ منافی ہیں ۔تو ضروری ہوا کہ اس آئت میں جن مومنوں کا ذکر ہے ان کے اُمتّ میں متّصرف ہونے پر دلالت کرے۔

ان اللفظ الولی جاء بهذین معنین ولم یعین
اللہ مراد ولا منافاة بین المعنین فوجب دلالة
الآئة علی انّ المئو منین المذکورین فی الآئة
متصرفون فی الامة .

﴿۳﴾اوراس آیت میں ولی کا معنیٰ مددگار لینا جائزنہیں تو ضروری ہوا کہ اس کا معنیٰ مُتصرّف لیا جائے اور اِنمّا ہم کہتے ہیں کہ اس کا معنیٰ مددگار لینا جائزنہیں مذکورہ ولائت سے جو اِس آیت میں ہے سوائے عام کے تمام مومنوں کے لئے ہے۔

الولی فی هذه الآئة لا یجوز ان یکون
بمعنی النا صرفو جب ان یکون بمعنی المتصرف
و انما قلنا انہ' لا یجوز ان یکون بمعنی

الـنـاصـرلان الـولـئة المذ كورة فی هذه لائة غير عامة فی کل المئومنين .

﴿کبیر جلد دوم ۶۱۹﴾

﴿۴﴾ اوراس آیت میں ذکر کی گئی ولایت نُصرت کے معنوں میں نہیں ہے اور اگر نُصرت کے معنوں میں نہیں ہے تو یقیناً تصرّف کے معنوں میں ہوگی اور نہیں ہے واسطے ولی کے سوائے دو معنوں کے، بر تقدیرِ آیت اے مومنوں تُم پر متصرّف ہیں اللہ اور رسول اُس کا اور مومنین جو فلاں صفت سے مُتصّف ہیں اور یہ مقتضی ہے کہ اس آیت میں ذکر کی گئی صفات سے مُتصّف مومنین جمیع اُمّت میں متصرّف ہیں ۔

الـولائة الـمـذكـوره فـی هذه الآية ليست بمعنی النـصـرة واذا لـم تـكـن بـمعنی الالنصرة كانت بـمعنی التصرف فیكم لانه ليس لولی معنی سوی هـذيـن خـضار التقدير الأيته انما المتصرف فيكم ايهـا الـمـومـنـون هـوالـلّٰـه ورسولـه والمؤمنون الـمـوصـوفـون بالصنعة الفلانية وهذا بتقضی ان الـمومنين والـموصـوفين بالصنعات المذكورة فی هذی الآية متصرفون فی جميع الامة .

﴿تفسیر کبیر ۶۱۹﴾

Marfat.com

ان کو بھی منظور نہیں

صاحبِ تفسیر کبیر نے لفظ ولی کے معنوں میں جو تقید روا رکھی ہے وہ یقیناً ہمارے ان بزرگوں کے لئے بھی قابلِ قبول نہیں ہو گی جن کو آیتِ مذکورہ کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہونا شاق گزرا ہے اور انہوں نے تفسیر کبیر کے مقابلہ میں ان متعدّد تفاسیر کو نظر انداز فرما دیا ہے جن کی ثقاہت سے اہلسنّت کے کسی بھی بڑے سے بڑے عالم نے انکار نہیں کیا بلکہ اِن بزرگوں کی اپنی تفسیر کا مُعتد بہ حصّہ انہی تفسیروں سے اخذ کیا گیا ہے جن میں واضح طور پر مختلف جیّد اسناد کے ساتھ اس آیت کا جنابِ حیدرِ کرار علیہ السلام کی شان میں نازل ہونا روزِ روشن کی طرح ثابت ہے۔

بہر حال تفسیر کبیر کے چند مزید فلسفیانہ اِقتباسات ہدیۂ قارئین ہیں،

﴿۵﴾ اور اس کے معنی نہیں ہیں سوائے اس ایک انسان کے جو جمیع اُمّت میں متصرّف ہو تو ثابت ہوا اس ذکر کے ساتھ کہ یہ آیت اس مذکورہ شخص کے تمام اُمّت پر امام ہونے پر دلالت کرتی ہے مگر دُوسرے مقام پر بیان ہے اور وہ یہ کہ جب ثابت کریں واجب ہونا امامت کا اس شخص کے ساتھ اور وہ علی ابن ابی طالب ہیں تو اس بیان میں وجوہات ہیں۔

سیلاب وجوہات

اور ان وجوہ کا خاکہ یہ ہے کہ اگر حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کی

Marfat.com

امامت پر یہ آیت دلالت کرتی ہے جیسا کہ روایت سے ظاہر کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی ہے اور اس قول پر اصرار ممکن نہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے تو اگر یہ آیت امامتِ علی پر دلالت کرتی ہوتی تو تمام اُمّت اس امر پر مجتمع ہوتی چونکہ یہ آیت اِمامت پر دلالت نہیں کرتی اس لیے یہ قَول باطل ہے۔

اس کے آگے ایک اور خُود ساختہ سوال کے جواب میں امام فخر الدّین رازیؒ فرماتے ہیں کہ اگر لفظ ''ولی'' کو ایک ساتھ ناصر اور متصّرف پر حمل کیا جائے تو یہ جائز نہیں جیسا کہ اُصولِ فقہ کے مطابق مُشترک لفظ کو دوسرے مفہوم کے ساتھ حمل کرنا جائز نہیں۔

﴿تفسیر کبیر جلد۱ صفحہ ۲۰ ۱۶﴾

مذکورہ بالا قسم کی طویل بحث کے بعد امام فخر الدّین رازیؒ نے خلافتِ بلا فصل کے بارے میں ایک یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ۔

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تفسیرِ قُرآن کو روافض سے بہتر طور پر جانتے تھے اگر یہ آیت آپ کی خلافتِ (بلا فصل) پر دلالت کرتی تو آپ کسی مجلس میں اس سے ضرور استدلال کرتے۔''

اور ان لوگوں کے لئے مناسب نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ آپ نے تقیہ کی وجہ سے ایسا نہیں کیا جبکہ یہ لوگ خُود ہی نقل کرتے ہیں کہ آپ نے شوریٰ کے دن خُمِ غدیر اور مباہلہ کے واقعات سے اور اپنے جمیع فضائل و مناقب

Marfat.com

سے تمسّک کرتے ہُوئے اِستدلال پیش کیا مگر نہیں تمسّک کیا آپ نے اس آیت سے اپنی امامت کا۔

متن ملاحظہ کریں۔

ان علی بن طالب کان اعرف بتفسیر القرآن من ہٰولاء الروافض فلو کانت ہذہ الآیۃ دالۃ علی امامۃ لا حتج بھا فی محفل من الماحفل ولیس للقوم ان یقولوا انہ ترکتہ للتقیہ عنہ انہ تمسک یوم شوریٰ الخبر الغدیر ومناقبہ ولم یتمسک البتہ بہٰذہ الآئۃ.

﴿تفسیر کبیر جلد۲ صفحہ ۱۲۲﴾

یک نہ شد

مذکورہ بالا وجوہات کی روشنی میں قارئین کرام پر اچھّی طرح واضح ہو گیا ہوگا کہ امام فخر الدّین رازیؒ زیرِ بحث آیتِ کریمہ کو جنابِ علی المرتضٰی علیہ السلام کے حق میں تسلیم کرتے ہوئے اِس سے خلافتِ فصل ثابت کرنے والی روایات کا بطلان کیا ہے۔

بہرحال ! اب ہم اپنے قارئین کو اپنے ایک اور بزرگ کی نکتہ آفرینیوں سے رُوشناس کراتے ہیں آپ پہلے تو اپنے نام سے بعض مفسّرین کے ان اقوال کا چربہ پیش کرتے ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ اِس آیتِ کریمہ

Marfat.com

سے حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافتِ بلافصل ثابت نہیں ہوتی بلکہ اِس سے آپ مومنوں کے والی اور مددگار ثابت ہوتے ہیں اور پھر معاً آپ کو کچھ یاد آجاتا ہے اور یُوں تحریر فرمادیتے ہیں کہ یہ آیت سِرے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہی نہیں ہوئی بلکہ عبداللہ بن سلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

" یہاں ولی بمعنی خلیفہ نہیں ہوسکتا، اور نہ یہ آیت خلافتِ مُرتضوی کے لئے مخصوص ہوسکتی ہے چند وجوہ سے ایک یہ کہ اللہ، رسول کسی کے خلیفہ نہیں اور یہاں انہیں بھی ولی فرمایا گیا ہے اور ایک لفظ بیک وقت چند معنی میں استعمال نہیں ہوسکتا۔

دوسرے یہ کہ آیت کے نزول کے وقت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ تھے، اگر آیت میں حضور کے بعد کا زمانہ مُراد لیا جائے تو آپ کی خلافت بلافصل ثابت نہیں ہوتی۔"

تیسرے یہ کہ " انما " حصر کے لئے اگر خلافتِ علی المرتضٰی میں منحصر ہو جائے تو بقیہ گیارہ اماموں کی خلافت باطل، بہرحال یہاں ولی کے معنی یا دوست ہیں یا مددگار۔

شانِ نزول

یہ آیتِ کریمہ حضرت عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی

Marfat.com

جب انہوں نے حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ہمیں ہماری قوم نے چھوڑ دیا اور قسمیں کھا لیں کہ ہمارا بائیکاٹ کریں گے انہیں فرمایا گیا کہ تم غمگین کیوں ہوتے ہو ؟ اگر تم سے یہودی چھوٹ گئے تو تمہیں اللہ، رسول اور وہ مسلمان مل گئے جو زکوٰۃ بھی دیتے اور رکوع والی نماز بھی پڑھتے ہیں۔ انتھی ''

اِضطراب کیوں ؟

قارئین ! غور فرمائیں کہ اِس قسم کی مُضطرب تحریروں سے حاصل کیا ہوتا ہے ؟

کیا حقائق سے چشم پوشی کر لینے سے تَردیدِ روافض کا فریضہ ادا ہو جاتا ہے ؟

کیا محبّتِ حیدرِ کرار کا تقاضا یہی ہے کہ اُن کی شان وعظمت کو پسِ پردہ کر دینے کی سعی وجہد شروع کر دی جائے ؟

اہلسنّت وجماعت کے صاحبِ علم حضرات کی شان کے ہرگز لائق نہیں کہ وہ خُلفاء اربعہ میں سے کسی ایک کے بھی فضائل ومناقب کو خلط ملط کرنے کی کوشش کریں۔

یہ امر انصاف کے سراسر خلاف ہے کہ پہلے تو اس آیتِ کریمہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں تسلیم کر کے خلافتِ بلافصل پر بحث

Marfat.com

کی جائے اور پھر واشگاف طور پر یہ لکھ دیا جائے کہ یہ آیت تو فلاں شخص کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ آیت فی الواقع حضرت عبداللہ بن سلام کی شان میں نازل ہوئی تھی تو پھر خلافتِ بلافصل پر بحث کرنے کی ضرورت پیش کیوں آئی ؟ بالکل سیدھی سی بات تھی کہ یہ آیت حضرتِ علی کے حق میں نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن سلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اس رکوع کی حالت میں انگوٹھی خیرات کرنے کا واقعہ بھی وضعی ہے اور اس سے ولائیتِ علیؑ کا اثبات بھی نہیں کیا جا سکتا۔

مشہور ہے کہ !

"خطائے بزرگاں گرفتن خطا است"

ورنہ کم از کم یہ سوال تو ضرور پوچھا جا سکتا ہے کہ یہ تو تسلیم کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کے خلیفہ نہیں مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو خلیفۃ اللہ ہیں آپ کی اس ازلی، ابدی اور سرمدی خلافت کا انکار کر دینا کتنے نئے مسائل کو جنم دینے کا باعث بن سکتا ہے۔

بلاشبہ بعض مفسّرین کرام نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ واقعہ کو اِس آیت کے ضمن میں پیش کیا ہے مگر اِس آیت کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں کہ یہ آیت اُن کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

بلکہ حضرت عبداللہ بن سلام تو خُود روایت بیان فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رکوع کی حالت میں خیرات کی ہے اور ہمارے مددگار اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور وہ مومن ہیں جو رکوع کی حالت میں خیرات کرتے ہیں۔

ضرورت وضاحت

صاحبِ تفسیر کبیر نے طویل ترین فلسفیانہ اور منطقی بحث کرنے کے بعد آخری کوشش یہ فرمائی ہے کہ چند وجوہ کی بناء پر اِس واقعہ میں ضُعف پیدا کیا جاسکتا ہے اور یہ وجوہات ہرگز وہ نہیں جو فنِّ حدیث کے مسلّمہ اصولوں کے مطابق ہوں بلکہ یہ بھی آپ کے اُس فلسفیانہ ذہن کی اختراع ہے جس سے بوقتِ ضرورت ہمارے اُن بزرگوں نے اِستفادہ کیا ہے جن کا تذکرہ ہم سابقہ اوراق میں کر آئے ہیں۔

تاہم ہمارے اِن بزرگوں نے اُن سے بھی چند قدم آگے بڑھا کر حقائق کا راستہ بند کرنے کی کوشش کی ہے اور نہ صرف یہ کہ کسی عالم کے فلسفے کو نصِ حدیث پر ترجیح دینے پر اکتفاء کیا ہے بلکہ اُسی عالم کی اخراج کردہ مُتعدد احادیث کو بھی نظر انداز کر دیا ہے اور یہ اَمر کسی بھی طرح مُستحسن قرار نہیں دیا جاسکتا۔

بہرکیف ! اَب آپ زیب عنوان آیتِ کریمہ کی تفسیر حدیثِ رسول اور اقوالِ صحابہ کی صورت میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

تفسیر کشّاف

علامہ زمخشری تفسیر کشاف میں بالوضاحت لکھتے ہیں۔

"(زکوٰۃ دیتے ہیں) کے معنی یہاں نماز پڑھتے وقت رکوع کی حالت میں عطا کرنے والے ہیں اور یہ آیت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں اس وقت نازل ہوئی جب سوالی نے سوال کیا اور آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور رکوع کی حالت میں تھے اِسی حالتِ رکوع میں ہی آپ نے اپنی چھوٹی اُنگلی جس میں انگوٹھی تھی،

بغیر کثیر عمل اور تکلیف کے اگر آسانی سے ایسا ہو جائے تو جائز ہے بصورتِ دیگر نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

پس اگر تو کہے کہ اِس آیت کا صرف حضرت علیؑ کے حق میں ہونا کیسے درست ہے جبکہ یہاں لفظ جماعت یعنی جمع کا صیغہ ہے ؟ تو میں کہتا ہوں کہ یہاں جمع کا صیغہ دوسروں کو ترغیب دینے کے لئے آیا ہے تا کہ دوسرے بھی اِس قسم کے کارِ خیر میں حضرت علی علیہ السلام کی طرح حصّہ لے کر ثواب حاصل کر سکیں کیونکہ مومنین کی عادت میں یہ بات ہونا چاہئے کہ وہ احسان کرنے اور فقیروں کی دِلجوئی کرنے پر اس قدر حریص ہوں کہ نماز سے فارغ ہونے تک کے وقت کے لئے بھی تاخیر نہ کریں۔

متن ملاحظہ کریں۔

Marfat.com

یؤتون الزکوٰۃ بمعنی یؤتو نها فی حال
رکوعهم فی الصلوٰۃ وانها فی علی کرم اللّٰہ
وجهه حین سئا له سائل وهو راکع فی صلاته
فطرح له خاتمة کأنه کان مرجا فی خنصره فلم
یتکلف لخلعة کثیر عمل تفسد بمثل صلاته.

فان قلت کیف صح ان یکون لعلی رضی
اللّٰہ عنه واللفظ لفظ جماعة ؟

قلت ! جیئ به علی لفظ الجمع وان کان
السبب فیه رجل واحد الیرغب الناس فی مثل
فعله فینا لومثل ثوابه ولینبه علی أن سجیة
المؤمنین یجب أن تکون علی هٰذا الغائة من
الحرص علی البر والاحسان ونفقد الفقراء حتی
ان لزهم ألامرلا یقبل التاخیر وهم فی الصلوٰۃ لم
یوخروه الی فرغ منها.

﴿تفسیر کشاف مطبوعہ بیروت جلد دوم صفحہ ۶۴۲﴾

گھر کی گواہی تفسیر ابن کثیر

اب ایک ایسی تفسیر سے استدلال کیا جاتا ہے جسے موجودہ دور کے خوارج بھی مُسترد کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے کیونکہ یہ تفسیر ابنِ تیمیہ کے طائفہ کے مطابق ابنِ تیمیہ ہی کے منہاج پر لکھی گئی ہے جبکہ یہ اَمر بھی ایک

Marfat.com

واضح حقیقت کی صورت میں موجود ہے کہ اِس تفسیر کے مؤلف علامہ ابنِ کثیر اپنے اُستاد ابنِ تیمیہ ہی کی طرح شانِ حیدرِ کرّار میں آنے والی روایات کو درج کرنے کے بعد مکمل طور پر جرح کا نشانہ بناتے ہیں اور شاید ہی کوئی روایت ایسی ہو جسے وہ مطاعن کی زد میں نہ لائے ہوں، مگر زیبِ عنوان آیتِ کریمہ کے سلسلہ میں آنے والی متعدّد روایات نقل کرنے کے باوجود اُنہوں نے اکثر روایات پر مطلقاً جرح نہیں کی گویا یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے کسی بھی طرح دھندلایا نہیں جا سکتا۔

پہلی حدیث

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ہے
کہ یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جب میں نے رکوع
کی حالت میں سائل کو خیرات میں انگوٹھی عطا کی۔
اِس پر ابنِ کثیر نے کوئی جرح نہیں کی۔

دُوسری حدیث

ابنِ ابی حاتم نے روایت بیان کی ربیع بن
سلیمان مرادی نے ایوب بن سوید سے انہوں نے
عقبہ بن ابی حکیم سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "انما
ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا" کے بارے

Marfat.com

میں کہا کہ اِس سے مراد مومنین اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

﴿کوئی جرح نہیں کی﴾

تیسری حدیث

روایت بیان کی ابوسعید الشیخ، فضل بن دکین، ابونعیم احول موسیٰ بن قیس حضرمی نے سلمہ بن کہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے رکوع کی حالت میں انگوٹھی خیرات کی تو یہ آیت نازل ہوئی " انما ولیکم اللہ ورسولہ الی آخر الآیۃ"

﴿کوئی جرح نہیں کی﴾

چوتھی حدیث

اور ابنِ جریر نے کہا ہے کہ حدیث بیان کی حرث نے عبدالعزیز سے اُنھوں نے غالب بن عبیداللہ سے، غالب نے کہا کہ میں نے حضرت مجاہد کو آیتِ کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ کے بارے میں یہ فرماتے سُنا کہ یہ آیت حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی ہے جبکہ آپؑ نے رکوع کی حالت میں خیرات کی،

﴿کوئی جرح نہیں کی﴾

Marfat.com

پانچویں حدیث

کہا عبدالرزاق نے حدیث بیان کی عبدالوہاب بن مجاہدؒ نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا کہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد انما ولیکم اللہ ورسولہ کے بارے بیان کیا کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

﴿جرح عبدالوہاب بن مجاہد لائق احتجاج نہیں﴾

چھٹی حدیث

روایت بیان کی ابنِ مردویہ نے سُفیان بن ثوری کے طریق پر ابی سنان سے اُنہوں نے ضحاک سے اُنہوں نے حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرمایا کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نماز پڑھ رہے تھے کہ سائل نے سوال کیا تو آپ نے اُسے انگوٹھی عطا فرمائی، حالانکہ آپ اُس وقت حالتِ رکوع میں تھے اِس پر یہ آیت نازل ہوئی انما ولیکم اللہ ورسولہ، الی آخرالایۃ،

﴿جرح یعنی ضحاکؒ کی ابنِ عباسؓ سے ملاقات نہیں ہوئی اور ابنِ مردویہ نے دیگر روایت محمد بن سائب کلبی کے طریق پر کی ہے اور وہ متروک ہے﴾

Marfat.com

ساتویں حدیث

ابو صالح نے حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم گھر سے مسجد میں تشریف لائے تو لوگ رکوع و سجود اور قیام و قعود کی حالتوں میں نماز پڑھ رہے تھے سائل کے سوال کے وقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم وہاں تشریف لائے تو آپؐ نے پوچھا! تمہیں کسی نے کوئی چیز دی؟

سوالی نے عرض کی کہ ہاں! آپ نے پوچھا کس نے، سائل نے عرض کی اُس شخص نے جو حالت قیام میں ہے، اِس نے حالتِ رکوع میں مجھے انگوٹھی عطا فرمائی تھی اور کہا وہ علی ابنِ ابی طالب ہیں۔

یہ سُن کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! اللہ اکبر اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون ،

﴿جرح : اِس روایت پر ابنِ کثیر کی یہ جرح ہے، وھذا اسناد ولا یفرح بہ، یعنی یہ اسناد فرحت بار نہیں﴾

اور روایت بیان کی ابنِ مردویہ نے حضرت علیؑ سے بنفسہٖ اور عمار بن یاسر اور ابو رافع سے اور اس میں کوئی چیز بالکلیہ درست نہیں جہالتِ رجال اور ضعف اسناد کی وجہ سے۔

Marfat.com

آٹھویں حدیث

روایت کی اسناد کے ساتھ میمون بن مہران نے حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "انما ولیکم اللہ ورسولہ الی الآخر لایت کہ یہ مومنین کے حق میں ہے اور اِن میں پہلے مومن علی ابنِ ابی طالب کرّم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

﴿اس پر ابنِ کثیر نے کوئی جرح نہیں کی﴾

نویں حدیث

ابنِ جریر نے کہا کہ حدیث بیان کی ہند نے عبدہ سے اُنھوں نے عبدالملک سے کہ ابی جعفر نے فرمایا "انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوالذین یقیمون الصلوٰۃ ویوءتون الزکاۃ وہم راکعون،، کے متعلّق سوال کیا تو میں نے کہا وہ لوگ جو ایمان لائے اور میں نے کہا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی کہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں ہے فرمایا علی (علیہ السلام) مومنوں میں سے ہیں۔

﴿اِس روایت پر بھی ابن کثیر کی کوئی جرح نہیں﴾

اور کہا اسباط نے کہ سُدی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ یہ آیتِ کریمہ جمیع مومنین کے حق میں ہے، لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سائل کو اُس وقت انگوٹھی عطا فرمائی جب آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے

Marfat.com

تھے۔اور حالتِ رکوع میں تھے۔

﴿اِس روایت پر بھی ابنِ کثیر نے کوئی جرح نہیں کی﴾

دُرِ منثور

امام اجل خاتم حفاظ مصر علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اِس روایت کو متعدد اسناد سے بیان کرتے ہوئے تفسیر دُرِ منثور میں رقمطراز ہیں۔

پہلی حدیث

عبد الرزاق نے عبد بن حمید سے ابن جریر نے ابو شیخ سے اور ابنِ مردویہ نے ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''انما ولیکم اللہ ورسولہ الی آخر الآیۃ کے متعلق روایت بیان فرمائی کہ یہ آیت حضرت علی ابنِ ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی۔

اخرج عبد الرزاق و عبد بن حمید وا بن جریر و ابو الشیخ وابن مردویه عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما فی قوله انما ولیکم الله ورسوله الآیة قال نزلت فی علی ابن ابی طالب.

دوسری حدیث

اوسط میں طبرانی نے اور ابنِ مردویہ نے

Marfat.com

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی فرمایا یہ حضرت علی ابنِ ابی طالب کے لئے مخصوص ہے اور آپ رکوع میں تھے کہ سائل کے سوال کرنے پر آپ نے اِسی حالت میں اپنی انگوٹھی اُس کی طرف بڑھادی۔

اِسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئے تو آپ کو یہ واقعہ بتایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر آیتِ کریمہ "انما ولیکم" آخر تک نازل ہوئی۔ چنانچہ آپ نے یہ آیتِ مقدسہ صحابہ کو پڑھ کر سُنائی اور پھر فرمایا جس کا میں مَولا ہوں اُس کا علی مَولا ہے، الٰہی علی علیہ السلام کے دوست کو اپنا دوست اور علیؑ کے دشمن کو اپنا دشمن بنا

اخرج الطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ عن عمار بن یاسر رضی اللّٰہ عنہٗ قال وقف بعلی سائل وھو راکع فی الصلوٰۃ تطوع فنزع خاتمۃ فاعطاہ السائل فاتی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم فاعلمہ ذالک فنزلت علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم الآیۃ انما ولیکم

Marfat.com

الآخرة فقرا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم علیٰ اصحابہٖ ثم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

تیسری حدیث

روایت بیان کی ابو شیخ نے اور ابنِ مردویہ نے حضرت علیؑ سے کہ آپ نے فرمایا کہ آیت "انما ولیکم" تا آخر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر آپ کے بیَت الشّرف میں نازل ہوئی تو آپ مسجد میں تشریف لے آئے اور لوگوں کو رکوع وسجود اور قیام کی حالت میں دیکھا اور سوالی کو فرمایا کہ کیا تُمہیں کسی نے کوئی چیز عطا کی ہے؟ تو سائل نے جواب دیا کہ ہاں علی علیہ السلام نے مُجھے انگوٹھی عطا فرمائی جب کہ وہ رکوع کی حالت میں تھے۔

واخرج ابو الشیخ و ابن مردویہ عن علی ابن ابی طالب قال نزلت ھذاہ الآیۃ علیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم فی بیتہ انما ولیکم اللّٰہ ورسولہٖ والذین امنو الی آخر الآیۃ۔

فخرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ

Marfat.com

وسلم فرض المسجد وجاء الناس یصلون بین راکع و ساجد و قائم یصلی فاذا سائلی فقال یا سائل هل عطاک احد شیاً قال ذات الرا کع علی بن ابی طالب اعطا نی خاتمة .

چوتھی حدیث

سلمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے سائل کو انگوٹھی عطا فرمائی حالانکہ آپ رکوع کی حالت میں تھے۔

عن سلمه بن کهیل قال تصدق علی بخاتمة وهو راکع فنزلت انما ولیکم اللّٰه الآیة.

پانچویں حدیث

ابنِ جریر نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ آیتِ کریمہ انما ولیکم اللہ حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ نے حالتِ رکوع میں خیرات کی۔

اخرج ابن جریر عن مجاهد فی قوله انما ولیکم اللّٰه الآیة نزلت فی علی ابن ابی طالب تصدق وهو راکع.

Marfat.com

چھٹی حدیث

اور ابنِ جریر نے حضرت سُدی اور حضرت عتبہ بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی ایسی ہی روایت نقل فرمائی ہے۔

واخرج ابن جریر عن السدی وعتبہ بن حکیم مثلہ.

ساتویں حدیث

ظُہر کی اذان ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور سوالی سے دریافت فرمایا کہ تمہیں کسی نے کچھ عطا کیا؟ سوالی نے عرض کی ہاں وہ شخص جواب قیام میں ہے اِس نے رکوع کرتے وقت' مجھے انگشتری عطا فرمائی ہے، اور وہ علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالات پر مطلع ہو کر تکبیر کہی اور یہ آیت تلاوت فرمائی " ومن یتول اللہ ورسولہ والذین فان حزب اللہ ھم الغالبون ونودی بالصلوٰۃ صلوٰۃ الظھر وخرج رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقال اعطاف احد شیا؟
قال نعم قال من قال ذات الرجل القائم قال علی
ای حال اعطا کہ قال وھو راکع قال و ذات علی
ابن ابی طالب فکبر رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم عند ذالک وھو یقول ومن یتول اللّٰہ
ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللّٰہ ھم الغٰلبون۔

آٹھویں حدیث

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لائے
اور آپ نے آیتِ کریمہ انما ولیکم اللّٰہ آخر تک
تلاوت کر کے فرمایا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے
ہیں جس نے علی علیہ السلام پر اتمامِ حُجّت اور علی کو اللہ
تعالیٰ کا یہ مخصوص انعام و فضل مبارک ہو۔

فاستقیظ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ھو
یقول انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ والذین آمنوا
الآخرۃ الحمد للّٰہ الذی امتم لعلی نعہ وھنیاً لعلی
بفضل اللّٰہ یاہ.

نویں حدیث

ابنِ مردویہ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نماز ادا فرما رہے تھے کہ سائل نے اُس وقت سوال کیا جب آپ رکوع میں تھے، آپ نے اُسی عالم میں اُسے انگوٹھی عطا فرمائی تو یہ آیت نازل ہوئی" انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ والذین آمنوا" اور فرمایا کہ اُن لوگوں کے لئے نازل ہوئی جو ایمان لائے تو علیؓ اُن میں پہلے مومن ہیں۔

واخرج ابن مردویه عن ابن عباس قال کان علی بن ابی طالب قائما یصلی فمر سائل وهو راکع فاعطاه خاتمه فنزلت هذه الآیة انما ولیکم اللّٰه ورسوله الآیة قال نزلت فی الذین آمنوا وعلی بن ابن ابی طالب اولهم .

دسویں حدیث

ابی جعفر علیہ السلام (امام محمد باقر علیہ السلام) سے اِس آیت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا" الذین آمنو " سے مُراد مومن ہیں عرض کیا گیا کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ یہ آیتِ مقدسہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی

Marfat.com

ہے تو آپ نے فرمایا علی علیہ السلام مومنین میں سے
ہیں۔

عن ابی جعفر انه سئل عن هذاه الایة من الله الذین آمنو قیل له بلغنا انها نزلت فی علی بن ابی طالب قال علی من الذین آمنوا .

تلک عشرة کاملة

﴿تفسیر در منثور جلد دوم ص ۲۹۳۔۲۹۴﴾

حدیثیں ہیں افسانے نہیں

تفسیر دُرِّ منثور سے نقل کی گئی یہ دس عدد روایات کوئی فرضی افسانہ اور من گھڑت کہانی نہیں جس قِصّہ کو کذاب راویوں کو افسانہ طرازی کا نام دیا جا سکے، بلکہ اِس روایت کا متعدد اَسناد سے نقل کیا جانا اِس اَمر کا واضح ثبوت اور بُرہانِ قاطع ہے کہ آیت فی الواقع جناب علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے ہی حق میں نازل ہوئی، اگرچہ بِالنّیابت دوسرے مومنین بھی اِس میں شامل ہیں۔

اِضطراب اعترافِ شکست ہے

اندریں حالات اُن حضرات کو کیا کہا جا سکتا ہے جو اِس قرار واقعی حقیقت کو جانتے ہوئے بھی افسانہ طرازیوں کے جوہر دِکھاتے ہیں اور قُرآن وحدیث کی نصوص کو محض اِس لئے تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں کہ اِس

Marfat.com

نصوص سے مخالف فریق کا مطلب پورا ہو جاتا ہے جبکہ اِن لوگوں کا یہ ذہنی اضطراب ہی مخالف فریق کی فتح کے نام سے موسُوم ہوسکتا ہے۔

اور اِن اضطرابی کیفیتّوں سے ایک عام شخص یقیناً یہ تاثر لے سکتا ہے کہ جب مُتنازِع فیہ آیت یقیناً حضرت علی علیہ السّلام کے لئے نازل ہوئی ہے تو پھر جولوگ اِس کا انکار کرتے ہیں وہ اپنے اِس دعوے میں بھی صادق نہیں ہیں کہ حضرت علیؑ خلیفہ بِلافصل نہیں حالانکہ حقیقت اِس کے بالکل برعکس ہوتی ہے اور یہ آیت قطعی طور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں ہونے کے باوجود اُن کے خلیفہ ٔبِلافصل ہونے کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتی بلکہ آپ کی اُس امامتِ کُبریٰ کی قطعی دلیل ہے جو ازل سے اَبد تک اُن کے لئے مخصوص ہے۔

بہرکیف ! اب آپ امام المُفسّرین اِمام ابنِ جریر کی تفسیر سے براہِ راست اِس آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

تَفسیر ابنِ جریر

جلیل القدر مُفسّرِ قرُآن حضرت اِمام ابنِ جریر رحمۃ اللہ علیہ زیبِ عنوان آیتِ کریمہ کے متعلق مُتعدد اسناد کے ساتھ جو روایات بیان فرمائی ہیں اُن کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں آپ فرماتے ہیں۔

"اہلِ تاویل میں اِس کے معنوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں

Marfat.com

کہ آیتِ مقدسہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے لئے مخصوص ہے اور بعض نے کہا ہے یہ جمیع مومنین کے حق ہے۔

فان اهل التاويل اختلفوا فی المعنی نه قال بعضهم عنی به علی ابن ابی طالب وقال بعضهم عنی به جمیع المومنین ذکر من قال ذالک.

تفسیر ابن جریر کی پہلی روایت

﴿۱﴾ محمد بن حسین نے احمد بن مفضل سے انہوں نے اسباط سے انہوں نے حضرت سدیؒ سے روایت بیان کی کہ انہوں نے فرمایا کہ آیتِ کریمہ " انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ " اگرچہ اُن تمام مومنوں کے حق میں ہے (جو نماز کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں رکوع کی حالت میں) مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے مخصوص ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے سائل کو اُس وقت انگوٹھی عطا فرمائی جبکہ آپ مسجد میں رکوع کی حالت میں تھے۔

﴿۱﴾ حدثنا محمد بن الحسين قال حدثنا احمد بن المفضل قال حدثنا اسباط عن الذی قال ثم اخبر هم يتولاهم فقال ! " انما وليكم الله ورسوله والذين آمنوا الذين يقيمون الصلوٰة ويؤتون الزكوٰة وهم راكعون " هولا و جميع

Marfat.com

المومنين ، ولكن علی ابن ابی طالب مربه سائل
دهوراكع فی المسجد فاعطاه خاتمه.

تفسیر ابن جریر کی دوسری روایت

﴿۲﴾ روایت بیان کی نہاد بن سری نے عبدہٗ سے اُنہوں نے عبدالملک سے کہا کہ میں نے حضرت ابی جعفرؒ سے اِس آیتِ مقدّسہ کے شانِ نزول کے متعلّق پُوچھا تو اُنہوں نے فرمایا کہ یہ مومنوں کے لئے ہے اور جب آپ سے یہ پُوچھا گیا کہ مُجھے تو یہ روایت پہنچی ہے کہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی ہے تو آپ نے فرمایا علی (علیہ السلام) مومنین میں سے ہیں۔

﴿۲﴾ حدثنا هناد بن السری قال حدثنا عبدة عن
عبدالملک عن ابی جعفر قال سالته عن هذه
لآيت قلنا من الذين آمنوا ؟ قال الذين آمنوا قلنا
بلغنا انها نزلت فی علی ابن ابی طالب ؟ قال علی
من الذين آمنوا.

تفسیر ابن جریر کی تیسری روایت

﴿۳﴾ روایت بیان کی اِسماعیل بن اسرائیل رملی نے ایّوب بن سوید سے کہ عتیبہ بن ابی حکیم نے فرمایا کہ آیتِ مقدسہ "انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا " حضرت علی ابنِ ابی طالب کرّم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں

Marfat.com

نازل ہوئی ہے۔

﴿۳﴾ حدثنا اسماعیل بن اسرائیل الرملی حدثنا ایوب بن سوید قال حدثنا عتیبه بن ابی حکیم فی هذا الآية (انما ولیکم اللّٰه ورسولہ) قال علی ابن ابی طالب.

تفسیر ابن جریر کی چوتھی روایت

﴿۴﴾ روایت بیان کی حارث نے کہا حدیث بیان کی عبدالعزیز نے کہا حدیث بیان کی غالب بن عبیداللہ نے کہا کہ میں نے آیتِ مقدسہ ''انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا'' کے متعلق حضرت مجاہدؒ سے سُنا آپ فرماتے ہیں تھے کہ یہ آیت حضرت علی ابنِ ابی طالب (علیہ السلام) کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ نے رکوع کی حالت میں خیرات کی تھی۔''

﴿۴﴾ حدثنی الحارث قال حدثنا عبد العزیز قال حدثنا غالب بن عبید اللّٰه قال سمعت مجاهدا یقول فی قوله " انما ولیکم اللّٰه ورسوله " الآیت قال نزلت فی علی ابن ابی طالب تصدق وهو راکع .

﴿تفسیر ابنِ جریر مطبوعه بیروت جلد سوم صفحه ۲۸۸ تا ۲۸۹﴾

Marfat.com

تفسیرِ مظہری

طبرانی نے اوسط میں بسند مجہول حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رکوع کی حالت میں ہی خیرات کے طور پر سائل کو انگوٹھی عطا فرمائی تو یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی" انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ ......الیٰ آخر الآیت" اور اِس کے لئے شواہد موجود ہیں۔

اخرج الطبرانی فی الاوسط بسنده مجاهیل عن عمار بن یاسر قال وقف علی علی ابن ابی طالب سائل وهوراکع فی تطوع ونزع خاتمه واعطا السائل فنزلت " انما ولیکم اللّٰه ورسوله " الآیت وله شواهد.

عبدالرزاق بن عبدالوہاب مجاہد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان "انما ولیکم اللّٰہ " کے متعلق فرمایا کہ حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

قال عبدالرزاق بن عبدالوهاب بن مجاهد عب ابیه عن ابنِ عباس فی قوله تعالیٰ " انما ولیکم اللّٰه ورسوله " قال نزلت فی علی ابنِ ابی طالب

Marfat.com

علیہ السلام .

اور ابنِ مردویہ نے دُوسری وجہ سے حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اِس کی مثل روایات بیان کی ہیں۔

وروی ابنِ مردویہ عن وجھہ آخر عن ابنِ عباس مثلہ ، واخرج عن علی مثلہ واخرج ابنِ جریر عن مجاھد وابن ابی حاتم عن سلمة بن کھیل مثلہ . [2]

نیز ابنِ جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ کی روایت سے اور ابنِ ابی حاتم نے حضرت سلمہ بن کہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اِس کے مطابق روایت بیان کی ہے۔

واخرج ابن جریر عن مجاھد وابن ابی حاتم عن سلمة بن کھیل مثلہ.

اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حاکم نے علوم الحدیث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا خود اپنا قول اِسی طرح نقل کیا ہے چنانچہ یہ ایسے شواہد ہیں کہ ایک دُوسرے کی تقویّت وتائید کا باعث ہیں اور یہ واقعہ نماز میں عملِ قلیل کے وقوع پذیر ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اِس سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے۔

وروی الثعلبی عن ابی ذر والحاکم فی علوم

Marfat.com

الحديث عن علی فھذہ شواھد یقوی بعضھا بعضا وھذہ القصۃ تدل علی ان العمل القلیل فی الصلوٰۃ لایبطلھا وعلیہ انعقد الاجماع علیٰ ان صدقتہ التطوع قسمٰی زکوٰۃ ونزول ھذا الآیت فی علیؓ لا یقتضی تخصیص الحکم بہ لان العبرۃ لعموم اللفظ دون خصوص المورد کما یدل علیہ الصیغۃ الجمع ولعل ذکر الرکوع ھٰھنا علی سبیل التمثیل بلامھلۃ وقال البیضاوی ون صح انہ نزل فی علی فلعہ جئ بلفظ الجمع لیرغیب الناس فی مثل فعلہ فیندرجہ فی.

﴿تفسیر مظھری مطبوعہ دھلی جلددوم صفحہ ۱۳۸ تا ۱۳۹﴾

اِس پر اجماع ہو چکا ھے

صاحبِ تفسیرِ مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں،

چنانچہ اِس اَمر پر اِجماع منعقد ہو چُکا ہے اور نفلی صدقات کا نام زکوٰۃ ہونے پر اجماع ہے اور حضرتِ علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں اِس کا نازل ہونا تخصیص حِکم کے مقتضی نہیں۔ اِس عبارت سے کسی کے خصوصیّت سے مستحق ورمورد ہونے کے علاوہ عموم پر بھی اطلاق ہوسکتا ہے جیسا کہ جمع کا صیغہ اِس امر پر دلالت کرتا ہے،

Marfat.com

اور پیش آنے والا یہ واقعہ بطور تمثیل کے ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے مُراد یہاں بلا تاخیر و مہلت فوراً سوال پورا کرنا ہے اور بیضاوی نے کہا کہ اگر یہ دُرست ہے کہ یہ آیتِ کریمہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی ہے تو جمع کا صیغہ دوسرے لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے ہے۔

تواتر سے بھی آگے ہے

سیّد العُلماء والفقہا حضرت علاّمہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مندرجہ بالا عبارت اِس امر کی غماز ہے کہ زیبِ عنوان آیتِ کریمہ کا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں ہونا تواتر سے بھی آگے بڑھ کر قطعیّت کے درجہ میں داخل ہو چکا ہے کیونکہ فُقہاء کرام نے نماز میں قلیل عمل کی صورت میں خیرات دینے پر حضرت علی ہی کے عمل سے اِستدلال کر کے اِجماع کیا ہے اندریں حالات شاہ ولی اللہ کا یہ کہنا کہ یہ حدیث تواتر سے ثابت نہیں بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔

تفسیر ابُو سعُود

روایت ہے کہ آیتِ کریمہ "انما ولیکم اللہ ورسولہ" حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں اُس وقت نازل ہوئی جب آپ نے سائل کے سوال کرنے پر اپنی چھنگلیا اُس کی طرف بڑھا دی تا کہ وہ اُس میں پہنی ہوئی انگوٹھی اُتار لے اور سائل نے وہ انگوٹھی آسانی سے اُتار لی بغیر

Marfat.com

ایسا عمل کثیر ادا کیے جو نماز ٹوٹنے کا سبب ہوتا اور جمع کا صیغہ لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے ہے تا کہ وہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرح ایثار کریں اور یہ دلیل ہے نفلی صدقہ (تطوع) کا نام زکوٰۃ ہونے پر۔

متن ملاحظہ کریں۔

وروی انها نزلت آیة " انما ولیکم الله ورسوله " فی علی کرم الله وجهه الکریم حین ساله سائل وهوراکع فطرح الیه خاتمته کانه کان مرجانی خنصره غیرمحتاج فی اخراجه الی عمل کثیر عمل یؤدی الی فسادا الصلوٰة ولفظ الجمع حنیذ لترغیب الناس فی مثل فعله علیه السلام وفیه دلالة علی ان صدقته التطوع تسمی الزکوٰة

﴿تفسیر ابو سعود علی الکبیر الرازی جلد اوّل صفحہ ۲۰۴﴾

﴿مطبوعہ مصر﴾

تفسیرِ جمل

تفسیرِ جمل میں زیرِ آیت لکھا ہے!

اور آپ نے اس وقت رکوع کی حالت میں ہی اپنی انگلی جس میں انگوٹھی تھی سائل کی طرف بڑھادی جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہی روایت ہے کہ میں نے اُس وقت انگوٹھی خیرات کی جب میں رکُوع میں تھا۔

Marfat.com

تفسیر رُوح المعانی

صاحب تفسیر رُوح المعانی سیّد محمود آلوسی علیہ الرحمۃ زیر آیت " انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا " رقم طراز ہیں کہ اِس آیت کریمہ میں پہلے تو ولایت کا حصر اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے کیا گیا ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مومنین کے لئے اثبات کیا گیا ہے۔

اور لفظ ولی کا حصر جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے تو وہ اصالت اور حقیقت کے اعتبار سے ہے۔

کذا لک لنا فی حصر الو لایة فی اللّٰہ تعالیٰ ثم اثبا تھا للرسول صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم والمو منین لاّف الحصر باعتبار انہ سبحانہ الولی اصالتہ وحقیقة.

﴿روح المعانی ج۴ ص ۱۶۷﴾

حضرت علی کے لئے

علامہ سیّد محمود آلوسی صاحب نے زیبِ عنوان آیتِ مُبارکہ کے تحت مزید بھی بے شمار نکات بیان کئے ہیں تاہم آپ " وھم راکعون " کے تحت نقل کرتے ہیں کہ یہ فاعل الفاعلین کے حال سے ہے یعنی جو جانتے ہیں کہ جس کا ذکر ہوا نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے اور وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ڈرنے والے اور عجز کرنے والے ہیں۔

Marfat.com

اور فرمایا کہ وہ مخصوص حال ہے زکوٰۃ دینا اور رکوع کرنا، رکوع نماز کا اور اِس بیان سے مُراد اُن کی احسان کی طرف رغبت اور اُس پر مسارعت ہے اور غالب روایات واَخبار یہ ہیں کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں ہے۔

" وهم راكعون" حال من فاعل الفاعلين اى يعلمون ماذكر من اقامة الصلوٰة وايتاء الزكاة وهم خاشعون ومتواضعون لله تعالىٰ وقيل ! هو حال مخصوصة بايتاء الزكوٰة ، والركوع ، ركوع الصلوٰة والمراد بيان رغبتهم فى الاحسان ومسارعتهم اليه وغالب الاخبار يين أنها نزلت فى على كرم الله وجهه الكريم ،

حاکم اور ابنِ مردویہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ابنِ سلام اور اُن کی قوم کا ایک شخص حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ایمان لائے اور آپ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ! ہماری منازل یعنی ہمارے گھر دُور ہیں اور آپ کی اِس مجلس کے علاوہ نہ تو ہمارے پاس بیٹھنے کی کوئی جگہ ہے اور نہ کوئی ہمارے ساتھ بات کرتا ہے۔ الخ

حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ! "انما

Marfat.com

ولیکم اللہ ورسولہ " یعنی اللہ اور اُس کا رسول تمہارے ولی ہیں۔

بعد ازاں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مسجد میں تشریف لائے تو لوگ رکوع وقیام کی حالت میں تھے وہاں ایک سائل کو دیکھ کر آپ نے پوچھا کیا تجھے کسی نے کچھ عطا کیا ؟

سائل نے کہا ہاں ! چاندی کی انگوٹھی۔

آپ نے فرمایا ! یہ انگوٹھی کس نے عطا کی ہے ؟

سائل نے عرض کیا ! یہ جو نماز میں کھڑا ہے اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف اشارہ کر دیا۔

آپ نے فرمایا ! کیا علیؑ نے تجھے اِسی قیام کی حالت میں انگوٹھی عطا کی ہے ؟

سائل نے عرض کیا ! وہ اُس وقت رکوع میں تھے۔

یہ سُن کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا اور پھر یہ آیت تلاوت کی تو حضرت حسّان بن ثابت نے اِس واقعہ پر یہ شعر کہے۔

متن ملاحظہ ہو

فقد اخرج الحاکم وابن مردویہ وغیرھما عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما باسناد متصل۔

Marfat.com

اقبل ابنِ سلام نفومن قومه آمنوا بالنبی صلی اللّٰه رلیه و آلہٖ وسلم فقالو ! یارسول اللّٰہ ان منازلنا بعیدة ولیس لنا مجلس ولا متحدث دون هذا المجلس.

فقال لهم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و آلہٖ وسلم " انما ولیکم اللّٰه ورسوله " ثم انه صلی اللّٰه علیه و آلہٖ وسلم خرج الی المسجد والناس بین قائم وراکع فبصر بسائل فقال !

هل اعطاک احد شیاً ؟

فقال نعم ! خاتم من نفة ، فقال من عطا که؟

فقال ذالک القائم ، واماألی علی کرم اللّٰه تعالٰی وجهه ، فقال النبی صلی اللّٰه علیه و آلہٖ وسلم علی أی حال اعطاک ؟

فقال وهو راکع فکبر النبی صلی اللّٰه علیه و آلہٖ وسلم ثم تلاوة هذه الآیة فانشاحسان رضی اللّٰه تعالٰی عنه ،

ابا حسن تفدیک نفسی ومهجتی
وکل بطی فی الهدی
ومسارع ایذهب مدحیک المحبر ضائقاً وما

Marfat.com

المدح فی جنب الاله بضائع فانت الذی اعطیت

اذ کنت راکعا زکاۃ فذتک النفس یاخیر راکع

فانزل فیل اللّٰہ خیر ولایۃ ، واثبتھا اثنا کتاب

الشرائع.

﴿تفسیر رُوح المعانی جلد۴ صفحہ ۱۶۷﴾

تفسیر صاوی

یہ آیت حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں اُس وقت نازل ہوئی جب آپ نے سائل کے سوال کرنے پر نماز ادا کرتے وقت سائل کی طرف انگلی بڑھادی کہ وہ انگوٹھی اُتار لے۔

تفسیرِ خازن

آیتِ کریمہ انما ولیکم اللّٰہ ورسولہٗ الی آخر الائۃ ، متعین شُدہ شخص کے حق میں نازل ہوئی ہے اور وہ شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں، سُدی سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے مسجد میں سوالی نے سوال کیا تو آپ نے حالتِ رکوع میں انگوٹھی عطا فرمائی تھی۔

نزلت فی شخص معین وھو علی ابن ابی طالب

قال السدی مربع سائل و راکع فی المسجد فا

عطا خاتمۃ فعلی

﴿تفسیر خازن جلد دوم ص ۵۵ مطبوعہ مصر﴾

Marfat.com

تفسیر معالم التنزیل

یہ آیتِ مُقدسہ معین شخص کے حق میں نازل ہوئی ہے اور وہ شخص علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں اور کہا سُدی نے کہ مسجد میں سوالی نے سوال کیا تو حضرت علیؑ اُس وقت نماز ادا کر رہے تھے اور رکوع میں ہی آپ نے سائل کو انگوٹھی عطا کر دی۔

نزلت فی شخص معین هو و علی ابن ابی طالب قال السدی مر بعلی سائل وهو راكع فی المسجد فا عطا خاتمة فعلی.

﴿تفسير معالم التنزيل على الخازن ج ۲ ص ۵۵﴾

تفسیر نسفی مدارک

کہا کہ یہ آیت حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں اُس وقت نازل ہوئی جب آپ نے رکوع کی حالت میں سائل کے سوال کرنے پر اپنی انگوٹھی والی چھوٹی اُنگلی اُس کی طرف بڑھا دی اور اُس نے وہ انگوٹھی اُتار لی۔

قل انها نزلت فی علی ابن ابی طالب عليه السلام حين سئا له مسائل وهو راكع فی صلاة فطرح له خاتمة كانه كان مرجافی خنصره .

﴿تفسیر مدارک جلد اول ص ۴۷۲﴾

Marfat.com

ریاض النضرہ

آیتِ کریمہ " انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

ومنها قوله "انما ولیکم اللہ ورسولہ" الآیۃ نزلت فیہ اخرجہ الواحدی و متا نی القصۃ مشروحتہ فی الصدقۃ.

﴿ریاض النضرہ مطبوعہ مصر جلددوم ص ۲۲۸﴾

ایک تفسیر کے کئی حوالے

اگرچہ زیبِ عُنوان آیتِ کریمہ کی بحث کا سلسلہ انتہائی طوالت اختیار کرگیا ہے تاہم عصرِ حاضر کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے یہ عمل ناگزیر تھا خوارج کی ریشہ دوانیوں پر نظر رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ یہ لوگ کسی بھی صاف اور واضح عبارت کو قطع بُرید کر کے اپنا مقصد پورا کر لیتے ہیں چہ جائیکہ اُن کے سامنے اُلجھی ہوئی یا اُلجھا دینے والی عبارات کا دریا بھی موجزن ہو۔

بہر حال! اب ہم اس بحث کو سمیٹتے ہوئے اِس آیت کے حضرت علیؑ کے حق میں ہونے کے متعلق ثِقہ کُتب کے حوالے درج کرنے پر اکتفاء کریں گے اور صرف ایک ایسی تفسیر کی عبارت پیش کریں گے جو ہمارے مسلک کے ایک بزرگ کی لکھی ہوئی ہے اس تفسیر میں انہوں نے مسلک حقہ

Marfat.com

کی ترجمانی کرتے ہوئے بتایا ہے کہ پہلی آیت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی شامل ہیں مگر دوسری آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن

آپ نے غور فرمایا! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور اُن کے جانباز مجاہدوں کو قرآنِ کریم کن الفاظ سے خراجِ تحسین پیش کر رہا ہے۔

جس کے سپاہیوں کی یہ شان ہو، جس کے لشکری ان اوصافِ حمیدہ سے متصف ہوں۔ جنہیں زبانِ قدرت ان پاکیزہ جملوں سے سرفراز فرما رہی ہو اُس خلیفہ برحق کی شان کتنی رفیع اور اُس کا مقام کتنا بُلند ہوگا، ایسے خلیفہ کی خلافت کی حقانیت کے بارے میں کسی ایسے شخص کو تو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا جو قرآن کو خُدا کا کلام اور اپنے خُدا کو علیمٌ بذات الصدور یقین کرتا ہے۔

مالکِ حقیقی جسے چاہتا ہے اُسے اپنے انعامات سے سرفراز فرماتا ہے اُس کا فضل وکرم بے پایاں ہے، اُس کا علم ہر چیز کو محیط ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ کس ذرّہ ناچیز کو اپنی رحمت سے مہرِ درخشاں بناتا ہے۔

پہلے دُشمنانِ اسلام سے دوستی اور مُحبّت کرنے سے روکا گیا، اب بتا یا جارہا ہے کہ مسلمان کس سے مُحبّت اور پیار کریں کسے اپنا ناصر اور مددگار

Marfat.com

بنائیں فرمایا تُمہارا دوست اور مددگار اللہ تعالیٰ، اور اس کا رسولؐ اور وہ مومن ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں لیکن دُنیا کو دِکھانے کے لئے نہیں بلکہ "وَهُمْ رَاكِعُونَ" یعنی نہایت خشوع وخضوع سے عِبادتِ الٰہی میں مشغول ومُنہمک رہتے ہیں۔

بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ یہ آیت حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی، ہوا یوں کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا۔ آپ اُس وقت حالتِ رکوع میں تھے آپ نے اپنی انگوٹھی اُتار کر اُسے دے دی۔

بعض صاحبان سے اِس آیت سے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت بلافصل پر استدلال کیا ہے، الخ لیکن ان کا یہ اِستدلال کئی وجوہ سے توجہ کے لائق نہیں۔

﴿تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل ص ۴۸۲﴾

فساد کہاں سے شروع ہُوا

چُونکہ بحث اپنے آخری موڑ میں داخل ہونے والی ہے اِس لئے مناسب ہے کہ یہاں ابنِ تیمیہ کی عبارت کا کُچھ حصّہ بھی نقل کردیں جسے بعض لوگوں نے حدیثِ مُصطفیٰ اور اقوالِ صحابہ پر بھی ترجیح دی ہوئی ہے۔

چنانچہ اُس نے لکھا ہے کہ بعض کذّابین نے اِس آیتِ کریمہ کے سلسلہ میں جھوٹی روایت بنا رکھی ہے کہ یہ حضرت علی علیہ السلام کے حق میں

Marfat.com

اُس وقت نازل ہوئی جب اُنہوں نے انگوٹھی نماز میں خیرات کی، جبکہ اِس روایت کے جھوٹ ہونے پر اہلِ علم کا نقلاً اجماع ہے۔

قال قد وضع بعض الكذبين حديثاً مفترى
أن هذه الآيته ،، انما وليكم الله ورسوله والذين
آمنو الذين يقيمون الصلوٰة و يوء تون الزكوٰة
وهم راكعون . نزلت فی علی لما تصدق
بخاتمهة فی الصلوٰة . وهذا كذب باء جماع اهل
العلم بالنقل .

﴿منهاج السنة ج ١ ص١۵٦ ﴾

ابنِ تیمیہ کی عادت بن چکی ہے کہ وہ اپنے ذہن کی تراشیدہ باتیں نقل کرنے کے بعد اِس اَمر کا اظہار ضرور کرے کہ جو بات میں نے کی ہے اِس پر صاحبانِ علم کا اجماع ہے مگر یہ آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ اہلِ علم کون ہیں جنہوں نے اس پر اجماع کیا ہے اور کیا وہ اہلِ علم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی زیادہ علم والے ہیں،

بہر حال! ہم متعدد عبارات سے اہلِ علم حضرات کی تحقیق نقل کر چکے ہیں اِس لئے اپنے مؤقف میں اب اُن چند کتابوں کے نام وغیرہ درج کئے جائیں گے جن میں ہے کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں ہے۔

Marfat.com

حوالے ہی حوالے

﴿تفسیر احکام القرآن (جصاص) ج ۲ ص ۵۴۲﴾

﴿المواقف قاضی عضوج ۳ ص ۴۶۱﴾

﴿تفسیر نیشاپوری ج ۲ ص ۵۲﴾

﴿فصول المہمہ ابنِ صباغ مکی ص ۱۳۳﴾

﴿تفسیر بیضاوی ج ا ص ۳۴۵﴾

﴿جمع الجوامع لیسوطی ت ۶ ص ۳۹۱﴾

﴿تفسیر نسفی ج ا ص ۴۹۶﴾

﴿نور الابصار شبلنجی ص ۷۷﴾

﴿تفسیر غرائب القرآن ج ۳ ص ۴۶۱﴾

﴿کنز العمال ج ص ۳۱۹ ج ۷ ص ۳۰۵﴾

﴿تفسیر بحر المحیط ج ۳ ص ۵۱۴﴾

﴿تذکرہ سبط ابن الجوزی ص ۹﴾

﴿اسباب النزول لیسوطی ص ۵۵﴾

﴿المناقب الخوارزمی ص ۹﴾

﴿الصواعق المحرقہ ص ۲۴﴾

﴿اصول الحدیث ابوعبداللہ الحاکم صاحب مستدرک ص ۱۰۲﴾

Marfat.com

﴿تہذیب التہذیب ابن حجر ج ۱۱ ص ۴۳۹﴾

﴿ذخائر العقبیٰ ص ۱۰۲ تفسیر قرطبی ج ۶ ص ۲۲۱﴾

﴿تقریب المرام فی شرح تہذیب الکلام تفتازانی ج ص ۳۲۹﴾

﴿اسباب النزول الواحدی ص ۱۴۸﴾

﴿شرح المقاصد تفتازانی ج ۲ ص ۲۸۸﴾

﴿کفایۃ الطالب الکنجی ص ۱۰۶﴾

﴿التسہیل العلوم التنزیل الکلبی ج ۱ ص ۱۸۱﴾

﴿مطالع النظار بیضاوی ص ۳۷۷﴾

آغاز و انجام اس بحث کا

منقولہ بالا حوالہ جات کے بعد مزید گفتگو کی ضرورت ہرگز نہیں تاہم اس بحث کا آغاز شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی نکتہ آفرینیوں سے ہوا تھا لہٰذا اُنہی کے آخری نکتے پر اِسے اختتام کے قریب لاتے ہیں ملاحظہ ہو۔

پھر اگر ہم تسلیم کرلیں کہ یہ آیت حضرت مُرتضیٰؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے تو زیادہ سے زیادہ دلالت اس بات پر ہوگی کہ حضرت مُرتضیٰؑ مُسلمانوں کو مدد دینے والے ہیں اور یہ بات حسب واقعہ ہے، کیونکہ خُدا تعالیٰ نے حضرت مُرتضیٰؑ کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ مواقع قتال میں توفیقِ عظیم عطا فرمائی تھی۔

Marfat.com

یہاں تک کہ اُن سے اُمورِ عجیبہ کا ظہور ہوا جیسا کہ بدر و اُحد میں آپ کا جنگ کرنا اور غزوَہ خندق میں عمرو بن عبدود کو قتل کرنا اور خیبر کا قلعہ فتح کرنا، اور اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں کہ آپ نے مسلمانوں کی امداد کی مگر اِس سے خلافت کہاں مفہوم ہوگئی۔

شاہ صاحب اب تک ابنِ تیمیہ وغیرہ کے افکار کے ساتھ ساتھ خود بھی کافی نکتہ آفرینیاں کرتے رہے ہیں لیکن بالآخر آپ کو دبی زبان سے یہ اِقرار کرنا ہی پڑا کہ اگر ہم اس آیت کو تسلیم بھی کرلیں تو اس سے خلافت کے معنی مفہوم نہیں ہوتے اور ولی کے معنی یہاں مددگار کے ہی ہو سکتے ہیں اور یہ درست بھی ہے کیونکہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوکر مُسلمانوں کی نُصرت و امداد فرمائی تھی۔

شاہ صاحب کے اس ''لا'' میں نعم کی پُوری شدّت موجود ہے کیونکہ آپ کا یہ فرمانا کہ اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ یہ آیت حضرت علیؑ کے حق میں ہے اور پھر ساتھ ہی اس تسلیم و رضا کا اس مرحلہ میں داخل ہو جانا کہ فی الواقع حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نے غزوَہ بدر و اُحد اور احزاب و خیبر میں بے مثال جرأت اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مُسلمانوں کی اِمداد و نُصرت فرمائی اور آپ سے امورِ عجیبہ کا ظہور ہوا، آپ کے حُسنِ تسلیم اور جذبہء رضا کی واضح ترین تصویر ہے۔

Marfat.com

بہر حال شاہ صاحب کے اس اقرار نما انکار اور انکار نما اقرار کی اگر وضاحت نہ بھی کی جائے تو صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ شاہ صاحب قبلہ دل سے تو اس آیت کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں تسلیم کرتے ہیں مگر محض تردید روافض کی وجہ سے آپ کو قلم کاری کے مُختلف نمونے دکھانے پڑے، ورنہ لفظ وَلی کے معنی مددگار بیان کرتے ہوئے آپ ہرگز یہ بیان نہ کرتے کہ بِلا شُبہ مَولا علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نے مُختلف غزوات میں مُسلمانوں کی نصرت وحمایت اور امداد واعانت فرمائی۔

اب جبکہ آخر پر شاہ صاحب نے خود ہی دبی زُبان سے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی ہے اور اس میں آپ کی ولایت کے معنی مُسلمانوں کی نُصرت وامداد کرنے والے کے ہیں اور اس کے معنی خلافت کے نہیں ہوسکتے تو پھر ہمیں خوامخواہ مزید بات بڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔

اگرچہ ہم آپ کی پُوری عبارت سے صرف یہی ایک ٹکڑا لیکر اپنا مطلب پورا کرسکتے تھے اور بتا سکتے تھے کہ شاہ صاحب کی پہلی تمام عبارات کی تکذیب وتغلیط صرف اِسی ایک ٹکڑے سے ہوسکتی ہے، لیکن ہماری مجبوریاں شائد آپ نہ جانتے ہوں، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ موجودہ دَور کے خوارج قبلہ شاہ صاحب کی اسی قسم کی تحریروں کا سہارا لیکر حضور تاجدارِ ہَل اتیٰ مولائے کائنات شیرِ خُدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی شانِ اقدس

Marfat.com

میں آنے والی تمام تر روایات کو واہی اور باطل ثابت کرنے میں یدِ طُولیٰ رکھتے ہیں۔

کاش ایسا نہ کرتے

بہرکیف! حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی فلسفیانہ انداز فکر میں ڈوبی ہوئی تحقیق اور اُلجھی ہوئی تحریروں نے عصرِ حاضر کے بے لگام خارجیوں کے لئے مَولائے کائنات سیّدنا حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شان میں گُستاخیاں کرنے کی نئی نئی راہیں کھول دی ہیں۔ حالانکہ اس وقت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تصوّر میں بھی یہ بات نہ ہوگی کہ کچھ لوگ اُن کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بڑے بڑے مطلب نکال لیں گے، کاش اُنہوں نے ابنِ تیمیہ اور امام رازی کی اِتباع کرنے کی بجائے تردیدِ روافض کا وہی طریقہ اپنایا ہوتا جو علمائے اہلِ سُنّت سلَف صالحین کا تھا۔

بہرکیف! شاہ صاحب کی متذکرہ پیچیدہ عبارتوں اور یک طرفہ اندازِ فکر سے جو نتائج برآمد ہوئے وہ اِنتہائی خوفناک ہیں جن کا پُورا تعارف مشکل کُشا جلد سوم میں آرہا ہے تاہم اِس کا نمونہ پیشِ خدمت ہے۔

علی راشد خلیفہ نہیں تھے

شاہ ولی اللہ مُحدّث دہلوی نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے متعدد ارشادات کی رو سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عثمانِ غنی کی شہادت کے

Marfat.com

بعد رشد خلافت کیا، خلافتِ خاصہ وعلیٰ منہاج النّبوت کا زمانہ ہی ختم ہوکر زمانہء شر شروع ہوگیا تھا۔ پھر جس سال حضرت معاویہ خلیفہ ہوئے اس سال کو اُمّت نے ''عام الجماعت'' کا نام دیا اور اس کے بعد سے پھر زمانِ خیر شروع ہوا اصحابِ نبی کے بارے میں قُرآن میں آیات موجود ہیں، علی کے بارے میں ایک آیت بھی نہیں،

﴿شمائل علی ۲۷۵﴾

شاہ ولی اللہ شاہ کی رائے

محدّث دہلوی ازالۃ الخفاء جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی نے وعدہ کیا کہ وہ حضرت عثمان شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا قصاص ضرور لیں گے، وہ قصاص لینے پر قادر تھے اور حضرت عثمان ذُوالنُّورین کے مظلومانہ قتل کا قصاص ضرور لے سکتے تھے مگر اُنہوں نے قصاص نہیں لیا بلکہ اس کے مانع ہوئے۔ حضرت مُرتضٰی نے خطائے اجتہادی سے کام لیا۔

حضرت علی کے مقاتلات بعد شہادت عثمان اپنی خلافت کی طلب و حصول تھیں نہ کہ باغراض اسلام۔

﴿شمائلِ علی ص ۳۰۱﴾

مولا کے معنے، علمائے دین کی ڈیوٹی، نمک حرامی کی سزا

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى

Marfat.com

وَنِعْمَ النَّصِیْر ،،

﴿ سورۃ انفال ﴾

ترجمہ، تولائی (یعنی مولا علی ، مولا علی چلاّنے والے مُشرکوں اور باغیوں) کو بتا دو کے مُسلمانوں کو مولا تو صرف اللہ ہے، وہ کیسا اچھّا مولا اور کتنا اچھّا مدد گار اور مشکل کشا ہے۔

نوٹ ،، ایک دینی عالم کو جب ہم مولانا کہتے ہیں تو اس کے معنی ہیں اے ہمارے غُلام کیونکہ ایک عالم دین سب مُسلمانوں کا غلام ہوتا ہے۔ اس پر ڈیوٹی لگا دی گئی ہے کہ وہ لوگوں کو علمِ دین کی تعلیم دیتا پھرے ورنہ اپنی نمک حرامی کی سزا بھگتنے کے لئے تیار رہے۔

﴿ شمائلِ علی ص ۱۰۲ ﴾

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ؟

شاہ صاحب اس زمانے میں ہوتے تو اپنی تحریروں کی یہ تشریحات دیکھ کر یقیناً کانپ اُٹھتے تاہم یہ اَمر غیر مشکوک ہے کہ اُنھوں نے ازالتہ الخفاء نامی کتاب کو شدید تعصّب سے کام لیتے ہوئے ترتیب دیا ہے اور رہی سہی کسر اس کتاب کے مترجم اور محشّی نے پُوری کر دی ہے۔

اگر آپ احتیاط کا دامن تھام کر رکھتے تو یقیناً اُن کے نام پر خوفناک کھیل نہ کھیلا جاتا، اور اگر آپ موقع محل کو نظر انداز کرتے ہوئے ولی اور مولا

Marfat.com

کے معنوں میں اِس قدر وُسعت نہ دیتے تو آج یہ صُورتِ حال نہ ہوتی کہ لفظ ولی اور مولا اللہ تعالیٰ کے لئے تو مددگار اور مُشکل کُشا کے معنوں میں ہے اور دُوسرے لوگوں پر اس کا اطلاق غُلام کے معنوں میں ہوتا ہے۔

یہ مسئلہ علمائے حقّہ اہلِ سُنّت و جماعت کے لئے بالعموم اور شاہ ولی اللہ صاحب کی حقیقی اور معنوی اولاد کے لئے بالخصوص توجہ کا مستحق اور لمحہ فکریہ ہے کیونکہ اندریں صورت مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بڑھ کر یہ بات مُعلّم و مقصودِ کائنات مولائے کُل فخرِ رُسُل تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچ جاتی ہے۔

قارئین کے لئے

عُلماء کی خدمت میں اس التماس کے بعد قارئین کی خدمت میں یہ عرض کرنا ہے کہ آپ بھی اپنے طور پر اپنے دائرہ تحقیق کو وسیع کرتے ہوئے اپنے ایمانوں کے ساتھ ساتھ دوسروں کے ایمانوں کو بھی خارجیوں کے زہر سے بچانے کی کوشش کریں۔

اس بحث کے ساتھ ہی یہ جلد اپنے اختتام کو پہنچ رہی ہے تیسری جلد کا آغاز انشاء اللہ العزیز ان آیات کی تفصیل و تشریح سے ہوگا جو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر زیرِ بحث آیت کی تائید میں نازل ہوئیں اور آپ نے وہ پڑھ کر صحابہ کرام کو سُنائیں اور اُن کی تفسیر اپنی زبان فیض

Marfat.com

ترجمان سے کرتے ہوئے فرمایا کہ علی تمہارا اُسی طرح مولا ہے جس طرح میں تُمہارا مولا ہوں اور اس امر کی بھی وضاحت ہوگی کہ حضور رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام جمیع مومنین کے کس طرح ولی اور مولا ہیں، تاہم یہاں زیبِ عُنوان آیتِ کریمہ کے پیشِ نظر کے طور پر چند نکات بیان کرنے کے بعد اس جلد کا خاتمہ کیا جاتا ہے۔

علی مومنوں کے مددگار ھیں

اسلام کے گذشتہ ادوار میں سوائے ابن تیمیہ اور اسکی ذریت کے چند معدودے لوگوں کے تمام تر علماء و فقہا اہلِ سُنت اس امر پر متفق ہیں کہ آیتِ کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شرکت محض مومنوں کے دوست اور ناصر و مددگار کے معنوں میں ہے اور یہ کہ اِس سے خلافتِ بلافصل کے معنی مفہوم نہیں ہوتے۔

ہماری تحقیق کے مطابق علمائے وہابیہ اور دیابنہ نے بھی اپنی تفسیروں میں زیرِ آیت یہی معنے بیان کیے ہیں مگر افسوس اور ہزار افسوس اِس پر ہے کہ یہ لوگ اِس قرار واقعی حقیقت کے مُقر ہونے کے اور حضرت علیؑ کو ولی کے معنوں میں دوست اور مددگار ماننے کے باوجود نہ تو ان کو دوست تسلیم کرتے ہیں اور نہ مددگار۔

Marfat.com

اگر مدد گار ہیں

ہم پُوچھتے ہیں کہ اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مومنوں کے مدد گار ہیں اور بقول تُمہارے بھی قُرآنِ مجید کی نصِ صریح اِس پر شاہد عدل ہے تو آپ لوگ اس امر کی مخالفت میں کیوں اپنے آپ کو ہلکان کر رہے ہیں۔

کیا آپ اِس آیت کے مفہوم کو صرف صحابہ کرامؓ کے دور تک ہی محصُور و مقید کر دینا چاہتے ہیں جبکہ قُرآنِ مجید میں اِس اَمر کی ہرگز وضاحت موجود نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم صرف ان چند سالوں کے لئے مومنوں کے دوست اور ناصر و مددگار ہیں۔

اب جبکہ آیتِ کریمہ کے کسی ایک لفظ میں بھی کسی خاص زمانہ کے لئے نُصرت و امداد اور دوستی کو حصر نہیں کیا گیا تو آپ اغثنی یارسُول اللہ اور یا علی مدد جیسے جملوں کو ادا کرنے کی بجائے انہیں شرک میں کیوں داخل کرتے ہیں اِس صُورتِ حال پر بھی غور کریں اور یہ بھی دیکھیں کہ کہیں آپ ایسا کرنے سے اِس آیتِ کریمہ کے مخاطبین یعنی مومنین کے زُمرہ سے ہی نہ نکل جائیں کیونکہ یہ فرمانِ خُداوندی مومنوں کے ساتھ دوستی اور مومنوں ہی کی نُصرت و امداد سے مشروط ہے۔

Marfat.com

حق یہ ہے

حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ، مومنوں کے حقیقی مددگار اور دوست ہیں جبکہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجاز اًبالاصالت ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مجازاً بالنیابت ہیں اور یہ امداد اور دوستی کسی خاص زمانہ کے لئے محدود ومقید نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اور اِس امداد اور دوستی کا انکار کر دینا خود کو زمرۂ مومنین میں شمار نہ کرنے کے مترادف ہے۔

تمت بالخیر

الحمد للّٰہ علی ذالک والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول خیرِ خلقہٖ ونُورِ عرشہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین.

Marfat.com

مشکل کُشا جلد سوم کی جھلکیاں

(۱) حدیث غدیر تحقیق کے آئینے میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو انہی معنوں میں مومنوں کا مولا فرمایا ہے جن معنوں میں آپ مومنوں کے مولا ہیں اِس اَمر کی شہادت متعدد قرآنی آیات سے پیش کی گئی ہے۔

(۲) آیتِ تطہیر پر عصر حاضر کے خوارج کے اعتراضات کا تفصیلی محاکمہ اور اُس آیت کریمہ کے ذیل میں آنے والے وجدانی لطائف مُحبانِ اہلِ بیت کے دِلوں کی ٹھنڈک کے لئے مضبوط اور ٹھوس دلائل۔

(۳) دُنیا میں صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی ایک ایسی ہستی ہیں جنہیں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہونے کا شرف حاصل ہے قرآن و حدیث کے متعدد حوالہ جات سے مُزیّن اور خوبصورت بحث،

عصرِ حاضر میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھائی چارہ قائم کرنے والوں پر ضربِ شدید فرمانِ علی کے مطابق حضور کے بھائی بننے والے پاگل ہیں۔

(۴) مولائے کائنات کی شان میں آنے والی متعدّد قرآنی آیات کا حسین وجمیل اور فرحت بار گُلدستہ جس کی ہر آیت کی شان نزول معتبر

Marfat.com

کتابوں سے پیش کی گئی ہے۔

(۵)عصرِ حاضر کے خارجیوں کی ناپاک جسارتوں کے نمونے "آگ ہی آگ" اور اُس کا محاسبہ علاوہ ازیں محبت و عقیدت کے سینکڑوں خوش نما پھول جو بارگاہ حیدرِ کرار میں پیش کیے گئے ہیں اور یہ پھول وہ ہیں جو کبھی نہیں مُرجھائیں گے کیونکہ اُنہیں گلستانِ قُرآنِ عظیم اور چمنستانِ حدیث رسول سے چُنا گیا ہے۔

بہر کیف ! کتاب مشکل کشا جلد سوم بھی پہلی دو جلدوں کی طرح محبانِ حیدر کرار کے لئے یقیناً یقیناً ایک نعمتِ غیر مترقبہ ثابت ہوگی۔

قارئین کی دُعائیں شاملِ حال رہیں تو انشاء اللہ العزیز جلد ہی تیسری جلد زیورِ طبع سے آراستہ ہو جائے گی۔

وما توفیقی الا باللہِ العظیم

صائم چشتی

Marfat.com

اہلِ تصوف حضرات کے لئے ایک نادرونایاب تحفہ

شیخ الاکبر محی الدین ابن العربیؒ کی مشہور زمانہ تصنیف

فتوحاتِ مکیہ

اُردو ترجمہ

حضرت علامہ صائم چشتیؒ

چشتی کُتب خانہ

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد فون 2646756

موبائل 0321.4926515

Marfat.com

سینکڑوں حوالوں سے مزیّن والدِ حیدرِ کرّار
جناب حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان پر
ایمان افروز کتاب

ایمانِ ابی طالب

حضرت علامہ صائم چشتی رح

چشتی کتب خانہ
ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد فون 2646756
موبائل 0321.4926515

Marfat.com

Marfat.com

ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر کی تصانیف، ترجمہ، شرح و تخریج کی ہوئی کتب

صحیح مسلم شریف

امام ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری

فتوحات جہانگیری فی صحیح بخاری

جمال السنة

احادیث و آثار کا مستند اور قدیم مجموعہ

سنن دارمی

محدث امام دارمی

احادیث نبویہ آثار صحابہ اقوال تابعین اور آراء امام مالک

الموطا

امام مالک

امام دار الہجرة

امام ابو عبداللہ مالک بن انس بن مالک المدنی

درود پاک پڑھنے والوں کی ایمانی فراست علمی بصیرت اور ذوق و شوق محبت میں اضافے کیلئے ایک شیریں نعمت۔

معارف درود و سلام

ابن قیم الجوزیہ

مختصر القدوری

امام ابوالحسن احمد بن محمد بن جعفر بغدادی

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر
40۔ اردو بازار لاہور
فون:
042 7246006

Marfat.com